آئین قیصری

جسمیں

حضرت علیا ملکہ معظمہ وکٹوریا قیصر ہند کے
عہد سلطنت میں ہندوستان کے درمیان جو
انتظامات ہوئے اور ترقیاں ہوئیں انکا بیان لکھا ہے

مولفہ

خان بہادر شمس العلماء محمد ذکاء اللہ

شمس المطابع دہلی میں باہتمام منشی محمد عطاء اللہ صاحب مطبوع ہوئی

اشتہار

ہندوستانی فرمانروایان ہند اور انکے وزرا و امرا اور ارکین سلطنت اور انکی مملکت کی کارپردازی اور عہدہ داروں اور روسارہند اور خیرخواہان برٹش گورنمنٹ کے لیئے یہہ مژدہ خرد افزا ہے کہ خان بہادر شمس العلماء محمد ذکاء اللہ نے ایسی کتابین تالیف کی ہین جیسی شہنشاہ اکبر اعظم کے عہد سلطنت کی اکبر نامہ آئین اکبری۔ ابوالفضل نے تصنیف کی تہین۔ ان کتابون سے اہل ہند کو معلوم ہوگا کہ انکی ملکہ معظمہ قیصر ہند کیونکر فرمانروائی۔ عدل گستری رعایا پروری کرتی تھیں اور انکے عہد ہمایون مین ہندوستان کے لیئے انتظامات و ترقیوں کے کیا کیا ساز و سامان ہوئے۔ جنکی نظیر کہین تواریخ ہند مین نہیں ملتی۔ ان کتابونکی تفصیل نیچے لکھی جاتی ہے

سوانح عمری

حضرت علیا ملکہ معظمہ ملکی صفات قیصر ہند وکٹوریا و عالیجناب پرنس کون سورٹ ایلبرٹ نیک نہاد۔

اس کتاب مین روز ولادت سے یوم وفات تک وہ حالات و سانحات ملکہ معظمہ کی زندگی کے لکھے ہین جو انکی شہنشاہی اور فرمانروائی سے چندان سروکار نہین رکھتے جنکی تفصیل یہہ ہی نسب۔ ولادت۔ بچپنا۔ تعلیم و تربیت۔ کم عمری کی حکایات صالح۔ جودت طبع و ذکاوت کی باتین و تفریح طبع کے لیئے کھیل و تماشے۔ شاہزادہ ایلبرٹ کی خاص ذات والا صفات کے حالات کا بھی بیان اسی ترکیب سے۔ ملکہ معظمہ کی تخت نشینی و تاج پوشی۔ انکا بیاہ۔ دونو زن و شوہر کا ایک جان دو قالب ہونا۔ خانگی انتظامات دونو کی ساتھ سیر و سیاحت۔ کل اولاد کی ولادت۔ ہر بچہ کی تعلیم و تربیت۔ اسکی شوخیون و کھیل کود کی دلچسپ حکایات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

آئین قیصری

پہلے اس سے کہ مین دانشمندان والاخرد روشن ضمیران بلند خیال کی تصنیفات سے انڈیا کی ترقیات اور انتظامات کے مضامین التقاط کرکے لکھون جنکے سمجھنے کے لیے دماغ چاہیے مین نے جو خود اپنی آنکھون سے ہندوستان کی ترقی دیکھی ہے وہ بیان کرتا ہون وہ ایسی چھوٹی چھوٹی باتین ہین کہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے اور اپنی آنکھون سے دیکھ سکتا ہے۔

میری لڑکپن کے زمانہ مین حلال خور دیاسلائیان اسطرح بناکر گلی گلی کوچہ کوچہ مین بیچتے پھرتے تھے کہ چیڑ کی لکڑی کو چیر کر پتلی پتلی تیلیان بناتے اور ان کے سرون پر گندھک لگاتے۔ اُنکے مٹھے لوگ خرید کرکے اپنے گھر مین رکھ لیتے اور انکو آگ سے روشن کرکے گھرون مین چراغون کو روشن کرتے۔ اب ان دیاسلائیون کا کہین پتا نہین رہا۔ انکی جگہہ اور دیاسلائیون کے بکس پیسے کے دو دو تین تین بکتے ہین جنمین اتنی دیاسلائیان ہوتی ہین کہ وہ پہلی دیاسلائیون سے سستی پڑتی ہین اور روشن ہونے مین آگ کی محتاج نہین بلکہ صرف ایک رگڑے سے روشن ہو جاتی ہین۔ جو علم طبیعات کے اس اصول کو روشن کرکے دکھاتی ہین کہ رگڑ سے حرارت اور روشنی پیدا ہوتی ہے اگر کوئی شخص ہندوستان کی وحشی قومون مین جاکر اس دیاسلائی کو روشن کرے تو وہ اس کے معجزہ اور کرامات کے قائل ہو کر پرستش کرنے لگین۔ اگرچہ ابھی تک پیتل کے فتیل سوزون اور شمعدانون اور کاٹھ کے دیوٹ چیکٹ بھرے اور چراغدان چلے جاتے ہین .... جنکے اوپر مٹی کے چراغ رکھے جاتے ہین اور کڑوا تیل ڈالکر روئی کی بتیان ڈالی جاتی ہین اور دیاسلائیون سے روشن کی جاتے ہین۔ بتی کے بجھنے سے چراند کی بو ایسی آتی ہے کہ دماغ پریشان ہوتا ہے۔ اب

انکی جگہ ٹین کی ڈبیون اور لیمپون کا رواج ہوتا جاتا ہے جنمین مٹی کا تیل جلتا ہے جسکی روشنی بڑی
صاف ہوتی ہے۔ اگرچہ تیل کی بو ناگوار ہوتی ہے۔ ان ڈبیون کو جہان روشنی کی ضرورت ہوا ٹھا کر
لیجاؤ ہاتھ چکنا نہین ہوتا جیسا کہ چراغون کے لیجانے مین ہوتا ہے۔ پہلے زمانہ مین جو جھاڑ فانوس
مردنگین دیوارگیریان وگلاس وروشنی کے شیشہ آلات بڑے بڑے آدمیون کے مکانون مین دیکھنے مین آتے
تھے اب متوسط درجہ کے آدمیون کے گھرون مین وہ آویزان ہوتے ہین۔ شادی بیاہ ہونگی
تقریبات مین۔ مکانات مین جھاڑون فانوسون مردنگون گلاسون کی وہ روشنی ہوتی ہے جو پہلے
کسی بڑے بادشاہ کے محلون مین بھی نہین ہوتی ہوگی۔ پھر بڑے بڑے شہرون اور ریلون کے
سٹیشنون پر گیاسون اور بجلی کی جو روشنیان ہوتی ہین وہ ایک طلسم کا عالم دکھاتی ہین جو بوستان خیال کے
مصنف کے خیال مین بھی نہین گذرین کہ اس سے وہ کسی طلسم کو منور کرتا۔ بعض ممتول شوقین اپنے گھرون
مین بجلی کی روشنی کرتے ہین جسکے سبب سے رات کا دن ہو جاتا ہے اگر ایک جھاڑ مین بجلی کی روشنی کی جائے تو
بہت جھاڑون کی روشنی کے برابر ہوگی جنمین چربی کی بتیان جلتی ہین اس روشنی کے آگے
شمع کافوری وموم کی شمع کی روشنیان ماند ہین۔ روشنی کے سامان مین ایسی ترقی
ہے کہ اس کے آگے پہلا سامان روشنی ایسا ہے جیسا پٹ بیجنا سورج کے آگے۔
پہلے غربا مٹی کی ہانڈیون مین کھانا پکاتے تھے اور مٹی کی رکابیون اور پیالون مین کھانا کھاتے تھے
مگر اب انکی جگہ پیتل اور تانبے کی پتیلیون مین کھانا پکاتے ہین اور تانبے کی رکابیون اور
پیالون اور پیتل کی تھالیون مین کھاتے ہین۔ بڑے بڑے امیرون کے گھرون مین غوریان
اور چینی کے برتن ہوتے تھے جو نہایت عمدہ ہوتے تھے اب سب گھرون مین چینی کے اور
تمام چینی کے برتنون کا ڈھیر ہے طرح طرح کی رکابیان پیالے وتابین غوریان صدہا قسم کے
برتن روزمرہ استعمال مین آتے ہین۔ سرپوش لوہے کے جالی دار بڑے خوبصورت کام مین آتے ہین
پہلے جو دعوتین اور ضیافتین ہوتی تھین تو کھانا مٹی کے برتنون مین مہمانون کے آگے چنا
جاتا تھا اب انکی بجائے چینی کے برتنون مین کھانا چنا جاتا ہے پہلے بڑے امیرون کو
بھی یہہ بات میسر نہ تھی۔ تورہ بندیون مین کھانا لاکھی مٹی کے برتنون مین لگا کے تقسیم ہوتا
تھا۔ اب انکی بجائے چینی کے برتنون مین کھانا تقسیم ہوتا ہے اور کھانے کے ساتھ

[illegible]

برتن بھی دیدنی ہیں جانتے ہیں یہہ بات کبھی پہلے سننے مین بھی نہین آئی ہندوستان کے اور بعض اور ملکون کے اعلےٰ درجہ کی برتنون کی دکانین بڑے بڑے شہرون مین موجود ہین غرض کھانے کے برتنون مین بڑی ترقی ہوئی ہے۔ پکانے کے برتن بدستور ہین۔ اب چینی مین چاء کی گلکار پیالیان اور شیر دان اور چاء دان لگ کے متوسط درجہ کے آدمیون کے سامنے آتے ہین وہ کبھی پہلے امیرون کے سامنے نہین آتے تھے۔ غرض چینی کے برتن جنکی انواع اور خوبصورتی کا بیان ہو نہین سکتا صاحب مقدور مسلمانون کے استعمال مین آتے ہین مگر ہندوؤن کو چینی کے برتنونکی استعمال سے پرہیز چلا جاتا ہے۔ اگرچہ ہندو مسلمانون کے خورونوش مین مذہب کے سبب سے کوئی بڑی ترقی نہین ہوتی ہے مگر پھر بھی اس مین ترقی ہونی شروع ہو گئی ہے شاید آیندہ زیادہ ترقی ہو۔ پہلے گائے بکری بھیڑ کا گوشت کھانے مین آتا تھا اب اس کی جگہہ صاحب مقدور دانہ خوری کا گوشت کھاتے ہین۔ پہلے بھٹیارے اوجھڑی پکاتے اور غریبون کا یہی سالن تھا اب یہہ اوجھڑی کوئی بھٹیارا نہین پکاتا۔ اوجھڑی بڑی نجس چیز ہے۔ پہلے چمار کنجر و کھٹیک وغیرہ مردار جانورون کے گوشت کھاتے تھے اب یہہ مردار خوری کم ہو گئی ہے۔ پہلے چمارون کو بکری کے گوشت کا مزہ چکھنا نصیب نہین ہوتا تھا اب ان مین جو لوٹ بناتے ہین بکری کے گوشت کے سوا اور گوشت نہین کھاتے۔

پہلے نان بائی خمیری روٹیان اور شیرمالین اور کلچے بیچتے تھے اب اسپر انگریزی شیرمال اور ڈبل روٹی اور بسکٹون کا اور اضافہ ہو گیا۔ بسکٹون اور ڈبل روٹی پکانے کی کلون کے کارخانے جاری ہین جس سے یہہ روٹیان اور بسکٹ طرح طرح کے پک کر ہزارون روپے کے فروخت ہوتے ہین ایک پیشہ ہی نیا ڈبل روٹی اور بسکٹ بنانے کا ہو گیا ہے سینکڑون آدمی سر پر ٹوکرون مین رکھے گلی گلی کوچہ کوچہ بیچتے پھرتے ہین۔ چاء کے ساتھ ڈبل روٹی کے ٹوسٹ بہت کھائے جاتے ہین۔ بیمارون کی غذا پہلے یخنی مونگ کا پانی اور آش جو تھی اب مونگ کا پانی اور آش جو کا استعمال بہت کم ہو گیا ہے ابھی یخنی باقی ہے سو وہ بھی پہلی طرح نہین بنائی جاتی انگریزی طرح بنائی جاتی ہے اب مریضون کی غذا ساگو دانہ و گوشت کا ست اور بعض اور چیزین جو پہلے کبھی استعمال مین نہین آتی تھین کام مین آتی ہین۔ پہلے لوگ پیٹ کے خلل کے علاج کے لیے چورن و کالا نمک و سکنجبین گھرون مین رکھتے تھے۔ اب انکی جگہہ پیپرمنٹ کی شیشیان اور

بعض اور انگریزی چیزین رکہتے ہین - کہانا نہ ہضم ہونے کی حالت مین سوڈا واٹر پینے کا بڑا رواج ہوگیا ہے - پہلے تفریح طبع اور تسکین تشنگی کے لیئے آب شورہ پیتے تھے اب اسکی جگہہ لیمونا مٹ کی بوتل پی جاتی ہے - سوڈا واٹر و لیمونا مٹ بنانے کی کلین بڑے بڑے شہرون مین بہت جاری ہین پہلے امرا شورے مین یا آسمانی برف مین پانی کی بوتلین لگا کے پانی کو ٹھنڈا کیا کرتے تھے اور جاڑے کے موسم مین برف کی قفلیان جمائی جاتی تھین اب یہہ حال ہے کہ بارہ مہینے کلون مین برف جمائی جاتی ہے جس مین یہہ کرامت دیکھنے مین آتی ہے کہ پانی کو آگ برف بناتی ہے یہہ برف ایسی ارزان بکتی ہے کہ غریب آدمی بھی گرمی کے موسم مین برف سے پانی ٹھنڈا کرکے پی لیتے ہین - سب موسمون مین برف کی قفلیان اور کوزے یکسان فروخت ہوتے - گرمی کے موسم مین بڑی تکلف سے بادشاہون کے لیئے پہاڑون پر سے ڈاک مین برف آتی تھی اب یہہ حال ہے کہ غریب آدمی برف کے مزے اڑاتے ہین - دنیا کی بڑی نعمتون مین سے آب سرد ہے سو اس انگریزی عملداری کے سبب سے سب اونے اعلے کو بڑے شہرون مین وہ میسر ہے - مین اپنے لڑکپن مین بازارون مین جو میوے اور ترکاریان اور پہل پہلواری بکتے دیکہتا تھا اب ان مین ایسا اضافہ دیکہتا ہون کہ مجھے حیرت ہوتی ہے طرح طرح کے میوے ہر شہر مین دور دور کے اور شہرون سے ریلون مین آتے ہین اور بکتے ہین - دہلی مین گرمی کے موسم مین رنگترے کا نام نہین ہوتا تھا اب بٹول اور سلہٹ کے میٹھے رنگترے بکتے ہین - ہر قسم کا میوہ جس شہر کا مشہور ہوتا ہے وہ ہر شہر مین فروخت ہوتا ہے - کہانے کی بھی طرز بدلی مسلمان میز کرسی لگا کے کہانا کہاتے ہین - قدیمی سیلے دسترخوانون پر نہین کہاتے نہ انگلیون کو کہانے سے سانتے ہین نہ انکو چاٹتے ہین چہری کانٹے سے کہاتے ہین کہانے کے طریقے مین نفاست داخل ہوتی جاتی ہے بعض مسلمان تو بالکل انگریزی کہانے انگریزون کی طرح کہاتے ہین شراب و سور کے گوشت سے پرہیز کرتے ہین مگر بعض تو شراب کو شیر مادر سمجھتے ہین جو انکے حق مین زہر مار ہوتی - ہندؤن مین اس خورونوش مین بہت ترقی نہین ہوئی ہے -

پہلے ہمارے کپڑے سینے کی اور ناز سوئے اور کچی پکی سوئیان تہین جنکو یہان کے سوئی بنانے والے بناتے تھے مگر جب سے کہ انگلستان کی سوئیان ہندوستان مین آئین تو انہون نے یہان کی سوئیون کا رواج مٹا دیا انگلستان مین ایک سوئی کے بنانے مین چھتیس کاریگرون کی

ہاتھ لگتے ہین وہ بڑی، صاف وعمدہ اپنے کام مین سچی ہوتی ہین وہ سینے مین بہت کم ٹوٹتی ہین۔ غرض انگلستانی دیاسلائیو اور سوئیو ن نے ہندوستانی دیاسلائیون اور سوئیون کا نام ونشان باقی نہین رکھا ایک گنوار نے کہا تھا کہ بلیے انگریزی راج جسنے نہ گھر مین دیاسلائی چھوڑی نہ سوئی پوشاک کی ایسی ترقی ہوئی کہ اب کی اور پہلی پوشاک مین زمین آسمان کا فرق ہوگیا ہے۔ جو پہلے متوسط درجے کے آدمی لباس پہنتے تھے وہ اب ادنے درجہ کے آدمی پہنتے ہین اور امرا پہلے جو لباس پہنتے تھے وہ متوسط درجے کے آدمی پہنتے ہین لوگ جو اچھے جوڑے تہوارون اور شادی بیاہون مین پہنتے تھے ویسے جوڑے اب روزمرہ پہننے لگے ہین۔ صدہا قسم کے کپڑے ایسے پاکیزہ ونفیس یہان آگئے ہین جو امراکو بھی پہلے میسر نہین ہوتے تھے۔ گنوارون کے کپڑون مین پہلے کی نسبت بہت ترقی ہوگئی ہے۔ گاڑھے گزی کی جگہ وہ بھی لنک لاٹ نین سکھ وململ پہننے لگے ہین پہلے تافتہ وبافتہ ومینو وسینو وگیلم وملتانی اور فرخ آبادی ومدراسی چھینٹین عمدہ کپڑے گنے جاتے تھے مگر اب انگریزی کپڑون نے اپنی نفاست اور ارزانی کے سبب سے انکا نام ونشان نہین باقی رکھا۔ اب تھوڑے آدمی زندہ ہونگے جنہون نے ان کپڑون کو دیکھا بھی ہوگا۔ اب ایسے کپڑے یہان کم مستعمل ہوتے ہین اور جو مستعمل بھی ہوتے ہین وہ انگریزی سوت کے بنے ہوئے ہوتے ہین۔ تھوڑے سے اونی کپڑے طوس ودسّے وکنبل وغیرہ باقی ہین جو مستعمل ہین یا کمخواب وزربفت وگلبدن ومشروع کپڑے مین بڑی ترقی ہوئی اسکی ارزانی اور خوبی نے پرانے کپڑون کا نام تک بھلا دیا۔

انسان کا آرام عادت پر موقوف ہے جسطرح کے مکان مین رہنے لگے اسی مین آسائش پانے لگتا ہے مگر پھر بھی مکان کی صورت وشکل مین آسائش وآرام کو دخل ہے اب مکانات کی وضع مین ترقی ہوتی جاتی ہے جو نئے مکانات بنتے ہین وہ مجنس ہوتے ہین ان مین کچھ ہندوستانی کچھ انگریزی وضع ہوتی ہے ان مین ہوادار کمرے بنائے جاتے ہین صحن وسیع رکھے جاتے ہین ان مین چمن بنائے جاتے ہین پہلے کی نسبت خوشنما ہوتے ہین مگر ایسے مضبوط نہین ہوتے جیسے پہلے مکان ہوتے تھے ——— نئے مکانون مین حسانت ہوتی ہے حصانت نہین ہوتی لگ پہلے وحشت سے نہین لگاتے تھے جنسے مکانات لوہا لاٹھ ہوتے تھے مگر کاٹھ جب سے جنگلات کی حفاظت کا سررشتہ جاری

ہوا ہے آسانی سے ایسا ہی میت ہو سکتا ہے جیسا کہ شاہجہانی عمارتون مین لگا ہوا ہے۔
مکانات کی قطع وضع کے ساتھ انکے فرنیچر کی بھی طرح بدلتی جاتی تھی وہ بالکل انگریزی فرنیچر
سے آراستہ کیے جاتے ہین میز کرسیاں کوچین ایزی چیر بچھائی جاتی ہین۔ زمین پر بیٹھنے کی
عادت چھوٹتی جاتی ہے کرسی نشین ہوتے جاتے ہین گو جاہ و منصب مین پہلے کرسی نشینون
کے برابر نہین ہوتے۔ صدہا مسلمان ہین جنکی زمین پر بیٹھنے کی عادت چھوٹ گئی ہے چھری
کانٹے بغیر انسے کھایا نہین جاتا۔
۱۸۵۸ء سے ۱۸۶۹ء تک گیارہ برس مین اضلاع بلندشہر اور مرادآباد مین ڈپٹی انسپکٹر
مدارس رہا ہون اور کولھو کے بیل کی طرح اتنے میل پھرا ہون کہ کرۂ زمین کے محیط پر جاکر لگا آتا
جون ۱۸۵۸ء سے ضلع بلندشہر کے دیہات مین مین نے دورہ شروع کیا تو دیکھا کہ دیہات مین
رواج نہین کہ ایندھن اور مٹی کے برتن اور گھاس کی قیمت دی جائے زمیندار چمارون سے گھاس اور
کمہارون سے برتن اور اورون سے ایندھن زبردستی دلادیتا ہے مین شہری آدمی یہہ دیکھ کر متعجب ہوا
جب مین ان چیزون کے دام دینے لگا تو زمیندارون نے کہا کہ ہمارے گاؤن کی رسم نہ بگاڑیے۔
دیانتدار ملازم سرکار کو ان تینون چیزون کو اپنے ساتھ لے جانا چاہیے نہین مفت یہہ مال حرام
لینا پڑیگا۔ مگر پانچ چار سال بعد جب مین یہہ قیمت دیتا تھا تو بڑی شکرگزاری سے وہ لے لیتے تھے
اور انکو یہہ گوارا نہین ہوتا تھا کہ یہہ چیزین مفت انسے لی جائین۔ مین نے دیکھا کہ کوئی ناسپاٹک مہمان
گاؤن مین ملازمین سرکار سے زیادہ نہین ہوتا تھا زمیندارون کو کبھی گوارا نہین ہوتا کہ کوئی اہلکار
انکے گاؤن مین آکے بار ہے لیکن چند سال مین مین نے قدیمی زمیندارون کو دیکھا کہ وہ سرکاری
اہلکارون کی مہمانی مین آنا کانی دینے لگے۔ نئے زمیندارون نے تو اس مہمانی کے جھگڑے
ہی کو اپنے ذمے لازمی نہین جانا۔ مین نے پولس کے انسپکٹرون کو دیکھا کہ زمیندارون نے
انکی مہمانی سے بے اعتنائی کی کہ مجبوری انکو چوپال مین اپنی گرہ سے کھانا پکوانا پڑا۔ گاؤن خرچ مین
اہلکارون کے لیے گاؤن مین جو کچھ خرچ ہوتا ہے وہ خیرات کے صیغہ مین داخل کیا جاتا تھا اور ہر
سررشتہ کے اہلکارون کے خرچ کی مدین جدا جدا تھین کسی کا نام کوڑی کسی کا نام جنداجی اور علے ہذا القیاس تھا
غرض اب زمیندارون و کاشتکارون کا کوئی اپنا مطلب اہلکارون سے نکلتا ہے تو گاؤن مین

انکی کچھ آؤ بھگت کرتے یا نہین وقت پر ٹل جاتے ہین - ایک ٹھاکر کو ایک انسپکٹر نے دھمکایا کہ تمہارے اس جرم کی سزا کا بیان اسی جگہہ تعزیرات ہند مین لکھا ہے تو اسنے کہا کہ ہم نے بیٹے اٹاؤن کی زبانی ڈنڈ منگرہ (ہندی ترجمہ تعزیرات ہند) مین سنا ہے کہ جہان ہماری سزا کے لئے ایک جگہہ لکھا ہے وہان تمہاری سزا کے لیئے دس جگہہ لکھا ہے - غرض اہلکارون کے جن ظلمون کے متحمل پہلے دہاتی ہوتے تھے انہین مین نے دیکھا کہ ہر سال مین کمی آتی جاتی تھی - دہاتی اپنے حقوق کو روز بروز زیادہ سمجھتے جاتے ہین - اہلکار انکی زد و کوب نہین کر سکتے مین نے ۱۸۵۵ء مین دیکھا کہ چوپالون پر بڑی نکبت برستی تھی اکثر پھوس کے چھپر انپر پڑے ہوئے ہوتے - پھر چند سال مین دیکھا کہ ان چوپالون مین شیشم کی لکڑی کے خوبصورت سہ درے اور اوپر کچی چھتین بنی ہوئی ہین بڑے کشادہ دالان اور انکے آگے پھوس کا سائبان اور بڑا صحن وسیع ہر سال مین دیکھتا تھا کہ کچی مٹی کے مکانون کی بجائے خشتی گلی مکانون کی تعداد زیادہ ہوتی تھی جو انکے مرفہ حالی پر دلالت کرتی تھی اول مینے دیکھا کہ بڑے بڑے گاؤن مین ایک روپیہ کے پیسے کسی بنیئے کی دکان سے نہین ملتے تھے چند سال بعد ایک روپے کے کیا کئی روپے کے پیسے بنیون کی دوکانون سے ملنے لگے - پہلے مین مدرسون کا امتحان مانچون یا چارپائیون پر بیٹھ کر لیتا تھا پھر چند سال بعد کوئی مدرسہ ایسا نہ تھا کہ جہان میرے بیٹھنے کے لیئے کرسی نہ بچھائی جاتی ہو اسی پر بیٹھ کر مین امتحان لیتا تھا پہلے مین مدرسے کے لڑکون کے کپڑے ایسے دیکھتا تھا جیسے کہ گنوارون کے موٹے جھوٹے ہوتے ہین مگر چند سال بعد دیکھا کہ امتحان کے دن لڑکے ایسے کپڑے بدلکر آتے تھے کہ یہہ معلوم ہوتا کہ وہ شہر کے لڑکے ہین - صاحب انسپکٹر جو بہت سے مدارس کے لڑکون کو ایک جگہہ جمع کرکے امتحان لیتے تھے تو لڑکون کے لباسون سے یہ نہین معلوم ہوتا تھا کہ دہات کے لڑکے ہین وہ بالکل شہری لڑکے معلوم ہوتے تھے - غرض وہ بتلاتے تھے کہ صورت شکل لباس و گفتگو مین تعلیم نے ایک طرح کی شائستگی پیدا کر دی ہے - ان کے چہرون سے گنوارپن بالکل دور ہو گیا ہے - غرض سب طرح سے دہات مین مجھے ترقی نظر آتی تھی - اس ضلع کے مہتمم بندوبست فری لانگ صاحب ولو صاحب وکری صاحب تھے انہون نے بندوبست بھی ایسا نرم کیا تھا کہ ضلع کے زمیندار اور کاشتکار مالامال و نہال ہو گئے - دہات مین ابتدائی تعلیم سے اخلاق مین بڑی ترقی ہوتی ہے جرائم کو گھٹاتی ہے صفائی کو بڑھاتی ہے

اور اور طرح کی جسمانی و اخلاقی ترقی کرتی ہے مجھے ان دہات مین کہ مدارس تھے اور جن دہات مین مدرسے نہ تھے بڑا فرق معلوم ہوتا تھا - میرا یہہ تھوڑا دہات کی ترقی کا مشاہدہ تھا جو مین نے اول بیان کر دیا - اب آگے جو ترقی کے کامون کے بڑے مبصر ہین انکا بیان آئیگا -

فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلطنت انگلشیہ کے انتظامات و ضوابط و ترقیات بعہد ملکہ معظمہ قیصر ہند

ملکہ معظمہ کی سلطنت کی وسعت تمام دنیا مین

ملکہ معظمہ قیصر ہند کی سلطنت کی عمر ۲۰ جون ۱۸۳۷ء سے ۲۲ جنوری ۱۹۰۱ء تک تریسٹھ سال سات مہینے دو دن کی ہوئی اول اس درازی سلطنت کو دیکھیے جسمین بچے ادھیڑ عمر کے ہو گئے پھر اس کی ترقیون و تبدیلیون کو ملاحظہ کیجے کہ وہ کیسی سرعت کے ساتھ جلد جلد ہوئی ہین اور انکے مقتدر اثر کیسے وسیع دیرپا اور مستقل ہوئے ہین کہ دنیا کی تاریخ مین اسکی کوئی نظیر نہین اب مین علے العموم ہر قسم کی ترقی و تبدیلی کو اور خاص کر اپنے ملک کے انتظامات و ضوابط کو پہلے انتظامات و ضوابط سے مقابلہ کر کے ثابت کرتا ہون کہ ہندوستان مین ہمارے لیئے سلطنت انگلشیہ کیسی نعمت و برکت خداداد ہے کہ جسکے بقا و دوام کے لیئے ہمکو ہمیشہ دعا مانگنی چاہیئے -

باب اول

برٹش ایمپائر (سلطنت انگلشیہ) کا نشوونما بلحاظ وسعت ممالک

مجھے اپنی کم استطاعتی پر افسوس ہے کہ مین نقشون سے آئینہ کی طرح نہین دکھا سکا کہ ملکہ معظمہ کی ابتداء و انتہاء کے سلطنت مین کہان کہان انکی فرمان روائی تھی -

جسوقت ملکہ معظمہ اورنگ آرا ہوئی ہین تو یونائٹڈ کنگڈم سے باہر سلطنت انگلشیہ کا کل رقبہ تقریباً ۳۵۰۰۰۰۰ مربع میل تھا جسکی آبادی کا تخمینہ ۹۶۰۰۰۰۰۰ آدمیون کا تھا جو اب بڑھ کر ۱۱۶۰۰۰۰۰۰ آدمیون کا ہوگیا ہے۔ ملکہ معظمہ کی وفات کے وقت مصر و سوڈان کو خارج کر کے رقبہ کا تخمینہ ۱۱۱۳۱۰۰ مربع میل ہے جسکی آبادی کا تخمینہ ۴۲۰۰۰۰۰۰۰ آدمیون کا ہے یہہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ملکہ معظمہ کے عہد میں سلطنت انگلشیہ میں جو ملکی اضافہ ہوا ہے وہ زیادہ تر افریقہ اور ہندوستان میں ہوا ہے نئے ملکون کے سبب سے جو چالیس لاکھ مربع میل کا اضافہ ہوا ہے اس میں تیس لاکھ مربع میل افریقہ میں اضافہ ہوا ہے اور ستر ہزار مربع میل ہندوستان و برہما میں اور تین لاکھ مربع میل سے کچھ کم ایشیا اور دنیا کے باقی حصون میں اضافہ ہوا ہے اور ہندوستان اور برہما کے باشندے جو پہلی دفعہ ملکہ معظمہ کی زیر فرمان ہوئے ۱۰۰۰۰۰۰۰ انکے ہندوستان سے باہر جس میں مصر اور سوڈان کے باشندے داخل نہین ہین انگلستان کے تاج شاہی کے فرمان بر پہلی دفعہ ملکہ معظمہ کے عہد سلطنت میں غالباً ایک کروڑ چالیس لاکھ سے زیادہ نہین ہوئے ۱۸۳۷ء میں یونائیٹڈ کنگڈم (انگلنڈ و ویلز و سکوٹ لینڈ آئرلینڈ) کی آبادی کا تخمینہ تقریباً ۲۶۰۰۰۰۰۰ آدمیون کا تھا اور ۱۹۰۱ء میں ۴۰۰۰۰۰۰۰ آدمیون کا ہے۔

یوروپ میں ملکی تبدیلیان صرف یہہ ہوئی ہین کہ ۱۸۷۸ء میں جزیرہ سائی پرس حاصل ہوا اور ۱۸۶۴ میں جزائر اونیا گریس کو اور ۱۸۹۰ میں جزیرہ ہیلی گولینڈ جرمن کو دیدیئے گئے جزیرہ نما عدن ۱۸۳۹ء میں ہاتھ لگا اور اسپر ۱۸۶۸ اور ۱۸۸۲ء میں اضافے کیئے گئے ۱۸۵۴ء میں عرب کے جنوب مشرقی گوشہ میں جزیرہ کوریا موریا تسخیر کیا گیا اور ۱۸۵۷ء میں بحر احمر میں جزیرہ پرم اور ۱۸۶۱ء میں جزیرہ بحرین پر ۱۸۸۶ء میں بحر عرب میں جزیرہ سکوترا پر قبضہ و تصرف ہوا۔ ۱۸۴۶ء میں بورنیو کے قریب جزیرہ لبان لیا گیا اور ۱۸۸۱ء میں برٹش نورتھ بورنیو کمپنی بنی کہ وہ شمالی جزیرہ نما بورنیو کا انتظام کرے اور ۱۸۸۸ء میں کل بورنیو میں برٹش پروٹیکٹوریٹ قائم ہوا پروٹیکٹوریٹ کے معنی یہہ ہین کہ اعلے درجہ کی حکومت ادنے درجہ کی محکوم حکومت کی محافظ ہو ۱۸۶۷ء میں سٹریٹس سٹلمنٹ انڈیا سے جدا ہوکر کرون کولونی بنا ۱۸۷۴ء میں اسکو وسعت دی گئی ۱۸۸۸ء میں سٹریٹ اس پانی کے تنگ رستے کو کہتے ہین جو دو سمندرون کے درمیان واقع ہو اور سٹلمنٹ وہ مقام ہے

جہان کولونی آباد ہوا اور بحر ہند مین جزیرہ کرسمس سٹیلمنٹس سے متعلق کیا گیا اور ۱۸۵۷ء مین بحر ہند
مین جزائر کولوس یا کیلنگ برٹش کے قبضے مین آئے۔

۱۸۴۲ء مین چین مین جزیرہ ہونگ کونگ تسخیر کیا گیا اور اسکے ساتھ سنہ ۱۸۶۰ء و ۱۸۹۸ء مین ہمسایہ کا
ملک کولون الحاق کیا گیا اور ۱۸۹۸ء مین ساحل چین پر وے ہے وے پر قبضہ کیا گیا اور ۱۹۰۲ء
مین اسکے مختص کرنے کا ارادہ ترک کیا گیا۔ ۱۸۸۵ء مین بندرگاہ ہملٹن پر جو کوریا کا ایک جزیرہ ہے
قبضہ کیا گیا مگر یہہ قبضہ مستقل نہ تھا ۱۸۸۷ء اور آیندہ سالون مین جزیرہ نماے ملایا کی بہت سی دیسی
ریاستون مین برٹش رزیڈنٹ مقرر کئے گئے اور ۱۸۹۶ء مین دیسی ریاستون پر برٹش کا تسلط ہوا
۱۸۸۵ء مین ملایا کی ریاست جوہو مین نیا عہدہ پروٹیکٹریٹ کا مقرر ہوا۔

۱۸۵۸ء مین ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہاتھ سے عنان سلطنت ملکہ معظمہ کے ہاتھ مین منتقل ہوئی
۱۸۴۳ء مین ملک سندھ سرکار کی عملداری مین آیا ۱۸۵۲ء مین ٹن کوئبار اور سیرام پور ڈنیز سے
خریدے گئے ۱۸۴۵ء مین ستلج اور راوی کا دوابہ فتح کیا گیا۔ ۱۸۴۹ء مین پنجاب الحاق کیا گیا۔
۱۸۴۲ء مین موتمرا برہما فتح ہوا ۱۸۵۳ء مین سنٹرل پراونس مین ستارا جہانسی ناگپور ۱۸۵۳ء
مین برار اور ۱۸۵۶ء مین صوبہ اودھ الحاق کئے گئے اور ۱۸۶۵ء مین بھوٹان و آوا بنگال
اور آسام الحاق کئے گئے اور ۱۸۶۹ء مین جزائر نکوبار اور ۱۸۸۶ء مین اپر برہما اور شانی کے
سٹیٹس انگریزی عملداری مین داخل ہوئے اور ۱۸۹۰ - ۷ مین شمال مغربی سرحد کی چھوٹی چھوٹی
ریاستین یکجا کی گئین۔

اضافہ ملکی ہندوستان

افریقہ

افریقہ کے چار خطون مین پیش قدمی کی گئی ہے جنکا بیان نیچے لکھا جاتا ہے۔ اول مغربی ساحل
افریقہ دوم مشرقی ساحل افریقہ سوم جنوبی ساحل افریقہ چہارم وسط افریقہ
جب ملکہ معظمہ کی سلطنت کا آغاز ہوا تو افریقہ مین کیپ کولونی جسکا رقبہ ۱۱۰۰۰۰ مربع میل تھا اور
سیرالیون جسکا رقبہ ۴۰۰۰ مربع میل تھا منتظم برٹش سیٹلمنٹس تھے اور جب ملکہ معظمہ کی سلطنت
ختم ہوئی تو جو ملک انگریزی جھنڈے کے نیچے تھا اسکا رقبہ تیس گنا پہلی مقبوضہ ملک سے ہو گیا تھا
اس مین ملک مصر اور سوڈان داخل نہین ہین جو بر اعظم کے شمالی طرف ہین جنکی آبادی غالباً ۱۵۰۰۰۰۰۰
آدمیون کی اور رقبہ ۱۴۰۰۰۰۰ مربع میل ہے۔ ان دونو ملکون مین برائے نام خدیو مصر کے نام سے حکومت

ہوتی ہے مگر دراصل ۱۸۸۲ء سے انگریزی افسر سول و ملیٹری حکمرانی کرتے ہین جنکو انگلش گورنمنٹ مقرر کرتی ہے۔

۱۸۴۲ء مین افریقہ مین مغربی ساحل پر گولڈکوسٹ کولونی پروٹیکٹوریٹ بنائی گئی جس مین قدیمی تجارتی سٹلمنٹس تھے ۱۸۵۰ء مین ایک کرا اور اسکے ہمسایہ کا ملک ڈینمارک سے خریدے گئے ۱۸۷۱ء مین قلعہ المینا اور ڈچ کے بہت سے قلعے خریدے گئے اور جب ۱۸۷۴ء و ۱۸۹۶ء مین شانٹی کی لڑائیان ہوئین تو ہمسایہ کا دیسی ضلع برٹش کے قبضے مین آیا ۱۸۶۲ء مین لاگوس جو گولڈکوسٹ کے نزدیک ہے قبضہ کیا گیا اور ۱۸۸۲ء و ۱۸۸۵ء و ۱۸۸۷ء مین ساحل کی اور خشکی کی طرف متواتر وسعت دی گئی اور ان اضلاع مین جو دریا نیگر کے سامنے افریقہ کے اس مقام مین جو اضلاع ہین انمین ۱۸۷۹ء مین ایک سندیافتہ کمپنی مقرر ہوئی کہ وہ انتظام ملکی کرے اس لئے بتدریج ہر جانب مین اسکو وسعت دی اور آخرکار ۱۸۹۹ء مین برٹش گورنمنٹ نے اسکو اپنے قبضہ مین کرلیا گولڈکوسٹ کے شمال مین سنہ ۱۸۱۶ء مین گیمبیا پر برٹش کالونی مین انگریزون کی کولونی آباد ہوئی تھی اور ۱۸۹۱ء مین اسکی حدود مقرر کی گئین تھین سیرا لیون نے اپنے ہمسایہ کے جزیرون اور اضلاع اعظم کو حاصل کرکے ۱۸۶۱ء و ۱۸۷۲ء اور ۱۸۸۹ء مین انکو بہت وسعت دی

افریقہ کے مشرقی ساحل پر بڑا ملک کا حصہ تھا جسکو برٹش ایسٹ افریقہ کہتے تھے جسکی وسعت ۱۲۰۰۰۰ مربع میل تھی جسکو ۱۸۸۸ء مین ایک سندیافتہ امپیریل برٹش ایسٹ افریقہ کمپنی نے حاصل کیا۔ یوگنڈا جو ممالک کمپنی کا ایک حصہ تھا ۱۸۹۴ء مین پروٹیکٹوریٹ ہونے کا اعلان کیا گیا اور ۱۸۹۵ء مین اس کمپنی کا ملک برٹش گورنمنٹ نے لیلیا اور کمپنی شکستہ ہوگئی اور ۱۸۸۷ء مین برٹش ایسٹ افریقہ کے شمال مین آگے سمالی لینڈ مین برٹش پروٹیکٹوریٹ مقرر ہوا اور ۱۸۹۰ء مین برٹش ایسٹ افریقہ کے جنوب مین زنجبار نے برٹش پروٹیکٹوریٹ مقرر ہونے کو قبول کیا۔

۱۸۴۳ء مین جنوبی افریقہ مین نتال مین برٹش کولونی قرار پائی اور ضلع سینٹ لیوشا زولولینڈ والون نے دیا۔ اور انکے اندر ۱۸۹۷ء مین جنوب مین ہمسایہ کی دیسی ریاستون کا ملک بہت وسیع اس مین داخل ہوا۔

۱۸۴۸ء مین کیپ کولونی کے نہایت مشرق مین ایک ضلع خرطوم سے لیا گیا اور وہ برٹش کافریریا کا

ایک ضلع بنایا گیا اور ۱۸۶۳ء میں وہ کیپ کولونی میں شامل کیا گیا ۱۸۷۴ء میں اور جزائر آئی چابو اور جزائر پین جیوان جو کیپ کولونی کے شمال مغربی ساحل پر تھے کولونی پر اضافہ کیے گئے۔ ۱۸۸۰ء گری کوے لینڈ ویسٹ بھی شمال میں جہان کیمبرلی کے الماسی میدان دریافت ہوئے تھے اس کولونی میں مل گئے۔ ۱۸۸۴ء میں خلیج ویلفش کے شمال مغربی ساحل پر اور ۱۸۹۴ء میں پونڈ لینڈ نہایت مشرق میں اس کولونی میں داخل ہوئے کولونی کے شمال مشرق میں باسیوٹو لینڈ جو نٹال اور اورنج فری سٹیٹ کے درمیان ہے ۱۸۷۱ء میں کیپ کولونی میں داخل ہوا اور پھر ۱۸۸۴ء میں وہ جدا کرون کولونی مقرر ہوئی

ٹرنسوال اور اورنج فری سٹیٹ

۱۸۴۸ء میں کیپ کولونی کے شمال مشرق میں جو ممالک اورنج اور وال دریاؤن کے درمیان واقع ہین۔ انہین برٹش بادشاہی کا اشتہار دیا گیا تھا اور ۱۸۵۴ء میں یہہ اشتہار منسوخ ہو گیا تھا اور اورنج فری سٹیٹ کی آزادی مانی گئی تھی ۱۸۵۲ء میں دریا وال کے پرے ٹرنسوال کے بیئے برزگرون کو سیلف گورنمنٹ (اپنے اوپر حکومت کرنا) کا حق دیا گیا تھا ۱۸۷۷ء میں ٹرنسوال کی ریپبلک برٹش ایمپائر مین شامل ہوئی اور ۱۸۸۱ء مین پھر وہ بحال ہوئی اور بوئر کی جنگ عظیم میں ۱۹۰۰ء مین ٹرنسوال اور اورنج فری سٹیٹ پھر برٹش ایمپائر مین داخل ہوئے۔ زولو لینڈ جو نٹال کے شمال مین ساحل پر ہے وہ ۱۸۹۷ء مین برٹش کولونی مشتہر ہوئی اور ایسے ٹونگا لینڈ جو زولو لینڈ کے شمال کے شمال مین ہے وہ برٹش پروٹیکٹریٹ ہوا

وسط افریقہ

۱۸۸۵ء مین وسط افریقہ کے قریب کیپ کولونی کے شمال مین اندر کی طرف بچونا لینڈ ہے وہ برٹش کولونی ہوئی اور سند یافتہ برٹش ساوتھ کمپنی نے جو ۱۸۸۹ء مین بنی تھی شمالی اور وسط ممالک اندرونی میٹابی لی لینڈ اور میشونا لینڈ کے اندر اپنا تسلط بہت بڑھایا اور عین وسط افریقہ مین اب تک برٹش پروٹیکٹریٹ بنا جس مین اسے آگے ایک ضلع مین جو افریقہ کے مرکز کے بہت قریب تھا اور دریا ریٔم بی سی کے شمال مین تھا اور جھیل ٹنگی نی کا تک پھیلتا تھا وہ برٹش پروٹیکٹریٹ سنٹرل ساوتھ افریقہ کا بنایا گیا۔ یہہ وسط کے اضلاع جنمین میٹابی لی لینڈ اور شونا لینڈ اور سنٹرل ساوتھ افریقہ بھی داخل ہین اسکا عام نام روڈیشیا ہے یہہ نام سی سل روڈس پر رکھا گیا ہے جو برٹش ساوتھ افریقہ کمپنی کی دل اور جان تھا۔

شمالی امریکہ مین کنیڈا کے بحر پیسفک کی جانب مین سلطنت کو زیادہ وسعت ہوئی ہے ۱۸۴۹ء مین برٹش کولمبیا گورنر کے ماتحت وین کوور کا جزیرہ کیا گیا اور ۱۸۵۸ء مین برٹش کولمبیا کے ممالک برٹش کولونی بنائے گئے اور ۱۸۶۶ء مین جزیرہ وین کوور کو اون مین شامل کیا گیا۔ جب ۱۸۶۷ء مین شمالی کولونی شامل ہوگئین تو سند یافتہ ہڈسن بی کمپنی نے تمام ممالک برٹش گورنمنٹ کے حوالہ کئے انہین سے مرکز شمالی امریکہ مین ضلع مینی ٹوبا بنایا گیا اور شمال مغرب مین جو ایک بڑا خطہ ہے اسکا نام نورتھ ویسٹ ٹرری ٹوری رکھا گیا۔

براعظم اسٹریلیا کو آسٹریلیشیا کہتے ہین اگرچہ اسکی تحقیقات ناتمام تھی مگر وہ قبل از تخت نشینی ملکہ معظمہ برٹش کے تسلط مین تھا لیکن اسکا مستقل بندوبست و انتظام ملکہ معظمہ کی تخت نشینی کے بعد ہوا ہے نیو ساوتھ ویلز آخر کو تین آزاد کولونیون وکٹوریا (۱۸۵۱) اور کوئینس لینڈ (۱۸۵۹) اور ساوتھ اسٹریلیا اور طسمانیا (۱۸۵۶) خود آپ اپنی حکمران کولونی ہوگئین۔ ویسٹرن آسٹریلیا اسی طرح ۱۸۹۰ء مین بنایا گیا جزائر نیوزیلینڈ ملکہ معظمہ کی سلطنت مین حاصل کئے گئے ہین وہ دیسی رئیس نے ۱۸۴۰ء مین برٹش گورنمنٹ کو دیدئے تھے اور وہ ۱۸۵۲ء مین نصف حکمران اپنے اوپر ہوگئے آسٹریلیشیا مین ملکہ معظمہ کی عہد سلطنت مین توسیع مملکت بحر پیسی فک پر بڑا اثر رکھتے ہین۔ اسمین نیوزیلینڈ داخل نہین۔ جزائر فی جی کو انکے رئیسون نے ۱۸۷۴ء مین برٹش کے حوالہ کرادیا تھا اور وہ نئی برٹش کولونی بنائی گئی ۱۸۸۴ء مین پروٹیکٹریٹ جنوب شرقی ساحل نیوگنی پر اور متصل کے جزائر پر جو آسٹریلیا کے شمال مین واقع ہین ان سب پر ۱۸۸۸ء مین برٹش پادشاہی کا اشتہار دیا گیا ۱۸۸۰ء مین نیوزیلینڈ کے شمال مشرق مین جزائر کارمیڈیک کولونی مین الحاق کئے گئے اور بحر پیسی فک کے بہت جزائر تاج شاہی کے زیر فرمان آئے یا انہین برٹش پروٹیکٹریٹ مقرر ہوئے ۱۸۸۸ء مین جزیرہ کرائسٹ ماس اور جزیرہ فیننگ اور جزیرہ پن راین شاہی عملداری مین داخل ہوئے ۹-۱۸۸۸ء مین جزائر کوک اور ہاروے دیونین کے مجموعۃ الجزائر پر اور سنی کرس کے مجموعۃ الجزائر پر برٹش پروٹیکٹریٹ مقرر ہوئے اور ۱۸۸۹ء مین جزیرہ سوارو الحاق کیا گیا اور جزائر جلبرٹ اور جزائر ڈینجر و جزائر لنس ساؤ اور ایلڈس کے مجموعہ پر اور جنوبی سولومن جزائر اور انکلاس کے مجموعۃ الجزائر پر ۳-۱۸۹۲ء مین پروٹیکٹریٹ مقرر ہوئے

اگر کرہ زمین پر ان مقامات کو اور آسمان پر آفتاب کو دیکھو تو تم کو صاف معلوم ہوگا کہ ملکہ معظمہ کی سلطنت مین آفتاب کبھی غروب نہین ہوتا جسکے معنی یہہ ہین کہ اس مین ہر وقت کے اندر یہہ وقت موجود ہین اب ہم خاص ہندوستان کی نسبت لکھتے ہین کہ ہندوستان مین سلطنت انگلشیہ کی ترقی کیونکر ہوئی اور کیون ہوئی

باب دوم

ہندوستان مین سلطنت انگلشیہ کا وسعت پانا

ہم نے تاریخ عہد انگلشیہ مین بیان کیا ہے کہ جناب ملکہ معظمہ کی تخت نشینی کے وقت ہندوستان مین لارڈ آک لینڈ گورنر جنرل تھے ۱۸۳۹ء و ۱۸۴۲ء کے درمیان جنگ افغانستان اسلیئے کی گئی تھی کہ سرحد شمال مغربی محفوظ و مامون ہو مگر اس مین ناکامیابی ہوئی اور کچھ اسے ہاتھ نہین لگا اس کے بعد لارڈ الین برا کے زمانہ مین سندھ پر قبضہ ہوا اور لارڈ ہارڈنگ کے زمانہ مین پنجاب بین ستلج اور راوی کے درمیان کا دوابہ ہاتھ آیا۔ بہت سا ملک لارڈ ڈلہوزی کے ہشت سالہ عہد حکومت (۱۸۴۸ء–۱۸۵۶ء) مین حاصل ہوا ہے۔ اس عہد حکومت مین پنجاب کا سرکار کی عملداری مین آنا ایک کار عظیم تھا اسے بہت فائدے حاصل ہوئے۔ پھر ۱۸۵۲ء مین برہما سے لڑائی ہوئی جسسے پیگو کا صوبہ جسمین ایراودی کا ڈلٹا بھی داخل تھا اضافہ ہوا۔ علاوہ ان ملکون کے جو جنگ و پیکار سے حاصل ہوئے اور ملک بغیر لڑائی کے حاصل ہوئے تین رئیس بغیر اولاد ذکور اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔ ایک ستارا کا راجہ دوسرا جہانسی کا تیسرا ناگپور کا جنکے ملکون کی ضبطی کا حال ہم نے لارڈ ڈلہوزی کی سلطنت مین مفصل بیان کیا ہے لارڈ ممدوح نے سب سے آخر صوبہ اودھ کو ضبط کیا جسکا سبب ہم نے خوب بتفصیل تاریخ برٹش انڈیا مین بیان کیا ہے پھر ۱۸۵۷ء مین غدر ہوا جسکا حال پہلے تحریر ہوا ۱۸۵۸ء کے بعد کوئی ملک لڑائی سے حاصل ہوا نہ الحاق و ضبطی سے شامل ہوا جسکی وسعت بہ نسبت افغانستان ۱۸۷۹ء میں

لڑائی ہوئی جس سے ایک چھوٹا سا خطہ پولیٹکل اعتبار سے نہایت بکار آمد حاصل ہوا لیکن ۱۸۸۵ء مین ایک فتح عظیم سلطنت برما پر حاصل ہوئی یہہ ملک برہما کی سلطنت کا آخر بقیہ تھا اس مین ایراوتی کا بالائی وادی اور شانٹی کی ریاستون کا مجموعہ داخل تھا جو چین کے اضلاع سے متصل ہے

بس اب برٹش کی سرحد چینیون سے ملگئی اس لیئے برٹش گورنمنٹ کی اغراض چین کے پولیٹکل معاملات سے بھی متعلق ہوگئی اور سیام سے بھی تعلق پیدا ہوا جسکے سبب سے فرانسیون کے بھی اعمال پر نظر رکھنی پڑی دنیا کی تاریخ خواہ قدیم یا جدید دیکھو تو مشکل سے کوئی نظیر اسکی ملیگی کہ سو سال کے اندر لاکھون مربع میلون کے رقبہ پر اور کرورون آدمیون پر برٹش کی طرح فرمانروائی کسی اور قوم کو حاصل ہوئی ہو تحصیل ممالک کے اعتبار سے برٹش ایمپایر تھی ہوئی اور توابع ہے اسکو ہر چیز حاصل ہوگئی اور کوئی اور چیز باقی نہین رہی جسکی فرانس کی وہ خواہش کرے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ پنجاب کے مہاراجہ رنجیت سنگھ کے سامنے ہندوستان کا نقشہ پیش ہوا جسکے اندر بڑی بڑی ٹکلیان سرخ رنگ کی انگریزی عملداری بتانے کے لیئے بنی ہوئی تھین تو مہاراجہ نے انکو دیکھکر کہا کہ کچھ مدت مین یہہ نقشہ بالکل سرخ ہوجائیگا۔ یہہ مہاراج کی پیشین گوئی پوری ہوئی راس کماری سے جو خط استوا کے اضلاع مین ہے حدود تبت تک اور افغانستان کی حدود سے چین کی حدود تک اور دریاے سندھ سے دریاے ایراوتی تک بلکہ سالوین سے پرے تک بالکل برٹش قلمرو ہے اب ان ممالک مین مطلق انگریزی عملداری ہے جسمین رعایا باصلح خاموش و غریب مسکین رہتی ہے کیا ان ہندوستانی والیان ملک کی حکومت ہے جو برٹش حمایت کے سورج کے نیچے اپنے تئین سکھاتے مین (یہہ انگریزی محاورہ ہے جسکے معنی ہمارے محاورہ کے موافق یہہ ہین کہ ظل حمایت مین یا سایہ عاطفت مین رہتے ہین) اس اقلیم عظیم مین باہمی قومی حقوق اور اخلاق کے سبب سے ایک مقام پونڈیچیری فرانس کے پاس اور دوسرا مقام گوا پرتگال کے پاس ہے یہہ دونو مقام چھوٹے ہین۔ برٹش پولیٹیشین (انگریز رموز دان سلطنت) سے زیادہ اس بات کو کوئی شخص نہین جان سکتا کہ اس وسعت عظیم مین دفعتہً کوئی طوفان فساد برپا ہوگا بالفعل تو اس اقلیم مین کوئی فساد نہین ہے سب طرح سے امن امان چین چان ہے۔ محافظین سلطنت جنکے ذمے محافظت کی جوابدہی ہے ان سے زیادہ کوئی شخص صحیح تخمینہ نہین کرسکتا کہ مناسب محافظت کے لیئے کن کن

اسباب کی ضرورت ہے۔ فی الحال محافظت کے سارے اسباب وسامان موجود ہین۔ اگرچہ بعض اوقات استحصال ممالک کی تکمیل مصالحت سے ہوئی ہے مگر اکثر ممالک بزور شمشیر ہاتھ آئے ہین بے شک اس صدی مین جنگ کی کمیت بہت بڑی تھی مگر اکثر اسکی کیفیت متانت رکھتی تھی۔ چودہ جنگہاے عظیم مین فتوح حاصل ہوئین۔ دو بڑی بڑی لڑائیان لڑی گئین جنکے نتیجون کا فیصلہ نہین ہوا۔ آٹھ مقامات مین محاصرون کا انجام فتح پر ہوا چار مثالین ایسی ہین جنمین انگریز محصور ہوئے انہون نے اپنی محافظت بہادرانہ اور محاصرہ کی برداشت دلاورانہ کی۔ سات دفعہ کوہستانی اضلاع مین لشکرکشی کی۔ شمالی مغربی سرحدی قومون پر سوا مہم عظیم ۱۸۹۷ء و ۱۸۹۸ء کے جوسب کو یاد ہوگی اکتیس دفعہ لشکرکشی کی گئی۔ میدان جنگ مین پانچ دفعہ کم بختی وشامت آئی اور بڑی مصیبت اٹھائی سوا انکے ہندوستان سے باہر ہندوستان کی خاطر سے تین لڑائیان لڑنی پڑین دو افغانستان مین ایک ایران مین۔ ہندوستان کے اندر چھوٹی چھوٹی لڑائیان بے شمار ہوئی ہین جو لڑائیون کی مدمین داخل ہونے کے لایق نہین ہین۔ مدت سے ہندوستان برٹش سپاہیون کا اسکول ہے خواہ وہ یوروپین ہون یا ہندوستانی۔ اب سوال یہہ ہے کہ جو جنگی ناموری اور ملکی فتوح حاصل ہوئی ہین ان کے معاملات عظیمہ ہمیشہ یا اکثر صداقت وعدالت و مرحمت و مکرمت و شائستگی کا برتاؤ ہوا ہے یا نہین اسرار دان سلطنت و رموز شناس مملکت جو ان باتون پر غور وخوض کرتا ہے کہ انسان اپنی نیتون مین کیسا قاصر ہے اور اپنے نیک ترین مقاصد مین خاطی اور اپنے عمدہ ترین ارادون مین غلط کار ہے وہ سوال مذکور کا جواب وثوق کے ساتھ نہین دے سکیگا۔ بعض خردہ گیر وعیب چین انگریز اس سوال کا جواب اپنے ملک کے برخلاف دینے مین یہہ کہتے ہین کہ ہندوستان راستبازی اور عدل ورحم کے ساتھ نہین فتح کیا گیا ہے جیسے کہ اکثر جاہل ہندوستانی کہا کرتے ہین کہ سارا ہندوستان انگریزون نے آمیزش وسازش سے لیا ہے انکا بیان کرنا اسوقت مقصود نہین ہے۔ اونیسوین صدی مین جو فتوح سے ممالک حاصل ہوئے ہین انکی نسبت بعض باتین بیان کی جاتی ہین۔ آپ بتلائیے کہ اگر مشرقی ملکون مین کوئی یوروپین جماعت (کمپنی) راستبازی سے قانون کے موافق تجارت کرے تو وہ جائز ہے یا نہین

آپ اسکا یہہ جواب ضرور دین گے کہ جائز ہے پھر یہہ جماعت یا کمپنی مجاز ہے کہ اپنی فیکٹری (کوٹھی)
بنائے جسمین وہ اپنے مال اسباب اور ذخیرون کو رکھے اور یہہ ضرور ہے کہ اپنی کوٹھی کو لوٹ مار
اور دنگہ فساد کے بچانے کے لیئے متحصن کرے اور اسکی محافظت کے لیئے مسلح آدمی رکھے
کہ وہ ہر وقت سپاہیانہ طاقت ظاہر کرین - اب باہر سے فریق اور گروہ جو آپس مین لڑتے ہین
انکے پاس آتے ہین اور انسے درخواست کرتے ہین کہ آپ ہماری مقامی امداد کیجئے تو یہہ تاجر
بعض دفعہ اپنی سلامتی کے لیئے مجبور ہوکر اور بعض دفعہ اپنی تجارت کے منفعتون کی ترغیب کے
سبب سے امداد کرتے ہین بس جب تک وہ پولٹکل لحاظ سے ہیچ پوچ ہوتے ہین تو
ہندوستانی انکو بہت پسند کرتے ہین مگر جب وہ ایسے طریقے اختیار کرتے ہین جو معلوم
نہین ہوتے اور نہ انپر علم ہوتا جنسے انکو پولٹکل وقعت کچھ حاصل ہوجاتی ہے تو پھر انسے اکثر ہندوستانی
رؤسا اور والیان ملک ناگفتہ نفرت کرتے ہین اور انسے ڈرتے ہین انپر بہت سے شبہے کرتے ہین مگر یہہ حال
سب ہندوستانی رؤسا اور والیان ملک کا نہین ہوتا - اگر انگریزون سے محافظت کرنے والے دشمن ہوتے
تو انکے ساتھ موافقت کرتے - بیعت بھی ہوتے ہین - بس اسطرح وہ پولٹکس مین دخیل ہونے شروع ہوتے ہین
بعض اوقات وہ اپنی محافظت کے لیئے ایستادہ ہوتے ہین اور اپنی محافظت مین کامیاب ہوتے ہین
جب وہ فتحمند ہوتے تو باقتضاء طبع بشری وہ اپنے مفتوح و مغلوب حملہ کرنے والے سے بعض معاوضے
لیتے ہین پس اسطرح سے فتح کا آغاز ہوتا ہے اسپر بھی اگرچہ وہ فتح کرنے والے ہوجاتے ہین مگر بالاضافت
انکی حکومت بہت ہی محدود ہوتی ہے - اب اگر انکے پاس آتے کے ہندوستانی زبردست والیان ملک جو
اکثر متکبر و خودرائے اور یورپین کی قابلیتون سے لاعلم ہوتے ہین ان غیر و اجنبیون کو کوئی اشتعال
نہین دیتے اور وہ اپنے حال پر الگ چھوڑ دیئے جاتے تو ہندوستانی سلطنت زیادہ وسعت
کے ساتھ باقی رہتی اور یہہ دخل در معقولات دینے والے اپنی بساط سے باہر قدم نہ نکالتے
مگر ہندوستانی والیان ملک کے خیالات سے اسطرح پرہیز کرنا بالکل بعید ہے انکی طبیعت کا یہہ
مقتضا ہے کہ انکو حملہ کرنے پر ابھارتی اور اکساتی ہے یہہ حملہ ابتدا مین براہ راست نہین ہوتا
مگر پھر موقع پاکر وہ براہ راست ہوجاتا ہے پھر آگے لڑائیان ہونے لگتی ہین جنسے ہمیشہ برٹش کو
فائدہ ہوتا ہے اور انکا انجام یہہ ہوتا ہے کہ انکو کچھ ملک حاصل ہوجاتا ہے اب چاہیئے تھا کہ ان

متنبہات سے ہندوستانی والیان ملک کو یہہ ترغیب ہوتی کہ وہ برٹش کے جاہ و منصب کی عزت
کرتے اور آیندہ انسے جنگ و پیکار سے باز رہتے لیکن وہ انکی جاہ طلبی پر عداوت و حسد کرنے لگے
جسقدر انکا جاہ و منصب زیادہ ہوتا گیا اسی قدر ہندوستانی والیان ملک کی عداوت و حسد انگریزون
کے ساتھ بڑہتی گئی اور باوجودیکہ ہمیشہ انکو سب مقابلون و مجادلون مین شکستین ہوئین مگر ان کا
اپنا غرور و تکبر و گہمنڈ گھٹا نہین انکو ہمیشہ یہہ امید رہی کہ اب ہم انگریزون کا بالکل خاتمہ کیئے
دیتے ہین جنگی کسی اور طرح سے اصلاح نہین ہو سکتی اس لیئے وہ انگریزون کو دیس نکالا دینے
کے لیئے آپس مین بڑا وحشتناک ملاپ اور اتفاق کرتے تھے مگر انگریز کبھی مضطر و مضطرب
نہین ہوتے تھے آخرکار وہ ان دو باتون مین سے ایک بات اختیار کرتے کہ کیا تو یہان سے
بالکل غارت ہوکر خارج ہونے کی مصیبت اٹھاتے یا تمام اپنے گرد کارزار و پیکار کرکے ملک کے
مالک و مختار بنتے اب ظاہر ہے کہ عقل کا اقتضا و یہہ کب تھا کہ وہ اول بات کو اختیار کرکے اپنے
تئین ستیاناس کرتے بس انہون نے دوسری بات جنگ و پیکار کی اختیار کی اور انہون نے ایسی
لڑائیان لڑین جنمین انکو فتح و ظفر کامل حاصل ہوئین بس اسکا نتیجہ یہہ ہے کہ شاندار عجیب شاہنشاہی
حاصل ہوئی پس نظر باریک بین وقیفہ شناس کے نزدیک یہہ مراحل ہین جنکو طے کرکے تجارت سے
سلطنت کی معراج پر انگریز پہنچے ہین انکا کوئی مستقل ارادہ سلطنت حاصل کرنے کا نہ تھا مگر خود بخود
حالات و واقعات جنکو انہون نے خود نہین پیدا کیا تھا ایسے پیش آئے کہ انہون نے ایسا زور ایسا کیا
کہ وہ انکو مغلوب نہین کرسکے مدبنہا و وراد کی جنگون مین چند ہی مستثنے ایسے ہین کہ جنمین انگریزون نے
اپنے ارادہ اور مرضی سے حملہ افزائی کی ہو یا ناحق اپنے ہمسایون پر یورش کی ہو یہہ کہتے ہین کہ مستثنے صورتین
نہین تھین بہت بڑا دعوے کرنا ہے جسکے معنے یہہ ہین کہ انگریز انسان نہین ہین جو انسان ہے
وہ ان مستثنی صورتون سے بچ نہین سکتا جن ترغیبون اور امتحانون نے انگریزون کو ہمیشہ
گھیر انکے لحاظ سے یہہ مستثنی صورتین بہت تھوڑی ہین اور وہ معززانہ ہین گو اپنے معاملہ مین
بالکل اپنی پولیٹکل صداقت و عدالت پر پورا اعتماد ہے اور انہون نے جس ملک کو بڑی مشکل سے
حاصل کیا ہے اسکو اپنے پاس رکھنے کا ارادہ مصمم کرلیا ہے اور انہون نے اپنے اوپر یہہ فرض
کرلیا ہے کہ محکوم ساری قومون کا اور انکی اغراض کا حق ادا کرین۔

باب سوم

سرحد کا مقرر و مستحکم کرنا

ملکہ معظمہ قیصر ہند کے عہد سلطنت مین جو ممالک فتح یا الحاق سے حاصل ہوئے انکی آبادی ساڑھے چار کروڑ آدمیون کی تھی اور اسکا رقبہ چار لاکھ میل تھا بعض کہتے ہین ۵۲۸۷۰۰ مربع میل تھا غرض برٹش انڈیا مین جو بالفعل آبادی ہے اس کی چوتھائی اور جو رقبہ ہے اسکا نصف کے قریب اسی سلطنت مین حاصل ہوا ہے بس جب برٹش سلطنت کی یہہ ترقی ملکہ معظمہ کے عہد سلطنت مین ہوئی ہو تو اسکی سرحد کا مقرر کرنا اور مستحکم کرنا ضرور تھا۔ برٹش ایمپائر مین کل انڈیا کا براعظم اور جزیرہ نما اور متصل کا ملک برہما داخل ہے اسکی سرحد کے استحکام مین بڑا اہتمام ہمیشہ کیا جاتا ہے ہندوستان کا جزیرہ نما ایک معکوس مثلث ہے جسکا راس راس کماری ہے اور اس کے مشرق مین خلیج بنگال اور مغرب مین بحر عرب ہے۔ بس جب تک انگلنڈ سمندر کی ملکہ ہے اسکی یہہ سمندری حدود پر کوئی حملہ نہین ہو سکتا اس مثلث کے اوپر ہندوستان کا براعظم ہے جو دونو طرف پھیلتا ہے اس کے مشرقی سمت کلکتہ کے قریب ہے اور کلکتہ پر کسی بزرگترین بحری قوت کے موجود ہونے کی صورت مین کسی دشمن کا حملہ نہین ہو سکتا۔ مغربی سمت مین اسکو قربت دہانہ دریای سندھ سے ہے جسکا محافظ کراچی بندرگاہ ہے یہان تک تو سرحد کی صورت مامون و محفوظ ہے۔ لیکن کراچی سے آگے بری سرحد شروع ہوتی ہے جسکا طول بہت بڑا ہے۔

.... جو افغانستان کے اس کوہستان کے قاعدہ پر ہے جو افغانستان کو وادی سندھ سے جدا کرتا ہے اسکا طول آٹھ سو میل ہے وہ جنوب مشرق کی سمت مین بدل جاتی ہے اور کل سلسلہ ہمالیہ کے قاعدہ مین ایک سرے سے دوسرے سرے تک بالائے برہمپترا کے وادی اور آسام کے مشرقی گوشہ تک چلی جاتی ہے۔ پھر وہ ان پہاڑون کو قطع کرتی ہوئی جاتی ہے جنپر کوئی راہ و بٹیا نہین ہے اور وہ ایراوتی کے ماخذون سے گذرتی ہے اور چین مین یونان کے مغربی گوشہ مین جا کر پھر اپنا رخ جنوب کی طرف لوہان لگا ہوا پھرتی ہے۔ پہلے دریا رسال ذین کو اور پھر دریا مس کونگ کو مس کرتی ہے اور آخر کو مغربی سیام مین

صوبہ تناسریم کے انجام مین گذرتی ہوئی خلیج بنگال پر ختم ہوتی ہے یہہ سرحد ہری کا طول تقریباً چار ہزار میل ہے اور کسی ایمپائر کی سرحد اسسے زیادہ متلون اور رنگ برنگ کی نہین ہے وہ اسکے سب حصون مین سوا ایک کے قدرت نے اور حالات نے محافظت کر رکھی ہے یہہ ایک حصہ مغربی ہے جسکا آگے بیان ہوتا ہے۔ انڈیا کی کل شمالی سرحد کی انتہا پہ اسکی محافظت کے لیئے یہ قدرت نے برف پوش دیوارین اور کوہی حصارین ہمالیہ پہاڑ کے بنا رکھے ہین شمالی شرقی حصہ مین کوہستان ہین جو ایسے جنگلون سے پٹے ہوئے ہین جنھین اب تک کوئی انسان نہین داخل ہو سکتا بس یہہ مغربی حصہ ایسا ہے جو ہمیشہ خوف دلاتا رہتا ہے اور اب جنوب مشرقی حصہ کی طرف اغراض زیادہ کشش کرتے ہین اور داؤن گھات لگانے کے بہت موقع پیش آتے ہین۔ اب ہر ایک حصہ کا مختصر حال بیان کیا جاتا ہے۔ سرحد کا مغربی حصہ کراچی سے پشاور تک ہے۔ وہ ان پہاڑون کا قاعدہ ہے جنمین سب سے بڑا سلسلہ کوہستان سلیمان کا ہے۔ ان کوہستان کا جنوبی حصہ بلوچستان سے اور شمالی حصہ افغانستان سے پیوستہ ہے برٹش گورنمنٹ کو اسکے جنوبی حصہ سے شاذ و نادر ہی کوئی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔

مگر اسکے شمالی حصہ پر اس سبب سے بہت تکلیفین اٹھانی پڑتی ہین کہ وہان مسلمانون کی جنگ جو قومین آباد رہتی ہین جو کبھی کسی کی مطیع نہین ہوئین وہ اطاعت کرنا چاہتی نہین انکا مطیع کرنا شیرون کا بار برداری کا جانور بنانا ہے وہ انڈین ایمپائر اور افغانستان کے درمیان منطقہ ہے جو بالکل آزاد ہے وہ برٹش گورنمنٹ کے لیئے ذات الجنب ہے اور سرحد پر اکثر فساد اور بلوہ مچا تا رہتا ہے اسلیئے برعلاف جو لشکر کشیان ہوئین انکا بیان اوپر ہوا ہے ۱۸۹۷ء و ۱۸۹۸ء مین ان اقوام نے بسرکردگی آفریدیون کے برٹش گورنمنٹ کی عداوت پر کمر چست کی۔ جسکے سبب سے برٹش گورنمنٹ نے پہاڑون مین لشکر کشی کی جسکے سبب سے دنیا کی نگاہ مین انگریزی سپاہ نے بڑی عزت حاصل کی جب ۱۸۴۹ء مین پنجاب انگریزی عملداری مین داخل ہوا ہے تو اس سرحد کی جس سے ان قومون کا تعلق ہے بخوبی محافظت کی جاتی ہے اور زمانہ حال کا ہم سنے تو اس سرحد کی وہ محافظت کی گئی ہے جو پہلے کبھی نہین ہوئی تھی۔

اس سرحد سے پرے افغانستان کا کوہستانی ملک ہے جسپر امیر کابل فرمان روائی کرتا ہے

اب افغانستان کو برٹش گورنمنٹ نے خوشی سے اختیار دیدیا ہے کہ وہ خود اپنے اوپر حکمرانی کرے اور برٹش گورنمنٹ اسمین کسی طرح کی مداخلت نکرے بس وہ انڈیا اور سنٹرل ایشیا کے درمیان ایک سد راہ ہے۔ خود افغانستان سے بھی ذرا سا بھی یہہ خوف نہین ہے کہ وہ انڈیا پر حملہ کریگا یا اسکو دھمکی اور ڈراوا دیگا۔ بعد ازان کیطرف بھی ۱۸۳۸ع مین افغانستان مین برٹش نے جنگی اور ملکی کام کیئے کہ کابل کے ایک فرمانروا کو معزول اور دوسرے کو بحال کرے یہہ پہلی جنگ افغانستان ہے جس کا انجام انگریزون کے حق مین نحس ہوا سنہ ۱۸۵۶ع سے اسمین عہد و پیمان ہونے شروع ہوئے سنہ ۱۸۶۹ع تک کوئی انکا نتیجہ عظیم نہین وقوع مین آیا مگر بعض تعلقات پیدا ہو گئے اس سن مین امیر کابل وائسرای سے پنجاب مین ملنے آیا اور اس نے یہہ قبول کیا کہ برٹش گورنمنٹ اسکی امداد روپیہ اور ہتھیارون سے کرے اور وہ غیر سلطنتون کے ساتھ اپنے تعلقات رکھنے مین انگریزی صلاح کی ہدایتون پر عمل کرے۔ دس برس سے کچھ کم مدت کے بعد اسنے اپنے دربار مین روسی سفیر کو آنے دیا اور برٹش اغراض کے برخلاف بدخواہانہ روسیون کے ساتھ سازش کی جسکے سبب سے افغانستان کی دوسری لڑائی شروع ہوئی۔ سرحد کے شمالی حصہ پر اس لڑائی کا کوئی بڑا اثر نہین ہوا مگر سرحد کے جنوبی حصہ پر جو بلوچستان سے لگا ہوا تھا اچھا اثر ہوا۔ اس مقام مین کوہستان جو شمال سے دریا سندھ کے متوازی روان ہے پیچھے ہٹتا ہے اور ایک لمبی سطح مین جاتا ہے جو زیادہ تر جنگل ہے اور کوئٹا کے نہایت مرتفع زمین کا بازو بنتا ہے جسے بلوچی ملک میں وہ مشہور درہ بولان کے قریب ہو جاتا ہے جنگ کے بعد جو صلح ہوئی اسکی شرائط مین سے ایک شرط یہہ تھی کہ امیر جنوبی افغانستان کے بعض بیرونی اضلاع برٹش کو حوالہ کرے۔ پھر ان اضلاع مین ایک ریلوے اور اسکی شاخین سکر سے افغانستان کی اس نئی سرحد تک بنائی گئین جو صوبہ قندھار مین ہے اور قندھار جنوبی افغانستان کا دار الحکومت ہے بس یہان اس صوبہ اور نئی برٹش ممالک کے درمیان ایک خطہ حد فاصل ہے جسمین ریلوے ایک ٹنل مین گذر کر چمن تک جاتی ہے اس ریل کا منتہا قندھار سے قریب نوے میل کے ہے اس ریل مین بہت روپیہ خرچ ہوا ہے اور اس کے بنانے مین انجنیرون کو بڑی دشواریان پیش آئی ہین یہہ پیشقدمی کرنا برٹش گورنمنٹ نے بڑی مستقل اختیار کی ہے۔ یہہ ریل تجارت کے لیئے

نہین بنائی گئی ہے بلکہ فوجی کامون کے واسطے اور یہہ جو خوفناک تیاریان کی گئی ہین وہ کچھ
افغانستان کے لیے نہین کی گئی بلکہ ان ملکون کے لیئے جو افغانستان سے پرے ہین -
افغانستان مین جو برٹش نے معاملات کیئے ہین وہ بے شک روس کے سبب سے کیئے ہین
جنگ اول جو افغانستان سے ہوئی اسکا سبب یہہ تھا کہ افغانستان مین روس کی مداخلت کا
اندیشہ تھا اور دوسری لڑائی کی وجہ تھی کہ روسیون نے فی الحقیقت اپنی مداخلت شروع کر دی
تھی - ریلوے جو قندھار کی سرحد کی طرف بڑھتی جاتی ہے وہ اس لیئے ہے کہ اگر روسی پیشقدمی
کرین تو انکو روکے اگر روسیون کی پیشقدمی کبھی وقوع مین آئیگی تو وہ غالباً ہرات کے رستہ سے ہوگی
ہرات مغربی افغانستان کا دار السلطنت ہے - برٹش گورنمنٹ اسکی طرف ٹکٹکی باندھے بیٹھی رہتی ہے
بہت برس گذرے کہ روسیون نے اس مقام پر اپنی کارروائیون اور کارسازیون سے
دھمکیان دی تھین - عمدہ راہ ہندوستان پر پیشقدمی کرنے کے لیئے ہے بہت سی آدمیونکی
راے یہہ ہے کہ اس راہ کے سوا روسیون کے لیئے کوئی اور راہ عملاً ہندوستان میں آنیکی
نہین ہے - یہہ نہایت عدالت کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ روسیون نے براہ راست یا کچھ
راہ پیچ کرا کے دہمکیان دی ہین - دوسرے جنگ افغانستان کے بعد امیر برٹش گورنمنٹ کے ظل
حمایت مین آگیا ہے بس اس لیئے یہہ ضرور ہو گیا ہے کہ امیر کے شمال مغربی اضلاع اور ترکمانون کے
ملک کے درمیان حدود مقرر کی جائین جو روسیون کے زیر فرمان ہے - امیر نے یہہ حدبندی
برٹش کی ہدایت کے موافق کرائی ہے - روسی افغانستان کی سپاہ کی طرف ایسی جلد جملہ افزائی
کرتے تھے کہ یہہ خوف تھا کہ روسی افغانستان پر حملہ کرنے کا حکم دیدے - اور انگریزون اور
روسیون کے درمیان لڑائی ہو جاے انگریزون نے بحری تیاریان اور روپیہ کا سامان کرنا
شروع کر دیا تھا مگر طوفان تو فنا ہو گیا اور اپنے پیچھے تکلیف رسا آسمان چھوڑ گیا - آخر کو حدبندی
ہو گئی لیکن اسمین روسیون کے احاطہ اختیار کو ہرات کے ساتھ نامناسب قربت ہو گئی ہے روسیون نے
کیسپین کو پہلے اپنا بحیرہ بنایا ترکمانون کی صدر مقام مرو کو تسخیر کیا اور پھر ترکمانیہ کو روسی صوبہ بنایا
جو افغانستان کے صوبہ ہرات کے لگ بھگ ہے اور پھر روسیون نے ایک ریلوے
کیسپین کے مشرق سے سمرقند کی طرف سنٹرل ایشیا مین بنانی شروع کی جو آخر کو سائبیریا کی ریلون سے

ریلوے ہرات کی سرحد کے پاس گذرتی ہے اور ایک خاص شاخ ریل کی اس سرحد تک بنائی گئی اس کے معنی یہہ ہین کہ برٹش جو جولانیان کر رہا ہے وہ اسکو دیکھ لے۔ افغانستان کے شمال مین دریا اوکسس تک روسیون کی حکومت آگے بڑھ آئی ہے۔ نقطہ نماس سے ایک سیدھی راہ سفر کرنے کے لیئے کابل تک ہے۔ لیکن اسکا فکر انگریزون کو اس سبب سے کم ہی کہ اس راہ مین انڈین کوکس پڑتا ہے جسپر زمانہ حال کی یورپ مین سپاہ کا گذرنا نہایت دشوار ہے۔ پھر پامیر ہے جو دنیا مین سب سے زیادہ مرتفع زمین ہے وہ برٹش حکومت مین مغربی ہمالیہ پر بلند پروازی کرتا ہے۔ بے شک برٹش کی یہہ خواہش نہین تھی کہ وہ پامیر مین کوئی مداخلت کرے مگر جب روسیون نے اس مین مداخلت کرنی شروع کی تو برٹش نے بھی اسپر دعوے کیا اسکی تقسیم ہوکر دو حدود مقرر ہوگئین گو برٹش کو اپنا حصہ مل گیا مگر اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ ہمالیہ پر روسیون کے احاطہ کا اتصال ہندوستانی ریاست کشمیر سے ہوگیا جو بالکل برٹش گورنمنٹ کی حمایت مین ہے اسی سبب سے چترال مین انگریزی سپاہ نے پیشقدمی کی جسکی تاریخ لوگون کو یاد ہوگی کہ اس مین مستقل قبضہ ہوگیا۔

اس بات پر بحث کرنے کی ضرورت نہین ہے کہ روسیون کو اپنی الوالعزمی کے سبب سے امید ہے کہ وہ انڈیا پر پیشدستی کرین یا اسکا صرف یہہ مطلب ہے کہ وہ اپنا مستقل دباؤ ہرات کی سرحد پر اس لیئے رکھے کہ وہ مشرق مین یا اقصاء مشرق مین اسکو اپنے آگے بڑہنے کی پالیسی کا خیال ہو۔ اگر پہلی بات اسکا مقصود نہ ہو تو دوسری بات تو ضرور اسکا مطلب ہے۔ اور یہہ بھی ممکن ہے کہ وہ دونو باتین چاہتا ہو۔ برٹش گورنمنٹ نے ضرورت کے لیئے بڑی دہشتناک تیاریان کر رکھی تھین اور انکی افزائش کے لیئے خواہ کیسی وسعت تک ضروری ہو وہ آمادہ رہتی ہے۔ اب روسیون اور انگریزون کی ریلین جہان ختم ہوتی ہین اُن مین فاصلہ ۴۵۰ میل خشکی مین ہے جو بے شک کام مین آسکتا ہے مگر زمانہ حال کے لشکرون کی باربرداری اور سامان رسد کی بہم رسانی مین نہایت دشواریان اس حال مین ہین کہ ان لشکرون کا مقابلہ ہو ---- اس مین شبہہ ہے کہ روس ان مشکلون کو سہل کر سکیگا۔ اگر انگریز آگے بڑھ کر قندھار مین اپنی سپاہ مین روسیون سے لڑنے بھیجینگے تو بھی اسکو ۵۳۰ میل نہایت دشوار سفر کرنا پڑیگا اور انگریزی سپاہ قندھار سے آگے کبھی روسیون سے

لڑنے کے لیئے نہین بڑھیگی۔ وہ ہرات کی حفاظت کے لیئے آگے قدم نہین بڑھائیگی جو اس کے
عقر سے بہت دور ہے مگر وہ افغانستان کی امداد کریگی کہ وہ ہرات کو روسیون کے ہاتھ سے
بچائے۔ بسنہ ۱۸۵۶ء مین جب ایرانیون نے ہرات پر حملہ کیا تھا تو برٹش گورنمنٹ کو مجبوراً اپنے ہاتھون مین
ہتھیار لینے پڑے تھے۔ ایک انگریزی لشکر خلیج فارس کے سرے کے قریب بوشہر مین اترا دوسرا
محمرہ مین جو کچھ دور فرات اور ٹگرس کے دریاؤن کے ملاپ سے ہے اس دوسرے حملے نے
ایرانیون کو مجبور کیا کہ وہ ہرات کو خالی کرین اور مصالحت کرین۔ بس اسوقت سے برٹش کے
بحری احاطہ مین خلیج فارس آگئی ہے اس لیئے ضرورت کی صورت مین ایران کے جنوبی حصہ مین
برٹش رعب داب ایسا اثر رکھتا ہے جیسا کہ ایران کے شمالی حصے مین روسیون کا۔ سلطنت
ایران کی بزرگی سے برٹش گورنمنٹ کی اغراض بہت ہی خفیف سی ہین اگر ایران روسیون کے لئے
ہندوستان کی شاہراہ نہ بنے۔ انڈین ایمپائر کے شرقی جانب کے باب مین ہم نے
سرحدی منزلین یونان کی سرحد تک بیان کین ہین اسکے سبب انگریزون اور چینیون کی سلطنتون کا
ڈانڈا مینڈا ال گیا ہے۔ برٹش گورنمنٹ کی خواہش یہ ہے کہ یونان کے درمیان آمد و رفت
وادی یانگ زی کیانگ (دریاے زرین ریگستان) تک جاری ہوجائے اس خیال سے
برہما مین جو ریلوے کی بڑی لاین منڈلا مین رنگون تک جاری ہوئی ہے اسکی ایک شاخ
برٹش سرحد تک دریاے سالوین کے اوپر بنائی جاتی ہے۔ حقیقت مین یہہ شاخ جب سالوین تک
جاری ہوجائیگی تو چینیون کی گورنمنٹ اجازت دیدیگی کہ اس لاین کو یونان کے اندر تک جاری
کرین۔ یہان غایت جنوب مین سیام کے دراز فاصلہ تک برٹش سرحد ہے یہہ تماس ہی ان دول کی
ہین سے ایک دلیل تھی کہ جب ۱۸۹۵ء مین سیام پر فرانسیسیون نے زبردستی کی تھی تو اس مین
برٹش گورنمنٹ نے مداخلت کی اور فرانسیسی گورنمنٹ نے جو آسامیون کو دھمکایا تو اسنے لئے
آسامیون کو آزادی کی سند لکھوا دی) اگر انگریزی عملداری سے پہلے کی سرحدون کی تاریخ پڑھیے
تو معلوم ہوگا کہ انڈیا کی قدرتی سرحدین کوہستان اور سمندر ایسی قدرت نہین رکھتے تھے کہ وہ
ہندوستانی قومون کی حفاظت کرتے سمندر کے بحری قزاق جزیرہ نما ہند مین ساحل کے
دہاشت کو تباہ کرتے تھے اور انکو لوٹتے تھے۔ شمالی سرحد سے جو حملہ آور آتے کبھی وہ یہان سے

دولت و مال کو لوٹ کر لے گئے کبھی یہان انہون نے اپنی سلطنت جمائی مگر جب سے انگریزی عملداری نے ہندوستان مین اپنا مبارک قدم رکھا تو وہ غیر قومون کے حملون سے بالکل محفوظ و مامون ہوگیا۔ انڈیا کے انگریزی بحری لشکر نے سمندر مین قزاقون کا نام تک باقی نہین رکھا اور خشکی مین شمالی اور شمال مشرقی سرحدون پر جو قومین رہتی تھین انکو ترغیب و تہدید سے ہندوستان کی لوٹ مار سے باز رکھا افغانستان اور نیپال سے ایسی مصالحت ہوگئی ہے کہ نیپالی کبھی ہندوستان کے میدانون مین لوٹ مار کا خیال تک نہین کر سکتے۔ سرحد پر ساٹھ ہزار مربع میل زمین ویران پڑی تھی جنمین زراعت اس سبب سے نہین ہوتی تھی کہ غارتگرون کے خوف کے مارے جرأت نہین ہوتی تھی کہ کوئی آدمی انمین زراعت کرے۔ اب انگریزی عملداری کی بدولت ۱۳۰۰۰ مربع میل مین زراعت ہوتی ہے جس مین پیداوار اٹھارہ کروڑ روپیہ کی قیمت کا ہوتا ہے جو بحساب اوسط انڈین سپاہ اور کل انڈین ایمپائر کی محافظت کا خرچ ہے۔

برٹش گورنمنٹ کا اول فرض یہ تھا کہ وہ ہندوستان کو غیر قومون کے حملون کے خوفون سے بچاتی سو اسنے اس کام کو اسطرح کیا کہ کبھی پہلے ہندوستان مین نہین ہوا تھا۔

جسوقت ہندوستان مین انگریزی عملداری کا آغاز ہوا ہے ہندوستان کی ایسی خراب حالت تھی کہ پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔ امن امان کا نام نہین تھا سب طرف لوٹ مار کا بازار گرم تھا سیکڑون فرقے ایسے پیدا ہو گئے تھے کہ انکا پیشہ ہی غارتگری تھا ۱۸۷۱ء مین جب مردم شماری ہوئی ہے تو ایک سو سے زیادہ فرقے ایسے موجود تھے کہ نسلاً بعد نسلٍ اپنی اوقات بسری چوری و قزاقی سے کرتے تھے جنکا قلع قمع انگریزی عملداری کے آغاز سے ہوا۔

برٹش عملداری نے ہندوستان کو فقط بیرونی حملون ہی سے نہین بچایا بلکہ اندرونی چوری و لوٹ مار سے محفوظ کیا۔ ڈکیتی اور ٹھگی کو ملک سے دور کیا۔ بس اس سے زیادہ کیا کسی ملک کو برکت اور نعمت حاصل ہو سکتی ہے کہ اسکو نہ بیرونی حملہ کا خوف ہو نہ اندرونی فساد کا ڈر ہو یہ نعمت بزرگ ہندوستانیون کو انگریزون کی بدولت حاصل ہوئی جو کبھی زمانہ ماضیہ مین نہین حاصل ہوئی۔

باب چہارم

ہندوستان و انگلستان میں گورنمنٹ ہند کا منضبط ہونا

انڈین ایمپائر کے فتح ہونے اور اس کے بنے کا حال پہلی بابون مین مذکور ہوا اب ضرور ہوا کہ یہ باتین بہ تفصیل بیان کی جایئن کہ کیا نظام گورنمنٹ اور انتظام برٹش نے ہندوستان مین قائم کیا اور ملکہ معظمہ کے عہد مین کیا کیا اصلاحین اور ترمیمین اسمین ہوئین اور انڈیا کی گورنمنٹ پر انگلنڈ کی گورنمنٹ نے اپنے غلبہ رکھنے کا کیا نظام اختیار کیا اور کیا کیا تبدیلیان اس نظام مین ہوئین انگلستان کے تاجرون کی ایک جماعت تھی جسکا نام ایسٹ انڈیا کمپنی رکھا گیا تھا اسکو ۱۶۰۰ع مین ملکہ ایلزبیتھ نے مشرق اور ہندوستان مین تجارت کرنے کا چارٹر دیا۔ چارٹر انگریزی زبان مین اس فرمان یا سند شاہی کو کہتے ہین جس مین بادشاہ خاص حقوق عطا کرتا ہے ابتدائی زمانہ مین جب یہہ کمپنی ہندوستان مین آئی تو اسنے بنگال مدراس بمبئی مین اپنی تین دارالاقامتین قائم کین اور انمین سے ہر ایک مین پریسیڈنٹ اور اس کے ساتھ ایک کونسل مقرر کی کہ وہ انکے سارے معاملات مین کارفرمائی کیا کرین اس پریسیڈنٹ کے لفظ کے سبب سے پریسیڈنسی کا اطلاق اس کل خطہ پر ہوتا تھا جس مین پریسیڈنٹ حکومت رکھتا تھا یہہ پرانا لفظ پریسیڈنسی کا اب تک زبان زد چلا جاتا ہے اور سرکاری سرشتون اور محکمون مین مستعمل ہوتا ہے مگر اب وہ کوئی خاص معنی نہین رکھتا اس لیئے کہ اب برٹش انڈیا کی تقسیم پریسیڈنسیون (احاطون) مین نہین ہوتی بلکہ پروونسون (صوبون) مین ہوتی ہے جنمین آٹھ بڑے دو چھوٹے پروونس ہین جنمین سے ہر ایک مین وسیع ممالک ہین اور ہر پروونس کی جدا گورنمنٹ ہے۔ بمبئی و مدراس پروونسون کے نام وہی پرانے پریسیڈنسیون کے نام پر چلے جاتے ہین مگر بنگال پریسیڈنسی کا لفظ تفصیل طلب ہے جب سے انگریزی عملداری مین بنگال کا ملک آیا ہے تو اس کے نام کے مختلف زمانون مین مختلف معنے لیئے گئے ہین اصل مین

بنگال تو اس ملک کو کہتے ہین جس مین گنگا اور برہم پتر کے ڈلٹا شامل ہیں اور اس کے باشندے بنگالی زبان بولتے ہین ملک بنگال کے یہی معنی اہل ملک لیتے ہین - ہندوستان کی اس حصہ مین سب سے پہلے انگریزون کی تجارتی کوٹھیان اور انکی دارالاقامتین قائم ہوئین اور آگے انکی عملداری بڑھتی گئی تو خطہ بنگال اور اس کے متصل کے صوبون بہار اور اڑیسہ ہی پر بنگال پریسیڈنسی کا اطلاق انگریزون نے نہین کیا بلکہ شمالی ہند مین اپنے کل ممالک مفتوحہ پر جنکا انتظام انکے صدر مقام کلکتہ کے فورٹ ولیم سے ہوتا تھا - اب تک بنگال آرمی (سپاہ) اس سپاہ کو کہتے تھے جو ممالک مغربی و شمالی اور اودھ و پنجاب مین تھی برعکس نہند نام زنگی کافور سپاہ کا نام تو بنگال سپاہ تھا مگر اس مین ایک بنگالی سپاہی نہین تھا -

۱۷۷۳ء مین شاہ جارج سوم کے عہد مین پارلیمنٹ کا اول ایکٹ نافذ ہوا جس مین ہندوستان کے معاملات کے لیئے گورنمنٹ کا ایک محدود انتظام کیا گیا اس قانون کے موافق پریسیڈنسی بنگال کے لیئے گورنر جنرل اور اسکی کونسل کے چار ممبر مقرر ہوئے انتظام کے لیئے معاملات پیش ہوتے اور اپنے ہر ممبر سے ووٹ (رائے) لی جاتی اور کثرت رائے پر معاملات طے ہوتے گورنر جنرل کو یہہ اختیار نہ تھا کہ جو امر کثرت رائے سے فیصل ہو اسکو وہ منسوخ کردے - گورنمنٹ بنگال کو مدراس اور بمبئی کی پریسیڈنسیون کے ماتحت رکھنے کے خاص مبہم اختیارات دیئے گئے تھے بنگال کا اول گورنر جنرل وارن ہیسٹنگز مقرر ہوا تاریخ مین مشہور ہے جو اسکی کونسل مین آپس کے جھگڑون سے فرین سس صاحب ممبر کونسل کی بدخوئی کے اثر سے فضیحتین ہوئین جنسے ثابت ہوا کہ کثرت آرا سے جو کبھی ادھر کبھی ادھر متغیر ہوتی رہتی ہین گورنمنٹ مین انتشار پیدا کرتی ہین اور رہین ثبات نہین پیدا ہونے دیتین اس قسم کے واقعات بار بار پیش آئے جنسے اس نظام کی حماقت کی تصریح و توضیح ہوئی مگر پھر بھی تھوڑا سا علاج اسکا ۱۷۸۶ء مین جب ہوا کہ لارڈ کورنوالس نے ہندوستان کے گورنر جنرل کے عہدہ کو اس شرط سے قبول کیا کہ کونسل کو اپنے زیر حکم رکھنے کا انکو اختیار حاصل ہو - انکے بعد لارڈ ولزلی اپنے اس اختیارات کو خوب کام مین لائے وہ اپنے احکام جاری کردیتے تھے اور کونسل کو پیچھے اطلاع دیتے تھے - غرض کونسل گورنر جنرل کی محض مشیر تھی اسکے کسی حکم کو روک نہین سکتی تھی - ۱۷۹۳ء مین کمپنی کو نیا چارٹر (فرمان شاہی) ملا -

اسکے موافق گورنر جنرل کے اختیار و اقتدار کی اور توسیع ہوئی ۔ مدراس اور بمبئی کے گورنرون کو اختیار دیا گیا کہ وہ اپنے کونسلون پر حکم رانی کرین ان پریسیڈنسیون کے گورنمنٹون کو اجازت ملی کہ وہ اپنی مملکتون کے لیئے قوانین و آئین بنائین اور صاف صاف بیان کیا گیا کہ گورنر جنرل مع کونسل کل ہندوستان مین ساری انگریزی عملداری مین سب سے اعلے فرمان روا ہے ۔ جب گورنر جنرل مدراس مین یا بمبئی مین جائے تو اسے اختیار ہے کہ وہ پریسیڈنسی کی گورنمنٹ کو معطل کر کے سارے انتظام اپنے ہاتھ مین لے لے ۱۸۱۳ء مین جو کمپنی کو نیا چارٹر (فرمان) ملا اسنے گورنمنٹ کی نظم و ترکیب مین کوئی تغیر نہین ہوا مگر ہندوستان مین تجارت کرنیکا اختیار بالکل نہین رہا جسکے سبب سے گورنمنٹ کو تجارت کے کامون سے فراغت حاصل ہوئی الا چین کی تجارت سے تعلق رہا جو بیس برس کے بعد موقوف ہوا

۱۸۳۳ء مین کمپنی کے چارٹر (فرمان شاہی) کی تجدید ہوئی جسکے موافق کمپنی کو تجارت کرنے کا اختیار بالکل نہین رہا اور بنگال کا گورنر جنرل مع کونسل کل ہندوستان کا گورنر جنرل مع کونسل مقرر ہوا ۔ بنگال دو پریسیڈنسیون فورٹ ولیم بنگال اور آگرہ مین منقسم ہوا بنگال مین کوئی جدا گورنر نہین مقرر ہوا ۔ گورنر جنرل ہی اسکا گورنر مقرر ہوا ۔ آگرہ کی پریسیڈنسی نہین مقرر ہوئی مگر ایکٹ ترمیم ہو کر ۱۸۳۵ء مین پاس ہوا کہ آگرہ مین جو ممالک شامل ہین انکا نام نورتھ ویسٹ پروونس یعنی ممالک شمالی و مغربی رکھا جائے اور لفٹنٹ گورنر بغیر کونسل اس مین فرمانروا مقرر کیا جائے ۔ مدراس اور بمبئی مین کونسلین بدستور قائم رہین مگر بنگال مین کوئی کونسل نہین مقرر ہوئی ۔

۱۷۷۳ء کے ایکٹ کے موافق گورنمنٹ فورٹ ولیم مین گورنر جنرل اور چار ممبر کونسل ہوتے تھے اس مین ۱۷۸۴ء کے ایکٹ سے یہ ترمیم ہوئی کہ تین ممبر حکام متعہدین مین سے منتخب کیئے جائین اور کمانڈر انچیف چوتھا زائد ممبر مقرر ہو جسکا درجہ بعد گورنر جنرل کے ہو ۔ گورنمنٹ کے تمام ممبر کورٹ او ڈائرکٹرز مقرر کرتے تھے ۔ ۱۷۹۳ء مین جو کمپنی کو نیا چارٹر بیس سال کے لیئے عطا ہوا تو گورنمنٹ کی ترکیب مذکور بدستور رہی ۔ کمانڈر انچیف کا تقرر جائز ٹھیرا مگر واجب نہین لیکن کمانڈر انچیف ہمیشہ آیندہ کونسل کا ممبر مقرر ہوا ۱۸۳۳ء کے ایکٹ مین یہ امر قرار پایا کہ اب تک جو تین معمولی ممبر حکام متعہدین مین سے منتخب ہوا کرتے ہین انہین سے ایک ممبر سیاہ مین سے

بھی مقرر ہو جسپر عمل ہمیشہ ہوا۔
سنہ ۱۷۷۳ء کے ایکٹ کے موافق گورنمنٹ بنگال کو پریسیڈنسی بنگال کے لیئے قوانین بنانیکا اختیار دیا گیا اور بعد ازان ایسے ایکٹ جاری ہوئے کہ قانون بنانے کے اختیارات مدراس اور بمبئی گورنمنٹون کو اپنی اپنی پریسیڈنسیون کے لیئے دیے گئے لیکن سنہ ۱۸۳۳ء مین ان دونون گورنمنٹون سے ان قوانین بنانے کے اختیارات چھین لیئے گئے۔ کل ہندوستان کے لیئے قوانین بنانے کا اختیار صرف سپریم گورنمنٹ کو رہا اور اسکی قوت ایک اور چوتھے ممبر کے بڑھانے سے بڑھائی گئی جسکو کورٹ ڈائرکٹرس بمنظوری بادشاہ مقرر کرتے یہ چوتھا ممبر انگلش لایر یعنی قانون دان ہوتا جسکو گورنمنٹ کے اگزیکیٹو کامون مین دخل کچھ نہ ہوتا اور اسکا درجہ سب ممبرون سے مابعد ہوتا اور وہ صرف ان مجلسون مین بیٹھتا جہان قوانین و آئین بنائے جاتے۔ اسی ایکٹ مین یہ دفعہ بھی تھی کہ ہندوستان کے کسی حصہ مین سپریم گورنمنٹ اپنا اجلاس کرسکتی لیکن اسے قبل فورٹ ولیم (کلکتہ) کے سوا جہان کہین اور کارروائیان ہوتین وہ ناجائز سمجھی جاتین اس دفعہ قانون سے تیس برس بعد فائدہ اٹھایا گیا
سنہ ۱۸۵۳ء مین کمپنی کے چارٹر کی پھر تجدید ہوئی جس سے گورنمنٹ مین ایک بڑی تبدیلی ہوئی مدت سے یہ بات ظاہر تھی کہ ایک شخص کے لیئے یہ امر ناممکن ہے کہ وہ دوہرے فرائض خدمت ادا کرے۔ گورنر جنرل کے عہدہ کا کام بھی اور اس کے ساتھ بنگال کے گورنر کے عہدہ کا کام بھی سرانجام دے جسکے سبب سے یہ شہرت ہوگئی تھی کہ ہندوستان کے اور پروونسون کی طرح بنگال کا انتظام کامل نہین ہے بس گورنر جنرل کو اس عہدہ سے انفراغ ہوا اور لفٹنٹ گورنر بغیر کونسل مقرر ہوا۔ اسی ایکٹ کے موافق مدراس اور بمبئی کی گورنمنٹون کو قوانین بنانے کے پھر اختیارات دیئے گئے اور کونسل واضع قوانین مقرر ہوئی۔
سنہ ۱۸۵۷ء مین بنگال کی سپاہ نے بغاوت کی سال آیندہ مین ہندوستان کی گورنمنٹ کے بہتر بنانے کے لیئے قانون پاس ہوا جسکے موافق ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہاتھ سے گورنمنٹ بادشاہ کے ہاتھ مین منتقل ہوئی اور کمپنی اور بورڈ اوکنٹرول کے سارے اختیارات سکرٹری او سٹیٹ (وزیر ہند) مع کونسل کے ہاتھ مین آئے اس ایکٹ مین ہند کی اس گورنمنٹ کا

بیان ہی جو انگلنڈ مین مرتب ہوئے اسکا بیان پیچھے کیا جائیگا اسسے ہندوستان کی گورنمنٹ ہند کی کسی بات مین فرق نہین آیا وہ بدستور رہی۔

۱۸۶۱ء مین ہندوستان کے دونو سپریم اور پروونشل گورنمنٹون مین بڑی بڑی تبدیلیان ہوئین۔ انڈین کونسل ایکٹ پاس ہوا جسکے موافق اب تک گورنمنٹ ہند کے حصے کا انتظام کرنا چاہیئے اسکے مطالب علے ہذا نیچے بیان کیئے جاتے ہین۔

گورنر جنرل کو اور اسکی کونسل کے ممبرون کو پادشاہ مقرر کریگا انکے عہدون کے لیئے کوئی خاص مدت نہین معین کی گئی تھی لیکن دستور جسکا اکثر پاس و لحاظ کیا جاتا ہے یہ ہوگیا ہے کہ گورنر جنرل کے عہدہ کی مدت پانچ سال ٹھیر گئی ہے جب سے کمپنی کے ہاتھ سے پادشاہ کی ہاتھ مین سلطنت منتقل ہوگئی ہے گورنر جنرل کے لفظ پر وائسرائے کا اضافہ کیا جاتا ہے یہ اضافہ قانون نے نہیں مقرر کیا۔ کونسل کے ممبرون کی معمولی تعداد پانچ ہے لیکن ۱۸۷۴ء مین ایک ایکٹ پاس ہوا ہے کہ پادشاہ ایک چھٹا ممبر پبلک ورکس (تعمیرات) کے لیئے مقرر کرسکتا ہے۔ کونسل کے تین ممبر ایسے ہونے چاہیئں کہ جنہون نے ہندوستان مین کم از کم دس سال خدمت کی ہو وہ انہین سے حکام متعہد مین سے ہون اور ایک ملیٹری (فوجی) افسر ہو۔ اسطرح کی تقسیم کا دستور پڑ گیا ہے ورنہ وہ قانوناً نہین ہے باقی دو ممبرون مین سے ایک بیرسٹر ہو جسنے کم از کم پانچ برس بیرسٹری کی ہو وہ قانون کے سررشتہ کا مہتمم و منصرم ہو پانچوان ممبر فائی نینس (مال) کا مہتمم ہو۔ ہمیشہ معمول یہ ہے کہ کمانڈر انچیف کونسل کا غیر معمولی ممبر ہوتا ہے۔ جب گورنر جنرل مع کونسل کا اجلاس مدراس یا بمبئی کے علاقہ مین ہو تو وہان کا گورنر بھی کونسل کا زائد ممبر ہوتا ہے۔ جب گورنر جنرل مع کونسل یہ اعلان کرے کہ کسی خاص ضرورت کی وجہ سے گورنر جنرل کونسل سے جدا ہوکر ہندوستان کے کسی حصہ مین جاتا ہے تو وہ اپنی کونسل کے ممبرون مین سے ایک ممبر کو اپنی کونسل کا پریسیڈنٹ مقرر کریگا یہ پریسیڈنٹ کونسل مین گورنر جنرل کی ایام غیر حاضری مین وہی اختیارات کام مین لائیگا جو گورنر جنرل کونسل مین اپنے اختیارات کام مین لاتا تھا لیکن نہ وہ قوانین کو منظور کرسکتا ہے نہ انکی منظوری کو روک سکتا ہے

جب گورنر جنرل اسطرح غیر حاضر ہو تو وہ اپنے ایام غیر حاضری مین

لئے سارے اختیارات کو جو اسکو مع کونسل ہین کام مین لاسکتا ہے لیکن اس حالت مین اسکو قانون بنانے کا اختیار نہین ہے۔ گورنر جنرل کو اختیار ہے کہ جس مقام کو چاہے اپنی کونسل کے لئے تجویز کرے۔

قانون بنانے کی غرض سے کونسل ہین زائد ممبر مقرر ہوتے ہین۔ لیجسلیٹو کونسل کا اکثر ذکر اسطرح کیا جاتا ہے کہ وہ کوئی جدا کونسل ہے مگر یہہ غلطی ہے۔ قانوناً صرف ایک ہی کونسل ہے ضرور ہے کہ ممبر جنکی تعداد نصف سے کم نہو ایسے اشخاص مقرر کیئے جائین جو گورنمنٹ کے ملازم نہ ہون بعض انہین سے ہمیشہ ہندوستانی ہوتے ہین۔ لفٹنٹ گورنر جب اسکے پروونس ہین قوانین بنانے کی غرض سے کونسل اجلاس کرے تو وہ اسکا زائد ممبر ہوتا ہے۔ حسب ضابطہ کثرت رائے پر گورنمنٹ اسٹیلار رکھہ سکتی ہے۔ ایکٹ قصداً ایسی صورت مین نافذ ہوا ہے کہ کونسل جب قوانین بنانے کی غرض سے اجلاس کرے تو وہ اکزیکیوٹو گورنمنٹ کے کسی مخصوص کام مین مداخلت نہین کرسکتی وہ سوا ان مطالب کے جو قانونی کامون سے مخصوص تعلق رکھتے ہین اور مقاصد مین اپنے تئین مصروف نہین کرسکتی۔ پارلیمنٹ کے ان خاص ایکٹون کو جو گورنمنٹ انڈیا کے لئے موضوع ہوئے ہین کونسل چھو تک نہین سکتی اور نہ وہ کوئی قانون ایسا بنا سکتی ہے کہ جسے پارلیمنٹ کی حکومت پر یا بادشاہ کی اطاعت پر کوئی اثر ہو سوا ان مستثنے صورتون کے گورنر جنرل کو قوانین بنانے کے اختیارات میں کوئی مزاحمت نہین ہے۔ کونسل ایسی تجویزین نہیں کرسکتی جبتک انکے لئے گورنر جنرل حکم صادر نہ فرمائے کہ وہ شاہی قرض پر یا ہندوستان کے محاصل کی آمدنی پر یا کسی فرقہ کے مذہب پر یا ملٹری ڈسپلن پر یا انکی پرورش پر یا بحری فوج پر یا خارجی ریاستون اور گورنمنٹ کے باہمی تعلقات پر موثر ہون۔ ہر ایک ایکٹ کے لئے گورنمنٹ کی منظوری ضرور ہے۔ بادشاہ کی منظوری کسی ایکٹ کے نفاذ کے لئے ضرور نہین مگر بادشاہ کو اختیار ہے کہ کسی قانون کو جو نافذ ہو منسوخ کردے۔

ان معمولی اختیارات کے ماسوا سنہ ۱۸۷۰ء مین گورنر جنرل مع کونسل کو یہہ اختیارات اور زیادہ دیئے گئے ہین کہ وہ بغیر زائد ممبرون کی طلب کے رگیولیشن (آئین) جاری کرے جو ملک کے ان حصون مین قانون کا حکم رکھتے ہین جو ترقی یافتہ کم ہین اور جنکے انتظام کے لیئے ایسی

نظام کی ضرورت ہے کہ وہ بہ نسبت اور مقامات کے سیدھا سادہ ہو — ان اختیارات کا نتیجہ یہ تھا کہ نن رگیولیشن یعنی غیر آئینی اضلاع مین بھی قانونی نظم ونسق کی بنیاد پڑ گئی آئندہ ضرورتون کی صورتون مین گورنر جنرل کو یہ بھی اختیار ہے کہ وہ کونسل کی طرف رجوع نہ کرے اور صرف اپنے اختیار سے اورڈی نینس (احکام) جاری کرے جو چھ مہینے تک قانون کا حکم رکھتے ہین - سنہ ۱۸۶۱ء مین یہ اختیار پہلی دفعہ دیا گیا تھا مگر اس کا استعمال بہت ہی کم ہوا - صرف وہ وہین کام مین آیا جہان اس سے آسانی و آرام کے حاصل ہونے کی وجوہ معلوم ہوتی تھین -

ممالک مدراس و بمبئی کا نظم

سنہ ۱۸۶۱ء کے ایکٹ کے جاری ہونے سے مدراس اور بمبئی کی اگزیکیوٹو گورنمنٹون کی نظم ونسق مین کچھ تبدیلی نہین ہوئی وہ اپنی پہلی ہی شان اور خاص آزادی کی بعض علامتین دکھاتی ہین وہ خاص معاملات مین سکرٹری اوسٹیٹ (وزیر ہند) سے براہ راست مراسلت رکھتے ہین یہ استحقاق کسی اور پروونشل گورنمنٹ کو حاصل نہین - ان مین گورنر اور انکی کونسل کے ممبران کو بادشاہ مقرر کرتا ہے - انکا گورنر اکثر انگلستان سے آتا ہے اور وہ مدبران سلطنت مین سے ہوتا ہے اسکی کونسل مین مقامی کمانڈر انچیف اور دو حکام متعہد ہوتے ہین - مدراس اور بمبئی کی گورنمنٹون سے قوانین بنانے کے جو اختیارات لیلئے گئے تھے وہ سنہ ۱۸۶۱ء مین پھر انکو دیدیئے گئے گورنر جنرل مع کونسل مین جو قوانین بنانے کے طریقے برتے جاتے ہین اکثر کا اوپر بیان کیا گیا ہے وہی پروونشل گورنمنٹون مین برتے جاتے ہین - گورنر چار سے کم نہین اور آٹھ سے زیادہ نہین اپنی کونسل مین قوانین بنانے کے لیئے ممبر مقرر کرتا ہے جنمین کم از کم آدھے ممبر ایسے اشخاص ہوتے ہین کہ وہ گورنمنٹ کے ملازم نہین ہوتے - جب تک گورنر جنرل قانون جاری کرنے کا حکم نہین دیتا وہ ناطق نہین ہوتا گورنر جنرل مع کونسل کو جو قانون بنانے کے اختیارات کل ہندوستان مین ہر باب کے اندر ہین انھین مقامی قانونی کونسلون کے قائم ہونے سے کچھ اثر نہین ہوتا - عام قاعدہ یہ ہے کہ مقامی واضعان قوانین اپنے پروونسون کی اغراض و مقاصد کے لیئے قوانین بناتے ہین وہ نہ کسی پارلیمنٹ کے ایکٹ کو نہ کسی اس قانون کو جو ہندوستان مین سنہ ۱۸۶۱ء کے

انڈین کونسل ایکٹ سے پہلے نافذ ہو چکا ہے ترمیم اور منسوخ کر سکتے ہین ۔ وہ گورنر جنرل کے حکم بغیر کسی ایسی تجویز پر خیال کر سکتے ہین کہ جو شاہی قرض پر کرنسی (سکے و نوٹ رائج الوقت) پر پوسٹ آفس و ٹیلیگراف (ڈاکخانون و تار برقی کے سر رشتون) پر تعزیرات ہند پر مذہب پر بحری و بری فوجون پر و پے ٹنٹس (فرامین جنمین موجدون کو خاص استحقاق اپنے ایجاد کی نسبت چند سال کے لئے ملتے ہین) کوپی رائٹ (حق تصنیف و ترجمہ پر) و ریاستہاء غیر کے تعلقات پر کوئی اثر رکھتے ہون ۔

انڈیا مین جو اور بڑے بڑے پروونس ہین انمین گورمنٹ اور طرح سے بنی ہے ۔ بنگال مین ممالک مغربی مین پنجاب برہما مین لفٹنٹ گورنر منتظم ہین وہ ملازمین شاہی مین سے منتخب ہوتے ہین جنہون نے کم از کم دس سال ہندوستان مین خدمت کی ہو اسکو گورنر جنرل بمنظوری پادشاہ مقرر کرتا ہے کل لفٹنٹ گورنر باستثناء ایک کے حکام متعہدین سے مقرر ہین ۔ لفٹنٹ گورنر پاس اگزیکیوٹو کونسل نہین ہوتی لیکن گورنر جنرل ہر پروونس مین فقط قوانین بنانے کے کونسل مقرر کرنے کا اختیار رکھتا ہے اسنے اپنے اس اختیار سے بنگال مین ممالک مغربی و شمالی مین پنجاب مین قانون بنانے کے لیئے کونسلین مقرر کردی ہین ۔ ان پروونسون کی قانونی کونسلین مبنئی و مدراس کی کونسلون کے مشابہ ہین ان مین لفٹنٹ گورنر بجائے گورنر ہے ۔ سنٹرل پروونس (ممالک متوسط) مین و آسام و شمال مغربی سرحد مین چیف کمشنر ہین جو لفٹنٹ گورنر سے نام مین و درجہ مین تنخواہ مین عہدون پر افسرون کے مقرر کرنے کے اختیارات مین فرق رکھتے ہین باقی سب کامون مین لفٹنٹ گورنر کی برابر ہوتے ہین ۔

اب مین وہ طریقہ بیان کرتا ہون جو گورنر جنرل اپنے اگزیکیوٹو کامون مین برتتا ہے یہہ طریقہ بالکل اس طریقہ سے مختلف ہے جو ایسٹ انڈیا کمپنی اپنے عہد حکومت مین برتتی تھی ۔ اگرچہ ۱۷۹۳ء کے ایکٹ کے جاری ہونے کے بعد گورنر جنرل کو اپنی کونسل پر استیلا اور استعلا حاصل ہو گیا تھا اور اس مین چون و چرا نہین ہو سکتی تھی لیکن وہ اصلی خیالات جن پر قوانین سابقہ مبنی تھے ہنوز باقی تھے کہ گورنر جنرل اپنی کل کونسل سے صلاح مشورہ کر کے گورمنٹ کے کامون کو جاری کرتا تھا ۔ یہ بات ٹھیری ہوئی تھی کہ ہر ایک قسم کے کل سرکاری کام خواہ کیسے ہی ادنے ہون گورمنٹ کے ہر ممبر کے روبرو پیش ہون معمولاً سب سوالات کثرت رای سے

حل ہوتے تھے اگر ووٹ برابر ہوتے تو گورنر جنرل ایک ووٹ اپنا اور دیتا اگر گورنر جنرل اپنی رائے کو استیلاء دینے کا اور ممبرون کی رایون پر مصمم ارادہ کرتا تو اس کے ساتھ یہ شرط لگی ہوئی تھی کہ ہر ممبر اور گورنر جنرل اپنی اپنی رائین مع دلائل و وجوہ لکھ کر آپس مین ایک دوسرے کے پاس بھیجتے اور پھر وہ سب دوسری دفعہ ملکر اجلاس کرتے اگر فریقین اپنی سابقہ رایون پر جمے رہتے تو انکی یادداشتین مجلس شوریٰ مین داخل دفتر ہوتین اور گورنر جنرل کے احکام جاری ہوجاتے۔

ایسٹ انڈیا کمپنی کے عہد کے آخر سالون مین جب گورنمنٹ بادشاہ کے ہاتھ مین منتقل ہوئی اسکے شروع کے چند سالون مین اکثر گورنر جنرل کو پولیٹکل ضرورتین ایسی پیش آتی تھین کہ شمالی ہند مین اسکو جانا ضرور پڑتا تھا اور جب وہ اپنی کونسل سے جدا ہوتا تھا تو اس حالت مین وہ قوانین بنانے کے سوا کل اختیارات گورنر جنرل مع کونسل کے کام مین لاتا تھا اور کونسل کلکتہ مین رہتی تھی جسکا ایک پریسیڈنٹ ہوتا تھا جو گورنر جنرل کی ایام غیر حاضری مین قانون بنانے کے سوا کل اختیارات گورنر جنرل کے کام مین لاتا تھا اس طرح ڈبل یعنی دہری گورنمنٹ کی صورت پیدا ہوتی تھی اور کام گورنر جنرل اور پریسیڈنٹ مین تقسیم ہوجاتا تھا ایک اضلاع بالائے ہند مین ہوتا اور دوسرا کلکتہ مین۔ ہر معاملہ عظیم گورنر جنرل کی طرف براہ مستقیم رجوع کیا جاتا۔ کیا تو یہ قاعدہ تھا یا اسکی قرارداد تھی اگر کوئی معاملہ پریسیڈنٹ مع کونسل کے روبرو برخلاف قواعد کے بھی پیش ہوتا تو وہ گورنر جنرل پاس بھیجا جاتا۔

گورنر جنرل جو فورین ڈپارٹمنٹ سے معاملات متعلق ہوتے انکا ابتدائی انتظام خود کرتا باقی معاملات کو وہ کونسل کی رائے کے لئے دور دراز کے فاصلہ سے بھیجتا بس گورنر جنرل کا کونسل سے جدا ہونا کل گورنمنٹ کی کل کو بے جوڑ کردیتا اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ کام کا بہت سا حصہ بالکل نہین کیا جاتا جس سے حسن انتظام مین خلل پڑتا۔

پہلے زمانہ مین نہ ریلین تھین نہ ٹیلیگراف تھے سڑکین بہت کم تھین گورنمنٹ کے فرائض جو اب ہین اتنے پہلے مختلف تھے ممالک الحاق اور فتح ہوتے تھے شور و شر کے ہنگامے بھی برپا رہتے تھے لیکن سنٹرل (مرکزی) گورنمنٹ کے معمولی کام اب کی نسبت کم تھے ۱۸۵۷ء کے غدر سے چند سال

پہلے سے انتظام سلطنت کے تمام فروع مین جلد جلد تبدیلیان ہونی شروع ہوگئین تھین۔ جب لارڈ ڈلہوزی نے پہلے اس سے کہ وہ اپنے عہدہ جلیلہ سے مستعفی ہون ایک حاکمانہ رپورٹ اپنی لکھی کہ اسکے عہد مین ہندوستان مین انگریزی عملداری کو بڑی وسعت حاصل ہوئی ہے اس سبب سے کام کی بہت کثرت ایسی ہوگئی ہے کہ یہ ناممکن ہے کہ گورنر جنرل کا دل و دماغ و جسم ان فرائض کے ادا کرنے کا پورے طور پر متحمل ہو سکے جو اسکے ذمے پر دھرے جاتے ہین سنہ ۱۸۵۷ء کے واقعات نے اس بوجھ کو اور بھی زیادہ بھاری کردیا سنہ ۱۸۶۱ء اکوانڈین کونسل ایکٹ مین پارلیمینٹ نے چند الفاظ ایسے مندرج کردیئے تھے کہ جنکے طفیل سے لارڈ کیننگ اور انکے جانشینون کو ایسے وسائل ہاتھ لگ گئے کہ وہ گورنمنٹ کے اس نظام کی ترمیم اور اصلاح کرین جواب برداشت کرنے کے قابل نہین رہا تھا۔ اس ایکٹ نے گورنر جنرل کو یہ اختیار دیدیا کہ وقتاً فوقتاً قواعد اور ضوابط ایسے بنائے کہ کونسل مین کامون کے سرانجام کرنے مین آسانی ہو اور یہہ بھی اسنے ٹھیرا دیا کہ ان ضوابط و قواعد کے موافق جو حکم دیا جائے یا کام کیا جائے وہ یہہ سمجھا جائے کہ گورنر جنرل مع کونسل نے کیا ہے بس اسطرح اس نظام کا خاتمہ ہوگیا کہ گورنمنٹ سب معاملات کو کل کونسل مین مجموعتاً طے و فیصل کیا کرے۔

لارڈ کیننگ نے قواعد تیار کئے کہ ہر ممبر کو جدا جدا انتظام کا ایک ڈپارٹمنٹ یعنی محکمہ و سررشتہ سپرد کیا جائے حقیقت مین انہون نے کونسل کو کے بی نٹ بنا دیا جسکا افسر گورنر جنرل تھا (انگلنڈ مین جو کے بی نٹ ہے اسکا اعلے حاکم وزیر اعظم انگلنڈ ہوتا ہے ہندوستان مین کونسل کا جو بجاے کے بی نٹ ہے گورنر جنرل اعلے حاکم ہوتا ہے) جب یہ تبدیلی ہوئی تو یہ بات ظاہر ہوگئی کہ بہت دنون تک گورنر جنرل کا کونسل سے جدا رہنا حسن انتظام کے لیئے نامناسب ہے۔ لارڈ لارنس نے اس ضابطہ کی پوری ترمیم کی انکے عہد حکومت سے ڈبل گورنمنٹ کا یہ پرانا دستور موقوف ہوا کہ گورنر جنرل اپنی کونسل سے باربار غیر حاضر ہوتا تھا اور کلکتہ مین کونسل کا ایک ممبر پریسیڈنٹ ہوتا تھا۔ اب یہ دستور نہین اختیار کیا جاتا لیکن کبھی کبھی ضرورت کے موقع پر چند روزہ آسانی کے لیئے اختیار کیا جاتا ہے اگرچہ انگلنڈ کی نسبت ہندوستان مین ڈپارٹمنٹ (محکمے) جدا جدا کم ہین اور کونسل کے ممبر کی حکومت بھی

بہ نسبت انگلش سکرٹری اد سٹیٹ کے وسیع اور قطعی کم ہے لیکن پھر بھی کونسل کے ممبر درحقیقت کیبی نٹ منسٹر (وزرا قوم پہ حکومت کرنے والے) ہین جنمین سے ہر ایک گورنمنٹ کے ایک یا زیادہ ڈپارٹمنٹون کا ذمہ وار ہے اسکے معمولی فرائض منتظم ہونے کے بہ نسبت مشیر ہونے کے زیادہ ہین گورنر جنرل ان طریقون کے قواعد مقرر کرتا ہے جنکے موافق سرکاری کام ان ڈپارٹمنٹون مین تقسیم ہوتا ہے فورین ڈپارٹمنٹ۔ ہوم ڈپارٹمنٹ ریوی نیو اگری کلچرل ڈپارٹمنٹ وفائی ننینس وکم مرس ڈپارٹمنٹ لمیٹری ڈپارٹمنٹ پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ ولےجس لے ٹو ڈپارٹمنٹ۔ گورنر جنرل فورین ڈپارٹمنٹ کو جو سب سے زیادہ شان و عظمت رکھتا ہے اپنے ہاتھ مین رکھتا اور شاید سب سے زیادہ محنت اس ڈپارٹمنٹ مین کرنی پڑتی ہے اس مین تمام مقدمات و معاملات وہ فیصل ہوتے ہین جو ان ممالک سے متعلق ہوتے ہین جو برٹش ممالک کے سواء ہین اور سرحد سے اندر اور باہر ملحق ہین ہوم ڈپارٹمنٹ ان تمام معاملات سے تعلق رکھتا ہے جو علی العموم برٹش انڈیا کے انتظام سے متعلق ہوتے ہین فائی نینس وکم مرس ڈپارٹمنٹ مین خزانہ و تجارت کے متعلق سب کام ہوتے ہین لیجس لیٹو ڈپارٹمنٹ مین قانونی کام ہوتے ہین ملیٹری ڈپارٹمنٹ مین بری و بحری فوجون کے کام سرانجام پاتے ہین پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ مین تعمیر عمارات کے کام رفاہ عام کے لئے ہوتے ہین۔ ہریک ڈپارٹمنٹ مین ایک سکرٹری ہوتا ہے اسکا منصب ایسا ہوتا ہے جیسے انگلینڈ مین مستقل سکرٹری کا اس سکرٹری کا یہ فرض ہوتا ہے کہ ہر مقدمہ کو کیا تو گورنر جنرل کے روبرو پیش کرتا ہے یا اس ممبر کے روبرو جسسے اسکی ڈپارٹمنٹ کا تعلق ہوتا ہے اور مقدمہ کو اسطرح ترتیب دیتا ہے کہ اسکا فیصلہ کرنا آسان ہو جاتا ہے اسکے ساتھ اپنی رائے کو بھی عرضداشت مین لکھ دیتا ہے اونے مقدمات مین ممبر کونسل اپنے احکام جاری کرتا ہے جو ناطق ہوتے ہین اور اگر کوئی مقدمہ عظیم الشان ہوتا ہے تو وہ اس مین اپنے احکام لکھ کر گورنر جنرل پاس منظوری کے لئے بھیجتا ہے اگر گورنر جنرل اس کے ساتھ متفق الرائے ہوتا ہے اور اسپر مباحثہ کرنے کی ضرورت نہین سمجھتا ہے تو وہ احکام جاری کر دیتا ہے اور اگر وہ اس کے ساتھ متفق الرائے نہین ہوتا ہے تو وہ ہدایت کرتا ہے کہ کونسل کے روبرو پیش ہو جیسے کہ انگلینڈ مین ایسی صورت مین مقدمہ کیبی نٹ کے روبرو پیش ہوتا ہے یہ سکرٹری کا فرض ہے کہ مقدمہ مین جو کوئی خاص بات بڑی ہو اس سے گورنر جنرل کو مطلع کرے تمام احکام گورنر جنرل مع کونسل کے

اگرچہ کونسل مین کوئی مقدمہ پیش ہوتا تو وہ کونسل کی کثرت رائے سے فیصل ہوتا لیکن گورنر جنرل دیکھتا کہ اس فیصلہ کا اثر ملک کی سلامتی اور خلائق کی آسودگی اور ممالک مقبوضہ ہند پر پڑیگا تو اسکو از روی قانون صرف اپنی رائے پر عمل کرنے کا اختیار حاصل تھا لیکن اس اختیار کے عمل مین لانے کی ضرورت بہت کم پڑی صرف لارڈ لٹن کے زمانہ مین یہ اختیار ایک دفعہ کام مین آیا کہ انھونے کونسل کی کثرت رائے کے برخلاف وہ محصول معاف کردیا جو اس روئی کے کپڑے پر لیا جاتا تھا جو انگلنڈ سے ہندوستان مین آتا تھا اس معافی محصول کے سبب سے آزادی تجارت کی پولیسی ہند مین بہت جلد مروج ہوگئی -

جن تبدیلیون کا ذکر مین نے اوپر کیا ہے انکے بعد ایک اور نتیجہ ظہور مین آیا لارڈ لارنس نے ڈبل گورنمنٹ کے نظام کو بالکل ترک کیا اور کونسل کے ممبرون کے ذمے اپنے اپنے محکمہ کی جوابدہی مقرر ہوئی تو ضرور ہوا کہ گورنر جنرل جب کلکتہ سے علیحدہ ہوکر شمالی ہند مین جائے تو اس کے ساتھ کونسل بھی جائے - لارڈ لارنس نے موسم گرما مین گورنمنٹ کا معمولی صدر مقام شملہ کو مقرر کیا تو گورنمنٹ کے اس سالانہ انتقال مکانی پر بہت نکتہ چینی ہوئی - مگر جو شخص گورنمنٹ کا ذاتی علم رکھتا ہی وہ اس بات مین شبہہ نہین کرتا کہ اس طرح گرمی کے موسم مین گورنمنٹ کا کلکتہ کی روح فرسا گرمی سے بچنا اور شملہ کی روح افزا سردی مین رہنا اسکے کامون کو زیادہ موثر اور کارگر کرتا ہے - اور یہان گورنمنٹ ایسی توانائی اور قوت سے کام کرتی ہے جیسے کہ وہ انگلنڈ مین اپنے گھر مین کرتی - شملہ مین گورنمنٹ تعطیل منانے اور عیش و آرام کرنے کے لیئے نہین جاتی بلکہ اپنے کام کے زیادہ سخت دشوار و پائدار حصہ کے سرانجام دینے کے لیئے جاتی ہے بنگال مین گورنمنٹ ہند کے بالاستقلال قیام نہ رکھنے کی دلیل فقط یہی نہین ہے کہ گورنمنٹ پر وہان کی آب و ہوا کا برا اثر ہوتا ہے بلکہ بنگال مین قیام رکھنا گورنمنٹ کا کوئی خاص فرض نہین ہے گورنمنٹ کا کام عام فرمان روائی کرناہی شمالی مغربی ممالک وہ ہین جو ہمیشہ گورنمنٹ کی توجہ و فکر کے زیادہ محتاج ہین سنٹرل گورنمنٹ کے صدر مقام کے دوامی قیام کے لئے کوئی صوبہ بنگال سے زیادہ کم مناسب نہین ہے اس لئے کہ وہ ہر چیز مین ہندوستان کے اندر نرالا ہے اس مین تعلیم یافتہ بنگالیون کی خصائل اور رائین اور صوبون کے تعلیم یافتہ ہندوستانیون کی خصائل اور رایون سے مختلف ہین اس لئے بنگال کا

اثر گورنمنٹ کی پولیسی مین لوگون سے غلط فہمی کراتا ہے ۔

ہمیشہ سپریم گورنمنٹ اور پروونشل گورنمنٹون کے تعلقات مین بڑی مفید تبدیلیان ہوتی رہتی ہین ان دونو کے تعلقات کے سمجھنے کے اول ان دو انگریزی الفاظ سنٹرلی زیشن اور ڈی سنٹرلی زیشن کو سمجھنا چاہیئے اول لفظ کے معنے یہ ہین کہ چیزون کا ایک مرکز کی طرف آنا یا اجزا کا اجتماع ہو کر کل بننا دوسرے لفظ کے معنے پہلے لفظ کے معنے کے برعکس ہین ۔ ایک زمانہ وہ تھا کہ ہندوستان مین یہ میلان تھا کہ تمام پروونشل گورنمنٹون کا اجتماع سپریم گورنمنٹ کی طرف ہو یعنی تمام پروونشل گورنمنٹون کا مرکز سپریم گورنمنٹ رہے مگر لارڈ میو کے عہد حکومت مین اس میلان کا رخ بدل گیا ۱۸۷۰ء مین اس تبدیلی کا آغاز فائی نینشل (مالی) ڈی سنٹرلی زیشن سے شروع ہوا جس کو سر ہنری مین نے کہا کہ ہندوستان مین نہایت کامیاب اصلاح انتظام مین اسکے عہد مین ہوی ہے اسکا ذکر پھر کیا جائیگا ۔

پروونشل انتظامات کے جزئیات مین گورنمنٹ ہند بہت ہی کم مداخلت کرتی ہے یہہ ہمیشہ ہوتا ہے کہ وائس رائے جتنے قوی الرائے اور دانشمند و روشن ضمیر ہوتے ہین اتنی ہی وہ کم مداخلت کرتے ہین وہ اس امر واقعیت کو سمجھتے ہین کہ پروونشل گورنمنٹین اپنے پروونس کی ضرورتون و حالتون کا زیادہ علم رکھتی ہین بہ نسبت سنٹرل گورنمنٹ کے جو دور بیٹھی ہوی حکمرانی کا ادا کرتی ہے اگرچہ گورنر جنرل مع کونسل تمام سلطنت کی اندرونی انتظامات کی عام نگہداشت و نگرانی کرتا ہے لیکن پبلک کامون کی بعض شاخین ہین جو کل ہندوستان سے سروکار رکھتی ہین جنکا بظاہر موثر انتظام صرف سنٹرل حکومت کرسکتی ہے سپاہ سے ہندوستان کی محافظت کرنے کا انتظام کرنا دول خارجیہ کے ساتھ اور ہندوستانی ریاستون کے ساتھ تعلقات کا اہتمام کرنا سپریم گورنمنٹ ہی پر موقوف ہے اگرچہ قوانین کا انتظام پروونشل گورنمنٹون اور لوکل کورٹون اور حاکمون پر منحصر ہے مگر گورنمنٹ انڈیا کے ذمہ قانون کی خوبیون اور نقصون کی بڑی جوابدہی ہے ۔ سکرٹری اوسٹیٹ کے ماتحت گورنمنٹ ہند ریلویون اور نہرون کے بنانے کی تجویزین کرتی ہے جنکے بغیر پبلک کی دولت بڑھنے کا ذریعہ ظاہر نہین ہوسکتی اور

سپریم اور پروونشل گورنمنٹون کے تعلقات

قحط و خشک سالی کی آفتون سے بچاؤ نہین ہوسکتا وہ پوسٹ اوفس اور ٹیلیگراف کا انتظام کرتی ہی فائی نینس کے انتظام کی بڑی جوابدہی اپنے ذمہ رکھتی ہے اور ایسے اصول قائم کرتی ہے جس سے سلطنت کی غسکل (خزانہ عامرہ) کی پولیسی ہدایت پذیر ہوتی ہے یہہ امر اسیکی فیصلہ پر موقوف ہے کہ تجارت آزاد رکھی یا اسکے پاؤن مین مزاحمتون کی بیڑیان ڈالی جائین نمک اور کپڑا ارزان رکھا جائے یا ٹیکس لگا کے گران کیا جائے۔

ابتک ہم نے کمپنی اور شاہی گورنمنٹون کی ترکیب و ترتیب وہ بیان کین ہین جو ہندوستان مین ہوئی ہین اب انکی وہ ترکیب و ترتیب بیان کرتے ہین جو انگلنڈ مین ہوئی ہین۔

سنہ ۱۷۵۲ع مین جو کمپنی کو فرمان شاہی عطا ہوا تھا تو اسکے موافق کمپنی کو یہہ اختیارات حاصل ہوگئے تھے کہ وہ سپاہ کو ملازم رکھے لڑائیان لڑے ہندوستان و مشرقی سمندرون مین ملکون پر قبضہ کرے سنہ ۱۷۷۳ع مین جو ایکٹ پاس ہوا اسمین شاہ انگلنڈ نے اپنے آئین کے موافق ہندوستان کو اپنی سلطنت کا ایک حصہ سمجھا اور گورنر جنرل اور اس کے ساتھ کونسل کو فورٹ ولیم بنگال مین مقرر کیا کہ وہ ہندوستان کا نظم و نسق کرے غرض اسطرح سے کمپنی کو تجارت کرنے کے سوا حکمرانی کے بھی اختیارات حاصل ہوئے کمپنی کے حصہ دارون یعنی اسکے سرمایہ کے مالکون کو کورٹ اوف پروپرائٹرس یعنی مالکون کی سبہا کہتے تھے اور یہہ سبہا اپنے مین سے خاص آدمیونکو منتخب کرتی کہ وہ اسکے کامون کے لئے ہدایت کرین انکو کورٹ اوف ڈائرکٹرس یعنی ہدایت کرنے والون کی جماعت کہتے تھے سنہ ۱۷۷۳ع کے ایکٹ پاس ہونے سے کمپنی کے ان گروہون کے انتظام مین خلل نہین پڑا کورٹ ڈائرکٹرس ہی حکمران رہے انکو گورنر جنرل کے معطل کرنے کا اختیار تھا گو اسکا تقرر بادشاہ کی طرف سے ہو لیکن سنہ ۱۷۸۴ع مین پٹ کا قانون نافذ ہوا اسنے بورڈ کنٹرول بنایا اور اسی کو ہندوستان کے کل معاملات مین ذی اختیار بنایا اور بورڈ کنٹرول کا انتظام سنہ ۱۸۵۸ع تک جاری رہا اس سن مین کمپنی کی حکومت موقوف ہوئی۔

بورڈ کنٹرول

بورڈ کنٹرول مین چھ پرائوی کونسلر سے زیادہ کمشنر نہین مقرر ہوسکتے تھے۔ پرائوی کونسلر ان مشیرون کو کہتے ہین جو بادشاہ کے مشیر ہون اگر بورڈ کے کمشنرون کی تعداد پوری ہوتی تو انمین ایک وزیر مال اور دو سکرٹری اوسٹیٹ ہوتے اور باقی تین کا بورڈ ہوتا یہہ سب کمشنر پارلیمنٹ کے

اجلاس مین بیٹھ سکتے تھے یہ بورڈ ہر طرح کے کل کامون مین جو سول اور ملیٹری محکمون سے یا انڈیا کے محاصل ملکی سے تعلق و سروکار رکھتے پورے اختیارات رکھتا تھا بورڈ کے کامون کے لیئے جو دو سکرٹری اور وزیر مال بورڈ مین داخل کئے گئے تھے وہ ضرورت کی صورت مین کےبی نٹ (وزرا سلطنت) کی زیر نظر اور ماتحت رہتے لیکن عملاً تمام معاملات مین کارروائی کرنے کے اختیارات ان کمشنرون کے ہاتھ مین ہوتے جو بورڈ کے لئے مقرر ہوتے اور وہ ہند کے محاصل سے تنخواہ پاتے ۔

ایکٹ ۱۷۸۴ء مین جو بورڈ او کنٹرول کے باب مین شرائط مندرج تھین انمین ایکٹ ۱۹۱۹ء کے نافذ ہونے سے یہ خفیف ترمیم ہوئی کہ فرمان شاہی مین جس کمشنر کا نام اول لیا گیا ہو وہ بورڈ کا پریسیڈنٹ مقرر ہو اور دو کمشنر ایسے مقرر ہون جو پرائیوی کونسلر نہ ہون اور بورڈ کا سکرٹری پارلیمنٹ کا کوئی ممبر مقرر ہو بس اس تبدیلی سے حقیقت مین بورڈ کا مجموعی کام تنہا پریسیڈنٹ کرنے لگا جو ہمیشہ کےبی نٹ (جماعت وزرا) کا ممبر ہوتا جو اور وزرا کے ساتھ مقرر اور برخاست ہوتا اور اسکا سکرٹری بھی پارلیمنٹ کا کوئی ممبر ہوتا جو کامنس ہوس مین اسکی طرف سے بولتا اگر پیر ہوتا ۔

۱۸۳۳ کے انڈین ایکٹ مین بورڈ کے کمشنرون کی خاص تعداد نہین مقرر ہوئی انکے لیئے پرائیوی کونسل سے متعلق ہونے کی شرط بھی موقوف ہوئی بادشاہ کو اختیار تھا کہ جن اشخاص کو وہ اس عہدہ کے لائق جانتے مقرر کردے اس قانون کے موافق اسکا نام معاملات ہند کا کمشنر رکھا گیا اس ایکٹ کے پاس ہونے کے بعد کمشنرون کی تعداد کم ہو کر اول چار پھر دو جسمین پریسیڈنٹ بھی داخل تھا اور بعد ازان پھر ۱۸۴۱ء مین صرف ایک رہی یعنی صرف پریسیڈنٹ بورڈ رہا اس عہدہ پر اول لارڈ ایلین برا مقرر ہوئے جو چند مہینے کام کرکے ہندوستان کے گورنر جنرل مقرر ہوئے وہ پہلے بھی اس عہدہ پر پریسیڈنٹ بورڈ دو دفعہ رہ چکے تھے ۔ امر واقعی یہ تھا کہ ۱۸۴۱ء مین بورڈ کا وجود نہین رہا صرف اسکا ایک افسر رہا جسکا نام پریسیڈنٹ اوف بورڈ تھا جو کل بورڈ کے عہدہ کی خدمات سرکاری کو بجالاتا تھا ۔

۱۸۵۸ء کے ایکٹ اور اسکے مابعد کے ایکٹون کے موافق کمپنی پر اپنی حکمرانی کے وسائل

[illegible] بورڈ سے [illegible] اختیارات [illegible]

حاصل ہو گئے تھے بورڈ کو صرف یہی اختیار نہ تھا کہ وہ کمپنی کے کل خط وکتابت و کاغذات پر پوری رسائی رکھتا تھا بلکہ کورٹ او ڈائرکٹرس کو ضرور تھا کہ ہندوستان کو جو احکام اور مراسلات ارسال کرین انکی نقلین آٹھ روز کے اندر انکے بھیجنے سے پہلے بورڈ پاس بھیجین اور ہندوستان کے جو مراسلات انکے پاس آئین وہ آتے ہی فوراً بورڈ پاس بھیجے جائین کورٹ کوئی حکم ہندوستان کو نہین بھیج سکتا تھا جب تک اسکی منظوری پہلے سے بورڈ سے نہ حاصل کرلی ہو بورڈ کو اختیار تھا کہ جس مراسلہ مین چاہے تبدیلی کرے کورٹ پر واجب تھا کہ اس مراسلہ کو بتبدیل شدہ صورت مین روانہ کرے اگر چودہ روز کے عرصہ مین کورٹ مراسلات کو مرتب نہ کرتا تو بورڈ خود مراسلات کو مرتب کرلیتا جنکا بھیجنا کورٹ پر واجب ہوتا

کورٹ کے ساتھ ایک سیکرٹ کمیٹی (رازدار کمیٹی) بنائی گئی تھی جسکے تین ممبر ہوتے تھے اور عملاً وہی ایک چیرمین دوسرا اسکا نائب وہ رازداری کے لیے حلف اٹھاتے اس کمیٹی کی معرفت احکام مخفیہ گورنمنٹ انڈیا کو بھیجے جاتے سیکرٹ کمیٹی پر واجب تھا کہ وہ ان احکام کو گورنمنٹ پاس اسطرح بھیجتے کہ گویا اس نے بھیجے ہین ایسے ہی اگر کوئی مراسلہ ہندوستان سے آتا جسپر سیکرٹ کا (راز) کا نشان ہوتا تو وہ انڈیا ہوس مین سیکرٹ کمیٹی مین رجسٹر ہوتا اور بورڈ کو حوالہ کیا جاتا اور کوئی ڈائرکٹر اسکو دیکھنے نہ پاتا۔

ان معاملات مین یہ عجیب سراب نمائی تھی کہ پارلیمنٹ کے متواتر ایکٹون سے کمپنی کی اصل حکومت پادشاہ کے ہاتھ مین آگئی تھی لیکن یہ حالت کہ کورٹ ڈائرکٹرس بظاہر فرمانروائی کرتے ہین اور گورنمنٹ ہند اور ہوم گورنمنٹ کے درمیان مراسلت کی منبع بن رہے ہین اس بات کے لیے کافی تھی کہ اصل حقیقت حال عوام کی آنکھ سے مخفی رہی یہ نظام پون صدی تک جاری رہا۔ عوام الناس اسکو یہی خیال کرتے رہے کہ صرف کورٹ او ڈائرکٹرس تمام معاملات ہند مین اختیار و اقتدار رکھتے ہین۔ سر چارلس نیپیر کے فتح سندھ کے انعام ملنے مین جب تاخیر ہوئی تو انہون نے کورٹ کو اور بعض ڈائرکٹرون کا نام لیکر دشنام دہی کی حالانکہ اس تاخیر کی جوابدہی کے منسٹر کے ایک وزیر کے ذمے تھی اور اس مین بہت سے ڈائرکٹرون کو دخل نہ تھا انکو حسب سررشتہ علم بھی نہ تھا۔ اسی طرح کی لاعلمی عموماً انگلش پبلک مین تھی جب سر جان ہوبہوس

کامنس ہوس کی ایک منتخب کمیٹی کے روبرو یہ بیان کیا کہ مین بورڈ کا پریسیڈنٹ تھا میرے حکم سے ۱۸۳۸ء مین افغانستان پر حملہ ہوا ہے تو یہ سنکر عوام ششدر ہو گئے۔

وزیر جکی شخصیت بورڈ کے پردہ مین چھپی ہوئی تھی علی العموم ہندوستان کے معاملات کے اندر کارفرمائی کرنے مین بالکل مختار تھا مگر ایک معاملہ عظیم مین ساقط الاختیار تھا کہ بورڈ کنٹرول کے تنخواہون کے بڑھانے کا یا وظیفون کے مقرر کرنے کا یا خدمات کے صلہ مین زر انعام دینے کا اختیار نہ تھا یہہ کام جب وہ کرسکتا تھا کہ کورٹ سے اول درخواست کرتا پھر پارلیمنٹ مین اسکی ریورٹ بھیجتا یہ شرط ایسی تھی کہ عہدون پر مقرر کرنے مین ایک مفید روک تھی کمپنی پاس شرق مین تجارت کرنیکا اجارہ کچھ مدت تک رہا ....

....

.... پھر ۱۸۱۳ء کے ایکٹ کے موافق ہندوستان کے ساتھ تجارت کرنیکا اجارہ روکا گیا اور ۱۸۳۳ء کے ایکٹ کے موافق یہہ کمپنی کا تجارت کرنے کا اختیار بالکل جاتا رہا مگر کورٹ کو بشرط منظوری بورڈ ہندوستان مین ملازمون کے مقرر کرنے کا اختیار باقی رہا وہی گورنر جنرل اور پریسیڈنسیون کے گورنرون اور کمانڈر انچیف اور سول وملیٹری کے محکمون مین اعلےٰ افسرون کو مقرر کرتا بس کورٹ ڈائرکٹر ہونے کا مقصد عظیم یہ تھا کہ ان افسرون کے مقرر کرنے کا اختیار اسکو حاصل ہو مگر کوئی شخص ذاتی صفات اور بجا آوری حسن خدمات کے سبب ڈائرکٹر نہین مقرر ہوسکتا تھا بلکہ ایسٹ انڈیا کے سرمایہ کی مالکون کے انتخاب کے ووٹ دینے سے۔ امیدوار ڈائرکٹری ووٹ حاصل کرنے کے لیے بڑی پادری کرتا تھا اور اس مین کامیابی حاصل کرنے کے لیے شکستون کی ذلتون کی برداشت کرتا تھا لیکن جب ڈائرکٹر مقرر ہوجاتا تو اسکو اور ڈائرکٹرون کی برابر افسرون کے مقرر کرنے کا استحقاق حاصل ہوجاتا یہ استحقاق کل ڈائرکٹرونکو برابر حاصل تھا مگر چیرمین (صدر انجمن) اور اس کے نائب جو باری باری سے مقرر ہوتے تھے اس استحقاق مین دوہرا حصہ رکھتے تھے ڈائرکٹرس عہدون کے عطا کرنے مین اپنی ذاتی اغراض رکھتے تھے گو وہ کسی ممتاز وسرافراز افسر کے بیٹے کو عہدہ پر مقرر کرسکتے تھے لیکن ایک مثال بھی ایسی نہین کہ انہون نے کسی اعلےٰ افسر کے حسن خدمات پر نظر کرکے اسکے رشتہ دار کو عہدہ دیا ہو وہ اپنی

ڈائرکٹرون کو عہدون کے دینے کا استحقاق

بیٹون اور بھتیجون بھانجون کو نوکریان ہندوستان مین دیتے تھے۔
سول سروس کی تعلیم کے لیئے ہیلی بیری کالج مقرر کیا تھا اس مین بڑے ذی لیاقت پروفیسر مقرر کئے تھے اور طالب العلمون پر انعامون کی بوچھاڑ لگا دی تھی اور ملیٹری سروس کی تعلیم کے لیئے ایڈس کوسب مین کالج قائم کیا تھا جسکا سامان اچھا نہ تھا ان دونو کالجون مین طلبہ امتحان پاس کر کے سیف و قلم کے عہدون پر ممتاز ہوتے تھے اگر امتحان مین جو کسی عہدہ کے لیئے مقرر تھا پاس نہ ہوتے تھے تو اُس سے ادنے عہدون پر مقرر ہو جاتے تھے نہیں بعض ہندوستان مین آنکر اپنی لیاقت بہت بڑہا لیتے تھے اور شہرت اور ناموری حاصل کر لیتے تھے اس ملک کی حالت ایسی تھی کہ یہ دونو باتین انکو آسانی سے حاصل ہو جاتی تھین۔
۱۸۵۷ء مین بنگال کی ہندوستانی سپاہ نے بغاوت اختیار کی ۱۸۵۸ء مین ایکٹ پاس ہوا بہترین گورنمنٹ انڈیا کا ایکٹ اس کا نام رکھا گیا ایسٹ انڈیا کمپنی کی گورنمنٹ پادشاہ کے ہاتھ مین منتقل ہوئی بادشاہ نے اپنی گورنمنٹ کو مرتب کیا کمپنی کے عہد مین گورنر جنرل خود مختار صرف کورٹ ڈائرکٹرس کو دور دراز کے فاصلہ پر جوابدہ ہوتا تھا۔ کورٹ ڈائرکٹرس کے ذمے دو طرف جوابدہیان تھین ایک طرف کمپنی کے حصہ دارون یعنی کورٹ اوف پروپرائٹرس کی اور دوسری طرف بورڈ اوف کنٹرول کی معرفت بادشاہ کی اور پارلیمنٹ کی ۱۸۵۸ء کے ایکٹ کی موافق گورنر جنرل اور برٹش منسٹری (وزارت انگلینڈ) کے درمیانی واسطون کی جگہ بادشاہ نے سکرٹری اوف سٹیٹ (وزیر ہند)
اور اسکی اعانت کے لئے موسوم کونسل ہند مقرر کی گو اس باب مین قانون نے مختلف تبدیلیان کین مگر اصل حال برقرار رہا سکرٹری اوف سٹیٹ ہندوستان کے لیئے جو مقرر ہوتا ہے وہ مجلس وزرا مین ایک وزیر ہوتا ہے اور اپنے عہدہ پر وزارت کے اور وزرا کے ساتھ مقرر اور موقوف ہوتا ہے اصل مین اسکی کونسل کے ممبرون کی تعداد پندرہ مقرر ہوئی تھی اور انکی مدت ملازمت تاحین حیات مقرر ہوئی تھی لیکن اب اس کے ممبر صرف دس برس کے لیئے مقرر ہوتے ہین مگر انکی مدت ملازمت کو عام فائدون کی خاص وجوہ سے پارلیمنٹ پانچ سال زیادہ کر سکتی ہے ممبرون کی تعداد کو سکرٹری اسطرح گھٹا سکتا ہے کہ جس ممبر کا عہدہ خالی ہو اسپر کوئی نیا ممبر مقرر کر

بشرطیکہ انکی تعداد دس سے کم نہو جائے اس کونسل کے باب مین کامنس ہوس مین مباحثے بڑے طول طویل ہوئے اور آخری فیصلہ یہ ہوا کہ کونسل مین پندرہ ممبر مقرر ہون جنمین سے کورٹ ڈائرکٹرس اپنے گروہ مین سے آٹھ ممبر منتخب کرکے مقرر کرے اور باقی سات ممبر بادشاہ مقرر کرے اور اگر دوسری قسم کے ممبرون مین کوئی ممبری خالی ہو تو بادشاہ اسپر ممبر مقرر کرے جو شخص پارلیمنٹ مین بیٹھنے کا مجاز نہو وہ بھی ممبر مقرر ہو سکتا ہے اور اپنی نیک روش کے سبب سے اپنے عہدہ پر قائم رہ سکتا ہے مگر پارلیمنٹ کے دونو ہوس اسکو برطرف کرانا چاہین تو وہ برطرف ہو سکتا ہے۔

کونسل ہند مین ترمیمات

بعض ترمیمات کونسل مین کی گئین ۱۸۶۹ء مین ترمیمی ایکٹ پاس ہوا کہ کونسل کے کل ممبرونکو سکرٹری اوسٹیٹ مقرر کیا کرے جو اسکا حصہ پہلے بادشاہ مقرر کیا کرتا تھا وہ نہ کرے کونسل کے ممبر دس سال کے لیئے مقرر ہون پھر انکا دوبارہ تقرر ناجائز ہو لیکن اگر دوبارہ تقرر کی کوئی خاص وجوہ ہون تو سکرٹری اوسٹیٹ انکو لکھکر پارلیمنٹ کے دونو ہوسون مین پیش کرکے پانچ سال کے لئے منظوری حاصل کرے اس ایکٹ کے پاس ہونے سے پہلے ممبر دس برس کی ملازمت کے بعد پنشن کے مستحق تھے اس معاملہ مین مباحثہ کے اندر یہ کہا گیا کہ یہ پنشن اس لیئے تجویز ہوئی تھی کہ ممبرون کو ترک ملازمت کی ترغیب ہو تاکہ نئے ممبر انکی جگہ ایسے مقرر ہون کہ وہ ہندوستان کے تازہ تجربہ کار ہون۔

۱۸۷۶ء مین ایک ترمیمی ایکٹ اور پاس ہوا جس کے موافق سکرٹری اوسٹیٹ کو اختیار دیا گیا کہ وہ کونسل کے تین ممبر تاحین حیات مقرر کرسکتا ہی اور انکو خاص مدت ملازمت کے بعد پنشن دے سکتا ہے انکے واسطے یہ شرط نہین رہی کہ انہون نے دس سال تک ہندوستان مین ملازمت کی ہو تاکہ کونسل مین انگلنڈ کے لائر (مقنن) اور بنک وفائی ننس کے تجربہ کار بھی داخل ہو سکین جو ہندوستان سے کچھ تعلق نہ رکھین ۱۸۸۹ء مین ایکٹ پاس ہوا جس مین ممبر کونسلرون کی تعداد پندرہ سے دس رہ گئی۔ کونسل کے ممبر اکثر وہ حکام مقرر ہوتے ہین جو ہندوستان مین عہدہ ہاے جلیلہ پر مامور ہوتے ہین جیسے لفٹنٹ گورنر۔ گورنر جنرل کے کونسل کے ممبر اعلے درجہ کے فوجی افسر انجنیر ڈپلومٹیک ا‌ف‌ی‌شل وتجارت کے تجربہ کار۔

سکرٹری اوسٹیٹ اپنے ہر حکم کو قبل از اجرا یا تو کونسل کے اجلاس مین پیش کرتا ہے یا کونسل کے کمرہ مین لکھکر سات دن رکھتا ہے تاکہ ممبر اسکو پڑھ لین اگر سکرٹری اوسٹیٹ کسی معاملہ کو بڑا ضروری جانتا ہے تو وہ اپنے وجوہ بیان کر کے اپنا حکم جاری کر دیتا ہے اسکو جو اختیارات دئیے گئے ہین اس کے لئے ایک حد مقرر کی گئی ہے کہ وہ خرچ کے باب مین کوئی حکم بغیر کونسل کی کثرت رائے کی منظوری کے نہین دیسکتا ایکٹ ۱۸۵۸ء کی شرائط یہ ہین کہ محاصل ہند کا خرچ جو ہندوستان مین یا کسی اور جگہ کیا جائے وہ سکرٹری اوسٹیٹ مع کونسل کے حکم کا تابع رہے اس ایکٹ کی منشا کے موافق کونسل کے اجلاس مین ووٹون کے بغیر یعنی کثرت رائے کے بغیر سکرٹری اوسٹیٹ کو یہ اختیار نہین ہے کہ وہ کوئی عطیہ عطا کرے یا محاصل ملکی کا یا کسی اور ملکیت کا جو سکرٹری اوسٹیٹ مع کونسل کے قبضہ مین ہے کسی کو دیدے کونسل کو خرچ کرنے کے باب مین اختیارات دیئے گئے وہ ظاہر مین جیسے بڑے معلوم ہوتے ہین ایسے دراصل نہین ہین اس لئے کہ وہ انتظام کے معمولی کامون کے خرچون کے باب مین دیئے گئے ہین جو بڑے بڑے خرچ ہین انکے باب مین سکرٹری اوسٹیٹ احکام بغیر منظوری یا بغیر علم کونسل کے جاری کرسکتا ہے گورنمنٹ اور دول خارجیہ کے صلح و جنگ کرنے کے باب مین اور ہندوستانی ریاستون کے لیے پولیسی اختیار کرنے مین اور علے العموم رازداری کے معاملات مین سکرٹری اوسٹیٹ صرف اپنے اختیار سے کام کرسکتا ہے پہلے اس سے کہ گورنمنٹ بادشاہ کے ہاتھ مین آئی ہو معاملات مذکورہ بالا مین بورڈ کنٹرول اپنے اختیار سے احکام سیکرٹ کمیٹی کی معرفت ہندوستان مین بھیجتا تھا اب یہ اختیار سکرٹری اوسٹیٹ کو حاصل ہو گیا تھا اور ایسے ہی ان معاملات مین ہندوستان سے جو مراسلات بھیجے جاتے تھے اور انپر سیکرٹ کا نشان ہوتا تھا تو وہ بغیر حکم سکرٹری اوسٹیٹ کے کونسل کے کسی ممبر پاس نہین جاتے جیسے کہ جنگ افغانستان یا الحاق برہما کے معاملات تھے وہ کبھی کونسل کے روبرو نہین پیش ہوتے تھے ایسے معاملات مین کونسل صرف مخالفت ہی کرنے مین مداخلت کی مجاز نہ تھی بلکہ اسکو یہ حکم تھا کہ وہ انکی تفتیش کے درپے نہ ہو اس طرح کے معاملات کے سوا معمولی کام کونسل کے روبرو پیش ہوتا جسکے ممبرون کو خاص تجربہ ہندوستان کے معاملات کا ہوتا وہ جو صلاح و مشورے دیتے تاکہ یہ سکرٹری اوسٹیٹ

انکی پیروی کرتا ۔ کام مختلف ڈپارٹمنٹ مین منقسم تھا اور ہر ڈپارٹمنٹ مین ایک مستقل سکرٹری کو سکرٹری اوسٹیٹ مقرر کرتا ۔ ہر ڈپارٹمنٹ کے متعلق سوالات حل ہونے کے لیئے ایک کمیٹی کے روبرو پیش ہوتے جس مین تین یا چار ممبر کونسل کے ایسے انتخاب کیئے جاتے تھے جنکو ان سوالات کا خوب علم ہوتا کمیٹیون کی سفارشین سکرٹری اوسٹیٹ کے روبرو پیش ہوتین اور اگر وہ ہدایت کرتا تو کونسل کے روبرو یہ اکثر کہا جاتا ہے کہ گورنمنٹ جو بادشاہ کے ہاتھ مین منتقل ہوئی اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہوم گورنمنٹ کی مداخلت زیادہ اور گورنمنٹ ہند کی حکومت کم ہو گئی مگر اسکی اصل کچھ نہین ہے ۔ اب ٹیلیگرافون کے لگ جانے سے مکاتبت اور مراسلت مین بہت آسانی ہو گئی ہے اور ہندوستان سے اب پارلیمنٹ اور انگلنڈ کے عوام بہت اپنی اغراض رکھتے ہین اور ہندوستان مین انگلنڈ کا بہت سرمایہ لگا ہوا ہے اس سبب کے سوا اور سبب بھی ایسے ہین کہ بہ نسبت سابق کے انگلستان اور ہندوستان زیادہ متحد الاغراض ہو گئے ہین یہ غلطی ہے جو لوگ یہہ خیال کرتے ہین کہ سکرٹری اوسٹیٹ ہندوستان کے انتظام کے معمولی کامون مین زیادہ مداخلت کرتا ہے ۔

سکرٹری اوسٹیٹ کا زیادہ تر کام یہ ہے کہ گورنمنٹ ہند جن معاملات کو اسکی طرف رجوع کرے انکا جواب دے فائی نینشل معاملات سے قطع نظر کی جائے تو ان معاملات مرجوعہ کی تعداد اور اقسام گورنر جنرل وقت کی طبیعت اور خواہشون پر موقوف ہین بعض گورنر جنرل اپنی ذاتی جوابدہی گھٹانے کے لیئے کام کرنے سے پہلے اسکی اجازت سکرٹری اوسٹیٹ سے مانگتے ہین اور بعض انمین سے اپنی اور اپنی کونسلر (مشیرون) کی رایون پر عمل کرتے ہین سکرٹری اوسٹیٹ تقریباً کسی کام کی خود تمہید وابتدا نہین کرتا جب تک کہ ہندوستان کی گورنمنٹ موجودہ محکمون اور سرشتون کے خرچون کو بغیر بڑہائے کام خوشی بخوشی کرتی ہے اور نئے وبھاری خرچون کو نہین بڑہاتی ہے تو وہ عملاً ہندوستانی کامون مین بالکل آزاد رہتی ہے اور نیز ان معاملات مین بھی جو سرکاری خرچ سے متعلق ہین جسکا ذکر اوپر ہوا ہے لابدی خاص جوابدہی سکرٹری اوسٹیٹ مع کونسل کے ذمے ہے فائی نینشل اختیارات گورنر جنرل مع کونسل کے اور ہندوستانی لوکل گورنمنٹ کے بہت زیادہ جب سے ہو گئے ہین کہ گورنمنٹ شاہی ہوئی ہے ۔

چالیس برس سے جو انتظام ملکی مین ترقی ہوئی ہے وہ ہندوستان کی گورنمنٹ کے سبب سے ہوئی ہے مگر اس مین ایک حصہ ہوم گورنمنٹ کا بھی ہے۔ ہندوستان کی ہوم گورنمنٹ حرکت کرنے مین آہستہ اور بعض اوقات متعرض ہے ہمیشہ اسکی عام پولیسی کو ن سرو ٹو اور محتاط ہوتی ہے ہندوستان کے زیادہ جدید و مستعد مصلحین بعض اوقات اس سبب سے خشمناک ہوتے ہین کہ انکی بہت مزاحمتین کی جاتی ہین لیکن وہ جو ترقی کے لیئے فکر کرتے ہین اس مین فضولی بہ نسبت پولیٹکل ہوشیاری کے ہوتی ہے ہندوستان مین انگریزی عملداری کے انتظام کا جز اگر ابھی مہتم بالشان فائدہ یہ ہے کہ اسکے کام جوان آدمی کرتے ہین لیکن نوجوانی اور ہوشیاری ہمیشہ ساتھ ساتھ نہین چلتی ہین گورنمنٹ کا یہ انتظام ضعیف ہے کہ اس مین ایسی متواتر تبدیلیان ہوتی ہین کہ پختہ تجربہ کاری کارفرما نہین ہوتا ادھر کوئی حاکم پختہ تجربہ کار ہوا کہ وہ ولایت روانہ ہوا نہ گورنر جنرل نہ اسکی کونسل کا کوئی ممبر نہ لفٹنٹ گورنر اپنے عہدہ پر پانچ سال سے زیادہ رہ سکتا ہے اور انگریزون کے اور عہدون مین بھی بہت زیادہ استقلال نہین ہوتا۔ ایک غیر ملک مین ایک چھوٹا سا گروہ حکمرانی کرتا ہے اسلیئے آب و ہوا اور اور حالتون کے سبب یہ ہمیشگی تبدیلیان ناگزیر ہین اس لیئے مشکل ہے کہ سب وقت ایک پولیسی کا کوئی دانشمندانہ اہتمام رہے اس باب مین انڈیا آفس اکثر اپنا بڑا اثر استعمال کرتا ہے سکرٹری آف سٹیٹ کے جو بڑے مشیر ہوتے ہین اگرچہ ان کا علم زنگ آلود ہونے کے لیئے تیار رہتا ہے مگر انکو ہندوستان کا علم بہ نسبت ان افسرون کے جو ہندوستان مین رہتے ہین زیادہ ہوتا ہے وہ انتظام کی پرانی باتون کو اور تجربہ کے سبقون کو بالاستقلال برقرار رکھتے ہین ۔

اوپر کے بیانات کا خلاصہ یہ ہے کہ گورنر جنرل کی کونسل دو صفت رکھتی ہے ایک اکزیکیوٹو یعنی کارکنی کی اور دوسری لیجس لیٹیو یعنی وضع قوانین کی اول معمولی اکزیکیوٹو کونسل مین سوائے وائسرائے اور کمانڈر انچیف ہند کے پانچ اور ممبر ہوتے ہین انکا اجلاس تھوڑے تھوڑے وقفے سے ہوتا ہے اکثر ہفتے مین ایک دفعہ فورین پولیسی اور ملکی انتظام اندرونی اور لیجس لیٹو کونسل کے لیئے تجویزون کی تمہیدون پر مباحثے ہوتے ہین۔ اس کے ممبر آپس مین سلطنت کے بڑے بڑے محکمے اور سررشتے جیسے فورین معاملات و فائنینس و جنگ و پبلک ورکس وغیرہ مین

آپس مین تقسیم کر لیتے ہین یہ ایک قاعدہ ہے کہ واسرائے فورین اور ہندوستانی ریاستون کے معاملات مین مبادی ممبر ہوتا ہے۔

دوسری لیجس لیٹو کونسل ہے جس مین پہلی کونسل مذکور کے ممبر داخل ہوتے ہین اور اس مین وہان کے گورنر کا اضافہ ہوتا ہے جسمین کونسل اجلاس کرتی ہے اور اسکے کئی زائد ممبر گورنر جنرل گورنمنٹ کے ملازمین اور غیر ملازمین مین سے انتخاب کرتا ہے اور یہ غیر ملازم ممبر ہندوستانی اور انگریز دونو ہوتے ہین تعداد مین ملازمین ممبر بہ نسبت غیر ملازمین کے زیادہ نہ ہونے چاہئین اور یہ جو زائد ممبر مقرر کیے جائین انکی تعداد سولہ سے زیادہ اور دس سے کم نہ ہونی چاہئیے اس کونسل کا اجلاس جب اسکی ضرورت ہو ہوتا ہے اور اکثر ہفتہ مین ایک دفعہ انکا اجلاس پبلک ہوتا ہے قوانین کے مسودے گورنمنٹ گزٹ مین کئی دفعہ مشتہر ہوتے ہین اور وہ پروونشل گورنمنٹون مین بھیجے جاتے ہین کہ انکے عیب و صواب پر نظر کرین۔ بمبئی و مدراس کی پریسیڈنسیون میں اور بنگال اور ممالک مغربی و شمالی و اودھ و پنجاب کی لفٹنٹ گورنریون مین بھی لیجس لیٹو کونسلین مقرر ہین بمبئی و مدراس مین ممبر گورنر مقرر کرتا ہے اور باقی اور پروونسون مین لفٹنٹ گورنر بمنظوری گورنر جنرل ممبر مقرر کرتا ہے۔ ان کونسلون مین اپنے اپنے پروونس کے متعلق ایکٹ بمنظوری گورنر جنرل جاری ہوتے ہین۔

سنہ ۹۲ء مین لارڈ کراس کا ایکٹ اس لیجس لیٹو کونسل کے باب مین بڑا عظیم الشان جاری ہوا ہے اس کے موافق گورنر جنرل کی کونسل کے زائد ممبرون کی تعداد یہ ٹھیری ہے کہ سولہ سے زائد اور دس سے کم نہ ہو اور بمبئی و مدراس کی کونسلون کی تعداد یہ مقرر ہوئی کہ آٹھ سے کم اور بیس سے زائد نہ ہو اور بنگال کے لیئے بیس سے زیادہ نہ ہو اور پنجاب اور ممالک شمالی مغربی اودھ مین پندرہ سے زیادہ تعداد نہ ہو۔ اور اس قانون کے موافق گورنر جنرل کی کونسل اور لوکل لیجس لیٹو کونسلون کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ سپریم و لوکل گورنمنٹون کے فائنینشل سٹیٹ منٹون پر مباحثے کرین اور اسکے باب مین استفسارات کرین لیکن اس مین صاف صاف بیان کیا گیا ہے کہ کسی ممبر کو یہ اختیار نہین دیا گیا ہے کہ وہ کوئی رزولیوشن اس معاملہ مین پیش کرے یا جو سوال پوچھا گیا ہے اسکے جواب میں کونسل آپسمین مختلف الرائے ہو اس ایکٹ مین بڑی بات یہ ہے کہ اس کے موافق گورنمنٹ مجاز ہے کہ

لارڈ کراس کا ایکٹ سنہ ۹۲ء

کل پبلس لیٹوکونسل کے پاسکے ایک حصہ کے ممبرون کو اہل شہر سے انتخاب کرا کے مقرر کرے۔

باب پنجم

برٹش گورنمنٹ کے قوانین

ہندوستان مین انگریزی عملداری کے ثبات و استحکام کے لئے ضرور تھا کہ اصول کے موافق قوانین و آئین مرتب کئے جائین ہندوستان کے نظم و نسق کے لیے قوانین تجویز کرنے مین اور رعایا کو انکے معانی سمجھانے مین اور رعایا کو قانون کے پابند کرانے مین جیسی انگریزون کو دقتیں مشکلات پیش آئین ایسی کسی اور باب مین نہین پیش آئین بنگال کے اول گورنر جنرل بہت جلد اس امر سے آگاہ ہوگئے کہ ملک سیع جو ہماری ہاتھ مین آیا ہی اسکے لیے دیوانی اور فوجداری کے قوانین کا منضبط و مدون کرنا ہمپر واجب و فرض ہے مغلون کے آخر بادشاہون کے خراب و خستہ ہونے تمام دیوانی اور فوجداری کے قوانین معطل ہوگئے ہین۔ مرشد آباد کے صدر مقامون مین کہین کہین انکا ضعیف سا عکس نظر آتا ہے مشکل سے کہا جاسکتا ہی کہ حقوق رعایا کے انفصال کے لیے کوئی قانون باقی رہاہے جو رعایا پر اپنا حکم و زور چلا رہا ہو تحقیقات کے لیے ۱۷۷۳ع مین جو انگریزی سیکرٹ کمیٹی (رازدار کمیٹی) مرتب ہوئی اُسکی حسب ضابطہ رپورٹ سے معلوم ہوا کہ مغلون کی عدالتون مین سے کوئی عدالت ایسی نہین ہے جو رعایا کی جان مال و آبرو کی محافظ ہو۔ علے العموم عدالتون کی صورتین موجود ہین لیکن حکومت شخصی کے اصول گورنمنٹ ایسے ہین کہ جنہون نے ان عدالتون کو بہ نسبت انصاف کے زیادہ تر جبر و تعدی کا آلہ بنا رکھا ہے وہ رعایا کی دادرسی نہین کرتین بلکہ عدالت کے لباس مین در پردہ سخت ظلم و ستم کرتی ہین ۱۷۷۲ء مین لارڈ فنٹر نے فرمایا کہ انتظام ایسا ہے کہ عامل اپنے علاقہ کی رعایا کی جان و مال کا مالک ہوتا ہے اپنی خودرائی سے جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اسکی داد فریاد صرف بادشاہ کے ہان ہوسکتی ہے سو وہان تک رسائی دشوار ہے۔

سنہ ۱۷۸۰ء مین عدالتین قائم ہوئین سنہ ۱۷۸۱ء مین انہین یہ ترقی کی گئی کہ انکے فیصلون کا اپیل پریسیڈنٹ اور کونسل مین ہونے لگا سنہ ۱۷۹۰ء مین گورنمنٹ نے عدالت فوجداری کا انتظام اپنے ہاتھ مین لے لیا۔ اب تک وہ اعلے درجہ کے مسلمان عامل کے ہاتھ مین تھا۔ مقدمات جو وراثت۔ نکاح وطلاق۔ جات اور مذہبی رسم ورواج وقوانین سے متعلق تھے وہ مسلمانون کے لیے از روے شرع اور ہندوؤن کے لیے از روے دھرم شاستر فیصل ہوتے تھے یہ احوال ایسا تھا جسپر ہمیشہ پچھلے زمانہ مین عمل ہوتا چلا آتا ہی اگرچہ وارن ہیسٹنگز کے زمانہ مین سرکاری محکمون کی ساری شاخون مین اصلاحین اور انتظام شروع ہو گئے تھے لیکن سنہ ۱۷۹۳ء مین لارڈ کارنوالس کے عہد مین عدالتون کے انتظام کی اصل بنیاد پڑی تحصیل مالگزاری اور دیوانی وفوجداری کی عدالتون کا انتظام ہوا اسنے ہندوستانی رعایا کو دکھایا کہ انگریز جو قوانین جاری کرتے ہین انکا پابند فقط رعایا ہی کو نہین کرتے بلکہ خود بھی انکے پابند ہوتے ہین اور عدالت مین رعایا مین سے ہر شخص اپنی حق رسی کے لیے دوسرے شخص پر اور خود گورنمنٹ پر نالش واستغاثہ کرسکتا ہے انہین ادنے ادنے حاکم بڑے اعلے حاکمون کے دیوانی جرمون کی تحقیقات کرتے ہین قانون کے سب سے زیادہ حکمران ہونے کا اور سب پر غالب ہونے اور قانون کی سلطنت کا اعلان کیا گیا ہے اور ایک غریب سے غریب آدمی کو اگر ناجائز تکلیف پہنچائی گئی ہو تو عدالت اسکی حمایت کرنے کے لیے موجود ہے۔

بالفعل عدالتون کے جو محکمے ہین وہ جن عملی تجربون کے نتائج سے مرتب ہوئے ہین انکی تفصیل کرنی بے سود ہے یہ کہنا کافی ہے کہ یہ امر سب کے نزدیک مسلم ہے کہ ان عدالت کے محکمون سے ہندوستانیون کے دلون مین انگریزون کے عدل وانصاف کا وہ اعتماد پیدا ہوا کہ انہون نے انکی اطاعت بطیب خاطر قبول کرلی متواتر کامیاب کوششین کیگئین کہ دیوانی عدالتون کے ہندوستانی حاکمون کا مرتبہ بڑا اور آمدنی زیادہ ہو اور اعلے عدالتون مین انصاف عدل کا انتظام اعلے ہو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اب یہ دستور ہو گیا ہے کہ ہندوستانی اپنے مقدمات کے انصاف کے لیے پنچایتی وثالثی کے فیصلہ پر انگریزی عدالتون کے قانونی فیصلہ کو ترجیح دیتے ہین۔ اصل مین ایسٹ انڈیا کمپنی کے مقاصد عظیمہ قوانین بنانے کے یہ تھے کہ

عدالتون کا ظہور سنہ ۱۷۸۰ء سے ۱۷۹۳ء تک

عدالتون کی موجودہ ترقی

عدالتون کی ہدایتون کے لیئے ایک ضابطہ ایسا مرتب کیا جائے کہ جج ان مقدمات مین جو ہندو مسلمانون کے تمدن و معاشرت کے قوانین سے متعلق ہین پنڈتون اور مفتیون کی طرف رجوع کرین اور جو مقدمات ان قوانین سے متعلق نہ ہون انکا انگریزی قوانین سے یا از روئے انصاف یا نیک کونشنس کے موافق فیصلہ کرین۔

پریسیڈنسی شہرون اور مدراس و بمبئی مین سپریم کورٹس قائم کیئے گئے جنمین انگریزی قوانین کے موافق عدالت ہوتی یہ شہر تجارت کے مرکز تھے اسکے سبب سے نئی نئی صورتون کے مقدمات ان مین دائر ہوئے اور انکا فیصلہ جب انگریزی قوانین کے موافق ہوا تو دیوانی عدالت کا بڑا اثر لوگون پر ہوا۔ ممالک شمالی مغربی مین صدر نظامت و صدر دیوانی مقرر ہوئین جنمین انگریزی قوانین کے موافق جو ہندوستان کے لیئے وضع کیئے گئے تھے مقدمات فیصل ہوتے اور وہ کل اپنی تحت عدالتون کی نگرانی اور نگہداشت کرتین۔

جب دو تین نسلون تک عدالت کے اس انتظام کا تجربہ ہوا تو اسکے عیوب بھی معلوم ہوئے گو قوانین نہایت احتیاط اور بڑے فکر و غور سے مرتب کیئے جاتے کہ انسے اعلی انصاف ہو مگر کل قوانین سابقہ مین عدالت کے سرشتون اور محکمون کی ہدایت نامون اور شرحون کی صفت زیادہ بہ نسبت قانونی وصف کے پائی جاتی تھی اور جب انکی تعداد زیادہ ہوگئی اور جس رقبے مین وہ نافذ ہوئے زیادہ بڑھ گیا تو ایک عرصہ مین انمین خلط مبحث و انتشار ہو گیا پیچیدگیان اور دقتین پیدا ہوگئین قوانین منسوخہ و ترمیم شدہ کا وہ طول طویل مجموعہ بنگیا کہ اس مین کسی زندہ قانون کے جرم کا تلاش کرنا و نشان پانا عقل کو حیران اور مایوس کرنے لگا قانونی جہالت کا ہونا اور فیصلون کا قانون کے برخلاف ہونا ایک امر ناگزیر ہوگیا۔

انگریزی سلطنت مین دو اعلے عدالتون کے محکمے تھے۔ ہندوؤن کا دھرم شاستر ان معاملات مین جو ہندوؤن کے تمدن کے دستورون اور مذہب سے علاقہ رکھتا تھا بڑا حکمران تھا مگر اس مین بہت سے مسائل متناقض تھے وہ ہندوؤن کے مختلف ملکون کے مذہبون کا دھرم شاستر تھا تجارت کے معاملات اور آدمیون کے ایک دوسرے کے ساتھ معاملات سے قانون کا حصہ عظیم متعلق ہوتا ہے وہ ہندوؤن کے شاستر مین اور مسلمانون کی شرع مین ناتمام تھا

اور یہ حصہ قانون ہمیشہ وقعت اور وسعت مین روز بروز اس سبب سے بڑھتا جاتا تھا کہ ملک و دولت و تہذیب مین روزافزون ترقی کرتا تھا اس لیئے اب ہندوستان مین ہندوستانیون کا قانون استعمال مین نہین آسکتا تھا نہ اسکے استعمال کی ضرورت رہی تھی وہ فقط ان صورتون مین مستعمل ہوتا تھا جو ہندوستانیون کے دستور و رسم رواج و مذہب سے متعلق تھین۔
انگریزی قانون تو انگلنڈ مین انگریزون کے لیئے بہت مشکلین پیش کرتا ہے تو ہندوستان مین ہندوستانیون کو بدرجہ اولے مشکلات مین پھنساتا بس ہندوستانی اور انگلستانی قوانین کی یہہ صورتین تھین کہ دونو ہندوستان کے مناسب حال نہ تھین۔
پچھلے سالون مین گورنمنٹ ہند یا انگلنڈ کے اعلے حکمرانون یا پارلیمنٹ نے ان برائیون کے دور کرنے کا علاج کیا۔
گورنمنٹ انگلنڈ نے ۱۸۳۳ء مین یہ مصمم ارادہ کرلیا کہ جو جوڈیشل انتظام ہے بالفعل قائم رہے اور اس کے علاوہ ایک اصلی قانون دیوانی اور فوجداری ایسا بنایا جائے کہ ہندوستانیون کے مناسب حال ہو اور اصول قوانین کے موافق ہو اس کام کے لیئے ایک اعلے کمیشن مقرر کیا کہ وہ ہندوستان مین اجلاس کرے اور گورنر جنرل کی کونسل مین ایک ممبر قانون دان بڑہا یا گیا قانون بنانے کے سررشتہ کے اعلے افسر لارڈ مکالی تھے اول مضمون جسپر اس کمیشن کی توجہ ہوئی وہ تعزیرات ہند کا قانون تھا۔ اس قانون کو زیادہ تر لارڈ مکالی ہی نے ۱۸۳۷ء اور ۱۸۳۹ء کے درمیان تصنیف کرکے تمام کیا بائیس برس تک یہ قانون مسودہ ہی کی صورت مین رہا اور ۱۸۶۰ء مین یہ قانون نافذ ہوا اس عرصہ مین اسکے اندر لارڈ مکالی کے قائم مقامون نے اور خاصکر سپریم کورٹ کلکتہ کے چیف جسٹس بارنس پی کوک نے ترمیمین کین۔ سر جیمس سٹیفن لکھتے ہین کہ اس قانون کے نافذ ہونے مین جو ایسی بڑی تاخیر ہوئی وہ عجیب تھی مگر اسکا بڑا مفید نتیجہ یہ ہوا کہ وہ قانون جسکو اپنے زمانہ کے عالم متبحر نے تصنیف کیا تھا اسکی ذرا ذرا سی باتون کی ترمیم اس قانون دان نے کی جسکا پیشہ ہی قانون تھا وہ بڑا تجربہ کار اور اصطلاحات و جزئیات قانونی کا ماہر تھا۔ ۱۸۵۳ء مین ایک لیجسلیٹو کونسل یعنی واضعان قوانین کی ایک کونسل مقرر ہوئی جسکے ممبر بالکل گورنمنٹ کے ملازم تھے اس کی جگہ ۱۸۶۱ء مین ایک اعلے درجہ کی

آئین بنانے والی جماعت کل ہندوستان کے لیئے اور کئی ایک درجہ دوم کی ہندوستان کے مختلف حصص کے لیئے مقرر ہوئین انمین بعض گورنمنٹ کے ملازم تھے بعض غیر ملازم انگریز اور ہندوستانی تھے جنکو گورنمنٹ نے مقرر کیا تھا اعلے درجہ کی آئین بنانے والی جماعت گورنر جنرل کی کونسل تھی جو سب طرح کے قوانین بناتی تھی اور انکا عمل سارے ہندوستان مین کل پروونسون پر سوا بنگال و بمبئی و مدراس گورنمنٹون کے پروونسون کے ہوتا تھا یہ پروونس اپنے لیئے جداگانہ آئین بنانے والی جماعت رکھتی تھی دوسرے درجہ کی آئین بنانے والی جماعت بنگال اور مدراس و بمبئی کی لوکل گورنمنٹون کی کونسلین تھین جو اپنے ملکون کے لیئے قوانین بناتی تھی

سنہ ۱۸۶۱ء مین انگلنڈ مین ایک کمیشن مقرر ہوا کہ وہ قوانین کے مسودات لکھکر ہندوستان کی آئین بنانے والی جماعت کی اعانت کرے اس کمیشن کے ممبر بڑے عالی مرتبت ذی جاہ شخص تھے انہون نے سنہ ۱۸۶۱ء سے سنہ ۱۸۷۰ء تک باہم بیٹھکر اجلاس کیا اور قوانین جلیلہ کے مسودے تیار کیئے جیسے ضابطہ عدالت دیوانی - ضابطہ عدالت فوجداری و ایکٹ وراثت - ایکٹ معاہدہ - ایکٹ شہادت - دستاویزات قابل بیع وشرا کے ایکٹ کا اور انتقال جائداد کے ایکٹ کا مسودہ لکھا اور ایک اور کمیشن اس لیئے مقرر ہوا کہ وہ دستاویزات قابل بیع وشرا کے بل اور انتقال جائداد کے بل پر زیادہ غور وخوض کرے اور ان بلون پر خیال کرے جو اراضی دریا برد و برآمد و ملازم و آقا و حق آسائش و امانت کے باب مین لکھے گئے ہین اور ایک پورا قانون ٹورٹ (ہرجانہ) کا بنایا گیا عمدہ قانون جدسماعت کا جاری ہوا - غرض ان قوانین سے برٹش انڈیا کے لیئے ایک مجموعہ قوانین ایسا مرتب ہوگیا جو اس تہذیب کے زمانہ کے لیئے سزاوار ہے وہ بڑا حاوی و محیط ہے اور قومی اخلاق کا ایک اندازہ و پیمانہ ہے -

علاوہ ان قوانین کے اور بہت سی باتون کے لیئے قوانین ہین جو اس وسیع اور بوقلمون سلطنت کے لیئے ضرور ہین پرانے قوانین تقریباً ان ایکٹون سے جو سائنس کے موافق مدون ہوئے ہین منسوخ ہوگئے ہین - مطالب عظیمہ کے باب مین بہت سے پراگندہ قوانین تھے وہ سب شامل ہوکر ایک مجموعہ مین لکھے گئے ہین مثلاً قانون تعزیرات ہند و ضابطہ فوجداری کا مجموعہ ایسا ہے کہ اس مین فوجداری کے سارے قوانین موجود ہین غالباً یہ طریقہ قوانین کے

سنہ ۱۸۶۰ء [illegible] سنہ ۱۸۷۲ء [illegible] ۱۸۷۲ء [illegible]

مجموعہ بنانے کا کچھ زمانہ تک جاری رہے - ہندوستان کے قوانین اب اعلے درجہ کی مہذب قومون کے قوانین کے ساتھ برابری و ہمسری کا دعوے کرتے ہین انگلنڈ کے اعلے درجہ کے قانون دانون نے اور ہندوستان کے منتظم و مدبر انگریزون اور غیر ملازم انگریزون نے جو ہندوستان مین رہتے ہین اور ہندوستانیون نے جو اس کام کے لیے عقل و خصائل کے اعتبار سے منتخب ہین ان سب نے یہ کام کیا ہے قوانین ہند انگریزی اعلے درجہ کے اصول قوانین پر مبنی ہین اور ہندوستان کے حالات و خصوصیات سے مناسبت رکھتے ہین وہ سلطنت کی عام ضرورتون کے اور پروونسون کی خاص احتیاجون کے لیے بنائے گئے ہین وہ بہت غور و خوض کے بعد جاری کیے گئے ہین اور ایسے انگریزون اور ہندوستانیونکی رائون پر بڑا خیال کیا گیا ہے - گورنمنٹ انڈیا نے بعض قوانین ایسے جاری کیے ہین کہ جیسے بہتر کسی ملک مین قوانین نہین یہ اسکی قانون بنانے کی اعلے لیاقت پر دلالت کرتے ہین وضع قوانین کا سررشتہ بھی گورنمنٹ ہند کا ایک جزو اعظم ہے وہ قانون اور وضع قانون کی باب مین ملک کی ہر ایک بات سے آگاہی حاصل کرکے اس مین اعلے مقابلہ و مطابقت کو دیکھتا ہے چیف کورٹون مین جو اعلے درجہ کے مقدمات فیصل ہوتے ہین انکی رپورٹین تحریر کرتا ہے - اسکے پریسیڈنٹ بڑے بڑے انگریزی قوانین اور اصول قوانین کے عالم متبحر ہوتے ہین جنہین ہنری سمر مین کا جیمس فٹز کا جیمس سٹیفن کا آرتھر ہوب ہوس کا نام مشہور ہے وہ عمدہ قوانین بنانے کی اعلے درجہ کی سند ہین اور سب انکا بالکل اعتبار کرتے ہین وٹلی سٹوک نے ملک کی بڑی خدمت یہ کی کہ قوانین کے مسودے ایسے تیار کئے ہین کہ وہ ہندوستانیون کی سمجھ مین آتے ہین اور پھر ایسے صحیح و درست ہین کہ وہ عملی کامون کے معیار ہین -

اب سوال یہ ہے کہ قانون کا انتظام کس طرح کیا جائے؟ اسکا فیصلہ کرنا آسان نہین اصول جو سنہ ۱۷۷۲ء مین یہ قائم کیا گیا تھا کہ ہندو و مسلمانون کا ذاتی قانون تمام مذہبی و خانگی معاملات مین بدستور رکھا جائے وہ ایک سو برس تک جاری رہا اور بہت سی باتون مین ابتک دیوانی عدالتون مین جاری ہے مگر اس طرح عمل کرنے کا قاعدہ ابتدا ہی سے بچند وجوہ ان باتون کے لیے جو مقدمہ کی تحقیقات کے لیے مطلوب ہوتی ہین ناکافی تھا اور اس زمانہ مین تو اور زیادہ نامناسب

ہندوستانی قانون کی بعض باتون کا ناموزون ہونا

ہوگیا ہے ۔

اول یہ کہ بہت سی جماعتیں ہیں گو وہ تعداداً چھوٹی ہیں لیکن پولیٹیکل اور سوشل اعتبار سے وہ بڑی عظمت رکھتی ہیں اور ہر سال زیادہ ہوتی جاتی ہیں اور زیادہ اپنا اثر ڈالتی جاتی ہیں وہ ہندو شاستروں کے قانون سے کچھ علاقہ ہی نہیں رکھتے ہیں عوام الناس کی زندگانی کے دائرے بڑے فراخ ہوتے جاتے ہیں جنکے سرانجام کار کا سامان نہ ہندوؤں کا دھرم شاستر نہ مسلمانوں کی شرع مہیا کرسکتی ہے ہندوؤں کے دھرم شاستر میں مراسم مذہبی اور ابتدائی دہقانی زندگانی اور مویشیوں کے ساتھ خوش گذرانی کے سوا کچھ اور بیان نہیں ہے یہ مشکل اول ہی سے سمجھی گئی تھی کہ جن مقدمات میں یہ قانون کچھ کام نہیں کرسکتا تھا عدالتیں از روی عدل و انصاف و نیک کونشنس کے فیصلہ کرتی تھیں ۔

ہندوؤں کے دہرم شاستر کے بعض نظام ایسے تھے کہ انگریزی رائیں اور یقینیات انسے نفرت رکھتے تھے اور حکمران قوت انکی متحمل نہیں ہوسکتی تھی اس لئے وہ سوچ بچار کے بعد دور کردیئے گئے مثلاً ذات سے باہر ہونے کا جرم ہندوؤں کے دہرم شاستر کے موافق ایسا تھا کہ جس سے مجرم تمام حقوق برادری اور مال و متاع موروثی سے محروم ہوتا تھا سنہ ۱۸۵۰ میں ایکٹ پاس ہوا کہ جو ہندو ذات سے باہر ہوگا ۔ یا مذہب بدلیگا وہ قانوناً اپنے حقوق یا مال سے محروم نہیں کیا جائیگا بس مذہبی کامل ٹولریشن (مسالمت) رعایا کے لئے ایک قانون ہوگیا ۔ اگر وہ بطور خود چھوڑ دی جاتیں تو ہر شخص مذہب کے بدلنے سے دہرم شاستر یا رسم کے موافق سزا پانے کے قابل تھا جس سے اسکا دنیا کا آرام خاک میں ملجاتا ۔

ایسی ہی دھرم شاستر کے موافق بیوہ کا بیاہ ممنوع تھا ـــــ یہ قانون منسوخ کیا گیا عیسائی مذہب جو ہندو اختیار کرلیتے ہیں اور تبدیلی مذہب کے سبب اپنے جات سے باہر ہوجاتے ہیں ان میں خاوند بی بی کو اور بی بی خاوند کو چھوڑ سکتے ہیں اور جو لوگ اس ملک کا کوئی مذہب نہیں رکھتے ہیں انکو قانوناً نکاح کرنا جائز ہے اور ان میں زن و شوہر کا رشتہ قانوناً سمجھا جاتا ہے اور مثالیں ہندوؤں کی رسوم میں مداخلت کی یہ ہیں کہ بیوہ عورتوں کا ستی ہونا اور دختر کشی کرنا بند ہوگیا ۔ قانون نابالغی جاری ہوا کہ زن و شوہر میں قبل از بلوغ مباشرت نہ ہو ۔ ہندوؤں کے

ہندوؤن کے دہرم شاستر کا اور مسلمانون کی شرع کی پابندی ان معاملات مین کی جاتی ہی جو ازدواج سے وراثت سے متبنےٰ کرنے سے تقسیم جائداد سے وصیت سے مذہبی اوقاف سے متعلق ہین۔ ہندوؤن کے دہرم شاستر مین جو بڑے بڑے پنڈتون کی رائون مین اختلافات ہین ان مشکلات کا دور کرنا ناممکن ہی۔ انگریزون کو یہ کوشش رہی کہ وہ یہ جانین کہ دہرم شاستر کیا ہے اور اب دہرم شاستر کیطرف انگریز و ہندوستانی ججون کی پہلے کی نسبت زیادہ توجہ ہوئی ہے وہ پنڈتون کے بیوستون اور مفتیون کے فتوون پر خیال نہین کرتے جن مسائل کو انگریزون کی عدالت سے تعلق ہے ان کو سب کتابون سے منتخب کرکے ایک ایسا مجموعہ گورنمنٹ نے بنا دیا ہے کہ ہندوون کو اب دہرم شاستر کی سنسکرت مین جاننے کی ضرورت نہین رہی جب عدالت مین مقدمات کے اندراج کو ضرورت دہرم شاستر کی پڑتی ہے تو وہ انگریزی کتابون سے جو عدالت کے لیئے مرتب ہوئی ہین رجوع کرتے ہین۔ غرض گورنمنٹ کا ہندوؤن پر بڑا احسان ہے کہ وہ اب بہت آسانی سے دہرم شاستر کے مطابق اپنے حقوق سے آگاہ ہو جاتے ہین ہندو مسلمانون کے انفصال حقوق سے پنڈتون اور قاضیون کو کچھ تعلق نہین رہا قاضی صرف نکاح خوانی کرتے ہین پنڈت اور مراسم مذہبی کو بجالاتے ہین۔ ہندوستان مین ایکٹون کے جاری ہونے سے عدالت کے انتظام کی ایسی ترقی ہوگئی ہے کہ اسکا اصول یکسان ہی ہے اگرچہ اسکی جزئیات مین ایسا اختلاف ہے جیسا کہ بعض پروونسون مین پریسیڈنسی شہرون اور ساری ملک کے اندر دیوانی عدالتون مین اتحاد پیدا کرنے کے لیئے پہلے سپریم کورٹ اور صدر نظامت اور صدر دیوانی کو ہائی کورٹون مین داخل کردیا ہے جس مین چیف جسٹس اور بعض جج بیرسٹر مقرر ہوتے ہین اور باقی اور جج انگریزی اور ہندوستانی ججون مین سے بڑے لائق اور قابل اور نیک خصائل ہوتے ہین۔ ملک کے اندر اول مقصد عظیم یہ ہے کہ بڑے بڑے مقامات مین عدالت کے لئے کچہریان ایسی مقرر کی جائین کہ اکثر رعایا کے گھرون سے وہ چند میل کے فاصلہ پر ہون دوم یہ کہ اہل مقدمہ کے لیئے مقدمات کا خرچہ کم پڑے اور اسکا فیصلہ جلدی ہو۔ عدالت کا انتظام جب ہی اچھی طرح ہوسکتا ہے کہ اس کے لیئے قوانین اچھے بنائے جائین اور ان مین جج جو سب طرح سے اپنے کام کے لائق ہون مقرر کئے جائین

ان دونو باتون کے لیئے جسقدر گورمنٹ سے کوشش ہوسکتی ہے وہ کرتی ہے ہندوستانی
جج بالطبع دیوانی مقدمات مین اپنی تیزفہمی و ذہانت و درایت و رغبت خوب دکھلاتے ہین
اور وہ جیسی اپنی قدرتی رغبت دیوانی کے سررشتہ سے رکھتے ہین ایسی کسی اور سررشتے سے
نہین رکھتے زمانہ حال مین انکی ذہانت و راست بازی کی بڑی شہرت اس سبب سے ہے
کہ انہین اکثر وہ تعلیم یافتہ ہوتے ہین جنہون نے عقلی و اخلاقی بڑی ترقی کی ہے اس بات
مین بڑا مباحثہ ہوتا ہے کہ دیوانی عدالتون کا جو بالفعل انتظام ہے وہ ارزان اور بے تاخیر
ہے یا نہین اسپر یہہ لعنت ملامت کی جاتی ہے کہ وہ بڑا گران اور سست ہے اگر سب باتون پر
لحاظ کیا جائے تو یہ خیال ہوتا ہے کہ عدالت مین ناحق خرچ زیادہ نہین ہوتا نہ زیادہ تر
اسکے فیصلہ مین بیجا التوا ہوتا ہے خرچہ عدالت کا ایک حصہ تو گورمنٹ کے اختیار مین ہے
جسکو وہ نہایت کفایت شعاری سے یون کم کرتی ہے کہ ضابطہ عدالت کو آسان اور سٹامپ کو
معتدل کرتی ہے اور دوسرا خرچہ عدالت کا حصہ گورمنٹ کے اختیار مین نہین ہے
وہ پبلک کے ہاتھ مین ہے وہ وکیلون و مختارون و بیرسٹرون کا محنتانہ و شکرانہ ہے
اہل مقدمہ خوشی سے وہ بہر محنتانہ اپنے وکیل کو دیتے ہین اگر وہ اسطرح محنتانہ دینا چھوڑ دین
تو وکیل خود بخود اس محنتانہ پر راضی ہو جائین جو سرکار سے مقرر ہے۔
قانون کا پیشہ پہلے بڑا بدنام ہو چکا ہے مگر اب وہ روز بروز محاسن اخلاق اور عقلی لیاقتون سے
سنورتا جاتا ہے گورمنٹ کے اختیار مین نہین ہے کہ وہ اس پیشہ کی بالائی یافت کو اپنی قابو
مین لاسکے عقلی محنت کے بازار مین اس پیشہ کی قیمت دی جاتی ہے لیکن گورمنٹ ایسی
تدبیرین کرتی ہے کہ جن مقدمات کے صلاح و مشورہ کی اجرت لوگ زیادہ دیتے ہین تو
انکے صلاح کار وہ اشخاص پیدا کیے جائین کہ جنکی لیاقتین تربیت یافتہ ہون اسکے لیئے
وہ یہہ تدبیرین کرتی ہے کہ امتحان کے نصاب ٹھیرتی ہے اور جب کوئی امتحان مین پورا
اترتا ہے تو اسکو قانون پیشہ ہونے کی اجازت دیتی ہے۔ ہندوستانیون کے بار کی عزت و لیاقت
پہلے کی نسبت زیادہ ہوتی جاتی ہے یہ امر تحقیق کرنا دشوار ہے کہ دوران مقدمہ کے دنون کا اوسط
کم ہے یا زیادہ اسکی وجہ یہہ ہے کہ مقدمات مین بعض خاص صورتون کے اندر التوا ہو سکتا ہے

مگر بعض صورتین ایسی بھی ہوتی ہین کہ عدالتین التوا کو دور نہین کر سکتین جنکے سبب سے دوران مقدمہ کے دنون کا اوسط بہت بڑھ جاتا ہے اگر ایسے مقدمات مستثنے کر دیئے جائین تو اکثر پرونسون مین معمولی مقدمات کے ایام دوران کا اوسط نہ زیادہ ہے نہ کم اور بعض پرونسون مین کم قابل اطمینان ہی ایک وسیل خرچ اور التوا کی یہہ ہی کہ مقدمات مین آخری فیصلہ کے لئے اپیل کا استحقاق دیا گیا ہے پہلے زمانہ مین اپیل مردود سمجھا جاتا تھا اور اب بھی وہ بڑی فرزانگی و دانائی سے معتدل بنا یا گیا ہے مگر ہندوستانی اپیل کرنے مین بڑے ضدی ہین اپیل کی وقعت کا اندازہ ہمیشہ مقدمہ کی مالیت کی مقدار سے نہین کیا جاتا کیونکہ چھوٹی مالیت کے مقدمہ کے فیصلہ مین وہی اصول برتا جاتا ہے جو بڑی مالیت کے مقدمہ مین بہت سے خفیف اپیلون مین بڑے بڑے محکمون مین اعلے درجہ کی تنخواہ پانے والے حاکمون کا وقت صرف ہوتا ہے اس کا علاج یہہ کیا گیا ہے کہ سارے ملک مین خفیفہ عدالتین مقرر کی گئی ہین نہ جنمین التوا ہوتا ہے نہ اپیل کا جھگڑا ہے یہ عدالتین خاص قسم کے مقدمات بڑی مقدار کا بھی فیصلہ کرتی ہین جنکا اپیل بہت ہی سختی کے ساتھ محدود کیا گیا ہے اور قسم کے مقدمات مین بھی اپیلون کے محدود ہونے کی تدابیر قانون بنانے والون کی زیر نظر رہتی ہین بعض یوروپین حکام اپیلون کے ہونے کو ایک بڑائی خیال کرتے ہین لیکن ان اپیلون کا ہونا ہندوستانیون کے اقتضاء طبیعت سے پیدا ہوتا ہے کچھ گورنمنٹ کی پالیسی نہین ہے اپیلون کے نہ ہونے کے لیئے یا اسکی حدود کو بہ نسبت موجودہ حدود کے زیادہ تنگ کرنے مین کوشش کی جائے تو وہ ہندوستانیون کو نہایت ناپسند ہوگی ملک کے اندر جو کچہریان ہین ان کے پسندیدہ و ناپسندیدہ ہونے کے باب مین اکثر مباحثے ہوتے ہین یہہ بات قبول کرنی چاہیئے کہ یہہ کچہریان عدالت کی بہت سی ہندوستانی جماعتونکو پہلے ناپسند تھین اور اب بھی بعض جماعتون کو ناپسند ہین جیسی زمیندارون اور اور جماعتون کو جو بیجا کامون کے لئے زرعی جائداد پر روپیہ قرض لیتے ہین اور قرضخواہ ججون کے سامنے انکو کھڑا کراتے ہین اب بھی اکثر ہی کیونکہ حاکم جیسے کلکٹر وغیرہ انپر لعنت بھیجتے ہین کیونکہ دیوانی کے فیصلے ان کے کامون مین مخل ہوتے ہین اور اہل یوروپ بھی جو ملازم نہین ہین انکو برا جانتے ہین بعض اکابر و اعلے درجہ کی آدمی بھی باوجود زمانہ حال کی کل ترقیون کے یہ یقین کرتے ہین کہ جو لوگ

یہہ خیال کرتے ہین کہ ہندوستان مین ایک مہذب نظام اصول قوانین کا قایم کرین۔ حقیقت مین وہ لوپاس کا درخت بوتے ہین یہہ لوپاس جاوا کے جنگلون مین ایک درخت ہوتا ہے جسکا عرق زہر ہوتا ہے اسکی نسبت یہہ غلط مشہور ہوگیا ہے کہ اسکی ہوا سے جاندار مرجاتا ہے بعض ہندوستانی بھی اس راے مین شریک ہین اور کہتے ہین کہ عدالت مین جو جیتا وہ ہارا اور جو ہارا وہ مرا۔ اور بعض پروونس مین کچہریون کی بے قدری ہے بعض مین قدر و منزلت ہے لیکن اسکے ساتھ جو لوگ کل سلطنت مین بحیثیت مجموعی ہندوستانیونکی رائین جانتے والے ہین وہ بے شک یہ خیال کرتے ہین کہ جو عدالتین اپنے حق عدل کے ادا کرنے کو حقیر سمجھتی ہین وہ ملک مین نہایت عام پسند اور قابل اعتماد ہین بعض اضلاع ہین ان عدالتون کی جیسی قدر شناسی کیجاتی ہے ایسی کسی محکمہ کی نہین کی جاتی خواہ وہ کوئی ہو اس مین انگریزی عملداری کی ساری خوبیان داخل جانتے ہین پریسیڈنسی شہرون مین اور بڑے بڑے مقامات مرکزی مین اہل یورپ اور ہندوستانی بھی ہائیکورٹون کا سچا ادب کرتے ہین اور بے امتحان اسپر اعتماد کرتے ہین۔ کوئی چیز سلطنت مین ایسی نہین ہے کہ جس سے سب جماعتین یورپین اور ہندوستانی وابستگی رکھتی ہین جیسے کہ ہائیکورٹون سے گو ان مین بھی عملی نقص جانتے ہین کہ موجود ہین۔

ہندوستانی جھگڑالو ہوتے ہین بہت سے ان مین عدالت مین قاعدہ مقررہ کے ہونیکے سبب سے نالش کرتے ہین اگر یہہ قاعدہ مقررہ نہ ہوتا تو وہ اور طرح سے جھگڑا ٹنٹا کرنے کو مستعد ہوتے ملک کی دولت و مخازن آمدنی کے لحاظ سے غالباً مقدمات کی تعداد اور انکی مالیت کا مجموعہ بہت زیادہ ہے۔

ضابطہ دیوانی مین جب یہ نقص معلوم ہوئے کہ اسکی موافق ٹھیک طور پر ڈگری کی تعمیل کرانے مین دشواری پیش ہوتی ہے اس مین درسیانی التوا اور موانع ایسے پیش آتے ہین جن سے بڑی حیرانی اور پریشانی ہوتی ہے بعض اوقات بڑی بڑی جائدادین ڈگری کے تھوڑے سے روپیے کو وصول کرنے کے لئے نیلام ہوجاتی ہین اس ضابطہ کی اصلاحین ان عیبون کے دور کرنے کے لیئے ہوجاتی ہین۔

[illegible]

قدیم زمانہ مین یہان یہ رواج تھا کہ مقدمات پنچایت مین فیصل ہوتے تھے لیکن اب یہہ رواج ایسا ڈوب گیا ہے کہ پھر وہ ابھرنے کا نہین اگر رعایا اپنے مقدمات فیصل کرانے پر راضی ہوجاتی تو گورنمنٹ اسکو بہ ہوسے کار ظاہر کرنے مین اور اس کے درجے بڑھانے مین بہت خوشی سے مدد کرتی - پنجاب مین اس پنچایت کے لیئے گورنمنٹ کے ماتحت انتظام کرنے مین بہت کوشش کی گئی مگر رعایا اسپر راضی نہین ہوی گو اہل مقدمہ کو ترغیب دی گئی کہ وہ پنچایت کی طرف رجوع کرین وہ عدالت کے محکمون مین اپنے مقدمون کے فیصل کرانیکو ترجیح دیتے ہین - قانون اجازت دیتا ہے کہ اہل مقدمہ اپنے حقوق کا انفصال ثالثی و پنچایت سے کرائین اور وہ کبھی کبھی اسپر راضی بھی ہوجاتے ہین مگر زیادہ تر انکا میلان و رجحان یہی ہوتا ہے کہ عدالت کے جج انکے مقدمات کا فیصلہ کرین - جہان یہ پنچایت کا کام چل سکتا ہے وہان گورنمنٹ اسکی اعانت کرتی ہے پونہ مین ایک عدالت ثالثی ہے اسمین اہل مقدمہ فیصلون سے راضی ہوتے ہین لیکن سرکاری عدالتون کی جگہہ پنچایت کا قائم مقام ہونا ہر جگہہ کل سلطنت مین عام پسند نہین لوگون کی طبائع ایسی ہوگئی ہین کہ انکے لیئے پنچایتی انتظام کی کوشش کرنی عبث ہے -

دستاویزون مین جعل سازی اور دغابازی و فریب سے بچانے کے لئے رجسٹری کا محکمہ قائم کیا گیا ہے جس سے عام انتقال کا نظام کیا گیا ہے بغیر رجسٹری شدہ خانگی انتقالات کی دستاویزون مین جو جعلسازی سے تغیر و تبدل ہوتے تھے وہ ہندوستانیونکی اخلاق پر ایک داغ لگاتے تھے غالباً ایسی جعلسازیان بہت کم ہوگئی ہین مگر وہ بالکل معدوم نہین ہوئین انکے انسداد کے لئے حکومت کی ضرورت ہے سو وہ تدبیر کی گئی ہے جو یورپ کے ملکون مین مروج ہے ۱۸۶۶ء مین کل سلطنت مین رجسٹری کا محکمہ قانوناً قائم ہوا ہر شہر مین رجسٹری کا افسر مقرر ہوا پھر وہ دیہات مین بھی مقرر ہونے لگا کہ رجسٹری کرانے کے لیئے رعایا کو آسانی ہو - دستاویزون کی نقلین بڑی احتیاط سے دفتر رجسٹری مین رکھی جاتی ہین - رجسٹری کے محررون کے سوا انکی نگرانی کے لئے افسر مقرر کیئے جاتے ہین ادہر ہر پروونس مین ایک اعلے افسر اس سررشتہ کا مقرر کیا جاتا ہے تا کہ عام ہندوستانیون کو اسکے

انتظام کا اعتبار پیدا ہو۔ رجسٹری کی فیس اسقدر لی جاتی ہے کہ اس کے سررشتہ انتظام کے خرچ کے لیے کافی ہو فیس کا اندازہ ایسی ترتیب سے کیا گیا ہے کہ اس محکمہ مین گورنمنٹ کو کچھ خرچ دینا نہین پڑتا اسکی آمدنی اس کے خرچ کے لئے کافی ہوتی ہے یہہ محکمہ گورنمنٹ نے کچھ اپنی آمدنی کے لئے نہین مقرر کیا ہے جو رجسٹری کی آمدنی ہوتی ہے وہی اس کے سررشتہ مین خرچ کر ڈالتی ہے۔ بعض قسم کی دستاویز کی رجسٹری لازمی ہے جیسے کہ ایک خاص قیمت سے زائد کی غیر منقولہ جائدادون کی دستاویزن کے لیے بعض دستاویزون کے لیے رجسٹری اختیاری ہے جیسے وصیت نامہ وغیرہ کے لئے تمام ملک رجسٹری کے افسون سے بھر اپڑا ہے اور سال بسال لاکھون دستاویزین رجسٹری ہوتی ہین۔ نتیجہ یہ ہے کہ بہت سے تمدن کے گوشون کی اخلاقی ہوا پاک صاف ہوجاتی ہے۔

انتظام مجتہدانہ سے مراد شخصی انتظام ہے یعنی کوئی خاندان کا بزرگ یا مجتہد یا شیخ مقدمات کا فیصلہ کر دے ایک زمانہ مین اسکا بڑا اثر تھا مگر اب وہ بالکل عنقا ہو گیا بڑے بڑے قابل اور لایق بزرگ ایسے موجود ہین جنکو دلی افسوس ہے کہ شخصی حکومت کی جگہہ بالکل قانون کی حکومت قائم ہو گئی ہے۔ ہر ایک قوم جو دولت و تہذیب مین آگے قدم بڑہاتی ہے وہ یہہ چاہتی ہے کہ اسیر آدمیون کی مرضی فرمان فرمائی نہ کرے خواہ وہ آدمی کیسے نیک و لائق فائق ہون مگر یقینی وہ ایک دوسرے سے رائے اور طریقہ مین مخالف ہونگے بعض اوقات وہ تلون مزاج ہونگے لیکن جب کوئی نظام معتبر ہوتا ہے تو سب لوگ اسکو بالاستقلال دیکھینگے اور اس کے موافق اپنی تجاویز کا حساب لگائینگے۔ ہندوستان اس میلان سے جسکا مقابلہ ہو نہین سکتا ستثنےٰ نہین۔ ہندوستانی اپنے لئے قوانین بنانے کی بیجا شکایت کرتے ہین مگر پھر بھی وہ یہہ چاہتے ہین کہ انکی ہر بات کے لیے ایک قانون ہو جسکی بنا پر وہ اپنے ہمسایہ سے یا اکزی کیوٹو حکومت سے مقابلہ کرین اکزی کیوٹو حاکم (کلکٹر وغیرہ) کو بہت اختیارات رعایا کے لیے نیک و بد کے حاصل ہین انسے مقابلہ کرنے کا ذریعہ صرف قانون ہی ہے۔

ہندوستان کی اعلےٰ عدالتون مین قانونی اصطلاحات پرستی نے مہر ثبت پیدا کین جو انگلنڈ مین مردہ ہو کر بہت برسون کے بعد ہندوستان مین زندہ ہوئی تھین کنپنی کے آخر عہد سلطنت مین

جزائی عدالتین بہی معلوم ہوتی تہین کو اصل عدل و انصاف کے لیے نہین موضوع ہوئین بلکہ
زیادہ تر بہ اہم عمل وو... کے اظہار کرنے اور صورت انصاف دکھانے کے لیے پس جب قوانین و
ضوابط عدالت کی یہہ صورت ہوگئی اور سلطنت کی افزائش مین کم وبیش ترقی ہونے لگی اور
نئے نئے ملک سلطنت مین شامل ہونے لگے تو گورنمنٹ ان ملکون مین پرانے ملکون کے
انتظام کے نمونہ کے قائم کرنے سے جھجکتی رہی تاکہ ناہموار شخصی حکومت کی عادی ہو
...لیے ضرور ہے کہ جب انگریزی گورنمنٹ ... فرما ہو تو - - - - ایک ہی
... مین آزی کیوٹو (عملی) اور جیوڈیشل (انتظامی) حکمرانی ہو جو گورنمنٹ بغیر جوابدہی کی
حکومت رکھتی ہو اسکی جگہہ وہ گورنمنٹ ایک لمحہ نہین قائم ہوسکتی جو قانون کے باقاعدہ طریقہ پر
چلتی ہو پس اسطرح سے وہ نظام ... جو پرانے اضلاع مین اور دوسرا ان ملکون
مین جو فی الحال سرکار انگریزی کے قبضہ مین آئے تھے اول کو آئینی اور دوسرے کو
غیر آئینی اضلاع کہتے تھے -

باب ششم

شاہانہ انتظام کے اصول

پہلے بابون مین انڈین ایمپائر کی سرشتہ داو صاف وترقی کا بیان لکھا ہے اس باب مین
وہ اصول بیان کرتے ہین جنکے موافق شاہانہ انتظام انیسوین صدی مین ہوا ہے -
کل ایمپائر (سلطنت) مین قانون کی حکمرانی و فرمانروائی ہے - یہان اب تک جو تبدیلیان انتظام
سلطنت مین ہوئی ہین وہ انگلنڈ مین پارلیمنٹ کے متواتر ایکٹون کے جاری کرنے سے ہوئی
ہین - انتظام مین جو تبدیلیان ہوئی ہین وہ قانون کے موافق ہوئی ہین - کل سلطنت مین
جو کوئی ادنے اور اعلے کام کیا جاتا ہے وہ قانون کے موافق کیا جاتا ہے ہر جگہہ عدالتون کی
کچہریان قائم ہین انکے حکمنامے ملک کے دور دور کے گوشون مین جاری ہوتے ہین -
ان عدالتون مین جو باتین مانی جاتی ہین وہی کی جاتی ہین اگر وہ اور طرح سے کی جائین تو وہ

مناقشہ کے قابل ہوتی ہین جب قانون کی فرمان روائی ہے تو اسکے بعد ضلع کا انتظام
ہونا چاہیئے مگر بقول لارڈ لارنس کے انتظام کے لیے منتظم تلاش کرنے چاہیئن اگر
اچھا قانونی نظام ہو مگر اس کے منتظم اچھے نہون تو وہ قانونًا کام دیگا اور اگر نظام اچھا نہو
مگر منتظم اچھے ہون تو کام اچھی طرح ہوگا - بے شک گورنمنٹ انڈیا فیاض مہذب ہے مگر مطلق العنان
و خود مختار - یہہ مقولہ جو اکثر کہا جاتا ہے کہ گورنمنٹ سارے کام رعایا کے لیے کرے اور
رعایا اپنے لیے کوئی کام نہ کرے وہ ہندوستان پر ابتدا سے صادق ہے اور اب بھی صادق
آتا ہے - اس مقولہ کی صحت کے لیے ایشیائی فطرت انسانی کا اور برٹش حکومت کی حالتون کا
امتحان کرنا چاہیئے - ظاہر نظر آتا ہے کہ ایشیائی آبادی کثیر ایسی حکومت کے ماتحت ہے جو
سمندر پار ہے اور جو نسل مین رنگ مین مذہب مین زبان مین حکایات مین اپنی روایات مین
خیال کرنے کی عادت مین بالکل جداگانہ ہے - یہہ خود مختار مطلق العنان گورنمنٹ تہذیب
ترقی و محبت انسانی کے اصولون کے موافق حکومت کرتی ہے جس سے رعایا کو اپنے افعال
واقوال و مذہب و خیالات مین آزادی حاصل ہوتی ہے اور اس مین قانون کے سامنے
سب قسم کے آدمی اور جماعتین عدالتًا مساوی ہین اور ہر فرد کو آزادی حاصل ہے اور انکی
جسمانی عقلی و اخلاقی استعدادین بروے کار ظاہر ہوتی ہین بس اس خود مختار گورنمنٹ کے
بھی قواعد عملی ہین وہ خالی خیال نہین -

برٹش حکومت مین ہندوستانیون کا بھی اپنے ملک کی حکومت مین کچھ حصہ ہے مگر ضعیف
کچھ غلبہ نہین رکھتا - وہ پبلک معاملات کی ہدایت مین اپنی زبان کو ہلا سکتے ہین مگر خود کوئی
قطعی فیصلہ نہین کرسکتے وہ اکثر لیجس لیٹو کونسلون کے ممبر ہین لیکن جن ممبرون کو گورنمنٹ نامزد کرتی
ہے ان مین انکی تعداد تھوڑی ہے میونسپل کمیٹیون مین گو انکی تعداد زیادہ ہے مگر وہ آخر کار
حکام انگریزی کے محکوم ہین ان کے مقرر ہونے مین نہایت احتیاط و امتحان کے ساتھ انتخاب
کا اصول داخل کیا گیا ہے یہہ اصول تھوڑا سا تو لیجس لیٹو کونسلون سے بھی متعلق ہے لیکن
زیادہ تر میونسپلٹیون سے ضلع کے لوکل بورڈ مین جو مقامی کامون کے لیے مقرر کیا
جاتا ہے انتخاب کا اصول برتا جاتا ہے اور اس مین ایک صفت رعیت پروری نیز نہٹی (؟) تواعاکمعام علیا (؟)

کی بھی ہے مگر مغربی قومون مین جوری پری زنٹی ٹو انسٹی ٹیوشنین موجود ہین اسکا نام بھی ہندوستان مین نہین - برٹش کی گورنمنٹ یہ نہین کہہ سکتی ہے کہ وہ اس ملک مین حکمرانی رعایا کی مرضی سے کرتی ہے بلکہ سٹیٹ اینڈ نری کا ہاتھ اور رعایا کی خاموشی اس سے حکومت کراتے ہین وہ اس سے زیادہ نہین کہہ سکتی کہ اسکی حکومت پر رعایا خاموش ہے (الخاموشی نیم رضا) وہ رعایا سے خیر خواہی کی امید کرتی ہے اور اسکی وہ مستحق بھی ہے لیکن اس مین شبہ ہے کہ رعایا کی خیر خواہی اسکو حاصل ہے یا کبھی حاصل ہوگی - ایسی حالتون مین وہ فائی نینس (خزانہ) سپاہ - سرحد کی محافظت - اعلی عدالت کے معاملات کو ہندوستانیون کی راے کے حوالہ نہین کر سکتی گورنمنٹ انڈیا سواے اپنے بادشاہ اور پارلیمنٹ اور قوم کے کسی اور کی جوابدہ نہین ہے وہ اس طرح سے حکومت کرنی چاہتی ہے کہ ہندوستانیون کو دل پسند ہو وہ ہندوستانیون کو اختیار دیتی ہے کہ وہ اپنی معاشرت کے قوانین کے موافق جنمین اکثر پاکیزہ اور قدیمی ہین اپنے اوپر آپ حکومت کرین اور ان معاملات مین جو مغربی تہذیب انکی پاس لاتی ہے وہ زیادہ تر اپنے قوانین کو قائم رکھین - سول انتظام مین غالب حصہ یورپین کو اپنے پاس رکھنا چاہیئے جیسا کہ اب تک رہا ہے لیکن کثرت سے سول کی نوکریان ہندوستانیون کے ہاتھ مین رہی ہین اور ہندوستانی روز بروز بڑے عہدون پر پہنچتے جاتے ہین - اس حال مین کہ ہندوستانی بہت ہین اور یوروپین تھوڑے ہین اور جابجا پھیلے ہوئے ہین یہہ ضرور ہے کہ رعایا کی کم از کم خاموشی اگر خیر خواہی نہ ہو درکار ہے - رعایا کی خاموشی عملاً موجود ہے وہ اسطرح ثابت ہوتی ہے کہ آبادی کے مقابلہ مین سپاہ تعجب خیر قلیل ہے انگریزی قلمرو مین جس سے ہندوستانی ریاستین خارج ہین سب قسم کے ہتھیارون کے سپاہی .... ۲ ہین اور آبادی جس سے ہندوستانی ریاستون کی آبادی خارج ہے ۲۲۳ تئیس کروڑ آدمیون کی مانی جاتی ہے تو ہزار آدمیون پر ایک سپاہی پھیلتا ہے - یہہ اوسط نہایت ہی کم بمقابلہ اور بڑے ملکون کے ہے -

ہندوستانیون کو جو سول اور مذہبی آزادی برٹش گورنمنٹ کی سلطنت مین حاصل ہے وہ کبھی ہندوستانیون کی سلطنت مین نہین حاصل ہوئی - ہر شخص اپنے مذہب کے موافق

عبادت ریاضت پوجا پاٹ اپنے گھر مین کر سکتا ہے اور مراسم مذہبی کو بشرطیکہ وہ کسی دوسرے کو
گزند نہ پہنچائین علی الاعلان بڑی دہوم دھام سے بجا لا سکتا ہے۔ لیکن ہمیشہ اسکی شرط یہہ ہے کہ
کوئی دنگہ و فساد برپا نہ ہو ایک مذہب کی مراسم دوسرے مذہب والون کی آزار رسانی نکرین
بارہا مخالفت مذہبی کے سبب سے ایسی فساد برپا ہوئے ہین اور ہوتے ہین کہ انمین کشت و
خون ہوتا ہے اور سپاہ شاہی کو مداخلت کرنی پڑتی ہے ہندو حکمران جو برہمنون کی اور مسلمان
حکمران جو مسلمانون کی اپنے خزانہ سے یا عطاء اراضی سے امداد کرتا ہے وہ برٹش گورنمنٹ
کبھی نہین کرتی لیکن یہہ عطیات انکو وہ عطا ہوا کرتی ہے کہ انکی محافظت کرتی ہے اور پہلے
جو اوقاف ہندو مسلمانون کے راجاؤن اور بادشاہون نے دیئے ہین انکو بعد ثبوت جاری
رکھتی ہے۔ برٹش گورنمنٹ بہت تامل کرکے ہندوستانیون کے مذہب سے الگ تھلگ
رہتی ہے یہہ ہندو مسلمانون کے مذہب سے علیحدہ رہنا خود انکے اپنے عیسائی مذہب کا
حکم ہے۔ سوا اسکے گورنمنٹ اپنے مذہب کو بھی کوئی سہارا اس کی اشاعت کو
لیے نہین دیتی سوا اس کے کہ ملازمون اور سپاہیون کی خاطر سے ایک مذہبی سررشتہ کا خرچ
اپنے ذمہ رکھتی ہے۔ بس اس طرح مذہبی معاملہ مین وہ ہر ایک ہندوستانی فرمانروا سے
جو اب تک ہندوستان مین ہوئے ہین بالکل فرق رکھتی ہے۔

رسوم اور افعال جو مذہبی احکام سے انسانیت کے خلاف کیئے جاتے تھے انکو برٹش گورنمنٹ نے
موقوف کر دیا اور آخر کو اس معاملہ مین ہندوستانیون کی اعلی درجہ کی رائیں بھی اوس کے
ساتھ متفق ہوگئین۔ کوئی شخص بغیر قانونی چشمنون کا اپنے برے کامون سے باز نہین رہ سکتا
بس جو صورتین ایسی ہین کہ ان مین گورنمنٹ کی بدخواہی اور اس کے ساتھ دغابازی ظاہر
ہو انکا انسداد محاسدانہ گورنمنٹ نے کیا ہے سنہ ۱۸۳۶ مین ہندوستانیون اور یورپین پریس کو
گورنمنٹ نے آزادی دی۔ ہندوستانی اخبار انگریزی زبان مین اور اکثر دیسی زبان مین نکالتے
تھے۔ ہر مضمون پر مباحثہ کرنے کی گورنمنٹ کے کامون کی تنقید کرنے کی بالکل آزادی ہندوستانی
پریس کو دی گئی جسکو وہ کام مین بھی لاتے ہین لیکن ایسی صورتون مین کہ ہندوستانی پریس
بغاوت اور دغابازی کی باتین تحریر کرتا ہے تو ایسے قانون بھی ہین کہ جو اسکی گرفت کرتے ہین

اور اس قانونی تحقیقات کی یہہ ستثنے صورت ہے کہ اگر کوئی شخص برٹش قلمرو مین گورنمنٹ کے
لیئے خوفناک ہو تو وہ صرف گورنر جنرل کے حکم سے جلا وطن ہو سکتا ہے برٹش حکومت گو
ہندوستانیون سے اجنبی و غیر ہے مگر عام رعایا جو خاموش ہے وہ اسکی ان باتون کے
سبب سے ہے کہ تمام ہندوستانیون کی قدیمی رسم و رواج مین وہ مداخلت نہین کرتی مذہبون
مین کسی کی طرفدار نہین ہوتی قانون کے منصفانہ انتظام مین سب آدمیون کو یکسان سمجھتی ہے
ہر شخص کو اپنی آزادی کا ہر معقول کام مین یقین دلاتی ہے ۔
ان سب باتون کا مبارک نتیجہ یہ ہے کہ وہ امن امان سارے ملک مین ہے جو صدیون سے
کبھی نہین ہوا کہ ہر شخص اپنی جان و مال و آبرو کو محفوظ سمجھے سب طرح سے امین اور سلامت جانے
اور پبلک ورکس اور اور ترقیون سے مستفید ہو اور ٹیکس خفیف ہون ۔ برٹش گورنمنٹ نے
اس صدی کے وسط سے عام تعلیم سے اور اپنے افعال و اقوال کے نمونون اور مثالون سے
ہندوستانیون کو ان مغربی خیالات اور اخلاقی اور مادی علوم سے مستفید کرنا چاہا ہے جنسے
مغربی قومون مین حالت موجودہ پیدا ہوئی ہے ۔ گورنمنٹ کو ذرا خوف نہین ہے کہ اس کا کیا
اثر ہندوستانیون کی طبیعت مین اسکی اجنبی حکومت کی نسبت پیدا ہوگا ۔ اسکو خدا پر بھروسا ہے
وہ اپنی ان عہد بانہ غرض کو ادا کرتی ہے کہ ہندوستانیون کو جاہل اس لیئے نہ رکھے کہ وہ خیرخواہ
رہین برٹش اور اور انڈیا کے درمیان تعلقات خزانہ یعنی روپیہ کی بابت مین عین عدالت پر
مبنی ہین ۔ ایک طرف یہہ ہے کہ ہندوستان کسی قسم کا خراج نہین دیتا اور دوسری طرف یہہ
بات ہے کہ ہندوستانی تنقید کرنے والے غلطی سے کہتے ہین کہ وہ خراج دیتا ہے وہ پولیٹکل
اکونومی کے اصول نہین سمجھتے وہ اس واقعیت پر جس مین کچھ شبہ نہین توجہ کرتے ہین کہ یہان سے
بہت سا روپیہ سالانہ انگلنڈ کو جاتا ہے وہ یہہ نہین سوچتے کہ یہہ روپیہ کیا تو ان چیزون کی
قیمت کا ہوتا ہے جو وہان سے آتی ہین یا ان خدمتون کا معاوضہ ہوتا ہے جو یہان کیجاتی ہین
انگلنڈ مین بڑا سرمایہ ریلون اور آبپاشی کی نہرون کے لیئے جمع کیا جاتا ہے کہ جسسے ہندوستان کو
مستقل فائدہ پہنچے اس سرمایہ کا سود ہندوستان سے بھیجا جاتا ہے ہندوستان کی سلامتی اور
عافیت کے لیئے جو لڑائیان لڑی جاتی ہین جیسے کہ بغاوت کے زمانہ کی لڑائیان تو انکے واسطے انگلنڈ مین قرض

۴ لیا جاتا ہے اس قرض کا سود یہان سے بھیجا جاتا ہے ہندوستان مین

جو مفید اور بکار آمد کام بنائے جاتے ہین انکے لیئے کلین اور مصالحہ انگلنڈ مین خریدا جاتا ہے
انکی قیمت کا روپیہ یہان سے جاتا ہے۔ بہت سے انگریز جو اپنی زندگی کا بہترین حصہ یہان
ہندوستان مین ملازمت مین خرچ کرتے ہین اور اکثر یہین کی خدمات مین اپنی جان کھوتے
ہین انکی بہت سی قسمون کی پنشنون کا روپیہ بھیجا جاتا ہے۔ انڈیا کی خدمات کے لیئے
یوروپین رکروٹون کی انگلنڈ مین تعلیم و تربیت ہوتی ہے اس کے خرچ کے لیئے گورنمنٹ
انگلنڈ اور گورنمنٹ ہند کے درمیان قرارداد ہے جسکے موافق یہان سے روپیہ انگلنڈ بھیجا
جاتا ہے یہہ تمام رقمین سونے کے سکون مین ادا ہونی چاہئین پس سونے اور چاندی کی
قیمتون مین جو تناسب ہوتا ہے اسکے موافق ہندوستان کو روپیہ انگلنڈ کو ادا کرنا ہوتا ہے
اب حال کے سالون مین چاندی کی قیمت بہت گھٹ گئی ہے اسلیئے ہندوستان کا
بہت روپیہ بھنگ کے بھاڑے مین بٹے کے سبب سے جاتا ہے جس سے ہندوستان کو
بہت نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ جیسے برٹن کو ہندوستان کچھ نہین دیتا ایسا ہی وہ برٹن سے
کچھ لیتا بھی نہین اپنا کوئی خرچ روپیہ کا انگلنڈ کے ذمے نہین ڈالتا مگر وہ انگلنڈ کی ہر یوروپین
کو وائسراے سے لیکر ادنے نوکر تک اپنی خدمات کے لیئے تنخواہ دیتا ہے۔ تمام
یوروپین سپاہ کا خرچ اسکے ذمے ہے اور انگلنڈ مین جو اسکے سبب سے خرچ ہوتے ہین انکو
وہ دیتا ہے جیسے کہ انڈیا آفس کا خرچ یا اسکو ان لفظون مین بیان کرو کہ سکرٹری آف سٹیٹ
انڈیا کے محکمہ کا خرچ۔ بحر ہند مین جو انگلنڈ کا بحری سامان اور بہت سی افواج بحری
رہتی ہے اسکے خرچ کا ایک مقررہ حصہ سالانہ ہندوستان دیتا ہے۔ پس روپے کے
جو تعلقات برٹن اور انڈیا کے درمیان ہین وہ منصفانہ ہین ایک دوسرے کو ناحق کچھ نہین
دیتا ہے دونو مین متاجرت و معاولت ہے۔
ہندوستان کو انگلستان سے جو تعلقات ہین انکے ثمرے سب جگہہ ایسے پھیلے ہوئے ہین
کہ انکی ضرورت نہین کہ وہ یاد دلائے جائین ان تعلقات سے انگلنڈ کو بھی جو انڈیا سے آمدنی
حاصل ہوتے ہین وہ بھی بہت بڑے ہین اور سال بسال وہ بڑہتے جاتے ہین ہندوستان سے
خام پیداوار انگلنڈ کو جاتا ہے کہ وہان اسپر برٹش صنعت کاری و دستکاری خرچ کیجائے

اور پھر وہ ہندوستان کے بازارون مین آئے۔ ہندوستان مین برٹش آدمیون کے لئے بہت طرح کی ملازمت و غیر ملازمت کے پیشے برٹش سرمایہ پیدا کرتا ہے۔ باوجود اس کے از برٹش کا وہ یہہ کوئی امداد ہندوستان کی نہین کرتا۔ بعض سوچنے اور غور کرنے والے یہہ کہتے ہین کہ اسکی امداد ضرور کرنی چاہیئے اس کے برخلاف جواب مین یہہ کہا جاتا ہے کہ اس مشرقی سلطنت کے سبب سے برٹش کو مجبوری سب سے اعلے نیوی (بحری سامان) رکھنا پڑتا ہے جسکا خرچ اتنا بڑا ہے کہ کوئی دوسری قوم اسکی متحمل نہین ہوسکتی۔ اس کا کچھ معاوضہ ہندوستان سے انگلنڈ نہین مانگتا گو نیوی سے ہندوستان کی اغراض بہت سی متعلق ہین اگرچہ انڈیا اپنی حدود کے اندر یورپ مین سپاہ کا خرچ جس مین چھہتر ہزار افسر و سپاہی ہین اٹھاتا ہے مگر یہہ برٹش کے مخازن پر ایسا بھاری ٹیکس ہے کہ اسکی اسقدر سپاہ جزائر برطانیہ سے باہر سمندر پار ہزارون میل کے فاصلہ پر رہتی ہے کہ ممکن نہین کہ دنیا مین کوئی اور سوا برٹش کی سپاہیانہ قوت کے اسکی متحمل ہو۔

یہہ اصول مین جنکا برٹش حکام علے الاعلان عام اقرار کرتے ہین اور انپر عمل کرتے ہین جہان تک حالات کا مقتضا ہوتا ہے اقرار و عمل دونو مطابق ہوتے ہین اور ملکون مین اقرارون اور عملون مین فرق ہوتا ہے بہت ہی کم ملک ایسے ہونگے جنمین فرق ہندوستان سے کم ہو اس کی عمدہ دلیل یہہ ہے کہ گورنمنٹ اپنا کام اپنے یورپین افسرون اور بہتر ہندوستانی افسرونکی معرفت کرتی ہے یہہ کام تو نہایت انسانیت سے ہوتا ہے لیکن گورنمنٹ کے کام کا بڑا حصہ ہندوستانی عملہ کرتا ہے اس عملہ مین اس صدی کی ابتدا مین مدت دراز تک سلطنت مین اتھل پتھل رہنے سے سخت عیب پیدا ہو گئے تھے اس لیئے وہ کمتر قابل اعتبار تھا اس مین دیانت دار اہلکار شاذونادر ہی ہوتا تھا پھر بھی حاکمون کے بدل جانے سے فائدہ حاصل ہوا اگر حکام دیانتمند ہون تو وہ بے دیانت عملہ سے کام فائدہ مند لے سکتا ہے جیسے کہ ہنرمند کاریگر برے اوزارون سے اچھا کام کر سکتا ہے لیکن اگر وہ حاکم و عملہ دونو بددیانت ہون تو پھر بڑی خرابی ہوتی ہے اور اندھیر مچتا ہے ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی اور حاکم نیک و متدین ہو تو پوری کامیابی جب تک نہین حاصل ہوسکتی کہ

اسکا عملہ بھی مثل اس کے دیانت دار نہوا ابتدائ صدی مین برٹش انتظام مین حاکم دیانت دار
اور عملہ بے دیانت راشی تھا۔ پیچھے ہندوستانی عملہ مین بتدریج بہت ترقی ہوئی ہے
اور ہر دس سال کے اندر جلدی جلدی اسکی بہتر حالت ہوتی جاتی ہے اس کے سبب سے
جو زور ظلم پہلے ہوتے تھے وہ اب کم ہوتے جاتے ہین پہلے عملہ زبردستی رشوت لیتا تھا
اب وہ زبردستی نہین لے سکتا جو کوئی اسکو دیدیتا ہے وہ لے لیتا ہے۔ عدالت کے
کامون کی انتظام اسطرح انگریزی ہے کہ اگر کوئی شخص عملہ کو رشوت نہ دے تو اہل عملہ
اسکا نقصان اتنا کرا دیتے ہین کہ وہ زر رشوت سے بہت زیادہ ہوتا ہے

باب ہفتم

توضیح قانون و قانون عدالت

ہم نے اوپر بیان کر دیا ہے کہ کل ہندوستان مین قانون فرمانروائی کرتا ہے لیکن یہ
فرمانروائی یقینی ہوتی ہے مگر بہت آہستہ آہستہ اور انیسوین صدی مین بتدریج
اس کے پاؤن جمے ہین اٹھارہوین صدی مین جب سے ایسٹ انڈیا کمپنی کی ملکی حکومت کا
آغاز ہوا ایک خاص قسم کے آئین تھے اور ہنفاجی کچہریان ہندوستانیون کے لیے تھین
لیکن خود کمپنی کے واسطے اور اس کے یوروپین افسرون کی روک کے لیے کوئی آئین نہ تھا۔
کلکتہ اور بمبئی اور مدراس مین یوروپین کی بود و باش کے مقامات بڑھتے جاتے تھے انکے
واسطے بھی کوئی روکنے والا آئین نہ تھا۔ اس عیب کا نتیجہ ایسے زمانہ مین کہ ایک ایشیائی
سلطنت شکستہ ہو رہی تھی یہہ تھا کہ بہت سے مواقع ایسے تھے کہ انمین انگریزون کو فائدے
حاصل ہوتے تھے جو تھوڑے یا بہت ناروا ہوتے تھے جس سے وہ معزز ہندنشین
ڈھیلی ہوتی تھین جو ایک قوم کو کہ مثل انگریزوں کے ہو اسکی سلطنت کے عروج مین روکتی
روکتین انگلنڈ کے پبلک آدمیون نے یہہ چاہا کہ ایسی تدابیر کی جائین کہ کمپنی کے افسرون کی اور

اور یورپین رہنے والون کے افعال اور کردار کی نگرانی عدالت و انصاف کے ساتھ بغیر کسی طرفداری
کے کی جائے - اس لیئے ۱۷۷۴ء مین پریسیڈنسیون کلکتہ - بمبئی - مدراس مین مشہور سپریم کورٹ
قائم ہوئے - ان تینون مقامون مین یہہ کورٹ یورپین کے فوجداری جرمون کی تحقیقات
انگلش لا کے موافق کر کے مقدمے فیصلہ کرتے تھے انکے اصول نے بتدریج اپنی عدالت کے
جال مین بہت سے مقدمات کو پھنسا لیا جو ملک کے لیئے اہم تھے پس اس طرح سے
انہون نے اپنا اثر جو اکثر نافع تھا مقدمات کی کارروائی مین کیا اس اثنا مین کمپنی نے خود
اپنی عدالتون کا نظام بنایا کہ گورنر جنرل اور انکی اگزیکیوٹو کونسل نے آئین بنائے اور ان کو
شائع کیا جو حقیقت مین قانون تھے - اور ہر ضلع مین عدالت کی کچہریان مقرر کین اور انمین
ہندوستانی حاکم مقرر کیئے اور انکی نگرانی کے واسطے اپنے سول سروس مین سے انتخاب
کرکے یوروپین جج مقرر کیئے اور ان سب عدالت کی کچہریون پر پریسیڈنسی مین عدالت صدر
دیوانی مقرر کی جنمین جج سول سروس ہی مین سے مقرر ہوتے - جو آئین بنائے گئے تھے
وہ سلطنت کے ایام طفلی کے مناسب حال اچھے تھے پھر دیوانی ایکٹون کے ساتھ مسلمانون
کی فقہ اور ہندوؤن کے دھرم شاستر کو شامل کر لیا تھا - عدالتون مین پنڈت و مفتی مقرر کیئے
تھے جنسے کہ ہندوؤن کے مقدمات مین پنڈتون سے پوچھتا اور مسلمانون کے مقدمات
مین مفتیون سے فتوے لیئے جاتے تھے - مقدمات مین اول جج امور واقعی کو تحقیق کرتے
پھر ان واقعات کو پنڈتون اور مفتیون کے سامنے پوچھتا اور فتوے کے لیئے پیش کرتے
فوجداری کے مقدمات مین مسلمانون کی فقہ کی تقلید کی جاتی تھی مگر ان مین صرف یہ ترمیم
کی جاتی تھی کہ وہ کمپنی کے ایکٹون کے بھی مطابق ہو جاتے تھے - کمپنی نے اپنی ہندوستانی
رعایا کے لیئے دیوانی عدالت کا انتظام ہندوستانی رکھا تھا کہ وہ عام پسند ہو -

پس یہہ حالت قانون و عدالت کی کمپنی کی قلمرو مین انیسوین صدی کی ابتدا مین تھی اور جو
ملک جلدی فتح ہو جاتے تھے انمین بھی انکی توسیع ہوتی تھی - پس یہہ صورت ۱۸۳۳ء تک رہی
اسکے بعد پھر تبدیلیان واقع ہوئین -

اس سال مین انگلنڈ کی گورنمنٹ نے یہہ فیصلہ کیا کہ بالفعل جو عدالت کا نظام ہندوستان مین

جاری ہے اسکے سوا ایک پختہ مجموعہ قوانین دیوانی اور فوجداری اس کے لیئے مرتب کیا جائے اس کام کے لیئے ایک اعلے درجہ کا کمیشن مقرر کیا کہ وہ ہندوستان مین اجلاس کرے اور گورنر جنرل کی کونسل مین ایک لا ممبر (قانونی ممبر) زیادہ کیا۔ اول یہہ ممبر مکولی (جو پیچھے لارڈ مکولی ہوئے) مقرر ہوئے انکی ریاضت کا پہلا پھل یہہ تھا کہ اہنون نے تعزیرات ہند کے کوڈ کو مرتب کیا جو ایک مدت کے بعد قانون ہوگیا ۱۸۵۳ء مین لیجس لیٹو کونسل (قانونی کونسل) مقرر ہوئی جسکے سب ممبر گورنمنٹ کے ملازم ہوتے ۱۸۶۱ء مین ایک سپریم لیجس لیٹو کونسل کل ہندوستان کے لیئے اور کئی اور ایسی کونسلین درجہ دوم کی سلطنت کے بعض حصون کے لئے مقرر ہوئین۔ اس کونسل کے ممبر کچھ گورنمنٹ کے ملازم اور کچھ غیر ملازم یوروپین اور ہندوستانی ہوتے جنکو گورنمنٹ نامزد کرتی۔ سپریم لیجس لیٹو کونسل گورنر جنرل کی کونسل تھی جو کل ہندوستان کے قانون بناتی اور وہ کل سلطنت پر اور ان پروونسون پر جنمین یہہ قانونی کونسل ابھی نہین ہوتی موثر ہوتے۔ اول گورنمنٹ مدراس اور بمبئی و بنگال کو لیجس لیٹو کونسل عطا کی گئین اور بعد ازان گورنمنٹ ممالک مغربی و پنجاب کو بھی وہ عطا ہوئی۔

۱۸۶۱ء مین انگلنڈ مین ایک کمیشن مقرر ہوا کہ وہ ہندوستان کے قوانین کے لئے سودے تیار کرے اس کے ممبر اعلے درجہ کے جج اور قانون کے عالم مقرر ہوئے اپنے ضابطہ دیوانی اور ضابطہ فوجداری کے اور قانون معاہدہ اور قانون شہادت کے اور قوانین کے مسودات تیار کیئے انمین مقامی خیالات کے موافق کچھ ترمیمات ہوئین اور ہندوستان کو لیجس لیٹو کونسل نے انکو قانون بنا کے پاس کر دیا لیجس لیٹو کونسل نے قوانین مذکورہ اور قوانین ایسے جاری کیئے جو اعلے ترقی یافتہ قومون مین جاری ہین۔ یہہ کام تھا انگلش مقننون کا اور راور انگلو انڈین منتظمون کا اور غیر ملازم یوروپین کا جو ہندوستان مین بود و باش رکھتے ہین اور ہندوستانیونکا جو اعلے درجہ کی لیاقت اور خصلت رکھتے تھے۔ ہندوستانیون کے قوانین مدونہ قدیمی ہین جن کو مذہب نے مقدس بنایا ہے اسکا وہ حصہ بھی انگریزی قوانین مین داخل ہے جو وراثت اور ازدواج اور متبنے اور ان باتون سے متعلق ہے جو قومون کی خالص معاشرت سے متعلق ہین۔

ان قوانین کے انتظام کے لیے کل ایمپایر مین عدالتی نظام تقریباً یکسان مقرر کیا ہے پہلی صدر
دیوانی عدالتین موقوف کر دی ہین اور انکی جگہہ ہائی کورٹ مقرر کیے ہین جن مین بعض جج انگلش
بیرسٹر اور بعض جج ہندوستان کے لایق یوروپین ججون مین منتخب ہو کر اور بعض ہندوستانی معزز
خاندانی بڑے لایق فایق مقرر ہوتے ہین - چیف جسٹس ہمیشہ انگلش بیرسٹر ہوتا ہے -
سارے ملک کے اندر کچہریان اسقدر مقرر ہین کہ ہر شخص کے گھر سے چند میل کا فاصلہ رکھتی ہین
ان مین مقدمات کا خرچہ کم پڑتا ہے اور فیصلہ جلد ہوتا ہے ہندوستانی جھگڑالو بڑے
ہوتے ہین پہلے زمانہ مین تو وہ جھگڑون کو اور طرح سے نپٹا لیتے تھے مگر اب وہ عدالت
مین انکو رجوع کرتے ہین اور نصف صدی مین ہر سال دیوانی مقدمات کی تعداد بڑہتی گئی
مثلاً ۱۸۷۵ع مین انکی تعداد ۱۵۰۰۰۰۰ تھی اور ۱۸۸۵ع مین ۱۹۷۰۰۰۰ اور ۱۸۹۶ع مین
۲۲۰۰۰۰۰ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آبادی کی افزائش کے ساتھ نالشون کی تعداد بھی
بڑہتی جاتی ہے اور مقدمات جس مالیت کے دائر ہوتے ہین وہ بھی بہت جلد بڑھتے جاتے
ہین ۱۸۷۵ع مین چودہ کروڑ روپیہ کی مالیت کے مقدمات دائر ہوئے تھے اور ۱۸۸۵ع مین بیس کروڑ
کے اور ۱۸۹۶ع مین ساڑھے تیس کروڑ کے ان ہی بیانات سے اس سوال پر بعض اوقات
مباحثہ ہوتا ہے کہ ملک مین دولت ہی اور وہ بڑہتی جاتی ہے - گورنمنٹ کے ایکٹ عدالت اعظم
جج رعایا کے دلون مین یقین دلاتے ہین کہ قانون کے آگے سب چھوٹے بڑے برابر
ہین گورنمنٹ نے رجسٹری دستاویزات کا قانون جاری کیا ہے جس سے جعلی دستاویزات کا
بنانا اور دستاویزون مین جعلون کا بنانا بالکل مسدود ہو گیا ہے اس لیے ہندوستان سے
جعل سازون کے فرقہ ہی کو مفقود کر دیا ہے -
عدالت کے وکیلون مین روز بروز ہندوستانی بیرسٹر بھی زیادہ ہوتے جاتے ہین اور وہ
انگریزی زبان مین مقدمات کے اندر حاکمون کے روبرو گفتگو کرتے ہین - پہلے بھی اور اب بھی مقدمات
کے اندر اکثر مباحثہ اردو زبان مین ہوتا ہے مگر وکیل بہت سے یونیورسٹی کے گریجویٹ ہین
جو انگریزی زبان مین گفتگو کر سکتے ہین غرض اب ہندوستانی بار کی پہلے کی نسبت لیاقت بہت
زیادہ ہو گئی ہے اور وہ عدالت کی مدد انصاف کرانے مین بہ نسبت سابق کے زیادہ کراتے ہین -

مدت سے کل ہند مین تعزیرات کا قانون جاری ہے اور پھر اسکی اعانت ضابطہ فوجداری کرتا ہے
اسکے سبب سے ڈکیتی اور ٹھگی کے جرائم جو پہلے کثرت سے ہوتے تھے بہت کم ہو گئے ہین ۔
ہندوؤن کی رسم ستی ہونے کی بالکل بند ہو گئی ہے وہ انگریزی قلمرو مین کہین نہین
ہوتی پہاڑی اور جنگلی اضلاع مین جب پہلے انسان کی قربانی ہوتی تھی اسکا نام باقی
نہین رہا ہندوؤن کے معزز خاندانون مین جو دختر کشی ہوتی تھی اسکا انسداد وقتاً
فوقتاً زیادہ ہوتا جاتا ہے ۔ یہہ جرم مخفی اسطرح ہوتا ہے کہ اسکا بالکل استیصال ہونا
بہت مشکل ہے ۔ پہلے اکثر خاوند اپنی بی بیون کو بدکاری کے سبب سے قتل کر ڈالتے تھے
ایسے قتل بھی اب بہت کم ہو گئے ہین۔ زمین کی سرحدون پر جو فساد ہوتے تھے جنمین کشت و خون
بہت ہوتے تھے اب بندوبست اراضی مین حدود کی تشریح ایسی ہوتی ہے کہ اس
قسم کے جرائم بہت کم وقوع مین آتے ہین اگر وقوع مین آتے ہین تو وہ ایسے شدید
نہین ہوتے جیسے پہلے ہوتے تھے ۔ زمیندارون کی طبیعت مین اعتدال ایسا
آگیا ہے کہ انکا چال چلن بے شر ہو گیا ہے ۔
برٹن مین جس طرح جیوری سے مقدمات فیصل ہوتے ہین ابھی تک اسکے رواج دینے
مین گورنمنٹ ہند کامیاب نہین ہوئی ۔ وہ ایک غیر ملک کی پود ہے یہان مشکل سے وہ نشو ونما پائیگی ۔
انیسوین صدی کے وسط تک پولس کے انتظام مین برٹش حکومت کا کامیاب حصہ نہین تھا
ابتدائ صدی مین پولس کی جبر و تعدی کی حکایات سننے سے بدن پر رونگٹے کھڑے ہوتے
ہین مہذب اجنبی حکام مدتون تک ایسے ملک کے اندر پولس کے انتظام مین کامیاب نہین ہو سکتے
جہان مدت دراز کی فسادات اور انقلابات کی لڑائیان پختہ ہو گئی ہون حکام ہندوستانی عملہ کے ذریعہ سے کام
کرتے ہین یہہ عملہ ظلم اور رشوت ستانی سے آلودہ ہوتا ہے ایک نسل گذر جائے تو یہہ
آلودگی کم ہو اس کا اصل انتظام جو کیا گیا تھا اُس سے جو امید کی گئی تھی وہ پوری نہین حاصل
ہوئی تو ۱۸۶۱ء و ۱۸۶۲ء مین پھر نیا انتظام کیا گیا جس مین یوروپین افسرون کو زیادہ اختیار
دیا گیا اس سے بہتر صورت پولس کی ہوتی جاتی ہے ۔ پولس مین ۱۵۵۰۰۰ آدمی ہین
آخر بیس سال سے اسکی تعداد مین اضافہ نہین ہوا ۔ اگرچہ آبادی کی تعداد بڑھ گئی ہے ۔

ہندوستانی عملداریون مین تو قیدخانون کا زیادہ رواج نہین تھا جو تھوڑے وہ تھے تو انپر اطلاق جیلخانہ نہین ہوسکتا تھا۔ جب انیسوین صدی کی ابتدا مین انگریزی عملداری شروع ہوئی ہے تو ہر جگہہ جیلخانے بنائے گئے مگر وہ کچھ دنون تک بہت ناقص رہے لیکن وسط صدی مین جیلخانون کے انسپکٹر جو اکثر ڈاکٹر مقرر ہوئے اور انہون نے نہایت محنت و مشقت سے برٹن کے جیلخانون کی سی اصلاحین یہان کے جیلخانون مین شروع کین ہر ضلع کے جیلخانون مین تمام صحت کی باتین داخل کین اور سنٹرل جیلخانے نہایت عمدہ نمونون کے بنائے گئے جیلخانہ کے احاطہ کے اندر قیدیون کے لئے یہہ مشقت ٹھیرائی گئی کہ صنعت کاری کی چیزین سیکھین وہ بہت عمدہ قالین دریان وٹاٹ و بورئیے بنانے لگے مگر ابھی تک جیلخانہ مین قیدیون کی صحت خاطر خواہ اچھی نہین رہتی۔ قیدیون کے دماغ مین جو جیلخانے کی مشقت ضعف پیدا کرتی ہے اسکو یورپ مین پہلے سے نہین جانسکتے ۴۰۴ جیل ہین جن مین ۴۷۶۰۰۰ قیدی ہین جن قیدیون کی قید کی مدت دراز ہوتی ہے یا وہ دائم الحبس ہوتے ہین وہ برسون سے پورٹ بلیر بھیجے جاتے ہین جو ضلع بنگال کے جزائر انڈمان مین ہے شاید وہ دنیا مین سب سے بڑی قیدیونکی دار الاقامت ہے۔ وہان جو نظام جاری ہے وہ نہایت انسانیت وتہذیب کا نتیجہ ہے کہ ابتدا مین قیدیون کی سخت ڈسپلن ہوتی ہے اور بعد ازان بتدریج اس مین تخفیف ہوتی ہے وہان قیدیونکی اسطرح تربیت کی جاتی ہے کہ انکی زندگانی اصلاح پائے اور وہ آخر کو آزادی حاصل کرین۔

باب ہشتم

اہل یوروپ کی جماعتین ملازم وغیر ملازم

ہندوستان کی کوی نیننٹڈ سول سروس (متعہد خدمت ملکی)

گورنمنٹ ہند کے منتظمین و حکام متعہد کے انتخاب اور تعلیم وتربیت کرنے کی بہترین ترکیب اختیار

کرنے مین ہمیشہ سخت مشکلین پیش آئی ہین - جب ایسٹ انڈیا کمپنی اپنی تجارت ہی کے کاروبار مین زیادہ غرض و دلچسپی رکھتی تھی تو ڈائرکٹر اپنی تجارت کی کوٹھیون مین کلرک ان نوجوانونکو مقرر کردیتے تھے جو بیوپار کی عادت رکھتے تھے ان کا کام فقط یہہ ہوتا تھا کہ تجارت خانون مین محرری کا کام کیا کرین انکو کسی اور کام کی لیاقت اور استعداد کی ضرورت نہ تھی - سنہ ۱۶۷۶ع مین ڈاکٹر فرائی یہ سورت کی سیر کے بیان مین لکھتے ہین کہ ملاحون کے بعض لڑکے بھی سات برس تک نوآموزی کی حالت مین پرورش پاتے تھے اور جب یہ مدت ختم ہوجاتی تھی تو وہ ضمانت دینے کی صورت مین ملازم بھی ہوجاتے تھے - اور نوکری کے لیئے ان نوجوانون کی ہمت دلانے کے لیئے ایک ماسٹر ان کے واسطے نوکر رکھا جاتا تھا کہ انکو انگریزی لکھنا پڑہنا سکھادے اور ایک سالانہ وظیفہ مقرر کیا گیا کہ وہ اس طالب العلم کو ملا کرے جو تکمیل تحصیل کرے مگر کم آدمیون نے اس وظیفہ کے پانے کے لیئے کوشش کی اور کمتر اس مین کامیاب ہوئے لیکن جب ایسٹ انڈیا کو حکمرانی کی قوت حاصل ہوئی تو اس کے ملازمین کے جاہ و منصب مین تبدیلی ہوئی اور اعلے لیاقت و قابلیت و لیاقت کے آدمی اسکی ملازمت کے خواہان ہوئے لیکن انکی خدمت کے فرائض بہت سے تھے جنکی تعلیم و تربیت جب تک کچھ نہ ہوئی کہ سنہ ۱۸۰۰ع مین فورٹ ولیم مین لارڈ ولزلی نے ایک کالج قائم کیا کہ اہین جو سول ملازم انگلنڈ سے آئین وہ دو برس تک اسکے کامون کو سیکھین مگر کورٹ ڈائرکٹرس نے لارڈ ولزلی کے اس کالج کو پسند نہین کیا -

ہیلی بیری کالج

سنہ ۱۸۰۵ع مین ہیلی بیری کالج ہارٹ فورڈ کے قریب قائم کیا جس مین حکام متعہد اپنے مقرر ہونے کے بعد پہلے اس سے کہ ہندوستان مین اپنے عہدہ پر جائین دو برس تک ایک خاص تعلیم پائین - ہیلی بیری کالج مین داخل ہونے کے لیئے عمر کی قید سولہ برس سے زائد اور انیس ۱۹ برس سے کم مقرر ہوئی مگر اس عمر کی قید سے لائق فائق قابل پسند امیدوار خارج تھے اس لیئے کچھ برسون کے بعد پارلیمنٹ نے ایکٹ پاس کیا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے ڈائرکٹرون نے جن امیدوارون کو بعد امتحان لیاقت ہندوستان کے سول سرویس مین کلرک مقرر کیا ہے اور انکی عمر اٹھارہ اور بائیس برس کے درمیان ہے وہ فوراً ہندوستان کو ہیلی بیری کالج مین

تعلیم پانے کے بغیر جاسکتے ہین جب ۱۸۵۳ء مین کمپنی کا چارٹر (فرمان شاہی) بدلا تو کورٹ ڈائرکٹرس کو یہہ اختیار نہین رہا کہ وہ سول ملازم ہندوستان کے لیئے مقرر کرے بلکہ امیدوارون کا مقابلہ کا امتحان ہوا کرے اور جو ان مین پاس ہون وہ سول ملازم ہوا کرین اسکو انگریزی مین کم پی ٹی شن کا نظام کہتے ہین اول مقابلہ کا امتحان ۱۸۵۵ء مین ہوا لیکن ہیلی بیری کالج مین امیدوار سول ملازمت کے لئے پڑھ رہے تھے کہ کالج ۱۸۵۸ء مین بند ہوا اور بعد ازان اسکی عمارات پبلک سکول کے کام مین آئین - ہندوستان کے سول سروس کے لیئے مقابلہ کے امتحان مین اصل مین سترہ سال سے اکیس سال تک عمر کی قید تھی ۱۸۷۸ء مین پھر عمر کی قید سترہ سال سے انیس سال تک مقرر ہوئی اور امیدوار جو بعد امتحان منتخب ہوتے انکی امداد سالانہ وظیفہ سے کی جاتی کہ وہ دو سال تک یونی ورسٹی مین پہلے اس سے کہ وہ اپنی اصلی خدمت پر جائین امتحانا صرف کرین -

امتحان مقابلہ کا انتظام ۱۸۵۵ء

۱۸۹۲ء مین عمر کی قید بڑہائی گئی اکیس سال سے تیئس سال ہو گئے اور یونی ورسٹی میں امتحانا رہنے کی مدت کم ہو کر ایک سال رہ گئی - کوئی نینٹڈ سول سروس کے ملازمین کو حکام یا ملازمین متعہد کہتے ہین یا سول سروسنٹ -

۱۸۹۲ء عمر کی قید

ہندوستان مین ملازمین متعہد کی جماعت بڑی عظیم الشان ذی جاہ ہے - ہندوستانیونکی نگاہ کے روبرو وہی برٹش گورنمنٹ کے اصلی اوصاف و ذاتی کمالات نمایان کرتی ہے وہی گورنمنٹ کے ارادہ اور نیت کو بتلاتی ہے وہی محاصل ملکی مالگزاری کے جرمون کے انسداد کی عدالت کے انتظام کرنے کی اور حاکم و محکوم کے درمیان تعلقات کی دیکھ بھال کرتی ہے - بعض عہدہ دارونکی اور بھی جماعتیں ہین جو بعض معاملات بزرگ کے بڑے حصہ کا انتظام کرتے ہین جیسے کہ فائی ننس (خزانہ) اور پبلک ورکس (عمارات) اور پولی ٹکل اور عوزین تعلقات اور اعلی درجہ کی تعلیم اور انگلستان کے قانون کا استعمال - عام قانون بنانے کا کام ان سب باتون مین ملازمین متعہد اپنا بڑا حصہ رکھتے ہین مگر جہانتک کہ رعایا کی روزانہ زندگانی - خانگی آسودگی و آسائش اور رنج و راحت سے گورنمنٹ کے کامون کا تعلق ہے وہ ملازمین متعہد پر منحصر ہے اس خدمت متعہد کے جو ممبر ہین جنکا نام دفترون و سرشتون مین سول سروینٹ (ملکی حاکم) لیا جاتا ہے وہ اپنے کامون مین

ملازمین متعہد

جو اسکے سامنے آتے ہین بالکل مستغرق ہو جاتے ہین ۔ وہ اپنے دل مین آگاہ ہوتے ہین کہ ہم گورمنٹ کے قایم مقام ہین ۔ ہندوستان کی تمام خلقت ان ہی کے اخلاق پر انگلنڈ کے اوصاف کا اندازہ کرتی ہے اگر ہندوستان مین بعض انگریز اپنے ظاہری صفات ایسی دکھاتے ہین کہ وہ رعایا کو ناپسند ہوتے ہین تو رعایا مین بہت کم قابلیت یہہ ہے کہ وہ انکے اندرونی صفات کو دیکھے ۔ کروڑون آدمیون کو حکام سول سرونٹ کے مزاج طبیعت قابلیت اخلاق و زندگی کی عادات و گفتگو سے واقفیت ہوتی ہے وہ انہین کے اخلاق پر انگریزی گورمنٹ کے اور اسکی قوم کے اخلاق کا قیاس کرتے ہین ۔

ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ سول سرونٹ اب کمپیٹیشن سے یعنی مقابلہ کے امتحان سے مقرر ہوتے ہین کمپنی کے ڈائرکٹرس انکو پہلی طرح سے نہین مقرر کرتے چونکہ کمپنی کے پہلے طریقے کے موافق ملازمین متعہد نے بڑی شہرت اور تاریخی نیکنامی حاصل کی تھی تو اہل انگلنڈ کو بڑا تردد تھا کہ اس تقرر کے طریقہ کے تبدل سے دیکھیے کیا نتایج پیدا ہونگے جب کبھی انگلنڈ کی سوسائٹیون مین ہندوستان کی بابت گفتگو ہوتی ہے تو ہمین یہہ سوال پوچھا جاتا ہے کہ یہہ جو نئی جماعت سول سرونٹ کی مقابلہ کے امتحان سے مقرر ہوتی ہے وہ اس پرانی جماعت سے ہمسری اور برابری کرتی ہے جو پہلی طرح سے مقرر ہوتی تھی اور بحیثیت مجموعی کیا یہہ تبدیلی کامیابی کے ساتھ کام کرتی ہے؟ اس سوال کا جواب بے تامل یہہ دیا جاتا ہے کہ اس تبدیلی سے نہ تو وہ تمام فائدے پیدا کیے ہین نہ آیندہ غالباً پیدا کریگی جو اس کے حامیون اور مداحون نے پہلے سے بیان کیے تھے مگر ہان اتنے اتنا ہی فائدہ ہوتا ہے جتنا کہ از روے انصاف توقع کیا جا سکتا ہے ۔ بے شک یونائیٹڈ کنگڈم کی یونیورسٹیون مین نہایت اعلےٰ درجہ کے کامیاب طلبہ مقابلہ کے امتحان کی طرف راغب نہین ہوتے ۔ یہہ نہین ہے کہ لیاقت و ستعدی کا ہمساز ہو کر جمع ہونا جو ہم پلہ ذہانت کے ہوتا ہے پرانے طریقے کے ملازمین مین بہ نسبت نئے طریقہ کے ملازمین کے زیادہ ہوتا ہے ۔ یہہ صفت تو ان مین کبھی مفقود ہوئی ہے نہ مفقود ہوگی وہ نہ کسی امتحان سے آزمایش مین نہ کسی قانون قاعدہ سے تحقیق مین

آسکتی ہے لیکن ایسے نوجوان بہم پہنچائے جاتے ہین کہ ان مین لیاقتون کا اور محنت شعاری کا
اوسط بہ نسبت معمولی آدمیون کے زیادہ ہوتا ہے پرانے طریقہ سے کبھی کبھی سول سروس مین
ایسے آدمی بھرتی ہوجاتے تھے کہ وہ لایق و محنتی نہین ہوتے تھے ایسی مثالین ہندوستان
جیسے ملک مین بڑی قبیح و مضر ہوتی تھین اب وہ مقابلہ کے امتحان مین نہین پائی جاتین
بعض آدمی اپنے جسمانی و دماغی قوار کے ضعف کے سبب سے اپنے کام کے کرنے کے
لیئے ناقابل ثابت ہوتے ہین مگر ایسی صورتین شاذونادر ہوتی ہین پہلے جو مقابلہ کے
امتحان کے باب مین ڈرانے والی پیشین گوئیان یہہ ہوئی تھین کہ اس کا اثر یہہ ہوگا کہ
بہت سے آدمی سول سروس مین ایسے داخل ہونگے کہ وہ کتاب کے کیڑے ہونگے مگر
نہ انکو گھوڑے پر چڑھنا آتا ہوگا اور نہ اور قابلیتین جو انتظام کے لیئے ضروری ہین ان مین
ہونگین لیکن یہہ پیشین گوئیان پوری نہین ہوئین پہلے ملازمین متعہد کی شجاعت و ذہانت
کا امتحان اس طرح سے ہوتا تھا کہ وہ نئے ممالک مفتوحہ و ملحقہ مین امن امان قائم کرتے
تھے اور دنگہ فسادون و بغاوتون کو دباتے تھے اب سول سرونٹ کی ذہانت و شجاعت کا
امتحان اسطرح ہوتا ہے کہ وہ قحط و وبا کو دباتے ہین جو کروڑون آدمیون کو دھمکاتے
ہین۔ ایسی آزمائشون مین بڑی گرمجوشی استقلال صبر و تحمل دکھاتے ہین جنپر پہلے حکام
متعہد سبقت نہین رکھتے۔ ہندوستانیون کو یہہ سبق تو بعض انگریزون نے سکھایا کہ پہلے
حکام متعہد شریف نجیب ہوتے تھے اور جب سے کہ مقابلہ کا امتحان مقرر ہوا ہے بعض رذیل
اقوام مین سے جیسے کہ موچی حلوائی وغیرہ ہین بعض آدمی امتحان مین پاس ہوکر سول سرونٹ
بنجاتے ہین جو اپنے خاندان کی کمینگی کے سبب سے بیہودہ حرکتین کرتے ہین مگر ہندوستانی
یہہ عام خیال رکھتے ہین کہ پہلے جیسے شریف حاکم آتے تھے اب نہین آتے اس خیال کا سبب
یہہ ہے کہ پہلے انگریزون سے ہندوستانیون کو بہت فائدہ پہنچتا تھا لیکن یہہ فائدہ
کچھ انکی شرافت کی وجہ سے نہین پہنچتا تھا بلکہ ہندوستان کے حالات کی لاعلمی کے سبب سے
سوداگر اور تاجر ہندوستان کی چیزون کو دگنی تگنی قیمت کو پہلے انگریزون کے ہاتھ بیچ
ڈالتے تھے اب انگریز ایسے واقف ہوگئے ہین کہ وہ انکے دھوکے مین نہین آتے۔ ایسی ہی

حال اہلکارون کا ہے کہ وہ حکام کی ناواقفیت کے سبب سے رشوتین لے لیکر لکھ پتی ہو جاتے تھے اوران اپنے ناجائز فائدون کو انگریزون کی شرافت سے منسوب کرتے تھے حالانکہ وہ اُنکی لاعلمی کے سبب سے حاصل ہوتے تھے اب سول حکام ہندوستانی اہلکارون کی عادات سے ایسے واقف ہوگئے ہین کہ وہ جسطرح سے پہلے رشوت لیتے تھے اب نہین لے سکتے۔ اب تو عدالتون مین رشوت لی نہین جاتی مگر دی جاتی ہے جسکے نہ دینے سے اہل مقدمہ کا اتنا نقصان ہوتا ہے کہ رشوت دینے سے نہین ہوتا۔ سول سرونٹ کی دو شاخین ہین ایک اگزیکیوٹو یا انتظامی دوم جیوڈیشل یا عدالتی۔ پہلے زمانہ مین سلطنت کے بعض حصون مین ان دونو شاخون مین حکام متعدد آپس مین بدل جاتے تھے اور بعض حصون مین وہ الگ الگ رہتے تھے لیکن فے الحال اس زمانہ مین علے العموم یہ امر اختیار کیا گیا ہے کہ نوجوان سول سرونیٹ کچھ تھوڑے سے برسون تک اگزیکیوٹو یا انتظامی شاخ مین کام کرتے ہین تاکہ وہ دیسی زبان سے خوب واقف ہو جائین اور رعایا کے طریقون اور رسم ورواج سے آگاہ ہو جائین پھر ان مین بقدر ضرورت ہر شاخ مین ایک قطعی تقسیم ہوتی ہے کہ سول سرونیٹون مین سے بعض اگزیکیوٹو یا انتظامی شاخ مین اور بعض جیوڈیشل شاخ مین بقدر ضرورت مقرر ہوتے ہین اس تقسیم مین خدمات کی ضروریات کے موافق لیاقتین و قابلیتین حکام کی جہان تک ممکن ہے دیکھ لی جاتی ہین ان دونو مین اگزیکیوٹو یا انتظامی کام زیادہ دلچسپی رکھتا ہے اسلیئے اکثر حکام کا میلان خاطر اسکی طرف ہوتا ہے مگر بعض حکام کا پہلے ہی سے جوڈیشل (عدالتی) کام کی طرف بہت رجحان ہوتا ہے۔

انتظامی لین مین ایک ہی سول وینٹ مجسٹریٹ اور کلکٹر ایک ضلع مین مقرر ہوتا ہے جسکا رقبہ تین ہزار میل سے پانچ ہزار میل تک ہوتا ہے اور آبادی دس بیس لاکھ آدمیونکے درمیان ہوتی ہے۔ اس کے طرح طرح کے تعلقات ان کامون سے ہوتے ہین روینیو (آمدنی ملکی) اور خزانہ وزر مالگزاری اراضی۔ پولس۔ مجسٹریٹی۔ جیلخانے۔ تعلیم عام۔ میونسپلٹی۔ لوکل فنڈس اور بڑے بڑے ترقی کے کام سے بہت ضرورتین ایسی آنکر پڑتی ہین کہ وہ مستعدی اور سعی سے رعایا کو خوفون و آفتون سے بچاتا ہے وہ رعایا کی

سب جماعتون کو باہم متفق رکھتا ہے ان مین آپس مین دنگہ فساد نہین ہونے دیتا وہ اپنے
ضلع کو ایسا ہی خیال کرتا ہے جیسے کوئی تعلقہ دار اپنے علاقہ و تعلقہ کو سب طرح سے اسکے
ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے وہ ضلع کے تمام معاملات مین بہت دل لگاتا ہے وہ دیکھتا ہی
کہ اس کے ضلع کی رعایا کس طرح محنت و پیشہ و حرفہ کر رہی ہے کیا کیا صنعت کے کام بنا رہی
ہے۔ کیا کیا وہ پیدا کرتی ہے کیا کیا تجارت کرتی ہے کون کون سے انکے تہوار ہوتے ہین
کیا کیا انکی مقامی رسومات ہوتی ہین وہ بہتا سے ہندوستانیون کا مستقل دوست صادق
بنتا ہے اپنے قوا رعقلیہ مین سے اسکو زیادہ تر قوت ممیزہ کو کام مین لانا پڑتا ہے کہ وہ جن
ہندوستانیون سے ملتا جلتا ہے انکے اخلاق مین تمیز کرتا ہے وہ بہت سے ایسے
ہندوستانیون سے ملیگا جنکی قوت ممیزہ خود بڑی زبردست ہوتی ہے وہ فوراً حاکم کے
مزاج شناس ہو جاتے ہین اور سمجھ جاتے ہین کہ وہ کن باتون مین قوی اور کن باتون مین
ضعیف ہے اکثر اس کے گرد خوشامدی ہندوستانی جمع ہو جاتے ہین انہین اکثر یہ چاہتی
ہین کہ چاپلوسی و لجاجت کرکے اسکو دہوکہ اور فریب دین اور مغالطہ مین ڈالین جب
ہندوستانیون سے انکی رائین انکے دلی خیالات اور سوچ بچار کی باتین دریافت کرنی ہون تو
حاکم کو چاہیئے کہ وہ پہلے سے اپنی رائون اور خیالات سے انکو مطلع نہ کرے اور نہ ان
نتائج کو جو اسنے نکالے ہین علامات کو اپر ظاہر ہونے دے ورنہ وہ اپنے یوروپین حاکمون
کی رائون کے شرگانے کے لئے جلد تیار ہو جائینگے اور انکی رائون کے خلاف کبھی اپنی رائے
نہین ظاہر کرینگے انکا قول تو یہہ ہے کہ خلاف رائے سلطان رائے جستن بخون خویش
کمر بستن است ب ۵ اگر شہ روز را گوید شب است این ٭ بباید گفت اینک ماہ و پروین ٭
جب ہندوستانیون سے گفتگو کرنے مین کوئی حاکم احتیاط نہین کرتا تو وہ اپنی ہی باتونکی
گونج سنتا ہے۔ انگریزی حاکمون سے ہندوستانی اپنے خیالات کو بہت مخفی رکھتے ہین
لیکن جو انگریزی حاکم نہین ہوتے انسے وہ دلکی باتین بتانے مین تکلف نہین کرتے اور آزادانہ
باتین کرتے ہین اور جانتے ہین کہ اگر وہ ہمارے دل کی باتون سے واقف ہو جائینگے
تو ہم کو کسی طرح کا خوف نہین ہے اس لیے کسی حاکم کو ہندوستانیون کی دلون کی باتون پر

آگاہی حاصل کرنے مین بر نسبت غیر حاکم انگریز کے بہت دشواری ہوتی ہے۔ ہندوستانیون کی بیجا اور ناحق باتین جو خاص تعریف کے مقابلہ مین ہوتی ہین انپر ہمیشہ نگہبان ہونے کے علاوہ اسکو اس بات سے بھی مطلع ہونا چاہیئے کہ ہندوستانیون کا میلان خاطر یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے ہمسایون کی کنایۃً شکایتین اس طرح کرتے ہین کہ وہ ظاہری تہمت لگانے سے زیادہ خطرناک ہوتی ہین — نیک ہندوستانی جو اپنے فرائض منصبی کو اچھی طرح ادا کرتے ہین جس کے سبب سے لوگ انکے دشمن ہو جاتے ہین تو وہ کسی اور بات سے ایسا نہین ڈرتے جیسا کہ جب کہ لوگ انکے اخلاق پر مخفی اظہارات سے ایسی تہمتین اعلی کے اوپر لگا دین کہ حاکم کا دل انکی طرف سے پھر جائے اور وہ اس کے خلاف ہو جائے۔

سول سرونٹ بڑا محتاط ہوتا ہے کہ زیر تجویز مقدمات مین غرض مند آدمیون کو اجازت نہین دیتا کہ وہ کوئی جدا یا شخصی بیان کر سکین مگر وہ ہندوستانیون کی کل اقسام اور حالات پر پوری رسائی نہین رکھ سکتا وہ خاص دنون مین بعض گھنٹون مین جب اسکو اپنے فرائض سے فرصت ملتی ہے تو وہ ہندوستانیون سے اپنے گھر مین ملتا ہے اور پیدل چہل قدمی مین یا گھوڑے کی سواری مین وہ راہ چلتون سے باتین کرتا ہے اور اسطرح ہندوستانیون کی مزاج کا نبض شناس ہوتا ہے۔ صبح کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا مین وہ شہر کا ملاحظہ کرتا ہے اپنے صدر مقامات کے قریب کے مقامون کو دیکھتا ہے حفظان صحت کی ترقی مین کوشش کرتا ہے مدرسون کا معائنہ کرتا ہے پبلک ورکس یعنی عمارات کی دیکھ بھال کرتا ہے اور ترقی کی اصل تدابیر کو سوچتا ہے وہ ان کامون کے کرنے سے ایسا ہی مسرور ہوتا ہے جیسے کہ کوئی تعلقہ دار اپنے باغون اور کھیتون اور کارخانون کو دیکھکر محظوظ ہوتا ہے اس کی ہمت بلند کا یہہ اقتضا ہوتا ہے کہ جس مقام مین کہ اسنے چند مدت تک قیام کیا ہے اس مین چاہتا ہے کہ اپنے بعد بعض مفید کامون کو ایسا چھوڑون جو میری ترقی دینے والے ہاتھ کی یادگار رہون۔

تقریباً آدھے سال وہ اپنے صدر مقام سے جدا رہتا ہے اور خیمون ڈیرون کو ساتھ لیکر کوچ کرتا ہے۔ ہندوستان مین وہ اپنے عہد حکومت مین ان خیمون کے اندر اپنی زندگانی

سب طرح سے زیادہ خوشی سے بسر کرتا ہے وہ دن بھر ہندوستانیون کی ان جماعتون کے ساتھ ملتا جلتا ہے جنسے کہ وہ اپنے ضلع کے مرکز مین مفید طور پر نہین مل سکتا تھا وہ انکی حالت کو جب ہی اچھی طرح جان سکتا ہے کہ دور جاکر انکے گھرون پر ملے وہ گھوڑی پر سوار ہوکر کھیتون مین گاگشت کرتا ہی اور دہات مین خیمہ زن ہوتا ہے راہ مین شکار کھیلتا ہے درختون کی شاخون کے سایہ مین اپنا خیمہ لگاتا ہے دوپہر کو اس مین لنچ کھاتا ہے ٹھنڈی رات کی راتون مین اپنے خیمہ کے دروازہ کے باہر کے الاؤ کی گرمی سے اپنے تئین گرم کرتا ہے ہندوستانیون کے ساتھ بہت اچھی طرح میل جول کرتا ہے جو صدر مقام مین اس سبب سے نہین ہوسکتا تھا کہ وہان اہلکارون کا ہجوم کم و بیش لگا رہتا ہے وہ شرقی کھیل کھیلتا ہے اور دل لگیان کرتا ہے وہ اپنے ضلع اور اہل ضلع کے حالات کو جسطرح یہان سیکھتا ہی وہ کسی اور طرح نہین سیکھ سکتا جہان اسکی نظر پڑجاتی ہے وہان حسن ہی نظر آتا ہی بعض اوقات وہ حسین اور دل آویز چیزون کے دیکھنے مین محو ہوجاتا ہی ان سب باتون کے سبب سے وہ اپنے ضلع کو عزیز رکھتا ہے وہ چند ہفتے یا چند مہینے دورہ وسفر کرکے اپنے صدر مقام مین مراجعت کرتا ہے اس عرصہ مین وہ انگریزی زبان کو کم سنتا ہی اس دورہ کرنے سے اسکے جسمانی قوا مین توانائی اور دل مین تازگی شگفتگی آتی ہے اسکی قوت متخیلہ تازہ تبازہ خیالات پیدا کرتی ہے اور اسکی قوت آزادی نئے ارادون پر آمادہ کراتی ہے موسم گرما کے بڑے دنون مین ان مفید تدابیر کو جاری کرتا ہے جن کو موسم سرما مین اسنے سوچا تھا - اب بند کمرون کی گرمی اور بھن بھن سے گھبراکر اس کو تمنا ہوتی ہے کہ ضلع کے اندر پھر دورہ کرنے کے دن آئین جنمین فصل نوخیز پر عالم فطرت اُوش کو چمکا کر اپنے تئین آراستہ کرتا ہے اور جاڑے کی ہوا صحت بخش سے تازہ و شگفتہ ہوتا ہے - مجسٹریٹ و کلکٹر کا افس (محکمہ) انگریزی نظم ونسق کے نظام کے اس حصہ کا مرکز ہے جو ہندوستان کے جمہور انام سے تعلق رکھتا ہے بس جب تک یہہ جلیل القدر افسر قابل ولائق وکارگر رہین گے جیسے کہ اب تک رہے ہین تو ہندوستانیون کی نگاہ مین یہہ محکمہ بڑا کامیاب نظر آئے گا جو شاہدہ کرنے مین صاحب کمال ہین وہ ان حکام متعہد کو مشرق مین عمدہ نمونہ جان کر

بڑی انکی قدرشناسی کرتے ہین ایک قسیس کلیسانے جو مشرقی و مغربی ملکون سے خوب واقف تھا بیان کیا ہے کہ مین نے دنیا مین ان آدمیون کی جماعت سے بہتر کوئی جماعت نہین دیکھی جیسے کہ ہر چیز کے اندازہ کرنے کے لیئے ایک پیمانہ واحد ہوتا ہے ایسے ہی نظم ونسق کے اندازہ کرنے کا پیمانہ واحد ضلع ہے اور ضلع کا حاکم افسر خواہ کلکٹر مجسٹریٹ ہو یا ڈپٹی کمشنر ہو وہ سارے ضلع کے کامون کا جوابدہ ہوتا ہے اور اسکی اپنی ذاتی مستعدی وجدکاری واخلاق پر گورنمنٹ کے کامون کے موثر وکارگر ہونے کا مدار ہوتا ہے اس کے خاص فرائض منصبی اسقدر متعدد ومختلف طرح کے ہوتے ہین کہ انکو سنکر حیرت ہوتی ہے اس کے ماتحت یوروپین اور ہندوستانی کام کرنے مین اسی کے ہم قدم ہوتے ہین وہ کام کرنے مین بڑا جید وچست ہوتا ہے اور اہل زراعت کی سب طرح کی بہبودی اسی پر منحصر ہوتی ہے وہ اپنے ضلع مین بڑا صاحب اختیار ہوتا ہے اور کامون کی ابتدا کرتا ہے ۔

انگریزی زبان مین کلکٹر کے معنے جمع کرنے والے کے اور مجسٹریٹ کے معنی سردار کے ہین اوران معانی سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دو طرح کا افسر ہوتا ہے ایک مالی کہ مالگزاری اراضی اور اور قسم کے محاصل کو جمع کرتا ہے اور وہ جج بھی ہے کہ فوجداری اور مالی ابتدائی مقدمات اوران کے اپیل اسکے روبرو دائر ہوتے ہین ۔ پولس ۔ جیل خانے ۔ تعلیم ۔ میونسپلٹی ۔ سڑکین حفظان صحت ۔ اسپتال ۔ مقامی ٹیکسین ۔ ضلع کی شاہی آمدنی یہہ سب کام ایسے ہین کہ جنسے وہ روزانہ سروکار رکھتا ہے اس سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ ہندوستانیون کی معاشرت کے ہر پہلو سے اور ملکیت کی ہر قدرتی ضرورت سے اپنے تئین واقف کرے اسکا قانون اور محاسب ۔ سروے ۔ منشی سرکاری کا غذات کی تحریر کے لیئے ہونا ضرور ہے فن زراعت اور پولٹیکل اکونومی (سیاست مدن) وانجینرنگ مین اسکا علم کم نہین ہونا چاہیئے ۔

برٹش انڈیا مین اضلاع کی کل تعداد ۲۵۰ ہے جس مین کوہستانی اضلاع مدراس و آسام ۔ برہما ۔ بنگال شامل ہین انکی رقبہ وآبادی کا اوسط نیچے جدول مین لکھا ہے ۔ لیکن اس سطح بہت اختلافات کاسلسلہ چلا جاتا ہے ۔ رقبہ کا اوسط بحیثیت مجموعی ۳۸۵۹ مربع میل ہے ۔

بالا برہما مین گھا من ڈون کے ضلع کا ۹۰۰۰ میل مربع رقبہ ہے اور اسی پروونس مین امہرسٹ کے

ضلع مین ۱۵۲۰۰ مربع میل رقبہ ہے اور اودھ مین لکھنؤ کا رقبہ ۹۶۷ مربع میل ہے اور ممالک مغربی شمالی مین بنارس کا ۱۰۰۹ مربع میل ہے یہی صورت آبادی کے اوسط کی ہے کہ اس مین اختلافات کا سلسلہ جاری ہے عام اوسط ۸۷۶۲۲۴ آدمی ہے بنگال مین میمن سنگہ کے ضلع مین ۳۴۷۲۱۸۶ آبادی ہے اور ممالک مغربی مین گورکھپور مین ۲۹۹۴۵۷ آبادی ـ مدراس مین مالابار مین ۲۶۵۲۵۶۵ اور آسام مین سلہٹ مین ۲۱۵۴۵۹۳ اب اسکے برخلاف چھوٹے پہاڑی ضلعے جیسے شملہ و نیلگری اور روہی مانیس ہین خارج کرکے بیلون اور پائن مانا اضلاع ہین جنکے باشندے صرف ۳۱۴۳۹ اور ۱۳۴۹۵ ہین ممالک مغربی کے جو خوب کچھ آباد ہے دیرہ دون کا ضلع ہے جس مین ۱۶۸۱۳۵ باشندے ہین سندھ مین بالائی سرحد کے ضلع مین ۱۷۴۵۴۸ باشندون سے زیادہ نہین ہین لیکن اودھ اور بنگال مین کم از کم آبادی ۱۶۳۴۷۷ اور ۸۴۵۴۵ باشندون سے کم نہین آبادی اور رقبہ کے لحاظ سے مدراس مین بڑے بڑے ضلعے ہین اور برار مین چھوٹے چھوٹے سوا مدراس سب پروونسون مین اضلاع کے مجموعے بنائے گئے ہین جنکو ڈویژن یعنی قسمت کہتے ہین ہر قسمت مین ایک کمشنر ہوتا ہے مگر یہہ قسمتین مثل اضلاع کے نظم و نسق کے پیمانہ واحد نہین ہین بلکہ وہ پیمانہ واحد کے مجموعے ہین وہ نگرانی کی آسانی کے لیئے بنائی گئے ہین کہ درمیانی حاکم مقامی حکومت کرسکے جسکا کرنا لفٹنٹ گورنر کے لیئے بُعد کے سبب سے ناممکن ہے ـ

برٹش انڈیا کے اضلاع کا رقبہ و آبادی

پروونس	تعداد ضلع	اوسط: رقبہ مربع میلونمین	اوسط: آبادی	پروونس	تعداد ضلع	اوسط: رقبہ مربع میلونمین	اوسط: آبادی
مدراس	۲۵	۵۶۴۶	۱۴۰۷۱۱۷	ممالک متوسط سنٹرل انڈیا	۱۸	۴۸۰۵	۵۹۹۱۲۷
بمبئی (سندہ شامل)	۲۳	۵۴۳۰	۷۸۴۱۴۲	آسام	۱۳	۳۷۷۰	۴۲۱۲۹۵
بنگال	۴۷	۳۲۲۴	۱۵۰۳۵۲۰	برما	۳۵	۴۸۹۷	۲۱۵۴۷۸
ممالک مغربی شمالی و اودھ	۴۹	۲۱۹۴	۹۵۷۲۲۷	اجمیر میواڑہ	۲	۰	۰
				کورگ	۱	۰	۰
پنجاب	۳۲	۳۵۷۰	۶۷۲۹۳۲	برار	۶	۲۹۵۳	۴۸۲۹۱۵
				میزان کل	۲۵۰	۳۶۴۸۹	

حاشیہ رقبہ اور آبادی کے اوسط نکالنے مین ان شہرون کو جو بجائے خود ضلع ہین جیسے کہ کلکتہ بمبئی مدراس ورنگون چھوڑ دیئے گئے ہین اور کوئٹہ اور پورٹ بلیر کے خاص خطون کو حساب مین نہین لگایا ۔

ضلعون کی تقسیم پھر چھوٹے حصون مین کی گئی بنگال مین اس کو سب ڈویژن مدراس اور بمبئی مین تعلقہ اور ممالک مغربی مین علے العموم تحصیل کہتے ہین - یہہ چھوٹی تقسیمین کل برٹش انڈیا مین پہلے زمانہ مین مالی انتظام کی پیمانہ واحد تھین اور تھانہ پولس کے انتظام کا پیمانہ واحد تھا ہر پروونس مین خاص تعداد کی قسمتین ہوتی ہین جنمین سے ہر ایک مین سشن کی عدالت قائم ہوتی ہے اور اسکا حاکم اعلے سیشن جج ہوتا ہے زائد جائنٹ و اسسٹنٹ سیشن جج مقرر ہوسکتے ہین - ہر سیشن کی قسمت مین ضلعون کی خاص تعداد ہوتی ہے جنمین سے ہر ایک ضلع مین مجسٹریٹ ہوتا ہے جسکو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ یا حاکم ضلع کہتے ہین اس کے ماتحت جتنے مجسٹریٹون کی ضرورت ہوتی ہے وہ مقرر کئے جاتے ہین ان سب پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو استیلا ہوتا ہے - کلکتہ بمبئی مدراس کے شہرون کے مجسٹریٹون کو پریسیڈنسی مجسٹریٹ کہتے ہین —— یوروپین برٹش رعایا پر حکمرانی کے لیے چاہیے مجسٹریٹ جسٹس آو دی پیس مقرر کیا جائے اور یہہ جسٹس آو دی پیس خود یوروپین برٹش رعایا ہو اس قاعدہ کی بعض مستثنے صورتین بھی ہین اکثر پریسیڈنسی مجسٹریٹ جسٹس آو دی پیس باعتبار عہدہ کے ہوتا ہے قانون کے موافق اسکا یوروپین برٹش رعایا ہونا ضرور ہے ہائی کورٹ کو اختیار ہے کہ قانون تعزیرات ہند یا کسی اور قانون کے موافق جو اپنا حکم چاہے جاری کرے ۔

قانون کے موافق سیشن جج جو سزا دینی چاہے دے سکتا ہے مگر موت کا حکم بغیر ہائی کورٹ کی منظوری کے نہین دے سکتا سیشن جج کی عدالت مین تمام تحقیقاتین تجویزین جیوری یا اسیسرون کے روبرو ہوتی ہین مجسٹریٹ تین نوع کے ہوتے ہین ۔

اول پریسیڈنسی مجسٹریٹ اور اول درجہ کے مجسٹریٹ قید جو دو سال سے زائد نہو اور جرمانہ ایک ہزار روپیہ سے زائد نہو کرسکتے ہین جن مقدمات کا فیصل کرنا انکی حد اختیار سے باہر ہو وہ سیشن یا ہائی کورٹ کو سپرد کرسکتے ہین ۔

دوم دوم درجہ کے مجسٹریٹ قید جو چھ مہینے سے زائد نہ ہو اور جرمانہ جو دو سو روپیہ سے زائد نہ ہو کر سکتے ہیں
سوم - سوم درجہ کے مجسٹریٹ ایک مہینہ سے زائد قید اور پچاس روپیہ تک جرمانہ کر سکتے ہیں
خاص مقامات مین خاص قید دینے کے ساتھ مجسٹریٹ اول درجہ کا یا مجسٹریٹ درجہ دوم کا
جسکو یہ اختیار دیا گیا ہو بیت لگانے کا حکم دے سکتا ہے - ہائی کورٹ کے ججون کو
بادشاہ مقرر کرتا ہے باقی اور ججون و مجسٹریٹون کو پروونس کی گورنمنٹ مقرر کرتی ہے -
تعزیرات ہند کا قانون سب جماعتون کے لئے ایک ہی ہے لیکن یوروپین برٹش رعایا جو
جرم کرتی ہے اس کے لیئے خاص ضوابط ہین ۱۸۷۲ء تک باستثنار خفیف جرمون کے
یوروپین برٹش رعایا کے جرمون کی سزا ہائی کورٹ سے ملتی تھی لیکن اس کا نتیجہ یہہ تھا
کہ انصاف نہین ہوتا تھا کیونکہ مستغیثون اور گواہون کو پہلے اسکے کہ مقدمہ کی شنوائی ہو
ہزارون میل سفر کرنا پڑتا تھا اس تکلیف کے رفع کرنے کا علاج یہہ کیا گیا کہ ۱۸۷۲ء مین
بروقت تبدیل ضابطہ عدالت فوجداری کونسل کے لیگل ممبر سر جیمس سٹیفن کی یہہ تجویز منظور ہوئی
کہ یوروپین برٹش رعایا خواہ کوئی جرم کرے اسکی تحقیقات اعلے درجہ کا مجسٹریٹ بشرطیکہ وہ
جسٹس آو دی پیس ہو اور سشن جج کر سکتا ہے لیکن دونو صورتون مین اسکی ضرورت
ہے کہ مجسٹریٹ یا جج خود یوروپین برٹش رعایا ہو ایک مجسٹریٹ تین مہینے کی قید اور ہزار روپیہ
جرمانہ کر سکتا ہے سشن جج ایک برس کی قید اور جرمانہ کر سکتا ہے اور جن جرمون مین زیادہ
سخت سزا کی ضرورت ہو وہ ہائی کورٹ کے سپرد کیئے جاتے ہین اور کلکتہ و بمبئی و مدراس مین پریسیڈنسی
مجسٹریٹ جو باعتبار اپنے عہدہ کے جسٹس آو دی پیس ہوتا ہے خواہ یوروپین ہو یا ہندوستانی
وہ یوروپین برٹش رعایا کو سزا دے سکتا ہے -
یہی قانون جب تک رہا کہ ۱۸۸۳ء مین گورنمنٹ ہند نے یہہ خیال کیا کہ یوروپین برٹش
رعایا کے باب مین جو قانون ہے وہ بدلنا چاہیئے ۱۸۵۳ء مین جو سول سروس کے
کے مقابلہ کا امتحان ٹھہرا تھا اس مین دونو یوروپین اور ہندوستانی یکسان تھے اس لیئے
پارلیمنٹ نے تجویز کی کہ خاص عہدے جنہین بڑے جیوڈیشل اور مجسٹریٹ کے عہدون کی تعداد
زیادہ تر ہو سول سروس کے ممبرون کو دیئے جائین ۱۸۸۳ء مین سول سروس مین بارہ ہندوستانی

تھے لیکن ان مین بہت تھوڑے ایسے تھے جنکی مجسٹریٹ یا سشن جج ہونے کی نوبت آئی ہو حسب ضابطہ فوجداری کوئی ہندوستانی جوان عہدہ پر ہو مجاز نہ تھا کہ وہ یوروپین برٹش رعایا کو کسی جرم کی سزا دے سکے گورنمنٹ نے خیال کیا کہ اس باب مین جو قانون ہے وہ بدلنا چاہیئے یہہ کہا جاتا ہے کہ گورنمنٹ ہند نے یہ قصد کر لیا تھا کہ یوروپین برٹش رعایا پر سزا دینے کا اختیار اس طرح دیا جائے کہ قانون مین سے فوراً وہ انتظامی ناقابلیتین جو مبنی نسل کے امتیاز پر ہین بالکل باقی نہ رہین امر مذکور کے اعلان سے یوروپین گروہ مین بڑے غیظ و غضب کی آگ مشتعل ہوئی۔ گورنمنٹ کے ملازم و غیر ملازم دونو مین وہ اشتعال طبع پیدا ہوا کہ اس کے سبب سے ایک بڑا پولیٹکل فکر و تردد پیدا ہوا اور ہندوستانیون اور انگریزون کے دلون مین ایک دوسرے کی طرف نہایت قابل افسوس خیالات بد پیدا ہوئے اسکا نتیجہ آخر کو یہہ ہوا کہ ایکٹ تین سنہ ۱۸۸۴ پاس ہوا جسکے موافق ہندوستانی ججون کو برٹش رعایا کے سزا دینے کا اختیار نہین ملا مگر اگر کوئی ہندوستانی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ یا سشن جج مقرر ہو تو وہ مثل انگریزی مجسٹریٹ اور سشن جج کے یوروپین برٹش رعایا کو سزا دینے کا اختیار رکھتا ہے مگر اس مین بھی یہہ شرط لگی ہوئی ہے ہر ایک یوروپین برٹش رعایا کو اختیار ہے کہ وہ مقدمہ کے فیصلہ کے لیئے جیوری مقرر کرائے جسمین آدھے ممبر انگریز اور آدھے ممبر ہندوستانی ہون۔ انگریز مجسٹریٹ جسٹس آف دی پیس مقرر ہو کر یوروپین برٹش رعایا کو سزا دینے کا اختیار رکھتے ہین لیکن کوئی ہندوستانی مجسٹریٹ جسٹس آف دی پیس نہین مقرر ہو سکتا۔

برٹش انڈیا کے لیئے قانون فوجداری کا مجموعہ کامل ہے لیکن قانون دیوانی کا مجموعہ مدون ہونا مشکل ہے۔ ہندو مسلمان دونو کے پاس قانون کا بڑا مجموعہ مدون موجود ہے جنکو وہ کلام و مثل الہام الہی سمجھتے ہین اور اس مین ملکیت و وراثت اور اور تعلقات زندگانی کے لیئے سب قسم کی ہدایتین موجود ہین اگر ہندوستانیون کے رسم و رواج اور تعصبات و خیالات انسانیت و انصاف کے برخلاف نہ ہون تو برٹش گورنمنٹ انکا پاس و لحاظ رکھنا اپنے اوپر فرض سمجھتی ہے اور فقط اس شبہہ کا ہونا کہ گورنمنٹ ان مین مداخلت کرتی ہے وہ

اپنے لیئے خطرناک جانتی ہے مسلمانون کے قانون کے مدون کرنے کی گورنمنٹ کو ضرورت نہین وہ خود مدون ہے ہندوؤن کا قانون مختلف پرودنسون مین مختلف ہے اس مین تبدیلیان مقامی اور شخصی رسم ورواج سے ہوئی ہین بس دیوانی قانون حقوق کے بڑے حصہ کے لیئے گورنمنٹ کے واضعان قوانین کو مدون کرکے کوڈ یعنی مجموعہ بنانے کی ضرورت نہین وہ ان قوانین کا مجموعہ مدون کرتی ہے جو معاہدات ودستاویزات قابل انتقال وانتقال جائداد ٹرسٹس (امانتون) حق آسائش وشہادت وجماعت سے متعلق ہین۔ ایک کوڈ یعنی کامل مجموعہ ضابطہ دیوانی موجود ہے جسپر عمل ہوتا ہے ایک اور بڑا باب قانون دیوانی قانون جانشینی ہے جس مین وصیت اور وصیت نامہ کے موافق جانشینی کا قانون داخل ہے لیکن یہہ قانون زیادہ تر یوروپین اور ایسٹ انڈین اوران جماعتون کے کام مین آتا ہے جنہون نے برٹش انڈیا کو اپنا گھر بنالیا ہے وہ ہندو مسلمانون کے لیئے نہین ہے۔ یہہ قوانین آسانی سے سمجھ مین آتے ہین وہ طول طویل نہین ہین مختصر ہین شائد کوئی اور ملک دنیا مین ایسا ہوگا جسمین ایسے قوانین عمدہ ہون

قانونون کا زیادہ ہونا

ہندوستان مین فی الحال قوانین کے اندر تسہیل وترمیم بہت ہوئی۔ دس بیس برس سے یہہ غلط خیال پھیل رہا تھا کہ ہندوستان کے لیئے اسقدر زائد قانون بنائے گئے ہین کہ انکے ہاتھون سے وہ تنگ ہورہا ہے اس اعتراض کے دور کرنے مین واضعان قوانین نے بہت کوشش کی ہے۔

۱۸۵۹ء سے پہلے جو ضابطہ دیوانی تھا وہ نہایت پیچیدار اصطلاحات سے بھرا ہوا تھا جسکے سبب سے ایسے التواء کے موقعے ملتے تھے کہ رشوتین دی جائین اور فریب وجعلسازیان کی جائین ہندوستانی جج پہلے بہت کم تعلیم یافتہ تھے اور انکی دیانت بھی بعض اوقات مشتبہ ہوتی تھی انکی تنخواہین بھی ایسی کم تھین کہ انسے اعلے درجہ کی دیانت کی توقع کرنی بھی بعید از عقل تھی۔

ہندوستانی ججون کی تنخواہ

۱۸۵۹ء مین ضابطہ دیوانی اول جاری ہوا وقتاً فوقتاً اس کی اصلاحین اور ترمیمات ہوتی رہین اس کے سبب سے عدالت کی کارروائی کا ضابطہ سادہ اور معقول ہوگیا اور ہندوستانی ججون کا منصب بڑھ گیا اب وہ تعلیم یافتہ جماعت ہے جنکو قانون کا پورا علم ہے اور تنخواہین بڑی بڑی ملتی ہین اوران کے خصائل وعادات مین بڑی بڑی تبدیلیان ہوگئی ہین۔

دیوانی کی کچہریان جو ہائی کورٹ کے ماتحت ہین اکثر تین قسم کی ہین۔ ڈسٹرکٹ جج کی۔ سب اورڈینیٹ جج کی۔ منصف کی۔ جج اپنی قسمت کی ساری کچہریون کا اعلے افسر ہوتا ہے اور اپنی ماتحت عدالتون کے فیصلون کے اپیل سنتا ہے۔ سب اورڈینیٹ جج بعض قیدون کے ساتھ ہر مقدار کے مقدمہ کی تحقیق و تجویز کرسکتا ہے۔ منصف کے اختیارات مختلف پرووِنسون مین مختلف طرح کے ہین بعض پرووِنسون مین منصف پانچہزار روپیہ کے مقدمہ کو فیصل کرسکتا ہے۔ ڈسٹرکٹ جج کے فیصلون کا اپیل ہائی کورٹ مین ہوتا ہے محکمات خفیفہ بھی ہین جنمین تھوڑی مقدار کے مقدمات کا فیصلہ ہوتا ہے جنکا اپیل نہین ہوتا سنہ ۱۸۳۶ تک یوروپین برٹش رعایا کے مقدمات دیوانی صرف سپریم کورٹ مین دائر ہوتے تھے لیکن ایکٹ سنہ ۱۸۳۶ نافذ ہوا جسکے سبب سے اسکے مقدمات کمپنی کی دیوانی عدالتون مین دائر ہوتے ہین جنمین ہندوستانی اور انگریزون کی کچھ تمیز باقی نہین رہی جسکے سبب انگریزون کو بہت غصہ آیا اور انہون نے اس قانون کا نام بلیک ایکٹ (کالا قانون) سنہ ۱۸۳۶ء مین رکھا۔ فی الحال ہندوستانی ججون کے ہاتھ مین کل دیوانی عدالتین ہین باستثناء اپیل کی اعلے درجہ کی عدالتون کے انکو دیوانی مقدمات مین ہندوستانیون اور یوروپین پر یکسان اختیارات حاصل ہین اور اب انگریز اسپر کچھ اعتراض بھی نہین کرتے۔ ہندوستانی جج اس سبب سے کہ دیوانی مقدمات کو بہ نسبت انگریزون کے اچھی طرح فیصل کرسکتے ہین کہ وہ ہندوستانیون کی زبان خوب سمجھتے ہین اور انکی رسم و رواج و معاملات سے خوب واقف ہوتے ہین یہی وجہ ہے کہ دیوانی عدالت کا کل کام اکثر ہندوستانیون کے ہاتھ مین ہے سنہ ۱۸۸۳ مین لارڈ چینسلر نے لارڈس ہوس مین کہا کہ پریوی کونسل مین جو ہندوستان کے مقدمات کے اپیل ہوتے ہین انسے مین تجربہ حاصل کرکے ہندوستانی ججون کی دیانتمندی و علم و استقامت رائے و صحت تجویز کی نسبت کہتا ہون کہ ان باتون کے اندر انمین اور انگریزون مین کچھ فرق نہین دونو خوبی مین برابر ہین۔

اکثر دیوانی عدالتون مین بہت ترقیات ہوئی ہین مگر انکی نسبت نہین کہا جاتا کہ جس نظام کے ماتحت دیوانی عدالتین ہین وہ بالکل قابل اطمینان ہے اس لیئے کہ جاہل رعایا کو اسکا سمجھنا نہایت مشکل ہے اور اسکی کارروائی مین بڑی سختی ہے مشکل مقدمات کے لیئے وہ اچھا ہے مگر وہ اکثر مقدمات کیلئے

ایسی کل ہے کہ بڑی محنت سے چلتی ہے سالانہ جو مقدمات ...... ۵ا کچہریون مین فیصل ہوتے ہین ان مین آدھے سے بہت کم ایسے مقدمات ہوتے ہین جن کی مقدار بیس روپیہ ہوتی ہے اور ..... ۵ا۲ مقدمات مین سے ہر ایک کی مقدار سو روپیہ سے کم ہوتی ہے ہندوستانی زراعت پیشون کے لیئے یہہ کچہریان ایک معما ہے جسکو وہ سمجھتے نہین - ان مین بہت خرچ ہوتا ہے بھاری اسٹامپ لگایا جاتا ہے اسی سے عدالت کا خرچ چلایا جاتا ہے - عدالت کے ارزان و آسان نہ کرنے کی وجہ یہہ بیان کی جاتی ہے کہ ناحق نالشین کرنے کی لوگون کو ترغیبین نہ ہون -

فوجی افسرون کا سول عہدون پر مقرر ہونا

اب تک ہم نے سول سروینٹ عہدہ وارون کا ذکر کیا ہے انکے سوا ایک بڑی ذی عزت جماعت افسرون کی فوج مین سول اور پولیٹکل خدمات کے لیئے منتخب کی جاتی تھی وہ ہندوستانی سپاہ یوروپین افسر ہوتے تھے اب سپاہ سالار کے سٹاف کے افسر ہوتے ہین ڈپلومیٹک یا پولیٹکل عہدون پر اکثر یہی فوجی افسر ہوتے ہین اور وہ پنجاب و اودھ برہما آسام ممالک متوسط سندھ برار مین سول افسر بھی مقرر ہوجاتے ہین اس صورت مین انکے عہدہ کی خدمات وہی ہوتی ہین جو حکام سول سروینٹ کی ہوتی ہین انہین بڑے بڑے لائق حاکم ہوئے ہین جن کے کارنامے تاریخون مین مندرج ہین -

انگریزون کی اور جماعتین بھی انگلنڈ سے منتخب ہوکر آتی ہین جیسے کہ سررشتہ تعلیم کے افسر ہین کہ وہ انگلستان کی یونیورسٹیون کے تعلیم یافتہ ہوتے ہین اور قومی تعلیم کا سررشتہ ان کے حوالہ کیا جاتا ہے - ایسے ہی سول انجنیر ہین جو کوپرہل اور شاہی سول انجنیرنگ کالج کے تعلیم یافتہ ہوتے ہین ایسے ہی جنگلون کے افسر ہوتے ہین جو انگلنڈ سے آتے ہین اور وہ فرانسیسی اسکولون کے تعلیم یافتہ ہوتے ہین جنہین جنگلون کی نگاہداشت کی تعلیم ہوتی ہے ایسے ہی سائنٹفک افسر جیولوجسٹ (علم طبیعات الارض کے جاننے والے) بوٹنسٹ (علم نباتات کے جاننے والے) میٹرولوجسٹ (ماہر حوادث) اسٹرونومر (علم ہیات کے عالم) انگلنڈ سے مقرر ہوکر آتے ہین - ہندوستان کی مڈیکل سروس (خدمات طبیہ) کا ایک حصہ ہندوستانی سپاہ مین عہدہ پاتا ہے اسکے ممبر اب تک سپاہ کے افسر ہوتے ہین لیکن ان کا نہایت باعظمت کام

سول افسرون اور گورنمنٹ کے ملازمون اور ہندوستانیون ہین ہوتا ہے انکی سب سے اعلے درجہ کی خدمت یہہ ہے کہ وہ ہندوستانیون کو تعلیم دیکر طبیب و ڈاکٹر بناوین - یہہ ڈاکٹر انگریزون ہی کا علاج نہین کرتے بلکہ ہندوستانیون کا بھی خاص کر کلکتہ بمبئی و مدراس مین - ان کے سبب سے صرف علم طب ہی مین ترقی نہین ہوتی بلکہ اور سائینسون مین بھی جیسے کہ علم نباتات مین وہ گورنمنٹ کے حفظ صحت کی ہر شاخ مین سائنٹیفک صلاح کار ہوتے ہین ان کے سبب سے ہندوستانیون مین انگریزون کی ہمدردی کی حقیقت کا بڑا اعتبار پیدا ہوگیا ہے وہ ہندوستانیون کو اپنے اعمال جراحی مین بڑی بڑی کمال دکھاتے ہین اور خیراتی اسپتالون کی بڑی خبر گیری کرتے ہین ہندوستانیون کی متوسط اور اعلے درجہ کی جماعتون مین ان کا بڑا اثر ہے اب انتظام ایسا کیا ہے کہ فوجی قواعد سے وہ معاف کئے گئے کہ وہ بالکل اپنے ہی کام مین مصروف رہتے ہین -

ہندوستان مین انجنیر سپاہیون کا گروہ جب تک جدا رہا کہ کمپنی اور شاہی سپاہی آپس مین شامل ہوکر ایک نہ ہوگئے انہون نے ہندوستان مین بڑے بڑے کام کرکے اپنا نام روشن کیا ہے اب زیادہ پبلک ورکس کے سررشتہ مین کام کرتے ہین یہہ سررشتہ نہرون اور ریل کی سڑکون کے بڑہنے کے سبب سے بہت بڑہ گیا ہے اگرچہ گورنمنٹ انجنیرنگ مین ہندوستانیونکو تعلیم کرتی ہے لیکن اب تک اس سررشتہ مین یوروپین ہی کے ہاتھ مین زیادہ یہہ کام رہا ہے اور آیندہ بھی رہے گا اور اس سررشتہ مین یوروپین ہی کے نوکر رکھنے کی زیادہ ضرورت ہے اور مدت دراز تک بڑی بڑی پبلک ورکس مین ہدایتین کرنا یوروپین کے ہاتھ مین رہیگا -

کلرجی اکثر انگلش چرچ کے چیپلن ہوتے ہین جو گورنمنٹ کے ملازم ہوتے ہین اور جو اپنا کام گورون کی سپاہ مین اور سٹیٹ کے تمام ملازمین مین خواہ وہ سول ہون یا ملیٹری کرتے ہین اور پریس بائٹیرین منسٹر اور رومن کیتھولک پادری سپاہ مین اور اپنے گروہ کے اور سررشتون مین اپنا کام کرتے ہین وہ گورون کی اسپتالون مین اکثر جاتے ہین اور جب سپاہ لڑنے کو میدان جنگ مین جاتی ہے تو وہ اس کے ہمراہ ہوتے ہین - ملک مین جو سول سٹیشن پھیلے ہوئے ہوتے ہین اُن کے دیکھنے کے لیئے جاتے ہین مگر انکی تعداد اس بڑے کام کے لیئے بہت تھوڑی سی ہوتی ہے اسلیئے

سوسائٹیاں قائم ہوتی ہین کہ وہ زیادہ کلرجیون کو انگلنڈ سے بلائین پہلے انگلنڈ چرچ کے تین بشپ تھے اب ان مین دو کا اور اضافہ ہوا ہے اور انکی تعداد آیندہ ضرورت کے موافق بڑہتی جائیگی - یوروپین عہدہ دارون کی ایک بڑی جماعت ہے جو سول سرونٹ نہین ہوتے انکو غیر متعہد اس لیئے کہتے ہین کہ متعہد جماعت سے اسکی تمیز ہو جائے اب انکی تعداد اتنی نہین رہی جتنی کہ پہلے تھی اب بہت سے سرشتون کے اہلکار و کلارک ہونے کے لیئے انکا اور تعلیم یافتہ ہندوستانیون کے مقابلہ کا امتحان ہوتا ہے اور اس کلارک ہونے سے جو اوپر عہدے ہین انپر گورنمنٹ کی پولیسی یہہ ہے کہ جہان تک ہو سکے ہندوستانی زیادہ مقرر ہون لیکن پھر بھی غیر متعہد یوروپین زیادہ تر کئی بڑی بڑی شاخون مین مقرر ہوتے ہین خاصکر نای نینشل ڈپارٹمنٹ (خزانہ کے سرشتہ مین) پولس مین روی نیو کی خاص شاخون مین جیسے کہ نمک - افیون اور متفرقہ عہدون پر بعض ان مین اضلاع کے انتظامی کامون پر پنجاب اور اودہ برمہ دونون مین مقرر ہوتے ہین اور ان مین بڑی ناموری حاصل کرتے ہین فرلو اور پنشن کے قواعد مین بہت سی ترمیمین ایسی ہوگئی ہین کہ انکے حق مین مفید ہین - یہی کیفیت ایسٹ انڈین یا یوریشین جماعت کی ہے انکا گھر ہندوستان مین ہے وہ ہندوستانیون کے مقابلہ کے امتحان مین زیادہ دقتین اٹھاتے جاتے ہین مگر یہہ نقصان اٹھانا انکے لیئے ناگزیر ہے وہ تعلیم مین ترقی کرکے اپنی اس مصیبت کو کم کرتے جاتے ہین بے شک وہ ہندوستان مین اپنے منصب و جاہ کو سنبھالے رہین گے مگر یہہ امتحان انکے لیئے بڑا سخت ہے انمین سے بعض عہدہ دار نہایت ممتاز و سرافراز اپنی حسن خدمات کے سبب سے ہوتے ہین وہ بہت سے اپنی خدمت کو اس طرح بجالاتے ہین جسسے انکی عزت بھی ہوتی اور وہ کام بھی مفید ہوتا - یوروپین گروہ کا بیان ناتمام رہیگا اگر ملازم گروہ کے ساتھ غیر ملازم گروہ کا بیان نہ کیا جائے غیر ملازم گروہ مین یوروپین زیادہ ہوتے ہین -

ہندوستان کے وہ اضلاع جنکی آب و ہوا نہایت خوشگوار ہے جیسے ہمالیہ پہاڑ اور نیلگری کے اضلاع ہین ان مین انگلستان کے باشندے نقل مکان کرکے آباد ہونے مین کامیاب نہین ہوسکتے - فتحیاب قوم انگریز اپنے اہل وطن کو ہندوستان مین اسطرح نہین آباد کرسکتی

جیسے کہ اسکندر اعظم نے یونانیون کو ایشیا مین آباد کیا تھا - یہان کی آب و ہوا انگریزون کے
بچون کو پانچ برس کی عمر کے بعد موافق نہین ہوتی گو ان کے مربی یوروپ ہی مین پلے ہون
یوروپین والدین اپنی اولاد کو انگلنڈ مین تعلیم دلانے کے بڑے شوقین ہوتے ہین -
ہندوستان کی حالتین انگلو سیکشن کے محنتی آدمی بنانے کے لیئے نامناسب ہین پھر بھی
ہندوستان مین غیر ملازم یوروپین بہت سے ہین اور زیادہ ہوتے جاتے ہین اور انکا
اثر بڑھتا جاتا ہے ہندوستان مین انگریزی عملداری کی ابتدا مین تجارت کی
کوٹھیان اور دارالاقامتین تین پریسیڈنسی شہرون کلکتہ اور بمبئی اور مدراس ہی مین نہین
بنی تھین بلکہ ملک کے اندر اور مقامون مین بھی - یہہ کارخانے تو سب گاؤخورد ہو گئے
لیکن تین پریسیڈنسی شہر سلطنت اور تجارت کے مرکز بنے ہین تجارت کے سربراہ کار یوروپین
تھے جنھون نے ان شہرون کو دنیا کے بڑے آباد شہرون مین داخل کر دیا - ان شہرون کی
نسبت یہہ کہا جاتا ہے کہ وہ فقط کورٹس اور کیمپ مثل ہندوستان کی گذشتہ دارالسلطنتون
کے نہین ہین کہ وہ انقلاب سلطنت کے بعد غارت و تباہ ہو جائین بلکہ وہ تجارت کی بالاستقلال
سود مندیون پر مبنی ہین - اگرچہ غیر ملکون کے ساتھ تجارت کرنے مین ہندوستانی بڑا حصہ
رکھتے ہین لیکن پھر بھی اس تجارت کا زیادہ تر حصہ یوروپین کے ہاتھون مین رہتا ہے
بہت سی نئی اور ترقی کرنے والی صنعتون کے منتظم ہندوستانی ہین مگر پھر بھی وہ یوروپین
کی ہدایتون کے محتاج ہین اور ان مین یوروپین سرمایہ افراط سے لگتا ہے - باوجودیکہ ہندوستانی
قانون دان زیادہ ہو گئے ہین اور ہندوستانی بار کی بڑی ترقی ہو گئی ہے لیکن ہندوستانی
اہل مقدمہ ہائی کورٹ مین اپنے بڑے بڑے مقدمات کے اندر انگریز ہی کو اپنا بیرسٹر
مقرر کرتے ہین کلکتہ مدراس بمبئی مین انگلش بار بڑی عظمت و شان رکھتا ہے اور ہندوستان
کے اندر کے مرکزی مقامات مین اپنا اثر بڑھاتا جاتا ہے -

پریسیڈنسی شہرون مین بعض یوروپین فرم (شراکت کے کارخانے) خراب خستہ ہو جاتے ہین
یہہ تو موقت واقعات ہین جو اُس زمانہ مین ہمیشہ واقع ہوتے ہین جس مین روپے پیدا کرنیکے
بہت سے منصوبے باندھے جاتے ہین - جو فرم باقی ہین انکے سربراہ کار اور بعض شرکا

انگلنڈ مین پہلے کی نسبت زیادہ رہتے ہین اس لیئے ہندوستان مین انکا کاروبار زیادہ تر
کارندون اور گماشتون کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ سوداگر بڑے بھاری بھرکم بزرگ منش اور
بہت سے خوشحال موجود ہین مگر انکی افراط ایسی نہین جیسی کہ پہلے تھی۔ یہہ اکثر کہا جاتا ہے کہ ہندوستانی
تاجرون کی تعداد کم ہوگئی ہے مگر ان یوروپین کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی ہے جو تجارت مین
مصروف رہتی ہین۔

چیمبرس اوف کامرس

ان بڑے مرکزی شہرون مین مدت سے چیمبرس اوف کامرس قائم ہین اس ملک مین وہ
غیر ملازم یوروپین کی رائون کا بڑا ارغنون ہے اور تجارتی عقل کا ایک مخزن ہے اسکے گروہ مین سے
بعض بعض ممبرون کو گورنمنٹ انتخاب کرکے واضعان قوانین کی جماعتون مین داخل کرتی ہے
وہ ان مین دونو ہندوستانیون اور یوروپین کی رائون کو بیان کرتے ہین اور اپنی آزادانہ
راے کے ترجمان گورنمنٹ مین ہوتے ہین۔ چونکہ انکو بہت سی صحیح صحیح آگاہی ملک کے
حال سے ہوتی ہے اور انکی رائون مین ملک کی ہمدردی ہوتی ہے تو گورنمنٹ خوشی سے
اسپر توجہ کرتی ہے عام خیرات کے موقعون پر انکے انتظام کی درخواست کی جاتی ہے وہ آزادانہ
کامون کے رہنما سمجھے جاتے ہین اور انکو بہت اچھی طرح کرتے ہین۔

نیل پلانٹر یعنی نیل کے کاشتکار

بنگال مین یوروپین کی بڑی جماعتین نیل کی کاشت کراتی تھین وہ بہت ایکڑ زمین کی مالک
تھین زمین کے بڑے بڑے پٹون سے فائدے اٹھاتی تھین اور دہات کے اچھے اچھے
مقامات مین رہتی تھین مگر ۱۸۶۰ء مین کاشتکارون نے وہ دنگے فساد مچائے کہ بہت سے
انگریزون نے اس کام کو چھوڑ دیا اور انکے کارخانے تباہ و برباد ہوگئے لیکن بہار مین ابتک
انکی نیل کی کوٹھیان خوب چل رہی ہین انکے بڑے بڑے کارخانے ہین انکے مکانات بڑے
خوبصورت ہین انکے گرد باغ بڑے دلکشا و فرحت افزا ہین غرض بہار مین انکے مقامات
سکونت قابل دید ہین۔ جب قحط کا ایسا کڑا وقت آیا کہ ۱۸۷۴ء مین یہہ معلوم ہوتا تھا کہ سارا
صوبہ غارت ہوجائیگا تو انہون نے گورنمنٹ کے لیئے باربرداری کا سامان باہر سے اناج
لانے کے لیئے قحط زدہ آدمیون کے واسطے ایسا جمع کردیا کہ اُسسے پبلک کو فائدہ ہوا اور انکو
عزت حاصل ہوئی۔

ایسی ہی چار اور قہوہ کی کاشت کرانے والی یوروپین جماعتین ہین جسکے سبب سے ہندوستان مین انگریزون کی آبادی زیادہ ہوگئی ہے انہون نے چار قہوہ کی کاشت سے ان مقامات کو بھر دیا ہے اور بھرتے جاتے ہین آسام کے پہاڑون کی ڈھلان مین اور شرق مین بنگال کے پہاڑون کا ایک حصہ جو چھوٹا ہے انہون نے انگریزون کو دیا ہے اور دارجیلنگ کے بڑے حصے اور برٹش سکم اور ضلع کمایون کے بڑے حصے اور شمالی ہندوستان مین پنجاب مین وادی کانگڑہ کے بعض حصے اور دکن مین مغربی گھاٹون کے نیلگری کے بہت سے حصے جنمین وادی بھی داخل ہین اور کورگ کی ریاست کے ڈھلان اور پہاڑیان ضلع ذائی ناڈس ٹراونکور کی مملکت۔ کاشت کے اندر وہ دخانی کلون اور بہت سی سائنٹفک آلات کو کام مین لاتے ہین۔ وہ انگلنڈ کے نوجوانون کے لیئے ایک اچھا ہنر پیشہ تیار کرتے ہین جسکے سیکھنے کے لیئے وہ بالکل آمادہ بیٹھے رہتے ہین اور اس مین کمال حاصل کرنا چاہتے ہین لیکن تجربہ نے یہہ بتلایا ہے کہ چار وقہوہ کی کاشت کا انتظام کرنا بازار کے لیئے اور چار وقہوہ کا تیار کرنا مشکل پیشہ ہے اور اسکی خاص تعلیم ہونی چاہیے ابتدا مین اس تعلیم کے نہ ہونے کے سبب سے بہت سے نقصانات انگریزون نے اٹھائے اور بہت سرمایہ ضائع کیا اور بہت سی مایوسیان ہوئین آدمی کچھ کھو کر سیکھتا ہے۔ غرض بہت سے نقصان اٹھانے کے بعد آخر کو کامیابی اس پیشہ مین حاصل ہوئی اور آیندہ امید ہوئی کہ انگلنڈ کی حسن سعی سے اور عمدہ قابلیتون اور لیاقتون سے تہذیب وشائستگی کی ترقی اس ملک مین ہوگی اور انگلنڈ کی مستعدی و توانائی جو بیکار پڑی رہتی وہ یہان کام مین آئیگی۔

ہندوستان مین جو انگریز اپنا پریس بنا کے اخبارات جاری کرتے ہین انہین ہمیشہ انکو کامیابی ہوتی ہے وہ یوروپین اور تعلیم یافتہ ہندوستانیون مین شائع ہوتے ہین۔ ہندوستانیونکو انسے پبلک اور پولیٹکل معاملات مین آگاہی ہوتی ہے اگرچہ یوروپین انگلنڈ کے اخبارات پڑہتے ہین مگر وہ یہان ان اخبارون سے مستفید ہوتے ہین وہ گورنمنٹ ہند کی پولیسی اور کارروائی کی عیب وصواب بہت اچھی طرح کرتے ہین اور چارون طرف سے تمام سلطنت کی خبرون کے جمع کرنے مین بڑی کوشش کرتے ہین ان اخبارون کے لیئے سب قسم کے انگریز اور عہدہ دار گورنمنٹ کے مضامین نگار ہین ۔۔ ان مضامین نگارون مین گورنمنٹ کے بعض اعلے عہدہ دار ہوتے ہین

ان ملازمین کو سرکار سے اجازت ہوتی ہے کہ وہ اپنے خیالات اور علم کا اظہار اخبارون مین کرین مگر اس مین یہہ شرط ہے کہ وہ رازداری کے کامون کا اظہار نہ کرین انکو اجازت ہے کہ وہ اخبارون کے لیئے ایسی انشاپردازی کرین کہ وہ سائینس اور علم کے دائرہ کو فراخ کرین پریس اس مین بھی کوشش کرتا ہے اور کامیاب ہوتا ہے کہ پڑہنے والون کے روبرو اس زمانہ کے نہایت تازہ عقلی مضامین یورپ اور دنیا کے اور ان کے ساتھ تمام ان سب مباحثون اور عمدہ معقول رائون کو پڑہنے والون کے مطالعہ مین لائین انکا اصلی اثر ہوتا ہے اور ملک کے انتظام مین انسے بڑی امداد ملتی ہے۔ بعض اخبار نویس انگریز بڑے بڑے نامور ہوئے ہین جنہون نے اس ملک کی تاریخ کو زیب و زینت دی ہے۔

باب نہم

ہندوستانی ریاستین

ہندوستانی ریاستون کا رقبہ انکی آمدنی ۔ آبادی

ہندوستانی ریاستون کا رقبہ ۶۷۹۰۰۰ مربع میل ہے اور انکی آبادی ۶۷۹۰۰۰۰ آدمیونکے قریب ہے اور انکی آمدنی سالانہ کا تقریباً پندرہ کروڑ روپیہ کے قریب ہے اگر ان سب ریاستونکو شمار کرین تو وہ چھ سو کے قریب ہین مگر اکثر ان مین ایسی کم وسعت رکھتی ہین اور ان کے رئیس ایسے کم اختیار ہین کہ وہ اسکی مستحق نہین ہین کہ انکا نام نیٹو سٹیٹ یعنی ہندوستانی ریاست رکھا جائے۔ سب سے بڑی ریاست نظام حیدر آباد کی ہے جسکا رقبہ ۸۳ ہزار مربع میل ہے اور تقریباً ایک کروڑ اسی لاکھ آدمیون کے آبادی ہے۔ گوالیار کی ریاست کا رقبہ ۲۹۰۰۰ مربع میل ہے اور اسکی آبادی تیس لاکھ۔ ریاست میسور کا رقبہ ۲۹۰۰۰ مربع میل اور آبادی ۵۰۰۰۰۰۰ اور باقی اور ریاستون مین آبادی دس اور تیس لاکھ آدمیونکے

درمیان ہے۔ نقشہ ذیل سے بڑی بڑی ریاستوں کا رقبہ اور انکی آبادی معلوم ہوگی۔

ریاست	مربع میل	آبادی	تقریباً آمدنی روپیہ میں	مذہب
نظام حیدر آباد	۸۲۷۰۰	۱۱۱۴۱۰۰۰	۳۳۰۰۰۰۰۰	مسلمان
بھوپال	۶۹۹۰	۶۶۶۰۰۰	۲۷۰۰۰۰۰	//
بہاول پور	۱۷۰۰۰	۷۲۰۰۰۰	۱۳۷۰۰۰۰۰	//
گوالیار سیندھیا	۲۵۰۰۰	۳۰۰۰۰۰۰	۱۰۹۲۰۰۰۰	ہندو
اندور ہلکر	۸۴۰۰	۸۵۱۰۰۰	۵۷۰۰۰۰۰	//
بڑودہ گائکوار	۸۱۱۱	۱۹۵۰۰۰۰	۱۱۳۰۰۰۰	//
میسور	۲۹۴۰۰	۵۵۳۹۰۰۰	۱۲۵۰۰۰۰۰	//
تراونکور	۷۱۰۰	۲۹۵۰۰۰۰	۶۶۰۰۰۰۰	//
جے پور	۱۵۵۰۰	۲۷۰۰۰۰۰	۴۵۵۰۰۰۰	//
جودھپور	۳۵۰۰۰	۲۰۰۰۰۰۰	۳۴۳۰۰۰۰	//
اودے پور	۱۲۷۰۰	۱۰۰۰۰۰۰	۲۴۷۰۰۰۰	//
بیکانیر	۲۳۳۰۰	۵۸۴۰۰۰	۱۴۳۰۰۰۰	//
ریواہ	۱۲۶۰۰	۱۳۲۰۰۰۰	۱۰۷۰۰۰۰	//
کوچ	۷۶۰۰	۴۵۰۰۰۰	۱۳۱۰۰۰۰	//
پٹیالہ	۵۴۰۰	۱۵۹۷۰۰۰	۴۱۱۰۰۰۰۰	سکھ
کشمیر	۸۰۹۰۰	۲۹۰۶۰۰۰	۴۶۰۰۰۰۰	ہندو

نیٹو سٹیٹ کے معنے یہ ہین کہ اس مین براہ راست انگریزی حکمران نہ ہون۔ بڑی بڑی بعض ریاستیں حکمران اپنی محکوم رعایا سے ایسے ہی غیر ہین جیسے کہ انگریز۔ لفظ نیٹو سٹیٹس یہہ خیال پیدا کرتا ہے کہ وہ ہندی قومیتیں ہین جو اجنبی غیر قوم انگریزی سلطنت عظیم کے درمیان موجود ہین انگلستان مین انگریزون کا بالعموم یہی یقین ہے۔ انہون نے مان لیا ہے کہ ہندوستان کو جو انگریزون نے فتح کیا ہے انہون نے اپنی حکمرانی اس رعایا پر قائم کی ہے جو پہلے ہندی اصل نسل کے پادشاہون کی

محکوم تھین انگریز انہین بادشاہون کو غارت وتباہ کرکے خود انکے قائم مقام ہوئے ہین اور کسی نہ کسی وجہ سے ہند کے بڑے بڑے جلیل القدر حصون کو خود اپنے لیئے لے لیا ہے اور اس کے ایک حصہ مین ہندی گورنمنٹون کو قائم رکھا لیکن اس بات کا مان لینا بالکل خلاف واقع ہے اصل حقیقت حال یہہ ہے کہ جب ۱۷۰۷ء مین اورنگ زیب کے مرنے کے بعد سلطنت مغلیہ کے ٹکڑے اڑ گئے تو ان ٹکڑون کے لپکنے اور پکڑنے کے لیئے بڑی چھینا جھپٹی ہوئی وہ اٹھارہوین صدی کے زیادہ حصے مین بڑے زور شور سے جاری رہی اس صدی کے آخر آدھے حصے مین سلطنت کے حاصل کرنے کے لئے بڑے بڑے امیدوار مرہٹے دکن کے فرمانروا انگریز کھڑے ہوئے اس جھگڑے مین سب سے زیادہ بڑا حصہ فائدہ کا انگریزون کے ہاتھ مین آیا بس سلطنت کے حاصل کرنے مین انگریزون کے جو رقیب تھے وہ کچھ زیادہ استحقاق فرمانروائی کے لیئے نہین رکھتے تھے جن ملکون کے لیئے آپس مین لڑتے تھے انہین سب لڑنے والے یکسان اجنبی غیر تھے

ہندوستان کی ریاستون مین قومیت نہ تھی

سر الفریڈ لائل لکھتے ہین کہ انگلنڈ اور یورپ کے عام خیالات مین سے یہہ بھی ایک خیال ہے کہ ہندوستان مین انگریزون کی سلطنت جب قائم ہوئی ہے کہ انگریزون کی فتوح نے قومیتون کو ڈبو دیا قدیمی خاندان کے تخت نشین بادشاہون کو تخت سے اتار دیا اور قدیمی امرا کا ستیاناس ملا دیا یہہ ان تہمتون مین سے چند ہین جو انگریز اپنے اوپر آپ لگاتے ہین جن کے سبب سے انگریز متوسط درجہ کے ہندوستان مین انگریزی مہمات عظیمہ کو دیکھتے ہین وہ نیچے بیٹھکر سر پر خاک ڈالنے مین مصروف ہونے کو انصاف سمجھتے ہین اس وضع کو اجنبی و غیر آدمی دیکھ کر بدگمان ہوتے ہین اور انگلش خصلت کے اندر جسقدر دیکھ سکتے ہین اسی قدر بیتاب ہوتے ہین

عام غلط فہمیان

لیکن اس بات کا ثابت کرنا آسان ہے کہ انگریز کیون ایسے جلد ممالک ہند کے مالک ہو گئے اسکی دلیل یہہ ہے کہ جو ملک انگریزون کے قبضے مین آئے انہین قومیت نہ تھی نہ ان مین پرانے خاندان بادشاہی کرنے والے تھے ان مین امرا کی حکومت نوعی تھی حقیقت مین انکے اندر اس قسم کا کوئی استوار یا مستقل انتظام نہ تھا بلکہ وہ پولیٹکل اعتبار سے ایک ایسا خزانہ تھا جو اسکو مل پائے وہ اسکا مالک ہو جائے۔ یہہ تاریخی سچا واقعہ ہے کہ بہت اچھی طرح یہ ثابت ہوتا ہے کہ انگریزون نے کسی منتظم و منضبط انتظام کو غارت نہین کیا جن ملکون کو انہون نے الحاق کیا انکے لیئے کوئی انتظام

منتظم و منضبط باقی ہی نہین رہا تھا کہ وہ اسکو غارت کرتے اب اسکے برخلاف جہان دیسی پولٹیکل انتظام قدیمی اب تک قائم ہے اسکے غارت ہونے سے بچانے والے انگریز ہی تھے۔

ہندوستان کی بڑی بڑی ریاستین سرسری طور پر دو جماعتون مین منقسم ہوتی ہین اول جماعت مین سب سے بڑی مسلمانون کی ریاست نظام اور مرہٹون کی ریاستین سیندھیا و اندور و بڑودہ ہیں جو اٹھارہوین صدی کے آخر مین اور انیسوین صدی کی ابتدا مین مرنے سے بچکر زندہ رہی ہین سب صورتون مین ان کے فرمانروا اجنبی و غیر ہین۔ کوئی ان مین سے سرکار کمپنی کی عملداری سے زیادہ قدیم نہین ہے اور ان کے ارکین سلطنت بھی مثل فرمانروائون کے اجنبی و غیر ہین۔ مسلح سپاہ بھی انکی اجورہ دار سپاہیون کی ہے جو انسے غیر ہین رعایا اور فرمانروا کے درمیان اس سے زیادہ یکجہی ہمدردی نہین ہے جو انگریزی عملداری مین رعایا کی انگریزون کے ساتھ ہے۔ یہہ کبھی نہین فرض کیا جا سکتا کہ کسی ہندوستانی ریاست مین رئیس ہندوستان کا باشندہ ہے اس لیئے وہ مختلف قسم کا استحقاق انگریز سے سلطنت کرنے کا رکھتا ہے۔ اگر یہہ سوال پیش کیا جائے کہ انگریزون کے انتظام اور ہندوستانی حکمران کے انتظام مین کسکو ترجیح ہے تو انگلینڈ کے آدمی اکثر یہہ فرض کرتے ہین کہ ہندوستان کو اس انتخاب کرنے کا اختیار دیا جائے کہ وہ اجنبی انگریزی گورنمنٹ کو پسند کرتے ہین یا اپنے اہل وطن کی قومی گورنمنٹ کو مثلاً بڑی مدت نہین گذری اسپر بڑی بحث ہوئی کہ نظام کے اضلاع برار جو نظام نے انگریزون کو دے رکھے ہین اور ان مین برسون سے انگریزی انتظام ہو رہا ہے اُن کو انگریز نظام کو واپس کرین۔ اس امر واقعی مین بہت تھوڑے آدمی شبہہ کرینگے کہ حیدرآباد کی مسلمانون کی گورنمنٹ برار کی رعایا کے لیئے جو اکثر ہندو ہے اور اپنے فرمانروا ان کے ساتھ کوئی مشترک چیز نہین رکھتی ایسی ہی اجنبی ہے جیسے کہ انگریزون کی گورنمنٹ۔

ہندوستان کے کل راجاؤن اور نوابون مین نظام کا درجہ سب سے اعلے ہے

اول درجہ کی ریاست۔ اس خاندان کی سلطنت کا بانی مبانی اورنگ زیب کا ایک صوبہ تھا جو ۱۷۲۴ء مین درحقیقت آزاد ہو گیا تھا تقریباً اسکی تمام رعایا ہندو ہے اور ہندو انتظام سلطنت مین کم اختیار رکھتے ہین گو ۱۹۰۳ء مین ایک ہندو اس ریاست مین مدار المہام ہوا ہے مگر بڑا اختیار مسلمانون کے ہاتھ مین ہے جو ہندو رعایا سے غیر ہین۔ تبرکاً مسلمانون کی اُس سلطنت مین سے باقی ہے جو کل ہندوستان مین تھی اور مسلمانون کی ریاستون کی آبادی ایک کروڑ چالیس لاکھ ہے جنمین ایک کروڑ بیس لاکھ ہندو ہین خود حیدرآباد مین جہان مسلمانون کی سلطنت صدہا سال سے چلی آتی ہے وہان مسلمانون کی آبادی دسوین حصہ سے کچھ کم ہے۔ بس کل مسلمانون کی آبادی ٦٢٥٠٠٠٠٠ مین سے بہت کم مسلمان اپنے مسلمان فرمانروایون کے ماتحت رہتے ہین بہت زیادہ مسلمان انگریزی عملداری مین رہتے ہین۔

مرہٹون کی قوت سابقہ مین سے تین بڑی ریاستین گوالیار واندور و بڑودہ باقی ہین جنمین گوالیار جسمین سیندھیا فرمانروا ہے عظیم الشان ہے۔ اٹھارہوین صدی کے وسط مین ان ریاستون نے جنم لیا ہے انکے سردار بالکل رعایا سے غیر ہین وہ ان لٹیرے گروہون کی یادگار ہین جنھون نے ممالک متوسط کی شاداب و سرسبز زمینون کو اجاڑ کر جنگل بنایا تھا اور انگریزون نے انکو کچلا تھا مرہٹون کے فرمانروا خاندان اپنی محکوم رعایا کے ساتھ کسی بات مین مشترک نہین ہین انکی نسل جدا ہے انکی زبان رعایا نہین سمجھتی۔ تینون مرہٹون کی آبادی ٦٠٥٠٠٠٠ کے قریب ہے سوا انکے فرمانروایون اور انکے ملتزمین کے کوئی مرہٹہ نہین ہے۔ تین بڑی بڑی ریاستون کا اوپر ذکر ہو رہا ہے انمین انکی گورنمنٹ کی صورت یہ ہے کہ ایک ریاست کی بھی گورنمنٹ ایسی نہین ہے کہ اسکو یہ کہہ سکین کہ ہندو کی سلطنت مین اسکی اصل نژاد قومی بہ نسبت انگریزی گورنمنٹ ہند کے زیادہ ہے۔

اب ہندوستانی ریاستون کی دوسری جماعت کا ذکر کیا جاتا ہے اگر ان ریاستون کے رقبہ و آمدنی اور پولیٹکل عظمت کے اعتبار سے دیکھے جائین تو وہ ہندوستانی ریاستون کی پہلی جماعت سے کمتر ہین لیکن وہ تعداد مین زیادہ ہین اور نہایت دلچسپ ہین یہی ہندوستان

مرہٹوں کی ریاستیں [illegible]

[illegible]

وہ حصے ہین جنمین قدیمی پولیٹکل انتظامات اور قدیمی خاندان زندہ ہین اور ان کا باقی رہنا
بالکل برٹش گورنمنٹ کے طفیل سے ہے اس جماعت کی بڑی ریاستین راجپوتانہ اور بیچ کی
ریاستین ممالک متوسط و بندیل کھنڈ و بگھیل کھنڈ اور بمبئی پریسیڈنسی مین ہین - سر الفرڈ لائل
لکھتے ہین کہ راجپوتانہ کی ریاستین سب مین زیادہ دلچسپی رکھتی ہین اور انکو برٹش گورنمنٹ نے
مرہٹون کے ہاتھ سے بچایا ہے انکی تعداد بیس ہے انکا رقبہ ڈیڑھ لاکھ مربع میل ہے اور
آبادی ایک کروڑ تیس لاکھ کے قریب ہے - انکے قوانین و آئین مسلمانون اور مرہٹون کی
ریاستون سے جدا ہین - مرہٹون مین راجہ پہلے اپنے ذاتی اختیارات کو بالکل کام مین لاتا تھا
اب اس سبب سے کہ اسکو اپنے کامون کی جوابدہی برٹش گورنمنٹ سے کرنی پڑتی ہے وہ
اپنے پہلے اختیارات کو کام مین نہین لاسکتا - مثلاً سیندھیا (بقول سر الفرڈ لائل) جو
مرہٹون کی ریاستون مین سربرآوردہ ہے وہ ایک نہایت سپہ سالار کے خاندان کا قائم مقام
ہے جسنے اٹھارہوین صدی مین جتنا ملک وہ فتح کرسکتا تھا فتح کیا اور اس کے بیٹے نے ایک
مقام مین اتنی مدت اقامت کی کہ ساٹھ برس ہوئے کہ وہ مقام اسکی دار السلطنت بن گیا -
ایشیا مین جسکو حکومت شخصی کہتے ہین وہ اسکو حاصل ہے وہ اس ملک پر جو اسکے باپ دادا نے
اجورہ دار سپاہ کے زور شمشیر سے حاصل کیا تھا فرمانروائی کرتا ہے -

اب اسکے برخلاف راجپوتانہ کی حالت ہے جس مین قدیمی قوانین اور آئین موجود ہین اور
حکومت کرنے کی سرشت ہی اور طرح کی ہے - رئیس ایک موروثی سرگروہ ایک جنگی فرقہ کا ہوتا ہے
جسکے اراکین صدہا برس سے زمین کے مالک چلے آتے ہین - راجہ اور چھوٹے چھوٹے سردار
اور امرا ہم جدی ہوتے ہین راجہ اپنے خاندان مین اول اور اعلے ہوتا ہے باقی اور اس کے
بھائی بند ہوتے ہین - خوف کے وقت مین خاندان کی سب شاخین آپس مین ایک ہوکر وقت
کے راجہ سے ملجاتی ہین اور معمولی حالتون مین راجہ کا اختیار بہت محدود ہوتا ہے راجپوتون مین
متبنے کرنے کی رسم اسی پرانے زمانہ سے چلی آتی ہے کہ یاد بھی نہین کہ وہ کب شروع ہوئی اس سبب سے
انکا خاندان اولاد کے نہ ہونے سے معدوم نہین ہوتا - کوئی وجہ نہین ہے کہ اس مین شبہ کیا جائے
کہ اودے پور - جے پور - جودھ پور - جیپور مین جو راجا اب راج کر رہے ہین انکا خاندان ہزار برس سے

راج کر رہا ہے ان ریاستون مین رعایا اپنے راجاؤن کے ساتھ بڑی محبت و موانست رکھتی ہین ان دو قسم کی ریاستون کے سواء اور ریاستین بھی مختلف قسم کی ہین ان ریاستون سے جنکا ذکر اوپر ہوا کسی بات مین سوا اسکے اشتراک نہین رکھتین کہ موجودہ ہستی انکی برٹش گورنمنٹ نے پیدا کی ہے

ان ریاستون مین سب سے بڑی ریاست کشمیر ہے جسکا رقبہ ۸۱۰۰۰ مربع میل اور آبادی ۲۹۰۰۰۰۰ آدمیون کی ہے سنہ ۱۸۴۶ مین لارڈ ہارڈنگ نے راجہ گلاب سنگھ کو یہہ ریاست عطا کی تھی۔ عہدنامہ جو ہوا ہے اسسے برتری و استیلا برٹش گورنمنٹ کا ثابت ہوتا ہے اور برائے نام مہاراج ہر سال خراج برٹش گورنمنٹ کو دیتے ہین۔

میسور

دکن مین ریاست میسور ہے جسکا رقبہ ۲۹۰۰۰ مربع میل ہے اور آبادی ایک لاکھ پچاس ہزار سے کچھ زیادہ ہے اسمین ہندو راجہ کم و بیش آزادانہ حکومت اٹھارہوین صدی کے وسط تک کرتے رہے کہ حیدر علی نے انسے یہہ ملک چھین لیا یہہ ملک اس کے بیٹے ٹیپو سلطان کے قبضہ مین جب تک رہا کہ سنہ ۱۷۹۹ مین انگریزون نے سری رنگ پٹن کو فتح لیا۔ لارڈ ولزلی کے عہد مین میسور ہندو راجہ کو واپس دیا گیا مگر اس مین ایسی بدنظمی ہوئی کہ جسکے سبب سے سنہ ۱۸۳۱ء مین ضرور ہوا کہ انگریزی افسر ملک کا انتظام کرین سنہ ۱۸۶۸ مین راجہ مر گیا اور ایک متبنی چھوڑ گیا۔ گورنمنٹ نے اپنے ارادہ کو ظاہر کیا کہ جب یہہ راجہ بالغ ہوگا تو اسکو ملک دیدیا جائے گا اس وعدہ کا ایفا سنہ ۱۸۸۱ مین کیا گیا۔

تراونکور

تراونکور کا قدیمی راج ہندوستان کے اقصاء جنوب مین ٹیپو سلطان کے ہاتھ سے انگریزون نے بچایا اور وہ اب تک راجاؤن کے قبضے مین ہے۔

پنجاب کی بھی بڑی بڑی ہندوستانی ریاستین انگریزون کی محافظت و حراست کے سبب سے قائم رہی ہین انگریزی محافظت نہ ہوتی تو رنجیت سنگھ نے سب کو ہضم کیا ہوتا یہ ریاستین تعداد مین چھتیس ۳۶ ہین جنکی آبادی چالیس لاکھ سے کچھ زیادہ ہے وہ ہمیشہ گورنمنٹ کی خیرخواہ رہی ہین اور انکا انتظام بھی اچھا ہے۔

انگریزی گورنمنٹ کا استقلال و استیلا

برٹش گورنمنٹ کے استقلال و استیلا ایک امر واقعی ہے جس مین کسی ہندوستانی ریاست کو ذرا سا بھی کلام نہین۔ ان سب ریاستون کو انگریزی مین فیوڈیٹری ریاستین کہتے ہین جسکے

یعنی یہ ہین کہ وہ سب برٹش گورنمنٹ کے محکوم و مطیع ہین جنکے فرائض یہ ہین کہ وہ برٹش گورنمنٹ کی خاص خدمات بجالایا کرین

ریاستہاے عظیمہ کی صورت مین تو عہدنامون کے موافق برٹش گورنمنٹ کا استعلا و استیلا کم یا بیش تحمل کے ساتھ مانا جاتا ہے اور چھوٹی ریاستون کی صورت مین کیا بیان کیا جاتا ہے یا باضابطہ تحریر مین آیا ہے یا نہ آیا ہے کہ برٹش گورنمنٹ کا استیلا انکی ہستی کے لیے لازمی ہے بعض ریاستین اپنے اندرونی انتظام مین اصل مین خودمختار ہین بشرطیکہ انکی گورنمنٹ قابل ملامت خراب اور ظالم و جابر نہ ہو جسکے سبب سے گورنمنٹ مداخلت کرنے کے لیے مجبور ہو انکے سوا اور ریاستون مین رئیسون کے اختیارات ٹھیک ٹھیک محدود ہین اور بہت چھوٹی ریاستون مین بمشکل سے کبھی آزادی و خودمختاری کی صورت ہوتی ہے خواہ ریاست بڑی ہو یا چھوٹی انکے حقوق کی توضیح اعلے اور برتر گورنمنٹ کردیتی ہے کہ برٹش گورنمنٹ کی منظوری کے بغیر نہ کوئی ہندوستانی ریاست کسی دوسری ہندوستانی ریاست سے یا سلطنت خارجیہ سے کوئی پولیٹکل مراسلت کرتی ہے اور نہ کوئی ریاست زیادہ سپاہ نہ کوئی جنگی کارخانہ اس سے زیادہ رکھ سکتی ہے کہ ریاست کے اندرونی انتظام کے لیے مناسب اور رئیس کی معقول عزت و شان کے لئے موزون ہو زیادہ سپاہ رکھنے کی اسکی یہہ سخت صورت ہے کہ ریاست نے گورنمنٹ پر ایسے احسان کئے ہون کہ انکو وہ تسلیم کرتی ہو کوئی ہندوستانی ریاست ایسی نہین ہے کہ اسمین فرقون کو آپس مین لڑنے کی اجازت ہو اور جب اس مین ظلم و ستم جور و جفا بپا ہون اور باضابطہ ناانصافی ہوتی ہو تو گورنمنٹ اس مین رعایا کی محافظت کے لیے مداخلت نہ کرتی ہو یہ آخر استحقاق گورنمنٹ کی مطلق حکومت کا نتیجہ ہے اور وہ باربار عمل مین آیا ہے۔ ہندوستان مین کوئی ہندوستانی رئیس ایسا نہین ہے کہ وہ کسی خاص بے رحمی کے جرم کا مرتکب ہو اور اس کے جرم کی تحقیقات برٹش گورنمنٹ کی عدالت مین نہ ہوتی ہو اور اسکی سزا نہ ملتی ہو۔

ہندوستان مین کوئی خاندان ایسا نہین ہے کہ اس مین متبنے کرنے کی رسم اگر جاری

نہ ہوتی تو وہ کبھی کا فنا ہو گیا ہوتا۔ ہندو راجاؤن کے بیٹا نہ ہونے کی اتنی مستثنے صورتین ہین کہ وہ
ایک قاعدہ کے برابر ہو گئی ہین۔ لارڈ کیننگ کے زمانہ سے انگریزی گورنمنٹ ہندوستانی
ریاستون مین ہندوؤن کے متبنے وارثون کو جو دھرم شاستر یا مقامی رسم و رواج کے موافق
ہون تسلیم کرتی ہے تاکہ وہ اس ہندوستانی ریاست کو قائم رکھے اور اگر باقاعدہ رئیس نے
کسیکو متبنے نہ کیا ہو تو گورنمنٹ اسکے جانشین کرنیکا حق بے مناقشہ رکھتی ہے۔ لارڈ ڈلہوزی کے زمانہ سے پہلے یہ یکسان
عمل نہ ہوتا تھا کہ بغیر اعلے گورنمنٹ کے حکم کے باپ کی جانشینی کے لیئے متبنے وہی استحقاق رکھتا ہے جو صلی
بیٹا رکھتا ہے اس لیئے لارڈ ڈلہوزی نے یہہ اصول اعظم قائم کیا کہ ہم اپنی مرضی اور پولیسی کے
پابند ہین کہ ایسے موقعون پر ہم خالص صداقت اور نہایت تامل کے ساتھ کامل دیانت سے
کام کرین یہہ انصاف ہے کہ جب کسی رئیس کے صلبی بیٹا نہ ہو تو اسکی ریاست ضبط ہو اور
متبنے کرنے کی اجازت نہ دیجائے الا ان صورتون مین کہ بعض براہین نہایت متین اس عام
قاعدہ سے مستثنے کرنے کی ضرورت اشد ہو انہون نے خوب سوچ بچار کر یہہ اپنی رائے لکھی
کہ صحیح دانشمندانہ پولیسی یہہ ہے کہ برٹش گورنمنٹ پر واجب ہے کہ ملک یا محاصل ملکی کے بڑہانے
کو انصاف وحق کے موافق جو اکثر وقتاً فوقتاً پیش آتے ہین چھوڑے نہین یا انہین غفلت نکرے
یہہ خیالات انکے کچھ سلطنت کی طمع و ہوس سے نہ تھے بلکہ وہ اپنے سچے دل سے یہہ یقین کرتے
تھے کہ یہہ ہمارا ظاہر فرض ہے کہ ہندوستان کے سارے حصون مین جہان تک ممکن ہے ہم
اپنی گورنمنٹ کے فوائد پہنچائین انہون نے انہین خیالات سے ناگ پور کی ریاست کو جس کا
رقبہ ۔۔۔۔۸۰ مربع میل تھا اور لاکھون آدمیون کی آبادی تھی ضبط کیا راجہ مر گیا تھا اور کوئی اسکا
بیٹا نہ تھا اس لیئے یہہ ریاست برٹش گورنمنٹ مین الحاق کی گئی اگر لارڈ ڈلہوزی کی اس پولیسی
عمل ہوتا تو کچھ عرصہ مین کوئی ہندوستانی ریاست ایسی نہ ہوتی جو انگریزی عملداری مین
نہ آجاتی لیکن یہ پولیسی بالکل لارڈ ڈلہوزی کے جانشین کے زمانہ سے چھوڑ دی گئی۔
۱۸۵۷ء کے غدر نے قطعی ثابت کر دیا کہ ہندوستانی ریاستین برٹش گورنمنٹ کے حق مین سرچشمہ
قوت ہے باعث ضعف نہین۔ پہلے اس سے کہ لارڈ کیننگ ہندوستان سے تشریف فرما ہوئے
ہون ہندو رئیس اعظم کو سند ملکہ معظمہ کے نام سے دی گئی کہ اگر کسی راجہ کے صلبی بیٹا نہ ہو تو وہ

اپنی جانشینی کے لیے بموجب اپنے خاندان کے رواج کے جسکو متبنےٰ کریگا تو اسکو برٹش گورمنٹ
تسلیم کریگی اور مسلمان رئیسون کو سند دی گئی کہ اور جو کوئی انکا وارث شرعی ہوگا وہ
انکا جانشین مقرر کیا جائے گا اس صورت مین کہ باقاعدہ متبنےٰ نہین کیا جائے گا
تو گورمنٹ کو یہہ حق ہے کہ جسکو اپنے نزدیک زیادہ مستحق دیکھے اسکو جانشین کردے
جانشین کی نابالغی کی صورت مین ہمیشہ گورمنٹ کو اس مدت تک کہ وہ اپنے نزدیک
مناسب جانے مداخلت کرنے کا اختیار رہے برٹش گورمنٹ کے برتر [illegible] ہونے کا
کل ہندوستانی ریاستون پر ۱۸۷۷ء مین ایسی شان وعظمت سے اعلان ہوا جیسے کبھی نہین
ہوا تھا اور ملکہ معظمہ نے قیصر ہند یا ایمپریس انڈیا کا خطاب اپنے القاب مین زیادہ کیا۔

جب لارڈ ڈزرئیلی نے یہہ امر پیش کیا تھا کہ ملکہ معظمہ اپنا نیا لقب قیصر ہند یا ایمپریس انڈیا
اختیار کرینگی تو ان کے مخالفین نے اس کی بڑی تحقیر کی اور ان کے معاونین سے بھی امید
نہین تھی کہ وہ انکی تائید کرینگے مگر لارڈ ممدوح مین ایک خداداد ملکہ متخیلہ کا ایسا تھا کہ انھون نے
کامنس ہوس مین کہا کہ قومون کی قوت متخیلہ وہ عنصر ہے جسکی تحقیر گورمنٹ نہین کر سکتی یہہ
وہ کام ہے جس سے ملکہ کے تاج وتخت کی شان وشکوہ وعظمت وصولت زیادہ ہوگی اور
اور انکی ایمپائر کی سلامتی کو بڑھائیگی۔ قوت متخیلہ جو انسانون اور خاص مشرقی آدمیون کے
دلون پر اپنا عمل کرتی ہے اس کا یقین لارڈ لٹن کو بھی تھا وہ اسوقت ہندوستان مین
وائسرائے تھے۔ انھون نے جس شان وشکوہ وعظمت وشوکت سے یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو
دہلی کے دربار مین اس خطاب کا اعلان کیا۔ اس کا حال میری "تاریخ سلطنت انگلشیہ جلد چہارم"
مین پڑہو۔

یہہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ بعض ہندوستانی ریاستون کی پہلی حالت لکھی جائے اس
مین شبہہ نہین کہ اگر برٹش گورمنٹ اس کے حال پر اپنی توجہ کرنے مین مشغول نہ ہوتی تو انکی حالت
پہلی ہی سی ہو جاتی۔ پہلے اس سے کہ کسی ریاست مین ایسی بدنظمی ہو کہ رعایا اسکی بالکل متحمل
نہ ہو سکے۔ جب اس مین برٹش گورمنٹ بیچ مین پڑتی ہے تو وہ بچتی ہے۔ ہم بہت پہلے زمانہ پر
نہین جائینگے جس مین سب حالتین مختلف تھین بلکہ آخر صدی کے آخری حصہ مین بڑی بڑی ہندوستانی

ریاستون کی تاریخ کا امتحان کرین تو مشکل سے کوئی ایک مثال بھی ایسی نہ ملیگی کہ کسی ہندوستانی ریاست مین متواتر آسودگی رعایا و بہبودی برایا و نیک نظمی رہی ہو۔ کبھی کبھی ہندوستانی رئیس منصف و فیاض ہوتے ہین مگر دیر سویر یہی صورت آنکر واقع ہوتی ہے کہ رعایا پر ایسا ظلم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کو مداخلت لابدی کرنی پڑتی ہے کہ انکو حاکمون کے ظلم و ستم سے نجات دلائے۔ چند آخر سالون مین بعض اوقات یہہ ضرورت آنکر پڑی ہے کہ برٹش گورنمنٹ ریاست کے انتظام کو اپنے ہاتھ مین لے اور کئی موقعون پر رئیس کو اس لئے معزول کرنا پڑا ہے کہ وہ بڑے بڑے ظالمانہ جرمون کا مرتکب ہوا ہے۔

یہہ جو اوپر بیان کیا گیا ہے کہ گورنمنٹ کو مجبوراً مداخلت کرنی پڑتی ہے اسکی ایک دو مثالین لکھی جاتی ہین جو تبلاتی ہین کہ برٹش گورنمنٹ کی مداخلت سے پہلے ملک کی نوبت کس بدحالی پر پہنچی تھی اس کی ایک بڑی مثال ملک اودھ کی ہے گو وہ ایک پرانی کہانی ہے مدت گذری کہ اس مین ہندوستانی حکومت نہین رہی لیکن اسکی مثال دینے کی ضرورت اس سبب سے ہوئی کہ اب تک انگلستان مین بعض آدمی یہہ کہنے والے موجود ہین کہ برٹش گورنمنٹ کا یہہ کام کہ سنہ ۱۸۵۶ مین اودھ کو اپنی عملداری مین الحاق کیا بڑے ظلم و ستم کا کام تھا وہ ملک گیری کی ہوس کی ایک مثال ہے۔ ہندوستانی اپنی توہمات کے موافق کہتے ہی ہین کہ خدا نے اودھ کا صبر انگریزون پر ڈالا جیسی انہون نے اودھ کی بدنظمی کی اور اس مین ظلم و ستم برپا ہونے کی جھوٹی کہانیان بنا کے اودھ کی بادشاہی چھین لی تھی۔ انگریزی سپاہ نے انکے اوپر جھوٹی تہمتین لگا کے انکی بادشاہی چھین لی کرنیل سلیمن جو اودھ مین برٹش گورنمنٹ کے قائم مقام تھے اپنے ذاتی مشاہدہ و تجربے سے اودھ کا حال اپنے وقت کا لکھتے ہین جس مین کبھی کسی نے شک نہین کیا اس لئے وہ بالکل سچ و صحیح ہے وہ کہتے ہین کہ ہندوستان مین ملک اودھ کو قدرت نے سب سے زیادہ زرخیز و سرسبز بنایا ہے بالفعل اسکی آبادی ایک کروڑ دس لاکھ آدمیون کی ہے اسمین گورنمنٹ جسکو گورنمنٹ کہتے ہین عنقا ہے۔ بادشاہ سلطنت کے کسی کام پر توجہ نہین کرتا اس کی بڑی اولوالعزمی یہی ہے کہ وہ ایک نامور طبلہ نواز و رقاص و شاعر اپنے زمانہ مین ہو

ہندوستانی راجاؤن اور ریاستون مین برٹش گورنمنٹ کی مداخلت

اودھ سنہ ۱۸۵۶ء مین

بعض اوقات اسکو لکھنؤ کے بازارون مین لوگون نے دیکھا ہے کہ گلے مین تاشہ ڈالے ہوئے بجاتا جاتا ہے۔ ڈوم ڈھاڑی گویئے۔ سارنگ نواز۔ شاعر۔ خواجہ سرا۔ عورتین یہہ سب بادشاہ کے مصاحب ندیم وہم نشین تھے۔ وزیر اعظم ایک کامل پورا چھٹا ہوا بدکار دغا باز تھا وہ ملک کی آمدنی کا اور عہدون کی فروخت کا بہت سارو بیہ اپنی گرہ مین باندھتا اور اپنے پروردون اور آوردون کو دیتا لیتا۔ دیوانی عدالت کا انتظام سارنگیون کے ہاتھہ مین تھا فوجداری کے انتظام کے سربراہ کار خواجہ سرا تھے۔ بادشاہ کی معشوقون مین سے ہر ایک کسی نہ کسی عدالت یا عہدہ کا مالک تھا جسسے وہ اپنے لیئے دولت حاصل کرتا تھا۔ وزیر آمدنی ملک کا اہتمام اپنے پاس رکھتا۔ نظم ونسق کی شاخ مین کسی شخص کو سوا بدترین دغا بازون وبدمعاشون کے مقرر نہین کرتا تھا۔ ہر عہدہ فروخت کیا جاتا تھا۔ ہر موسم پر بالکل سپاہ کے عہدے نیلام ہوتے تھے اور جو انکی قیمت وصول ہوتی تھی وہ وزیر گویون وڈومن سارنگ نوازون خواجہ سراؤن مین تقسیم ہوتی تھی جو سب گویون کا سردار تھا اُس کے پاس دو رجمنٹین سپاہ کی تھین۔ جیسے بادشاہ پاس مستغیث کی رسائی نہین ہوتی تھی ایسے ہی وزیر کے پاس۔ اگر عرضیون اور رپورٹون پر وزیر حکم دیتا تھا وہ سپہ سالار کو جو ایک لڑکا تھا اور بادشاہ کے دیوان کو یا پیادہ کو یا کوچبان کو یا گویون کے سردار کو یا خاص تراش کو یا کسی اور شخص کو جو اسکے خیال مین بالادست ہوتا حوالہ کی جاتین۔ عدالتون کو کوئی شخص نہین جانتا تھا کہ وہ کیا چیز ہے وہ فقط اس لیئے تھین کہ انکے حاکم تحصیل زر بالجبر کیا کرین۔ کل ملک مین پولس کے عہدے ان شخصون کو ملا کرتے تھے جو ان کے لیئے زیادہ روپیہ دیتے تھے۔ کل اودھ مین صرف ایک سڑک تھی جسکو سڑک کہنا چاہیئے وہ انگریزی سافرون کے لیئے لکھنؤ سے کانپور تک چالیس میل کے فاصلہ مین بنی ہوئی تھی۔ جو بےرحمیان اور ظلم وستم ہوتے تھے اکثر سچی شہادت سے انکی تصدیق کامل نہ ہوتی تو کبھی اسپر یقین نہین ہوتا جنرل سلیمن کے بیان سے اسکی توضیح کی جاتی ہے۔

اضلاع بہرائچ اور گونڈہ کا رقبہ پانچہزار مربع میل سے زائد تھا اور اب اس مین آبادی بیس لاکھہ آدمیون کی ہے جنرل سلیمن کے دورہ سے کچھ پہلے وہان رگھوبر سنگھ گورنر تھا اور اسکے

اختیار مین بادشاہی سپاہ بہت سی اور اپنی سپاہ تھی۔ دو سال کے اندر اس کے استحصال بالجبر
اور جرمون کی یہہ کثرت ہوئی کہ یہہ اضلاع جو سرسبز و شاداب تھے آخر کو ویران ہو گئے اور
انمین کھیتی نہ ہوتی تھی رزیڈنٹ نے جو انگریزی افسر تحقیقات کے لیئے بھیجا اس نے رپورٹ
بھیجی کہ وہان سے سب آدمی ان زمینون مین بھاگے ہوئے نظر آتے ہین جو بالکل زراعت سے
خالی ہین وہ فیض آباد سے بہرائچ تک اسی میل کے فاصلہ پر ان زمینون پر گیا جو پہلے سرسبز
شاداب آباد تھین اور رگھوبر سنگہ سے پہلے انمین خوب زراعت ہوتی تھی لیکن اب اس
ظالم کے عہد حکومت مین دو برس کے اندر ایسی آفتین آئین کہ وہ بالکل ویران ہوگئین۔
ملک کے اس حصہ مین راجہ بوندی بڑا تعلقہ دار تھا اس کے تعلقہ مین تین سو دیہات تھے وہ رگھوبر سنگہ
کے استحصال بالجبر کا مانع ہوا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ سپاہ اس کے لوٹنے کے لیئے اور تمام مزا
رعیون کے پکڑنے کے لیئے بھیجی گئی۔ اسنے قصبہ بوندی کو بالکل تاخت و تاراج کیا۔
راجہ کے اور اس کے رشتہ دارون اور ملازمین کے مکانات کو مسمار کیا اور ہمسایہ کے
قصبات و دیہات کے لوٹنے کے بعد سپاہ ایک ہزار قیدی لائی وہ جب تک شکنجہ فرسائی
مین رہے کہ منہ مانگا ڈنڈا انہون نے ادا نہ کیا راجہ بھاگ گیا مگر اس کے کارندے اور
۱۵۰۰ ملازمین کو بڑی اذیتین دیگئین۔ پھر دوبارہ سپاہ لوٹنے کے لیئے بھیجی گئی وہ پندرہ سو
مرد اور پانچ سو عورتین اور بچے اور ان کے ساتھ اسی ہزار مویشی کو پکڑ کر مینہ برستے مین تین
دن تک سب کو گڈنڈ کرکے دھکا پیل کرتے ہوئے لائی عورتون کو بندوقون کے
کندے مار مار کر آگے چلاتے تھے بہت سے بچے راہ ہی مین پامال ہوکر مر گئے۔ قیدیون کو
باندھ کر خوب کوڑے لگائے گئے اور اذیتین پہنچائی گئین اور ان کے گوشت مین بندوق
کے گرم گرم گز گھسائے گئے انکی زبانین گرم دستپنون سے پکڑ کر نکالی گئین بہت سے آدمی
ان اذیت رسانیون اور بھوک کے مارنے سے مر گئے۔ عورتون اور بچون کے سارے کپڑے
اتار لیئے گئے دو مہینے تک یہہ شکنجہ فرسائی جاری رہی بہرائچ کے اور اطراف مین بھی یہی ظلم و
ستم ہوتے رہے۔ انگریزی افسر جو اس ضلع کے بندوبست کے لیئے بھیجا گیا تھا اسنے رپورٹ
بھیجی کہ میرے ضلع کے باشندے جو تھوڑے سے رہ گئے ہین وہ رگھوبر سنگہ کی اذیت رسانی سے

بتنگ آ رہے ہیں جنرل سلیمن لکھتے ہیں کہ ان جرموں کی سزا کسی ایک شخص کو بھی نہیں دی گئی ۔ بڑے بڑے تعلقہ داروں کے پاس ۲۵۰ گڑھیاں اور ایک لاکھ سپاہ تھی جو آپس میں یا گورنمنٹ شاہی سے لڑتی تھی ۔ جنرل سلیمن نے دو جلدین ان ظلموں اور ستموں کے بیان مین لکھی ہیں جو انکی دو آنکھوں کے روبرو ہوئے ہیں کہ ہرایک روز بیسیوں غریب میاں مجھے وہ آدمی دیتے تھے جنکا سارا اسباب لٹ گیا تھا اور ان کے عزیز واقربا مارے گئے تھے یا مار پیٹ سے ادھموئے کر دیئے گئے تھے اور ان کے گھر بد ذات ہلاکوؤں نے جلا کر خاک سیاہ کر دیئے تھے وہ ان اعلے درجہ کے تعلقہ داروں کی رعایا تھی جنہوں نے انکو ستایا اور خفا نہیں کیا تھا ان حملوں مین نہ عمر کا نہ عورت بچہ کا نہ کسی حالت کا پاس ولحاظ کیا جاتا تھا ۔

جرنیل سلیمن کی تاریخ مین یہہ ایک بات ظلموں میں انسانیت کی لکھی ہوئی تھی کہ لکھنؤ میں آدمیوں سے بھرے ہوئے بڑے بڑے بازاروں مین یوروپین کی بڑی تعظیم وتکریم کی جاتی تھی ۔ سارے ملک کی رعایا برٹش گورنمنٹ کا اور اس کے افسروں کا اور علے العموم یوروپین کا بڑا ادب کرتی تھی اگرچہ رزیڈنٹ کوئی بڑی مستقل اعلی اصلاح انتظامات ملکی مین نہیں کر سکا مگر خاص مقدمات مین اسکی اصلاح نے اثر کیا کہ لوگوں کو اذیت سے بچایا اور بڑی بڑی غلطیوں کی درستی کی ملک کی رعایا نے دیکھا کہ رزیڈنٹ سوا ایسے کاموں کے کسی کام مین مداخلت نہیں کرتا انکو بڑا ہی افسوس تھا کہ ایسی مداخلت بھی وہ کمتر کرتا ہے اور جب وہ کوشش کرتا ہے تو رائگان جاتی ہے یا اسپر لحاظ نہیں کیا جاتا اودھ کے دور دراز کے دیہات مین یا جنگل مین یا دار السلطنت کے بھرے ہوئے آدمیوں کے بازاروں میں یوروپین اشراف کو یقین تھا کہ اسکی تواضع وتکریم لطف عنایت کے ساتھ ہوگی اور غریب سے غریب یوروپین کی یقینی حفاظت مہربانی کے ساتھ کی جائیگی بشرطیکہ اپنی بدچلنی سے اسنے اپنے اس حق کو تلف نکردیا ہو بہت برسوں تک ایک گورنر جنرل کے بعد دوسرا گورنر جنرل ان ظلموں کے خلاف جنکی تشریح اوپر ہوئی اپنی راے ظاہر کرتا تھا آخر کو لارڈ ڈلہوزی آیا وہ جانتا تھا کہ برٹش گورنمنٹ بغیر ایک سپاہی کے بھیجنے کے یا ایک روپیہ کے خرچ کرنے کے قطعی یہہ اختیار رکھتی ہے کہ

ان خرابیون کو فوراً ختم کر دے ان ظلمون کے جاری رہنے کی جوابدہی برٹش گورنمنٹ کے
ذمے ہے ان ظلمون کے دور کرنے کا علاج کامل تھا انہون نے یہہ کیا کہ کل ملک اودھ
کو انگریزی عملداری مین شامل والحاق کر لیا اس دانشمندانہ وحق کام مین یہہ نقص تھا
کہ لارڈ ڈلہوزی نے اس بدنصیب بادشاہ اور ان شیطانون پر بہت رحم کیا جو
ہندوستان کے سرسبز وشاداب ملکون میں سے ایک ملک کو ویران اور خراب
کر رہے تھے اس سے زیادہ کوئی متضاد حالت نہین ہوسکتی جو اودھ کی ہندوستانی
حکومت اور انگریزی حکومت مین ہے اب یہان امن وامان وعافیت وراحت رعایا
کو ایسی ہے جیسی کہ انگلستان مین۔ جان ومال وآبرو کی حفاظت ہی عدالت صداقت
کے ساتھ ہوتی ہے اودھ مین ظلم وستم کا پیمانہ ایسا بڑا تھا کہ کہین اور نہین تھا کہ بہت سی
ہندوستانی ریاستین ایسی ہین کہ زمانہ حال مین ان مین گورنمنٹ کو ناگزیر مداخلت کرنی
پڑی ہے۔

مغربی ہند مین سب سے بڑی ریاست بڑودہ کی ہے اس کا رقبہ آٹھ ہزار ایک سو میل
ہے اور اسکی آبادی بیس لاکھ کے قریب ہے اس کا فرمانروا گائکوار یہہ دعوے
کرتا ہے کہ ہندوستان کے تمام ہندوستانی فرمانروایون پر اسکو تقدیم دی جائے
۱۸۶۳ء مین ملہر راؤ اس جرم مین مقید ہوا کہ اسنے اپنے بھائی کھانڈے راؤ گائکوار
کے مارنے کا ارادہ کیا تھا ۱۸۷۰ء کے آخر مین اپنے بھائی کے مرنے پر وہ قید سے
رہا ہوا اور ریاست کا مسند نشین ہوا۔ مدت سے وہ ایسے برے کام کرتا تھا کہ برٹش
گورنمنٹ نے مجبور ہوکر اسکے انتظام کی حسب ضابطہ تحقیقات کی تو یہہ ثابت ہوا کہ اسکی مملکت مین
رعایا مین عام ناراضی پھیل رہی ہے ایک ضلع مین علانیہ سرکشی ہو رہی ہے سرکاری بڑے
عہدے اس آدمی کے ہاتھ فروخت ہوتے ہین جو زیادہ قیمت دے۔ زر مالگزاری کی تحصیل مین
استحصال بالجبر ہوتا ہے اور رعایا کو اذیتین دی جاتی ہین۔ گائکوار کے ملازم بڑودہ کے
بازارون مین شریف عورتون کو پکڑ کر راجہ کے محل مین لیجاتے ہین اور زبردستی انکو خانگی
ملازم یا لونڈی بناتے ہین یا اس سے بھی انکی بدتر حالت کرتے ہین۔ زراعت پیشہ جماعتونکی

حالت بڑی مایوسی کی تھی اور انتظام بڑا بدنام تھا۔ وزیر اعظم کو قید خانہ میں بڑی سختی
زہر دیکر مار ڈالا تھا اور اس مین شبہ کا امکان مشکل ہوتا ہے کہ یہہ کام گائکوار کے احکام
ہی سے ہوا تھا یہہ ثابت ہوا کہ گائکوار اس جرم کے لیئے جو اسکی ذات پر لگایا گیا تھا اپنے ملازمون
مین سے ایک کو بغیر کسی تحقیقات کے ایسی گزند پہنچائی کہ وہ مر گیا۔
سنہ ۱۸۷۴ء مین کہ لارڈ نورتھ بروک والیسرائے تھے گورنمنٹ ہند نے گائکوار کو اطلاع
دی کہ اگر فوراً انتظام ریاست درست نہین ہوگا تو وہ معزول کر دیا جائیگا۔ مگر اسنے اپنے
چال چلن کے بدلنے کی طرف ذرا میلان نہین کیا۔ پھر اسنے اپنے دربار مین ایسی کوشش کی
کہ رزیڈنٹ کو زہر دیا جائے اور ہر طرح سے اس یقین کرنے کی دلیل موجود ہے کہ گائکوار
بذات خود اس جرم کے برانگیختہ کرنے مین شریک تھا۔ تحقیقات کے لیئے ایک کمیشن مقرر ہوا
جسکا پریسیڈنٹ بنگال کا چیف جسٹس مقرر ہوا اور دو بڑی ریاستون کے راجا اس کے
ممبر بھی مقرر ہوئے۔ ان راجاؤن کی رائون مین گائکوار پر الزامات ثابت نہین ہوئے
مگر چیف جسٹس اور انگریزی ممبرون کی راے مین وہ مجرم تھا اس مین شبہ نہین کہ انکی راے
صحیح تھی مگر ججمنٹ مین اتفاق راے نہ تھا اس لیئے گائکوار اس سخت سزا سے بچ گیا جس کا
وہ مستحق تھا وہ معزول کیا گیا اور گائکوار کے خاندان کی ایک اور شاخ مین سے برٹش گورنمنٹ
نے اسکا جانشین مقرر کیا۔ جب ملہر راؤ کا راج ختم ہوا تو معلوم ہوا کہ آخر سال کے خرچ مین
۰۰۰۰۰۰۰ ۱۷ روپیہ مین سے جو اسکی آمدنی ملک سے بہت زیادہ فاضل تھا ۰۰۰۰۰۷
روپیہ اپنے یارون کی بخششون مین دیدیا اور اپنی عیش پرستی مین اڑایا اور خزانہ سرکاری
مین صرف دو ہزار روپیہ باقی چھوڑا۔
ہماری یہہ غرض ہرگز نہین ہے کہ ہندوستانی ریاستون کو بدنظمی کو بتلائین کہ وہ اس
حد پر پہنچ گئی تھین بلکہ یہہ بتلانا منظور ہے کہ ہندوستان مین جب نالائق رئیس ذی اختیار
ہوجاتے ہین تو ملک کی حالت کیا ہوجاتی ہے جیسی یہہ ہندوستانی زیادتی کی بدنظمی کی
مستثنی صورتین ہین ایسی اس ملک کی بدنصیبی سے انکی نیک نظمی کی مستثنے صورتین ہین اس
بیان کی توضیح کے لیئے امن امان کے زمانہ مین معمولی حالات کا بیان کیا جاتا ہے۔

گوالیار و اندور

دو مرہٹون کی ریاستین گوالیار اور اندور ہین جنہین سیندھیا اور ہلکر حکمران فرمانروا ہین دونو کا رقبہ ملکر ۳۴۰۰۰ مربع میل ہے اور آبادی تقریباً چالیس لاکھ آدمیون کی سر لپل گرفن ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا کا ایک متوسط نے جو سرکاری رپورٹ سنہ ۱۸۸۵ مین لکھی ہے اس مین سے کچھ نقل کیا جاتا ہے -

اس ایجنسی مین گوالیار اور اندور سب سے بڑی ریاستین ہین جنکے فرمانروا بہت کم انتظام ملکی کی طرف توجہ کرتے ہین اور ترقی و تہذیب ملک کے لیئے جو تدابیر کرنی چاہئین ان سے بالکل غفلت کرتے ہین وہ اضلاع جو خاص سیندھیا کے کارپردازون کے ماتحت ہین انہین گورنمنٹ سے تکلیف پانے کا یا اس سے شکایت کرنے کا بہت کم کوئی باعث ہوتا ہی مگر سستی اور سرد مہری کے ساتھ انتظام ہے لیکن جو ملک اراکین ریاست پاس جاگیر مین ہے وہ خوف و خطر کا محل ہے - جاگیردار دار السلطنت مین رہتے ہین اور انتظام جاگیر اپنے کارندون کو حوالہ کرتے ہین جو رعایا کی بڑی شکنجہ فرسائی کرتے ہین وہ اپنی حکومت کو افغان اور میک رانی اجورہ دار سپاہ سے تقویت دیتے ہین جو ملک کو اس طرف کے لیئے تازیانہ ہین - دامودر رینتھ جو مہاراجہ کے امرا مین سے ایک امیر کا کارپرداز ہے وہ بڑا بدنام ہے کہ اپنے آقا کی جاگیر مین جرائم کے کرانے کا بڑا ممد و معاون ہے - ڈکیتی و رہزنی کے بہت سے مقدمات مین اس کی سازش کا کافی ثبوت ملا ہے - مین نے مہاراجہ کی منظوری لیکر اس کو گرفتار کیا ہے اور اسکے بڑے بڑے جرمون کی تحقیقات ہو رہی ہے وہ ڈکیتون کے گروہ جو مالوہ کے اس حصہ کو غارت کر رہے تھے اور کچھ سزا نہین پاتے تھے وہ اب سب ٹوٹ گئے - اور یہہ جھوٹی اسفہانہ پولیسی ہے کہ رئیسون کی جھوٹی خاطرداری زبان سے کی جائے اور یہہ دعوے کیا جائے کہ وہ سوا اولاد و ایدی کے کچھ اور چیز ہین جب برٹش گورنمنٹ کی شائستگی اور مثال نے یہہ ثابت کر دیا ہے کہ ہندوستانی والیان ملک کے حقوق انکی رعایا کے حقوق سے جداگانہ وجود نہین رکھتے -

ریاست بھوپال

ریاست بھوپال کی آبادی دس لاکھ آدمیون کی ہے سنہ ۱۸۸۶ مین اسکی حالت ایسی

ہوئی تھی کہ گورنمنٹ کو ضرور ہوا کہ بیگم رئیسہ بھوپال کے شوہر کے اختیارات کے سلب کیے جائیں اور کوئی انگریز اسکا مدار المہام مقرر کیا جائے کہ وہ ریاست کا انتظام کرے ۔ مدنی ملک خود مختاری سے زبردستی سترہ لاکھ روپیہ سے اکتالیس لاکھ روپے بڑھائی گئی اور ایک کروڑ روپیہ سے زیادہ یکمشت رعایا سے مانگا گیا ۔ یہاں یہ حال تھا کہ رشوت ستانی خوب پیٹ بھر کے ہوتی تھی اور جبر و تعدی کرنا انصاف و عدل سمجھا جاتا تھا ۔ تمام اضلاع غیر آباد اور اجاڑ ہو گئے پولیس ڈکیتیوں سے کچھ بہتر تھا جو اعلے درجہ کے عہدہ داروں کی لوٹ میں شریک ہوتا تھا ۔ اگرچہ انگلش مدار المہام نے کوشش و سعی کر کے اصلاحیں کیں مگر یہہ کہا جاتا ہے کہ برسوں کے بعد بھوپال کی رعایا آفتوں مصیبتوں سے نکلیگی جو اس کے سر پر آئیں سنہ ۱۸۸۶ء میں ایک ہندوستانی ریاست کا رئیس ایسی بدچلنی کے سبب سے معزول کیا گیا جسکے بیان کرنے سے بھی شرم آتی ہے ۔

سر لپل گرفن کی برابر کوئی ہندوستانی ریاستوں کا تجربہ کار نہیں جنت وہ ممالک متوسطکی بڑی ریاستوں کی حکومتوں کا بیان اسطرح کرتے ہیں کہ زراعت پیشہ رعیت کا حال غلاموں کی حالت سے بہت کم بہتر ہے ۔ وہاں صرف برٹش گورنمنٹ کی توجہ سے بردہ فروشی مسدود ہو گئی ہے پولیس و عدالت کا قاعدہ یہہ ہو گیا ہے کہ رعایا کو گزند و مضرت پہنچائی جائے ۔ چند مہینے گزرے کہ میں نے ایک حکمران رئیس کی ملاقات سے مجبوراً انکار کر دیا اسپر یہہ الزام عائد ہوتا تھا کہ وہ منکر گواہوں کی آنکھوں میں لال مرچوں کا عرق نچوڑتا تھا وہ ایک بڈھا اشراف ملائم طبع و بڑا خلیق رئیس تھا کبھی اس کے خیال میں یہ بات نہیں آئی کہ عدالتی انتظام میں گواہوں کی آنکھوں میں لال مرچوں کا عرق نچوڑنا کوئی گناہ ہے ۔ عدالتی انتظام یہاں درحقیقت وجود ہی نہیں رکھتا رشوت دینے سے جرم سے مجرم بری ہو سکتا ہے یا وہ بچ سکتا ہے یا چھوٹ سکتا ہے ۔ ہر جرم روپیہ کے واسطے ایک آلہ بنایا جاتا ہے ۔ سرحد کی بابت بہت سے مقدمات میرے روبرو پیش ہوئے ۔ ہر ریاست اپنے دعوے کو دانستہ مبالغہ کے ساتھ بیان کرتی تھی اور جھوٹے گواہوں اور جعلی دستاویزوں سے انکو ثابت کرتی تھی ۔ ہندوستان میں

شمس ممالک متوسط کی ریاستوں کا انتظام (handwritten margin note, partly illegible)

اول درجہ کے رئیسوں میں سے ایک رئیس کسی گاؤن کے نمبردار یا کاشتکار کو اس لیئے تباہ و غارت کرتا ہے یا سزا دیتا ہے کہ اسنے سچی شہادت اس مقدمہ میں دی جو ریاست نے اپنی سرحد کے ناحق بڑھانے کے لیئے دایر کیا تھا۔ ہندوستانی گورنمنٹ اپنی رعایا کے ہر فرد سے انگریزی گورنمنٹ کی نسبت دوچند وسہ چند یا چہار چند مطالبہ زر کرتی ہے سر لیپل گرفن اپنے ذاتی تجربہ سے کشمیر کا حال سنہ ۱۸۸۳ء میں یہہ بیان کرتے ہیں کہ کوئی چیز ایسی نہیں ہے کہ جسپر ٹیکس نہ لگتا ہو۔ ریاست زراعت پیشون کو برہنگی کی حالت مین رکھتی ہے انکی حالت مایوسی کی زیادہ سخت غلامون سے ہوتی ہے۔ شرمناک بدنظمی کشمیر کو بہت مدت تک گورنمنٹ نے تحمل کیا لیکن آخر کو سنہ ۱۸۸۹ مین برٹش گورنمنٹ تحمل نہ کر سکی۔ کشمیر
مہاراجہ کو ایک مدت کے لیئے ساقط الاختیار کیا۔ پیچھے پھر وہ اپنے منصب پر اس طرح بحال ہوا کہ وہ ریاست کا رئیس مانا گیا مگر انتظام ریاست ایک کونسل کے سپرد ہوا کہ وہ برٹش رزیڈنٹ کے صلاح و مشورے سے کام کیا کرے۔

سنہ ۱۸۹۵ میں بھرت پور کے راجہ کی بے اعتدالیون کے سبب سے گورنمنٹ انڈیا کو رعایا کی حمایت و حفاظت کے لیئے مجبوراً مداخلت کرنی پڑی۔ اگرچہ وہ حسب دستور معزول نہین ہوا مگر اس کے اختیارات انتظام سب لے لیئے گئے۔ سنہ ۱۹۰۰ مین اسنے اپنے ایک ملازم کو جسنے اسکو ناراض کیا تھا مار ڈالا تو گورنمنٹ انڈیا نے اعلان کیا کہ راجہ کے تمام حقوق سلب ہوئے اور وہ ہمیشہ کے لیئے مقید ہوا اور اسکے نابالغ بیٹے کو اسکا جانشین کیا۔ اس کے حد بلوغ تک انتظام ریاست انگریزون کے ہاتھ مین رہیگا۔ بھرت پور

سنہ ۱۹۰۱ مین ریاست پنا کے راجہ کا چچا ایسی حالت میں مرا کہ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اسکو زہر دانستہ دیا گیا تھا اور ایسی مستحکم وجوہ موجود تھین کہ جن سے ثابت ہوتا تھا کہ راجہ ایک اشتعال کے سبب سے اس زہر دینے مین شریک ہوا ہے گورنمنٹ نے راجہ کو اس جرم کے سبب سے ساقط الاختیار کر کے ریاست کا انتظام اپنے ہاتھ مین جب تک لے لیا کہ خاص کمیشن جو اسنے اس جرم کی تحقیقات کے لئے مقرر کیا تھا کل تحقیقات کی رپورٹ بھیجے۔ راجہ پر جرم صاف ثابت ہوا۔ اپریل سنہ ۱۹۰۲ء کو راجہ اپنے تمام حقوق اور ریاست پنا

ہندوستانی ریاستوں کی ترقی

عزت اون سے محروم کیا گیا اور ہمیشہ کے لئے مفید ہوا اور اس کے وزیر کو جسنے اس جرم کا اصلی ارتکاب کیا تھا پھانسی دیگئی اور گورنمنٹ نے اس کے جانشین مقرر کرنے کا حق اپنے ہاتھ مین رکھا کہ جسکو وہ چاہے ریاست مین حکمران مقرر کرے۔

بہت سی ہندوستانی ریاستون کے حالات جنپر ابھی بہت مدت نہین گذری اوپر کافی بیان کئے گئے ہین اور اس امر واقعی کی توضیح کے لیئے اب بھی شاذونادر ایسی صورتین نہین ہوتین کہ جنمین گورنمنٹ کو ناگزیر مداخلت نہ کرنی پڑے۔

یہ خوشی کی بات ہے کہ پہلے زمانہ کی نسبت بہت سی باتین بہت بہتر ہین جن ریاستون کی پہلی حالتین لعنت ملامت کے قابل تھین اب ان مین خاصہ اچھا انتظام ہے۔ خاصکر لارڈ کرزن کی زبردست حکمرانی مین ریاستون کی حالتون مین بڑی ترقی ہوئی ہے اب برٹش گورنمنٹ اس بات کو خوب سمجھتی ہے کہ انڈیا مین سب سے اعلےٰ اور برتر فرمانروا ہونے کے سبب سے کیا کیا اس کے ذمے جوابدہیاں ہیں۔ اب وہ انکی پہلے کی نسبت زیادہ معقول نگرانی و نگہداشت کرتی ہے اب یہہ بات نہین کہی جاسکتی جو مدت ہوئی کہ سر ہنری لارنس نے ارشاد کی تھی کہ ہندوستانی ریاستون کی بدنظمی کی کوئی تدبیر یقینی اس سے زیادہ نہین ہے کہ رئیس کے حامی برٹش ہتھیار اور صلاح کار انگریزی رزیڈنٹ ہون۔ گورنمنٹ نے متواتر یہ کوشش کی ہے کہ ہندوستانی رئیسون کے لیئے بہترین وسائل تعلیم پانے کے پیدا ہون۔ بہت سے رئیس تعلیم پاکر نہایت روشن ضمیر ہوگئے ہین اور اپنی رعایا کے حقوق ادا کرنے مین زیادہ زندہ دلی سے مصروف رہتے ہین۔ برٹش گورنمنٹ مین جو رعایا رہتی ہے اسکی روز افزون مرفہ الحالی اور آسودگی بہبودی بڑا زبردست اثر کرتی ہے آمدورفت و مراسلت کے ترقی یافتہ وسائل خاصکر ریلوے ایسے ہیں کہ انہون نے ہندوستان مین بڑی تبدیلیان پیدا کردی ہیں اور ہندوستانی ریاستون مین رعایا خود یہہ سمجھنے لگی ہے کہ اگر اپر ظلم وستم ہوگا تو وہ اسکا اپیل برٹش گورنمنٹ مین کرسکتی ہین۔

جیسے کہ کسی ہندوستانی ریاست کے مہذب و شائستہ روشن ضمیر رئیس کے اختیارات مین خیر و نیکی کرنے کے مواقع حاصل ہین ایسے کسی اور شخص کو حاصل نہیں۔ اسکی ریاست کی برٹش گورنمنٹ

ایسی محافظ ہے کہ اسکو کسی طرح اندیشہ نہین کہ اسکی ریاست پر کوئی باہر سے آفت و بلا آئیگی
سوا رعایا میں انتظام رکھنے کے اسکو ضرورت نہین ہے کہ سلح سپاہ رکھے اس کے پاس اکثر
صورتون مین بہت سے مخازن دولت موجود ہوتے ہین - برٹش گورنمنٹ جو ریلوے اور
پبلک ورکس بناتی ہے انسے اسکی رعایا مستفید ہوتی ہے بغیر اس کے کہ رئیس کا روپیہ
اس مین خرچ ہوا ہو - اسکو وہ مشکلات نہین پیش آتین جو برٹش گورنمنٹ کو سب طرف سے
گھیرے ہوئے ہیں - دانشمند راست باز رئیس جسکے بعد جانشین بھی لائق ہوں اپنی ریاست
کی حالت ایسی بنا سکتے ہیں کہ اس مین بہشت کی سی آسودگی و آسائش و سرور پیدا ہو
جیسے ہندوستانی رئیسون کے لیئے مسعود مواقع بہت سے ہیں ایسے ہی انکے واسطے ترغیبین
بہت سی ہیں جو انکو ناکامی اور ذلت کی طرف لے جاتی ہیں اور شخصی اختیار جس کے لیئے
کوئی قید اور رکاوٹ نہ ہو جیسے اور جگہہ بدنصیبی اور ندامت کو ساتھ لاتا ہے ایسا ہی ہندوستان میں
بہت سے برس گذر گئے کہ برٹش گورنمنٹ ہندوستان مین اپنی توسیع ملکت سے دستکش
ہوگئی ہے اور مشکل سے ایسی حالتین خیال میں بھی آتی ہین جنکے سبب سے ہندوستانی ریاستونکا
الحاق ناگزیر ہو - ہندو رئیسون کو متبنے کرنے کا پورا حق دیا گیا ہے اور نصف صدی کے تجربہ نے
رئیسون کے دلون سے گورنمنٹ کی پولیسی کی نسبت سارے شکون اور شبہون کو نکال دیا ہے
اب صرف ایک ظاہری سبب ان ہندوستانی ریاستون مین سے کسی ریاست کی پولیٹکل
ہستی کی جو کھون مین آنے کا رہ گیا ہے - انگریزون کی یہہ خواہش نہین ہے کہ ہندوستانی
رئیسون کی گورنمنٹ بالضرور ایسی ہو جیسے کہ انکی اپنی گورنمنٹ ہے - لیکن جیسا انکا اپنا انتظام ترقی
پاتا ہے ایسا ہی ہندوستان میں ہر ایک چیز پبلک کرٹیسزم (عام خردہ گیری و عیب صواب بینی)
کی تحقیقات کے لیئے پیش ہوتی ہے تو اب انگریزون کے لیئے یہہ ناممکن ہی ہوگیا ہے کہ وہ
ظاہری بدنظمی اور ظلم وستم کے متحمل ہو سکین - یہہ سوالات ایسے ہین کہ ان کا حل کرنا اکثر مشکل
ہوتا ہے خصوصاً ان ریاستون کے لیئے جو ہندوستان میں قیام کی نہایت مستحق ہین
اور دلچسپی رکھتی ہین جنمین قدیمی قوانین و آئین زندہ ہین جس ریاست مین کہ ایک
چھوٹا سا فرمانروا خود مختار موجود ہے جسکے اختیارات کے لیئے کیا بالکل روک نہ ہون

یا اگر ہو تو چند۔ ایسی صورت میں انگریزوں کو جن اصول پر عمل کرنا چاہیئے وہ آسان ہیں مگر ان ریاستوں میں اصلی ترقی ممکن نہیں۔ جن کی گورنمنٹیں خالص حکومت شخصی ہوں اور انکی بنیاد مستقل سوا فرمانروا کی مرضی کے جسکی خصلت و لیاقت اتفاقیہ ہوتی ہے کسی اور چیز پر مبنی نہ ہو اور سب سے اعلے حکومت جب اپنے اختیار کو کام میں لائے تو وہ مستقل نظام نہ رکھتی ہو بلکہ تشنج کے ساتھ خاص مداخلت کے کام ہوں جو ضرورت کے سبب سے پیدا ہوئے ہوں۔

میسور

لارڈ لٹن وائسرائے ہند کے پہلے پہل اپنی سنجیدہ کوشش سے بعض ہندوستانی ریاستوں کے ساتھ شاہی گورنمنٹ کے تعلقات کو باقاعدہ مستقل و محدود صورت میں ڈھالا

سنہ ۱۸۳۰ء میں ریاست میسور کے انتظام کی حالت بہت گر گئی تھی۔ عہدے بکتے تھے جو زیادہ قیمت دیتے تھے انکو ملتے تھے۔ رعایا ایسی مظلوم و مفلوک و مفلس ہو گئی تھی کہ سرکشی پر کمربستہ ہوئی۔ اسوقت میں لارڈ ولیم بنٹنک گورنر جنرل تھے انہوں نے حکم دیدیا کہ اس ریاست کے مرض کی شافی دوا یہی ہے کہ سارا انتظام برٹش افسروں کے ہاتھ میں منتقل ہو یہہ میسور کی خوش نصیبی و اقبال مندی تھی کہ سر مارک کبن اسکے منتظم مقرر ہوئے جنہوں نے اسکا انتظام قابل ستائش کیا جسکی نسبت سرکاری رپورٹ میں لکھا گیا کہ انکے عہد حکومت کی جو تاریخ اس ریاست کی ہے وہ اس رعایا کی تاریخ ہے جو غلامی سے آزاد ہو کر خوشحال ہوئی اور نکبت و ہلاکت سے نکلکر تونگر و صاحب ثروت ہوئی۔

سنہ ۱۸۶۵ء میں معزول راجہ مر گیا اور برٹش گورنمنٹ نے یہہ تجویز کی کہ اسکا متبنے بیٹا جو چھے سال کا تھا جب بالغ ہو تو ریاست کی گورنمنٹ اس کے حوالہ کی جائے۔

سنہ ۱۸۷۹ء میں یہہ ضرور ہوا کہ رزولیوشن مذکور کی تعمیل کی طرز کا فیصلہ ہو۔ اب یہہ تو ظاہر تھا کہ پچاس لاکھ آدمی جو پچاس سال تک انگریزی گورنمنٹ کے ماتحت رہے ہوں بھیڑوں کی طرح حوالہ نہیں کیئے جا سکتے تھے اس لیئے راجہ کو راج دینے کے لیئے شرائط مفصلہ ذیل مقرر ہوئیں۔

اول مہاراج کی ذاتی دولت اور محاصل ملکی کے درمیان امتیاز صاف تحریر کی جائے اور

وہ ہمیشہ ملحوظ رکھی جائے اور محاصل ملکی مین سے مہاراج کی ذات خاص کے خرچ کے لیئے
ایک رقم معینہ مقرر ہو اور باقی محاصل ملکی صرف ان کامون کے لیئے رکھا جائے جنکی تخصیص
راج کرے۔ دوئم جو قوانین و حقوق و رسم و رواج مقرر ہو چکے ہیں وہ ہمیشہ برتے جایئں
ان مین فرق نہ آئے اور قوانین مین تبدیلی صرف لائق واضعان قوانین کر سکین۔
سوئم ایسی تجویز کی جائے کہ دیوانی و فوجداری کی کچہریون مین عدالتی آزادی اور محکمے با قاعدہ
مقرر کیئے جایئں اور ان مین عدل و انصاف کیا جائے۔ چہارم قواعد مقررہ و ضوابط مقررہ
کے موافق بند و بست اراضی اور تحصیل مالگزاری کیئے جایئں اور اراضی کی تمام حقیتون کے
حدود بیان کیئے جایئں اور وہ قائم رکھے جایئں اور کوئی نیا ٹیکس لگایا جائے الا وہ جو
قانون کے موافق ہو۔
یہہ اصول جو مقرر ہوئے ان کی شرائط کے موافق ۱۸۸۱ء مین مہاراج کو ملک حوالہ کیا گیا
اور تیرہ لاکھ روپیہ سالانہ مہاراج کی ذات خاص کے لیئے وظیفہ مقرر ہوا اس رقم سے
زیادہ مہاراج اپنے ذاتی خرچ کے لیئے محاصل ملکی مین سے ایک پیسا نہیں لے سکتا محاصل
ملکی سوا کرُوڑ روپیہ کے قریب ہے۔ مہاراج کونسل کی امداد سے انتظام ملکی کرتا ہے اس کونسل کے
تین ممبر ہین اور ایک دیوان ہے جو سر رشتون کا افسر اعلے ہے وہ سارا اکزیکیوٹو یعنے
انتظامی کام کرتا ہے۔ یہہ دیوان اور کونسل کے ممبر سب ہندوستانی ہیں۔ جب مہاراج کو
ریاست کی گورنمنٹ حوالہ کی گئی تو یہہ شرط ٹھیر گئی تھی کہ جو قوانین جاری ہین وہ جب تک
بدستور جاری رہیں کہ کوئی حکومت جو اس کے بدلنے کی لیاقت رکھتی ہو بدلے اور نئے
قانون جب وضع ہو سکتے ہیں کہ کوئی با قاعدہ نظام منضبط کیا جائے اور گورنر جنرل مع
کونسل اس کے جاری کرنے کا حکم دے۔
جن مقاصد کے لیئے ان نظام کی ابتدا ہوئی وہ سب گورنمنٹ ہند لارڈ لٹن کی اس تحریر مین
جمع ہیں۔ "اس گورنمنٹ کا جو بنیادی و معینہ اصول کے موافق چل رہی تھی مہاراجہ میسور کے
حوالہ کرنا ایک تجربہ تھا جو شاہی گورنمنٹ کی اس پولیسی سے نیا تجاوز کرنا تھا جو اسنے ہندوستانی
ریاستون کے ساتھ مقرر کر رکھی تھی۔ ہندوستانی ریاستون کے ساتھ معاملہ کرنے کی بنا

ترکیب تشخیص کرنی اوران جوابدہیون کا بھگتنا جو ہندوستانی ریاستون کی گورنمنٹ کے ذمے پرڈال رکھی ہین ایک ایسا سوال ہے کہ جس مین ہمیشہ سے بڑی دقت واقع ہوتی رہی ہے اوراب تک واقع ہوتی ہے اس واسطے کہ انکی حالت کا ترقی پانا اور بہتر ہونا اور گورنمنٹ شاہی کے عام نظام وانداز ہ مین بتدریج انکا متماثل ہونا انکے بقا کی اصل ہے۔ آخر سالون مین گورنمنٹ کو بمجبوری ہندوستانی ریاستون کے معاملات مین اکثر مداخلت کرنی پڑی۔ جب کوئی رئیس بڑا نالایق ہوتا ہے۔ یا بڑی بدچلنیان کرتا ہے تو اسے بڑی پیچیدگیان پیدا ہوتی ہین جو اپنا عملی علاج ہونا فوراً چاہتی ہین یا کسی رئیس کی نابالغی کی مدت دراز ہوتی ہے تو اسکی ضرورت پڑتی ہے کہ ریاست کے انتظام کا اہتمام گورنمنٹ غور سے کرے۔ پولیسی جو اب بنائی گئی ہے وہ بڑے وسیع اصول پر مبنی ہے کہ ہندوستانی ریاستون کی کہنہ بدعملی کے نتائج کے علاج کرنے کے لیئے اکثر خود مختار مداخلت کرنے کی ضرورت پڑتی ہے کہ وہ سٹ جائین اسکے لئے یہہ ضرور ہے کہ وہ اپنے لیئے ایسے مواقع حاصل کرے کہ جب کسی رئیس کو یا اس کے وزیر کو ریاست کا انتظام سپرد کرے تو اُسکے ذاتی اختیارات کے لیئے قیدین لگا دے۔ ان قیود کو جو لگائے جائین پبلک تحریرات مین مندرج کرنا چاہیے تاکہ پھر ان مین چون وچرا و گفتگو کی جگہہ نہ رہے اور خاص صورتون مین گورنمنٹ شاہی جو نگرانی کا عام اختیار کام مین لاتی ہے وہ قوی و وسیع ہو جائے۔ یہہ اصول اس مستقل پولیسی کی بنیاد ہوگی جو گورنمنٹ ہند کو ان جوابدہیون کے علے العموم ادا کرنے مین ہدایت کریگی جو وہ اپنی مطیع ریاستون کے لیئے رکھتی ہین۔ گرانبہا وجدید مقدمہ جو قایم ہوگیا ہے مع اس تجربہ کے جو میسور سے حاصل ہوگا ہم مین یہہ قابلیت پیدا کردیگا کہ ایسی صورتون مین ازسرنو انتظام کرنے یا اصلاح کرنے مین ایک نظام کے موافق کام کرین۔ برٹش انڈیا مین جو بالترتیب مستقل تہذیب بڑھتی جاتی ہے اس کے بالمقابل اور ہندوستانی ریاستون کے اندرونی انتظامات کے زیادہ علی الاعلان ہونے سے غالباً ہمارا ایک بڑا فرض یہہ ہوگا کہ ہندوستانی ریاستون کی بدنظمی کے رد کرنے مین مداخلت کرین تو امید ہے کہ اس طرح سے ہم ہندوستانی ریاستون کے عام پیمانہ کو بڑھا ئین گے۔ اس عظیم الشان پولیٹکل معاملہ مین بعض ترقیان کرنے کے ریاستون

توانین آئین کو استوار اور بہتر بنیاد پر قائم کردین۔
میسور میں جو نظام داخل کیا وہ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ موثر اور اچھے کام کر رہا ہے۔ ان ہی تدابیر کے کم یا زیادہ مشابہ جنکے کرنے مین کم محنت پڑی ہے بعض اور صورتون مین اختیار کی گئی ہین جتنے امید ہوتی ہے کہ زمانہ کچھ دور نہیں ہے وہ اصول جنپر یہ تدابیر مبنی ہوئی ہیں علی العموم ہندوستانی ریاستون مین استعمال کیئے جائین اور انکی بدعملیاں اور بے نظمیان جو اب اکثر ہوتی ہیں بالکل موقوف ہو جائین۔
سنہ ۱۸۹۴ء مین مہاراج کا انتقال ہوا اسکا بیٹا بچہ تھا اس لئے وائس رائے کو ضرور ہوا کہ اس بچہ کے نابالغی کے زمانہ مین کوئی ایجنٹ (نائب مہاراج) مقرر کرین سو انہون نے مہاراجہ کی ماں کو ایجنٹ مقرر کیا اس رانی نے مہاراجہ کی نابالغی مین بڑی دانشمندی سے ریاست کا کام اور انتظام کیا۔ اس کے بیٹے کی تعلیم نہایت عمدہ ہوئی اور اسکی تربیت نہایت احتیاط سے ایسی ہوئی کہ وہ آیندہ اپنے فرائض کو خوب ادا کرے۔ سنہ ۱۹۰۲ء مین وائس رائے نے خود اسکو مسند نشین کیا۔
ریاست میسور کے لیئے جو اصول قائم کئے گئے تھے تجربہ سے ثابت ہوا کہ وہ بڑی دانشمندانہ تھے۔ گورنمنٹ انہی اصول پر ہندوستانی ریاستون میں جب ضرورت پڑتی ہے عمل کرتی ہے۔ بہت سی ریاستون مین رئیس نابالغ تھے تو انکی نابالغی کے زمانہ مین ریاست کے انتظام کی از سر نو ترتیب و ترمیم اور اصلاح ہوئی اور جب نوجوان رئیس کی مسند نشینی کا وقت آیا تو وہ مسند نشین کیا گیا اور بعض شرائط مناسب واجب التعمیل ایسی ٹھیرائی گئیں جنمین تبدیلی بغیر وائس رائے کے حکم کے وہ نہیں کرسکے اسکی توضیح کے لیئے ریاست گوالیار ہے۔ اس کی نابالغی کی مدت دراز تھی جس مین ریاست انگریزی انتظام سے نہال و مالا مال ہوگئی۔ جب مہاراج مسند نشین ہوئے تو اسکو ریاست مین جس مین نہایت عمدہ انتظام تھا مہاراجہ کی تعلیم و تربیت جو اس کے منصب کے لائق تھی حاصل ہوئی ...... وہ دربار تاجپوشی قیصر ہند مین لندن گیا اور جنگ چین میں اپنے خرچ سے ایک جہاز اسپتال کے لیئے تیار کرا کے برٹش گورنمنٹ کی نذر کیا اور وہ خود اس مہم مین شریک ہوا

گوالیار ۔ اندور ۔ اصلاحات ۔

سنہ ۱۹۰۳ء میں ہلکر نے دہلی کے دربار تاجپوشی میں شریک ہو کر ریاست سے استعفا دیدیا۔ اور اپنے بیٹے کو اپنی جگہہ مقرر کرادیا جس کی عمر بارہ برس کی تھی۔ اس کی نابالغی میں اس کی تربیت و تعلیم نہایت اچھی طرح ہوگی۔ انتظام ریاست ایک کونسل بصلاح رزیڈنٹ کریگی۔ کاشمیر کے انتظام کی نسبت ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔

ابتک ہم نے ہندوستانی ریاستوں کے باب میں سر جان اسٹریچی انڈیا سے نقل کیا ہے۔ صاحب محتشم الیہ لکھتے ہیں کہ میں نہایت اعتماد کے ساتھ ہندوستانی رئیسوں کی خیرخواہی کا یقین کرتا ہوں مگر ہم کو اپنے تئیں دھوکہ اور فریب میں ڈالنا نہیں چاہیئے۔ بہت سے رئیس ہمارے خیرسگال نیک خواہ ہیں مگر اس سبب سے نہیں کہ وہ ہم سے محبت کرتے ہیں مگر وہ ہمکو قوی اور زبردست جانتے ہیں اور انکی اپنی اغراض کے لیئے بہت سی دانشمندانہ خیرخواہی ہے اور عقل کے موافق ہمکو اس سے زیادہ توقع بھی کرنی نہیں چاہیئے۔ اگر کوئی ایسا وقت آئے گا کہ ان کو یہہ یقین نہیں رہیگا کہ ہمارا اقتدار سلطنت استوار رہیگا تو ناگزیر وہ ہمارے بدخواہ ہوجائینگے۔

ہندوستانی ریاستوں کا کچھ بیان اخذ کرکے سر رچرڈ ٹیمپل کی کتاب انڈیا سنہ ۱۸۸۰ء سے لکھتے ہیں۔ برٹش ایمپائر کی کائنات کی ایک خاص مقدار ہندوستانی ریاستیں ہیں جنکا رقبہ اور انکی آبادی و آمدنی مفصل اوپر بیان ہوئی۔ ہندوستانی والیان ملک اپنے ملک میں بادشاہ ہیں اور برٹش گورنمنٹ انکی شہنشاہ ہے وہ اس کے کم یا بیش تابع ہیں بالفعل جو ان والیان ملک کے ساتھ برٹش گورنمنٹ کے عہد و پیمان ہیں انکے موافق انہیں بعض بالکل خودمختار ہیں انکا جاہ و منصب اعلے ہے بعض ان میں ذی اختیار کم ہیں۔ زمانہ گذشتہ سے یہ والیان ملک برٹش گورنمنٹ کے ساتھ گوناگون تعلقات رکھتے چلے آتے ہیں۔ انہیں بعض ایسے ہیں کہ ابتدا سے برٹش گورنمنٹ کے ساتھ ان کے اتحاد کا آئینہ کبھی مکدر و دھندلا و زنگ آلود نہیں ہوا اور کوئی اسپر دھبہ نہیں پڑا۔ بعض کا یہہ آئینہ اتحاد ٹوٹ کر چکناچور ہوا مگر بعد ازاں اس کے ٹکڑے

جوڑے گئے۔ بعض والیان ملک کے برٹش گورنمنٹ کے ساتھ دوستانہ تعلقات مسلسل چلے آتے ہیں انکی خدمات کی انکے انعامات کی وعطیات کی یاد شکر گزاری کے ساتھ چلی آتی ہے بعض والیان ملک کے ساتھ برٹش گورنمنٹ کے جنگ و پیکار کے ہنگامے گرم ہوئے اور انکی منحوس یاد بالکل فراموش خاطر ہو گئی۔ والیان ملک کے حالات ماضیہ خواہ کچھ ہی ہوں مگر اب وہ سب دل میں خوب آگاہ ہیں کہ انکی قسمت انگلنڈ کی قسمت کے ساتھ منسلک ہے۔ نفع و نقصان و خوف و خطر و سلامتی امن امان میں دونوں کی اغراض شریک ہیں۔

۱۸۵۷ء میں والیان ملک کی خیر خواہی اور اظہار وفاداری

۱۸۵۷ء میں دفعۃً جب غدر برپا ہوا تو برٹش گورنمنٹ کو ان والیان ملک اور ان کے اہل ملک کی طرف سے بڑا تردد و تفکر پیدا ہوا۔ اگر وہ برٹش گورنمنٹ کے مخالف اور باغیوں کے طرفدار ہو جاتے تو بغاوت کے وہ شعلے جو بہت سے ضلعوں میں اٹھے تھے ساری سلطنت کو گھیر لیتے۔ اسوقت میں اگرچہ بعض رئیسوں نے بدچلنی کی بعض دفعہ انکی سپاہیں باغیوں سے مل گئیں بعض انکے ملازمین نے بغاوت کی لیکن تقریباً کل والیان ملک نے مع اپنے رشتہ داروں اور ملازمین کے نہایت استوار وفاداری کو ظاہر کیا۔ انکو اپنی ذات کے محفوظ رکھنے کی دانائی و عقل تھی۔ وہ یہہ سمجھتے تھے کہ اگر برٹش گورنمنٹ کی عمارت گریگی تو اس کے در و دیوار شکستہ کے نیچے ہم دفن ہو جائیں گے مگر باوجود اسکے انگریز اپنی فیاضی کے سبب سے قبول کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بڑی شریفانہ خیر خواہی و وفاداری کو ظاہر کیا۔ برٹش گورنمنٹ کی نہایت تنزل کی حالت میں انہوں نے وہ خدمتیں کیں جو انمول ہیں۔

اس وقت میں بھی اور آیندہ وقتوں میں بھی ہمیشہ یہہ سمجھا جائے گا کہ وہ برٹش گورنمنٹ کی شہنشاہی کے رکن ہیں اور جب ملک میں تہ و بالا کرنے والے زور اٹھیں گے تو وہ ان کے دبانے والے ہونگے۔ انکو برٹش گورنمنٹ کے سبب سے وہ امن و عافیت حاصل ہے کہ وہ ان فتنہ پردازیوں کے جو انقلاب سلطنت پیدا کریں قدرتی دشمن ہیں۔

ان والیان ملک کو یہہ خوف تھا کہ اگر وہ لاولد ہوں اور اپنی سلطنت کی وراثت و جانشینی کے لیئے متبنیٰ کریں تو برٹش گورنمنٹ اسکو تسلیم نہ کرے۔ ان قدیمی خاندانوں میں لاولد رہنا کچھ کم نہیں ہوتا

پرنس آف ویلز کا ہندوستان میں آنا اور ملکہ معظمہ کا خطاب قیصر ہند اختیار کرنا ۔ شاہزادہ ...

تو یہ عذر پیدا کہ متبنے کرنے کا اصول بالاستقلال قائم کیا جائے اس لئے اگر یہہ نہ کیا جاتا تو والی ملک کے مرنے کے بعد اگر اولاد ذکور نہ ہوتی تو ایک کو انگریزی گورنمنٹ ضبط کر سکیگی مگر ان سب خوفوں کو ۱۸۵۸ء میں برٹش گورنمنٹ کے اس فرمان نے دور کر دیا کہ ہندو اپنے دہرم شاستر کے موافق متبنا کرنے کے اور مسلمان اپنی شرع کے موافق وارث مقرر کرنے کے مختار و مجاز ہیں ہر ہندوستانی ریاست میں اور ہر والی ملک کے پاس جو حکمران تھا یہہ فرمان بھیجا گیا ۔ لارڈ کیننگ گورنر جنرل ہند کے عہد میں یہہ فرمان جاری کیا گیا اور ڈر آف دستار اوف انڈیا کے مقرر ہونے نے ہندوستانی والیان ملک و رئیسون پر اخلاقی اثر پیدا کیا اور وہ وقتاً فوقتاً زیادہ قوت پاتا جائیگا ۔ یہہ تاج جو شاہانہ عنایت سے ہوئی وہ ان تعلقات کو جو برٹش تاج شاہی کے ساتھ ہین چسپیدہ کرتی ہے اور انکی رعایا میں انکی قدر و منزلت کو بڑھاتی ہے اور انکو انگریزی منصب عہدہ دارون کے ساتھ ایک ہی عزت کے مقامات ہین شریک کرتی ہے ۔ ہر والی ملک اس شاہانہ اور طغرے کو اپنا بڑا اصلی سمجھتا ہے اور اسکو فخر و تکبر کے ساتھ سینہ پر لپیٹتا ہے ۔

۱۸۷۰ء میں عالیجناب شاہزادہ ایلفرڈ ڈیوک ایڈنبرا ہندوستان میں رونق افروز ہوئے انکے ساتھ یہان اعلیٰ ادنیٰ امیر غریب راجہ مہاراجہ نوابون نے اخلاص عقیدت و آداب عبودیت کا اظہار کیا ۔

والیان ملک کی سچی وفاداری اور دلی خیرخواہی مستحکم ہوگئی ۔ اہل ایشیا اپنے بادشاہ کی شان و شکوہ و صورت شکل دیکھنے سے شاد و شاد ہوتے ہیں اور اس کے شائق رہتے ہیں جب ملکہ معظمہ نے قیصر ہند کا خطاب اختیار کیا اور اپنے لخت جگر شاہزادہ ولیعہد کو ہندوستان میں بھیجا اور ہندو و مسلمانون نے اپنی آنکھوں کو انکے جمال سے منور کیا تو انکو برٹش تاج اور قوم سے ایک مانند محبت پیدا ہوئی اور انہون نے جانا کہ ہمارا بھی کوئی بادشاہ اور ولیعہد ہے ۔ ولیعہد جس ریاست میں تشریف فرما ہوتا وہان کے والی ملک کا یہہ حال ہوتا ؎

دو چشم فرش آن منزل کہ سازی جلوہ گاہ آنجا ٭ ہمہ جا پا ہمی خواہم کہ باشم خاک راہ آنجا ٭

غرض ملکہ معظمہ کے تین بیٹون نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے ہندوستان کو مشرف کیا

اور ڈیوک کون ناٹ نے ہندوستان میں سپہ سالاری کی۔

دہلی میں ۱۸۷۷ء کے نوروز کو جلسۂ قیصری میں راجہ مہاراجہ نواب تعلقہ دار رئیس شریف دوست و تابعین اسقدر جمع ہوئے کہ غالباً کبھی انگریزی عملداری میں نہ مغلون کی معراج سلطنت میں یکجا جمع ہوئے تھے۔ حاضرین جلسہ سے دیکھکر شاد و شاد ہوتے انکی یاد سے یہہ جلسہ جو آفتاب کی طرح تابان تھا کب جا سکتا ہے۔ ساری ہندوستان میں ہر قوم میں اسکی شہرت ہوئی اور اسنے عوام کے دلون میں برٹش گورنمنٹ کے استحکام کے خیالات کو جما دیا۔ کروڑوں آدمیون کو وہ یاد رہے گا۔ بہت سے ہندوستانی والیان ملک ملکہ معظمہ کے کونسلر مقرر ہوئے اور اسکے ساتھ مناصب جلیلہ عنایت ہوئے دو رئیس اونریری جنرل انگریزی سپاہ مین مقرر ہوئے اور ڈور آدمی کراون کا خطاب ہندوستانی رئیسون کو ملا۔ غرض یہہ سب کام وہ ہوئے جسکے ہندوستانی متمنی تھے۔

اعلےٰ ومتوسط درجے کے ہندوستانی خواہ انگریزی عملداری مین رہتے ہون یا ہندوستانی عملداری میں وہ اپنے بادشاہ کی شان وشکوہ وجاہ وجلال کے ظاہری سامانوں کو بہت پسند کرتے ہیں۔ اور انکو نہایت خوشی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ہندوستانی کسی انگریزی حاکم کے جلوس شاہانہ کو نہین دیکھتے مگر راجاؤن اور مہاراجون اور نوابون اور رئیسون کی سواریون کے شاہانہ تزک واحتشام کو دیکھ کر یہہ سمجھتے ہیں کہ انگریزی عملداری کے سبب سے ہم کو نظر آتے ہین اس طرح وہ برٹش گورنمنٹ کے سادگی کے نقص کی مکافات کرتے ہین ہندوستانی والیان ملک پر برٹش گورنمنٹ کا فضل وکرم کرنا انگریزی عملداری میں بھی رعایا کو پسند ہے اور انکے ساتھ سختی کا برتاؤ کرنا جیساکہ ہندوستانی ریاست مین ایسا ہی انگریزی عملداری میں رعایا کو بھی خاص کر انگریزی تعلیم یافتہ ہندوستانیوں کو تو اس سے ایسی نفرت ہے کہ وہ اس باب مین گورنمنٹ کے خلاف تحریرون کے طومار باندھ دیتے ہیں۔

جیسے کہ سٹیم انجن مین سٹیم دالو ہوتا ہے کہ جب انجن مین سٹیم کا زور زیادہ ہوتا ہے تو وہ کھلکر سٹیم کو نکال دیتا ہے اور اسکے زور کو کم کرکے پھر خود بند ہو جاتا ہے جسکے سبب بوائلر پھٹنے سے

بچ جاتا ہے بس اسی طرح برٹش گورنمنٹ کے لیئے ہندوستانی ریاستین سیفٹی والو ہین کہ اسکو
بہت قسم کی مکروہات و ناخوشیون سے چھٹا دیتی ہیں اگر یہہ نہ ہوتا تو وہ برٹش گورنمنٹ کے
اندر بہت ہوتین اور اپنے باہر جانے کے لیئے جگہہ نہ پاتین تو اسطرح پھٹتین کہ گورنمنٹ کو
ضرر پہنچاتین انگریزی گورنمنٹ میں جو اشخاص اپنی سمائی نہین دیکھتے اور انکی نخوت یہہ
اجازت نہین دیتی کہ وہ اس گورنمنٹ کی جو نئے اصول پر قائم ہوئی ہے اطاعت کرین
اور بغیر کسی اچھے یا برے عہدے پانے کے انکی اندرونی حستی چالاکی نکلی نہین رہتی
تو ہندوستانی ریاستوں میں انکی اپنی طبیعت کے موافق انکو جگہہ ملجاتی ہے بہت سے سرکش طبع خود بھی
برانگیختہ خاطر ہوتے ہین اور اپنا اثر اورون پر ڈالکر انکو بھی برانگیختہ خاطر کرتے ہیں۔
وہ ہندوستانی رؤسا کے درباروں اور دار الریاستون میں داخل ہوجاتے ہیں
گو وہ وہاں بھی نقصان پہنچائے بغیر نہیں رہتے مگر وہ اسطرح برٹش گورنمنٹ کے
لئے مضر نہیں ہوتے جیسے کہ اندرونی حصے [illegible] انگریزی سلطنت [illegible]
رطوبتین اعضا [illegible] میں بہہ جاتی ہین۔ جب ہندوؤں کا
ست جگ تھا یعنی انکا راج اپنی معراج پر پہنچا ہوا تھا انکے راج میں راجہ و پرجا کے
درمیان ماں باپ و اولاد کی رشتہ مندی تھی ایک طرف پدرانہ فیاضی تھی دوسری طرف
فرزندانہ محبت و اطاعت۔ مسلمانون کے عہد سلطنت میں بہت سی مثالیں موجود ہین کہ
انہوں نے مدبرانہ انتظام سلطنت کیا لیکن برٹش گورنمنٹ کے استیلا کی صبح اس شب
تاریک سے نمودار ہوئی جبکہ بدعملی کی عظمت ساری سلطنت پر چھائی ہوئی تھی کوئی
ریاست اسسے بچی ہوئی نہ تھی اس درہمی و برہمی سلطنت میں بڑے بدنما جرائم جیسے کہ ٹھگی
و ڈکیتی ہیں بالیدہ ہوئے اگرچہ برٹش گورنمنٹ نے اپنے متولی ہونے کی بہت سی
نمایان برائیون کے دبانے میں سعی بلیغ کی مگر پھر بھی بہت سی بدعملیان و بےنظمیاں
رہین۔ وہ اپنے گھر کی عملداری کے نظم و نسق میں ایسی مصروف رہی کہ ہندوستانی
عیبون کے دور کرنے کی فرصت اسکو کم ملی۔ اب ان آخر سالون مین گو ہندوستا
فی الحقیقت کوئی جبر نہیں کیا گیا کہ وہ برٹش گورنمنٹ کی مقلد ہون لیکن اخلاقی جبر

نافع نے اینر اثر کیا کہ انہون نے اپنی لائق بلند نظری سے ان ترقیون پر رشک کیا جو سب سے اعلے حکومت کی مثالیں انکو دکھا رہی تھیں اس سبب سے انہون نے کم و بیش استحکام کے ساتھ برٹش گورنمنٹ کی تقلید کر کے بہت سی اصلاحیں اپنے انتظام ملکی مین کین —

عدالتی انتظامات مین ۔ تعلیم مین حفظان صحت مین پولیس مین بعض اعتبار سے زمین کے بندوبست مالگزاری مین انگلش کی پیروی ان نتائج کے اختیار کرنے مین کی جو دانش مغربی نے معاشرت مشرقی کی خصوصیات سے پیدا کئے تھے انہون نے رسوم اتفاق اتحاد کے مرتب کرنے مین ایک دوسرے کے ساتھ تجارت و مبادلہ کرنے مین راہداری کے تمام محصولات کے معاف کرنے مین برٹش گورنمنٹ کے متماثل ہونے سے ستائش کے قابل آمادگی نمایان کی تمام انسانیت کے خلاف وحشیانہ کامون کو موقوف کر دیا ۔ عورتون کا ستی ہونا ۔ دختر کشی کا کرنا ان کامون مین انہون نے مہذب محاسن اخلاق کے احکام کی اطاعت کی ۔ بس اسطرح سے ہندوستانی ریاستون مین بالاضافت اچھی طرح حکومت ہونے لگی بعض انمین ایسی ہیں کہ انکو بعض منتظمان کفایت فہم ثروت اور امارت و خوشحالی وحب الوطنی میں برٹش گورنمنٹ کا رقیب بتاتے ہین کہ برٹش کو انکی رعایا کی رضامندی پر رشک کرنا چاہیئے بعض اوقات انصاف کے ساتھ ہندوستانی ریاستون کی تعریف ایسی کی جاتی ہے کہ ان کے مقابل مین انگریزی عملداری کی قدر کم معلوم ہونے لگتی ہی ۔ اب سوال یہ ہی کہ اگر ہندوستانی عملداری اچھی ہی تو پھر انگریزی عملداری کی عظمت و بزرگی شان کیونکر ثابت ہوتی ہی ؟ اس سوال کا جواب یہ ہی کہ درحقیقت فی الحال جو ہندوستانی فرمانروایون کی حالت ہی وہ صرف برٹش گورنمنٹ کے صدقہ سے پیدا ہوئی ہے ۔ اگر ان انگریزون سے جو آزادانہ راے دیتے ہیں یا ان انگریزون سے جو ہندوستانی ریاستون مین مدت تک رہے پوچھا جائے تو انگریزی نظام کے حق مین شہادت کا بڑا غلبہ ہوگا خواہ برٹش گورنمنٹ کی عام پسندی کا دائرہ کیسا ہی فراخ ہو مگر پھر بھی اسکی رعایا میں سے بہت سے ایسے ہین جو یہ خیال کرتے ہین کہ وہ بڑے خوش نصیب اور خوش حال ہوتے اگر وہ ہندوستانی عملداری میں ہوتے بہت سے ہندوستانی ہین جو افسوس کرتے ہین کہ ہماری گورنمنٹ کی صفت قومی سلطنت کی نہین لیکن تجربہ نے یہ دیکھا جب ممالک کی سرحدون کی درستی کے لیئے یا ملکون کے آپس میں مبادلہ کے لئے انگریزی افسرون نے دیہات یا اضلاع کو انگریزی عملداری سے خارج کر کے ہندوستانی عملداری میں منتقل کرنا چاہا تو ہندوستانیون نے

بہ ترسیں لیبرومین ہمونہ پر تعلیم یافتہ ہوتے خواہ انہون نے ان مدرسون میں جو شامل تعلیم کئے گئے تھے

راجپوتانہ کے راجاؤن کی اولاد کی تعلیم کے لیے اجمیر میں اور مغربی ہند کے رئیسون کی اولاد کی تعلیم کے لئے راجکوٹ مین کاٹھیاواڑ مین اور پنجاب کے رئیسون کی اولاد کے لئے لاہور مین انگریزی مدرسے قائم ہوئے ہیں۔ ہندوستانی رئیسون نے خود اپنی مرضی سے انگریزی زبان کا پڑھنا پسند کیا ہے تاکہ اس زبان کے ذریعہ سے برٹش گورنمنٹ سے اپنی ڈپلومیٹک خط و کتابت کر سکین بس یہہ تعلیم یافتہ رئیس شاہی گورنمنٹ کے یونیورسٹی کے طالب العلم ہین۔

ہندوستانی فرمان روا اور انکے مشیر بادہ براہ سلیقہ و ہنرمندی سے محاصل ملکی زیادہ اس طرح حاصل کر لیتے ہین کہ رعایا کو بہت کم تکلیف پہنچتی ہے۔ علی العموم ہندوستانی ریاستون میں بہ نسبت انگریزی عملداری کے ہر شخص سے زیادہ ٹیکس لیا جاتا ہی اسی امر کو ہندوستانی ریاستون کے مداح انکی بزرگی و برتری کی دلیل بتلاتے ہیں۔ مگر اس کا سبب کچھ یہہ ہے کہ ہندوستانی نظام مین زیادہ تر لچک ہوتی ہے اور یہہ لچک کی صفت خزانہ کے حق میں بہ نسبت انگریزی نظام کی سختی کے زیادہ مفید ہوتی ہے لیکن یہہ امر سب کے نزدیک مسلم ہے کہ مشرقی پیمانہ کے موافق برٹش ٹیکسین نرم اور معتدل ہوتی ہیں۔ برٹش ریلیں ہندوستانی ریاستون میں گذرتی ہیں ان کے سبب سے بہت سی مشہور ریاستین متمول ہو تی ہیں جیسے سکھون کی ریاستہا محروسہ۔ راجپوتانہ کی ریاستین ممالک متوسط کی بعض ریاستین۔

بڑودہ کی ریاست اور اور ریاستون سے انکی بابت تو برٹش گورنمنٹ نے روپیہ نہین طلب کیا بعض راجاؤن اور نظام و ہلکر نے اپنی ریاستون مین ریلون کے بنانے کے لئے فنڈس جمع کئے ہیں اور انکو جاری کیا ہے مگر یہہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ان ریلون سے جو سلطنت کے انتظامات مربوط تھے انکے باب مین برٹش گورنمنٹ نے اپنی درخواستین راجپوتانہ کے راجاؤن سے منظور کرالی ہیں۔ ہندوستانی ریاستون مین جو انگریزون کی بنائی ہوئی نہرین گذرتی ہین جیسے ستلج کی نہران مین ان ریاستون نے امداد طلب کی ہے۔ زیادہ تر ہندوستانی ریاستین سول کے انتظام مین بڑی ہوشیار و محتاط و کفایت شعار ہین۔ مگر مذہبی رسومات کے ادا کرنے میں برہمنون کی

ہندوستانی ریاستوں کی سپاہ

خدمت گذاری میں عام پسند تہواروں اور شادی و غمی کے مراسم کے خرچوں میں بڑی فضول خرچ
ہندوستانی ریاستوں کی سپاہیں کاغذ پر بڑی خوفناک معلوم ہوتی ہیں کہ وہ سب ملکر
تین لاکھ اسی ہزار ہیں جنمیں سے انہتر ہزار سوار اور گیارہ ہزار توپچی ہیں اور چار ہزار توپیں
ہیں یہہ اعداد بڑا دھوکہ دیتے ہیں۔ اس لشکر عظیم کا بہت ہی چھوٹا حصہ ہے جنمیں سپاہ کا
انتظام ہوا ہیں بہت سے آدمی ایسے بھرتی ہیں کہ جنپر مشکل سے سپاہی کا اطلاق ہوسکتا ہی
زیادہ تر حصہ انکا فقط تزک و احتشام کی نمود کے لیئے رکھا جاتا ہے۔ میدان جنگ مین
لڑنے کے لیے نہین۔ اس سپاہ مین بہت سے مسلح ملازمین سرداروں و رئیسون کے
داخل ہوئے ہین جنہین تقریباً کل سپاہیونکو پولس کی نوع مین سے خیال کرنا چاہیے صرف دو
رئیسون کی سپاہ سے برٹش گورنمنٹ کو فکر و تردد ہوسکتا ہے۔
اول گوالیار کی سپاہ سے۔ تمام ہندوستانی ریاستوں کی سپاہ مین یہی سپاہ ہے جس مین
سپہ گری کے پورے انتظامات ہین۔ اس مین گیارہ ہزار سپاہی ہیں جنمین سے چھ ہزار
سوار ہیں سب کے پاس وردی ہتھیار اچھے ہیں وہ قواعد سپاہ جانتے ہیں چند توپخانے
سب طرح سے باساز و سامان ہیں۔ اکثر یہہ بیان کیا جاتا تھا کہ سندھیا کی فوج جیسی بظاہر
معلوم ہوتی ہے درحقیقت اسسے بہت زیادہ قوت رکھتی ہے اس لیئے کہ اس مین
ایک نظام یوروپ کا سا داخل کیا گیا تھا جس کے سبب سے بہت جلد رعایا کا بڑا حصہ
سپاہ میں قواعددان ہوکر اپنے گھرون کو چلا جاتا تھا کہ ایک زبردست ملکی سپاہ ضرورت
کے وقت کے لیئے تیار رہے مگر یہہ بیانات بالکل بے اصل تھے۔ سیندھیا کی سپاہ کا
بہت تھوڑا حصہ ہے جس میں سپاہی اس کے اپنے راج کے آدمی ہوں۔ اس کے زیادہ تر
حصہ مین وہ سپاہی بھرتی ہیں جو انگریزی عملداری میں رہتے ہیں اور ان قومون میں سے
ہین جنسے کہ بنگال احاطہ کی سپاہ کا بڑا حصہ ۱۸۵۷ء کے غدر سے پہلے بھرتی ہوتا تھا۔ اوپر
ہم نے ثابت کیا ہے کہ سیندھیا کی گورنمنٹ اپنی رعایا سے نسل مین غیر ہے اسکی سپاہ جنگ جو
و رزم جو نہیں وہ جنگ کی طرف میلان نہیں رکھتی سیندھیا اتنی سپاہ رکھ سکتا ہے جو اسکے
اور برٹش گورنمنٹ کے عہدنامہ کے موافق مقرر ہوچکی ہے۔

نظام حیدرآباد جو اپنی مملکت کے باشندون سے غیر ہے اس کے پاس جتنے زیادہ سپاہ ہے اتنی کسی اور ہندوستانی رئیس کے پاس نہیں۔ انڈین کمشن کی رپورٹ سے نقل کیا جاتا ہے کہ نظام کی سپاہ بہت سے سپاہی پردیسی اجورہ دار ہین جو ہندوستان کے اضلاع بعیدہ سے اور افغانستان کی مرتفع زمینون سے جو انگریزی شمالی سرحد سے پرے ہیں آنکر نظام کے اور اس کے امرا کے ملازم ہوئے ہین۔ نظام کے ملک میں وہ باغیانہ مفسدہ پردازیان اور دنگے اور بلوے کرتے ہین اور اگر کوئی سرکش سرغنہ انکو تنخواہ دینے پر راضی ہو تو وہ انکے ملازم ہوکر انگریزی اضلاع میں بھی دنگے فساد کرنے کو موجود ہوتے ہین نظام کی سپاہ کا ایک بڑا حصہ از سر نو مرتب کیا گیا ہے اور اس مین ترقی کی گئی ہے انڈین آرمی کمشن نے سخت الفاظ مین ان برائیون کو بتلایا ہے جو ان فتنہ انگیز اجورہ دار سپاہیون کے رکھنے سے ہوتی ہین جب وہ نظام کی کوئی مفید خدمتگزاری نہین کرتے تو ضرور ہے کہ انکی نگہداشت کی جائے اور دہشت کی حالت مین وہ رکھی جائین اسکے سبب سے خزانہ کے پیچھے بھی یہہ لگی رہتی ہے کہ حیدرآباد مین ایک بڑی سپاہ ہندوستانی اور انگلشی رکھنی ضرور ہوتی ہے ایک ہندوستانی سپاہ سات ہزار سپاہیون کی ہے جنھیں سب قسم کے ہتھیار باندہنے والے ہین اور اس کو حیدرآباد کا کنٹنجنٹ کہتے ہین اس کے سب افسر انگریز ہین وہ گورنمنٹ کی طرف سے حیدرآباد مین رہتی ہے۔ کنٹنجنٹ کا کل خرچ صوبہ برار کے محاصل سے ہوتا ہے جو نظام نے موافق عہدنامہ ۱۸۵۳ء کے گورنمنٹ کے حوالہ کر رکھا ہے۔

نظام حیدرآباد کی اور خاصکر سیندھیا کی سپاہین ایسی ہین کہ برٹش گورنمنٹ کے فکر کا باعث ایسی حالتون مین ہوسکتی ہین جنکا خیال کرنا مشکل نہین ہے انمین پردیسی اجورہ دار سپاہی ہین جنکی وفاداری پر ہمیشہ یہہ بھروسا نہین ہو سکتا کہ وہ اپنے سردارون کے ساتھ کرین گے جو خود انسے اجنبی ہین اسکا معائنہ ۱۸۵۷ء مین ہو چکا ہے کہ خود سیندھیا گورنمنٹ کے ساتھ وفادار رہا لیکن اسکی سپاہ باغی ہوکر بنگال کی باغی سپاہ کے ساتھ

شامل ہوگئی - یہہ امر بڑا مشکل ہے وہ اب تک اطمینان کے ساتھ طے نہین ہوا -
راجپوتانہ کی سپاہین کا عام بر تعداد مین ایک لاکھ سپاہی اور چودہ سو توپین ہین یہہ تعداد سپاہیانہ معنی کچھ نہیں رکھتی اس مین آدمیون کا زیادہ تر حصہ سپاہیون کا نہین ہے جو ریاست کی خدمتگزار ہون بلکہ وہ ایک سپاہیانہ جماعت کے ممبر ہین کوئی توپ کام کی نہین یہان کے راجاؤن کی اور ان کے ملتزمین کی خیرخواہی مین جو برٹش گورمنٹ کے ساتھ ہے کچھ شبہ نہیں -

سکھون کی سپاہین بیان ہونے کا استحقاق رکھتی ہین - انڈین ارمی کمشن بیان کرتا ہے کہ اس مین اچھے سپاہی ہین انکے افسر عمدہ نہین انھون نے ایام غدر مین برٹش گورمنٹ کی عمدہ خدمات عظیمہ کین - وہ اپنے افسرون کے تابع ہین اور یہ افسر برٹش گورمنٹ کے خیرخواہ ہین - ان دونو کے درمیان طرفین مین رشتہ خیرخواہی اور نیک خدمتی بہت برسون سے زیادہ بڑھ گیا ہے -

ہندوستانی ریاستون کی سپاہ کے پاس ہتھیار اچھے نہین نہ انکی توپین اور بندوقین کام کی ہیں سر لپیل گرفن کہتے ہین کہ انکا بڑا حصہ ایسا ہی کہ وہ قواعد دان نہین مفلوک الحال سلح بھیڑ بھاڑ ہے - دو پلٹنین انگریزی رجمنٹین اور ایک ایسی توپخانہ ان کے پچاس ہزار سپاہیون کے بھگادینے کو کافی ہے - سپاہ کے جو معمولی معنی ہین اس کے موافق وہ سپاہ نہین ان سے برٹش گورمنٹ کو سوا ان مستثنے صورتون کے جو اوپر بیان ہوئین کوئی خوف و دہشت نہین -

بس جو کچھ ہم نے اوپر ہندوستانی ریاستون کا بیان لکھا ہے اس کے مطالعہ سے ظاہر ہوگا کہ تاج برطانیہ کی مشرقی سلطنت مین ہندوستانی ریاستین قوت بڑھاتی ہیں اور وہ ہندوستان کے باشندون پر اثر کرتی ہین اور وہ سلطنت برطانیہ کے ارکین اعظم ہین -

ہندوستانی ریاستون کے ہونے سے ملک کو جو عام فائدے حاصل ہوتے ہین وہ اوپر بیان کئے گئے - یہہ ایک خاص فائدہ بیان کرنا باقی رہا ہے کہ ایک جماعت ہندوستانی مدبران

ملکی کی پیدا ہوئی ہے جوان ریاستون مین بسبب برٹش گورنمنٹ کے اپنی جبلی جدت ذہانت اور زور خصلت دکھانے کے لیئے اچھے مواقع رکھتی ہے۔ ہندوستانیوں مین جن لیاقتون کے پیدا ہونے کی قابلیتین ہین انکی قدرشناسی ہندوستانی رئیس ہی زیادہ کرسکتے ہین ہندوستانیونکو اپنی ذہانت کی جولانیون کے دکھانے کے لئے میدان ان ریاستون ہی مین ملتے ہین اور ان کی قابلیتون کے جوہر کھلتے ہین۔ ہندوستانی جن اپنے مدبران ملکی پر فخر و مباہات کرتے ہین ان مین سے حیدرآباد مین سر سالارجنگ گوالیار مین ڈنکر راؤ بڑودہ مین مادہو راؤ جمون مین کرپارام۔ الور مین پنڈت من پھول کوٹہ مین فیض علیخان۔ گوالیار مین دہوراؤ کردی۔ میسور مین پورنیا۔ اعلے درجہ کے لئیق انگریزی عملداری مین ڈپٹی کلکٹر اور سب اور دی بیٹ ججون کے عہدون سے آگے نہین بڑہتے مگر ہندوستانی ریاستون مین انہون نے وہ جاہ و منصب حاصل کیا جو برٹش گورنمنٹ مین انگریزون کو بھی کمتر میسر ہوتا ہے۔ سر سالارجنگ جیسا لائق مدبر برٹش گورنمنٹ مین کوئی نہین پیدا ہوا ہندوستانی ریاستون کی دارالسلطنتون مین اکثر گورنر جنرل اپنے ایجنٹ مقرر کرتا ہی والیان ملک ان کے صلاح و مشورہ سے اپنے ملکون مین حکومت و انتظام کرتے ہین بعض ان مین ایسے ذی اختیار ہین کہ وہ بادشاہ ہین باقی اور برٹش گورنمنٹ کی امداد کے محتاج ہین۔ ان سب فرمانروایون کا مجمع بڑا شاندار ہے جو اپنے محاصل ملکی کا مالک اور اپنی سپاہ کا سپہ سالار ہے۔ بہت سے والیان ملک کنٹنجنٹ رکہتے ہین جنہین قواعددان پلٹنین برٹش گورنمنٹ کے زیر فرمان ہین انکا نام امپیریل سروس ٹروپ ہے یعنی شاہی خدمات کے لیئے سپاہ۔ بڑے بڑے ہندوستانی فرمانروا اپنی رعایا کی جان و مال کے مالک ہین انکو اختیار ہے کہ وہ اپنی رعایا مین سے کسی پر موت کا فتوے دین مگر انکی حکومت رسم و رواج کے مقید صلحنامون و عہدنامون کے موافق برٹش گورنمنٹ کے ماتحت ہے۔ برٹش گورنمنٹ شاہنشاہ ہند ہے وہ ان والیان ملک کو آپس مین لڑنے کے لیے اجازت نہین دیتی اور نہ دول خارجیہ سے کوئی تعلق پیدا کرنے دیتی ہے۔ جب وہ اپنی رعایا پر بُری طرح حکومت کرتے ہین تو شاہی گورنمنٹ اس مین

مداخلت کرتی ہے اور اگر ضرورت ہوتی ہے تو ظالم رئیس کو معزول اور مظلوم رعایا کی حمایت کرتی ہے اور سب طرح سے امن و عافیت قائم کرتی ہے -

ہندوستانی ریاستوں کے سوا جو ہندوستان کے اندر ہین اسے باہر پچھلے دنوں مین قلات سے انگریزون کا تعلق بہت قریب کا بہ نسبت پہلے زمانہ کے ہوگیا ہے -

زمانہ سابق مین خان قلات کے معاملات اپنے سردارون اور خانون سے قابل اطمینان نہین تھے - ایسے فساد و شور و شر پیدا ہوتے تھے کہ اس کی سلطنت تباہی کے کنارہ سے آن لگتی تھی اور طوائف الملوکی قائم ہونے کو ہوتی تھی ۱۸۷۶ء کے عہدنامہ کے موافق برٹش گورنمنٹ کے ساتھ اس کے خارجی تعلقات قابل اطمینان تھے اور اسکی قلمرو مین سارے فسادات بھی فرو ہوگئے تھے - افغانستان سے جو انگریزون کی پچھلی لڑائی ہوئی تھی تو خان قلات اور اس کے سردارون نے انگریزون کے ساتھ خیرخواہانہ ملکی کام کئے انہون نے چند مہینے تک انگریزی سپاہ بلانے کے بغیر درہ بولدن مین انتظام اچھا رکھا جس کے سبب سے جنوبی افغانستان مین انگریزی سپاہ کی آمد و رفت بے خوف و خطر رہی اور گورنر جنرل کے ایجنٹ کی ہدایتون سے انہون نے ایسا اچھا انتظام رکھا کہ اس درہ سے بہت سا سامان جنگ و رسد بغیر کسی لوٹ مار کے باہر کیا گیا - خان قلات کی حسن خدمات کی قدرشناسی وہ لوگ کرتے ہین جو جانتے ہین کہ سندھ کے پار قومونکی لوٹ مار سے کیسے نقصانات پہنچتے ہین - خان قلات کی اس خیرخواہی کا جو آخر جنگ افغانستان مین رہنے کی احسانمندی کے ساتھ گورنمنٹ ہند شکریہ ادا کرتی ہے -

باب دہم

ہندوستانیون کی مادی ترقی

مردم شماری

ہم نے اوپر ہندوستانی ریاستون کا مختصر بیان لکھا ہے۔ اب ہم برٹش گورنمنٹ کی آبادی کا حال سناتے ہین۔ انگلستان مین بہت سے صائب الراے بلند اندیش انگلشمین رہتے ہین کہ جنکے لیئے بہت مشکل ہے کہ وہ اس دور دراز ملک کے جزئیات وکلیات سے کماحقہ آگاہ ہون مگر وہ اپنے سچے دل اور ایمان سے ہندوستان کی آسودگی بہبودی صلاح وفلاح کے خیرخواہان رہتے ہین۔ وہ مشرقی رعایا کے ساتھ سچی ہمدردی رکھتے ہین۔ وہ بخوبی اسپر قانع ہین کہ ہندوستان کے انتظام کا بڑا حصہ ان جوابدہ وکارگزار ہوشیار آدمیون کے ہاتھ مین رہنے دین۔ جنھون نے نوجوانی سے ہندوستانی کے کامون مین اپنے تئین وقف کر رکھا ہے۔ انھون نے ہندوستان کی ترقی وتہذیب پھیلانے کا ارادہ مصمم کر لیا ہے اُنکے اس مصمم ارادہ کا اثر اعظم انگلستان مین پبلک کی راے پر ہوتا ہے۔ اِسکا قوی عمل ان انگریزون پر ہوتا ہے جو ہندوستان مین ملازم ہین وہ اُنکی سستی پر مہمیز لگاتا ہے اُنکی بلند نظری کو اشتعال دیتا ہے۔ مایوس بیدلیون کی ڈھارس بند ہوتا ہے۔ بعض اوقات ہندوستانیون پر بھی وہ اثر کرتا ہے۔ اُنکو اس بات کا یقین دلاتا ہے کہ انگلینڈ مین ہمارا رحم دل بادشاہ موجود ہے اور ایک جلیل القدر مدبران ملکی کی مجلس ہے وہان بہت آدمی ہمارے ساتھ ہمدردی کرنیوالے ہین۔ وہ اپنے دل مین یقین کرتے ہین کہ انگلینڈ مین بہت سے آدمی ہین جو مشرقی رعایا کی خبرگیری کرنیکے لیے درپے رہتے ہین وہ مصیبت زدون کی فریاد سنتے ہین جو رنج وتکلیف ہمکو پہنچے۔ اگر اُسکی معقول طور سے التماس کیجائے تو وہ اُسپر متوجہ ہوتے ہین جو کوئی بُرائی ہمارے ساتھ کیجاتی ہے۔ اُسپر وہ برافروختہ خاطر ہوتے ہین۔ ہندوستانیون کے دلون مین یہ یقین سال بسال بڑھتا جاتا ہے۔ جیسے اُنکی رضامندی برٹش گورنمنٹ کے ساتھ روز افزون ہوتی جاتی ہے۔ وہ اپنے ان یقینیات کو جاتے اور خیرخواہی کو قائم کرتے جاتے ہین ہندوستانیون کی ترقی کے خیالات انگلش مین سکے دلون مین اُنکے اور سب خیالات سے

انھین وجوہ سے ہم کہتے ہین یہ ترقی تین قسم کی ہے۔ اول عقلی دوم اخلاقی۔ سوم مادی۔ ہم اول مادی ترقی کا بیان کرتے ہین *

دنیا مین کوئی ملک سوائے چین کے ایسا نہین کہ جس کی آبادی ہندوستان سے زیادہ ہو۔ برٹش انڈیا کی آبادی کے برابر دنیا کی کسی سلطنت کی آبادی نہین وہ تو سلطنت رومیہ کبریٰ کے عروج کے زمانہ کی آبادی سے بھی دو چند سے زائد ہے۔ یورپ و امریکہ مین کوئی قوم تعداد مین اسکی برابری نہین کر سکتی۔ اس کثرت آبادی سے اکثر یہ فکر و تردد پیدا ہوتا ہے کہ مبادا اس آبادی کی بڑہتے بڑہتے یہ نوبت نہ آجائے کہ ہندوستان کی اراضی مزروعہ اور مخازن پیداوار اسکی خوراک کے لیئے کافی نہون اور وہ بھوکی مرنے لگے۔ اس خیال سے ان باتون کا کچھ علم حاصل کرنا ضرور ہوا کہ آیا انیسوین صدی مین آبادی بہ نسبت پہلی صدی کے زیادہ ہے یا کم ہے۔ آیا انگریزی عملداری مین آبادی جلد جلد بڑہتی ہے۔ آیا آیندہ غالبًا وہ زیادہ بڑہیگی۔ آیا اس افزایش کی صورت مین وہ اپنے ملک کی حدود کے اندر اپنی خوراک کو آسایش سے حاصل کر سکیگی۔ اس ملک کی بڑی بدنصیبی یہ تھی کہ اسکے پہلے راجاؤن اور بادشاہون نے اس ملک کی آبادی کے نقشے ایسے نہین بنائے کہ انسے یہ حال معلوم ہوتا کہ کتنے آدمیون کی آبادی ہے۔ انگریزی عملداری مین بھی یہ امر کوئی مہتم بالشان نہین سمجھا گیا کہ مردم شماری کی جائے جسکی ضرورت سب سے اول تھی۔ یہان کی ملازمت مین انگریزون کی کچھ مستقل تجویز نہین۔ مگر آبادی کے باب مین سوائے بیہودہ اور ناقص تخمینون کے کچھ اور نہین کیا گیا یہ خیال آیا گیا کہ اگر کل سلطنت کی یا کسی پروونس کی مردم شماری ہوگی تو شکی اور ڈرپوک رعایا کے دلون مین وسوسے پیدا ہونگے شاید جس سے کوئی فساد کھڑا ہو *

مردم شماری ۱۸۷۲ء

کل ہندوستان کی مردم شماری ۱۸۷۲ع مین ہوئی۔ اگرچہ وہ ایک ہی وقت مین نہین ہوئی پھر بھی مردم شماری کے نقشے مرتب ہوئے جو انگریزی عملداری کے تو قابل اعتبار تھے مگر ہندوستانی ریاستون کے نقشے پایہ اعتبار سے ساقط۔ اس مردم شماری کے نقشون کے بنانے مین بعض ضلعون مین آدمیون کو یہ خوف پیدا ہوا کہ وہ ٹکسون کے بڑھانے کیلئے بنائے جاتے ہین۔ اور بعض جاہل ضلعون اور پہاڑی یا جنگلی اضلاع مین کچھ فساد بھی ہوئے یا کسانون نے فساد مچانے کی دھمکیان دین۔ مگر آیندہ نوسالون کے تجربہ نے ہندوستان کی رعایا کو یقین دلا دیا کہ مردم شماری انکے لیئے کوئی نقصان کی بات نہین ہے

۱۸۸۱ء مین انگریزی اور ہندوستانی عملداریون کی مردم شماری کے نقشے بہت صحیح مرتب ہوے مگر اِن مین بھی لوگون نے عورتون کی تعداد اور عمرون کے بتانے مین اصلاح نہ کیا۔ پھر تیسری دفعہ مردم شماری ۱۸۹۱ء مین ہوئی جسنے اِس کام کی ترقی کی تکمیل کی اور آیندہ کے لیے نہایت پکی مستحکم بنیادین قائم کردین۔ چوتھی مردم شماری ۱۹۰۱ء مین ہوئی۔ اِن نقشون کے مقابلہ سے جو نتائج نکالے جاتے ہین۔ اُنسے ثابت ہوتا ہی کہ وہ صحیح ہین ◆

۱۸۹۱ء مین جو مردم شماری ہوئی تھی اُس مین کل ہندوستان کی آبادی ۲۸۹۱۸۰[illegible] آدمیون کی تھی۔ اِن مین ہندوستانی ریاستین اور فرانسیسی و پرتگیزی عملداریون کی آبادیان داخل ہین۔ اسمین اُن اضلاع کی بھی آبادی داخل ہی جن مین تفصیل کے ساتھ نہین ہوئی بلکہ قومی سرخیلون اور دیہات کے نمبردارون سے پوچھ گچھ کر لکھی گئی ہے۔ جدول مندرجہ صفحہ آیندہ سے رقبہ اور آبادی کی نسبت معلوم ہوتی ہے ◆

برٹش انڈیا کی گورنمنٹین اور پروونشین سنہ ۱۸۹۱ع

نام پروونس کا جس سے ہندوستانی ریاستین خارج ہین	رقبہ مربع میلون مین		کل آبادی		اوسط آبادی فی مربع میل	
۱ گورنمنٹ مدراس		۱۴۱۱۸۹	۳۵۶۳۰۴۴۰	۳۵۶۳۰۴۴۰		۱۵۲
۲ گورنمنٹ بمبئی		۱۲۵۱۴۴		۲۸۹۰۱۱۲۳		۱۵۱
بمبئی	۷۷۲۷۵		۱۵۹۸۵۲۷۰		۲۰۶	
سندھ	۴۷۷۸۹		۲۸۷۱۷۷۴		۶۰	
عدن	۸۰		۴۴۰۷۹		۵۸۷	
۳ بنگال کی لفٹنٹ گورنری		۱۵۱۵۴۳		۷۱۳۴۶۹۸۷		۴۷۱
۴ ممالک مغربی و شمالی کی لفٹنٹ گورنری	۸۳۲۸۶	۱۰۷۵۰۳	۳۴۲۵۴۲۵۴	۴۶۹۰۵۰۸۵	۴۱۱	۴۳۶
اودھ کی چیف کمشنری	۲۴۲۱۷		۱۲۵۶۰۸۳۱		۵۲۲	
۵ پنجاب کی لفٹنٹ گورنری		۱۱۰۶۶۷		۲۰۸۶۶۸۴۷		۱۸۸
۶ سنٹرل پروونس کی چیف کمشنری		۸۶۵۰۱		۱۰۷۸۴۲۹۴		۱۲۵
۷ آسام کی چیف کمشنری		۴۹۰۰۴		۵۴۷۶۸۳۳		۱۱۲
۸ برہما کی چیف کمشنری		۱۷۱۴۳۰		۷۶۰۵۵۶۰		۴۵
اپر برہما (بالائے برہما)	۸۳۴۷۳		۲۹۴۶۹۳۳		۳۵	
لوئر برہما (زیرین برہما)	۸۷۹۵۷		۴۶۹۸۶۲۷		۵۲	
۹ کمشنری برار ۳		۱۷۷۱۸		۲۸۹۷۴۹۱		۱۶۳
۱۰ کمشنری اجمیر میواڑ		۲۷۱۱		۵۴۲۳۵۸		۲۰۰
۱۱ کمشنری کورگ		۱۵۸۳		۱۷۳۰۵۵		۱۰۹
۱۲ متفرقات						
کوئٹہ ۴	بہت کم تحقیق			۲۷۲۷۰		
پورٹ بلیر ۵	بہت کم تحقیق			۱۵۶۰۹		
برٹش بلوچستان ۶	بالکل تحقیق			۱۱۶۵۴۱۷		
بالائے برہما کے سرحدی اضلاع ۷	بالائے برہما مین داخل					
میزان کل		۹۶۲۹۹۳		۲۲۱۴۳۴۸۶۲		۲۲۹

خاص آدمیون نے مردم شماری نہین کی بلکہ اہل خانہ نے رجسٹر مین آبادی خود لکھدی ہے +

(۱) اودھ ۱۸۷۷ء مین ممالک مغربی مین شامل کیا گیا۔ ممالک مغربی کا لفٹنٹ گورنر اودھ کا چیف کمشنر کہلاتا ہی +

(۲) ۱۸۷۴ء مین آسام بنگال کی لفٹنٹ گورنری سے جدا ہوا ہی اور اسمین چیف کمشنری قائم ہوئی ہی مین شمالی ایشیا کا ملک ۱۸۹۱ء مین داخل ہوا ہی +

(۳) برار مین وہ چھہ ضلعے شامل ہین جو نظام حیدرآباد نے برٹش گورنمنٹ کو حیدرآباد کنٹنجنٹ کے خرچ کیلیے دیئے تھے +

(۴) کوئٹہ مین صرف چھاونیان - ریلوے اور سول اسٹیشن ہین +

(۵) قیدیون کے دارالاقامت وجزائر انڈمان کی مردم شماری داخل ہی +

(۶) برٹش بلوچستان کی آبادی بہت کم نقشہ مین درج ہوئی +

(۷) بالائی کھانیڈون ضلع کی مردم شماری ہوئی تہی لیکن نقشون کے مسودات کے نتائج ایک فساد مین برباد ہو گئے اور ضلاع دھابو و کاٹھا مین باقاعدہ مردم شماری نہین ہوئی +

ہندوستانی ریاستین اور ہندوستانی ریاستون کے مجموعے فیوڈیٹری انڈیا (ممالک محروسہ) ۱۸۹۱ء

ہندوستانی ریاستین یا مجموعہ ہندوستانی ریاستون کا	رقبہ مربع میلون مین	کل آبادی	اوسط
۱ راجپوتانہ	۱۳۰۲۶۸	۱۲۰۱۶۱۰۲	۹۴
۲ حیدرآباد (نظام کی مملکت)	۸۲۶۹۸	۱۱۵۳۷۰۴۰	۱۳۹
۳ سنٹرل انڈیا ایجنسی اور بندیل کھنڈ	۷۷۸۰۸	۱۰۳۱۸۸۱۲	۱۳۳
۴ بڑودہ	۸۲۲۶	۲۴۱۵۳۹۶	۲۹۴
۵ میسور	۲۷۹۳۶	۴۹۹۳۶۰۴	۱۷۷
۶ کشمیر	۸۰۹۰۰	۲۵۴۳۹۵۲	۳۱
۷ ہندوستانی ریاستین ماتحت بمبئی گورنمنٹ	۶۹۰۴۵	۸۰۵۹۲۹۸	۱۱۷
۸ ہندوستانی ریاستین ماتحت مدراس گورنمنٹ	۹۶۰۹	۳۷۰۰۶۲۲	۳۸۵
۹ ہندوستانی ریاستین ماتحت بنگال گورنمنٹ	۳۵۸۳۴	۳۲۹۶۳۷۹	۹۲
۱۰ ہندوستانی ریاستین تحت پنجاب گورنمنٹ	۳۸۲۹۹	۴۲۶۳۲۸۰	۱۱۱
۱۱ ہندوستانی ریاستین ماتحت سنٹرل انڈیا	۲۹۴۳۵	۲۱۶۰۵۱۱	۷۳
۱۲ ہندوستانی ریاستین ماتحت ممالک شمالی مغربی	۵۱۰۹	۷۹۲۴۹۱	۱۵۵
۱۳ فورٹ سنڈیمن شان سٹیٹ مین	۰	۲۹۹۲	۷
۱۴ آسام سٹیٹ (مس سالوین)	۴۰۰۰	۳۷۲۹۶۹	۹
۱۵ سکم	۱۵۵۰	۳۰۴۵۸	۱۹
۱۶ جنگلی اضلاع میواڑ وغیرہ راجپوتانہ	راجپوتانہ مین داخل ہین	۲۰۴۲۴۱	۰۰
۱۷ منی پور	۸۰۰	۲۵۰۰۰۰	۳۱
میزان کل	۶۴۴۷۱۷	۶۶۹۰۸۱۴۷	۱۰۴

ان تعدادات ریاستون کی آبادی باستثنا خورشت سندھین کے شان کی ریاستین خاص آندھیری کے مردم شماری نہین کی بلکہ اہل خانہ سے رجسٹر کرادی۔ اب اگر ان مین پرتگیزون اور فرانسیسیون کی عملداریون کی آبادیون کو بھی شامل کر دین تو کل ہندوستان کی آبادی معلوم ہو جائیگی +

کل انڈیا جس مین برہما بھی شامل ہے سنہ ۱۸۹۱ع

نام بہ سنہ	رقبہ مربع میلون مین	آبادی	اوسط
برٹش انڈیا سنہ ۱۸۹۱ع	۹۶۵۰۵۱	۲۲۱۴۳۴۸۶۲	۲۲۹
ممالک محروسہ سنہ ۱۸۹۱ع	۶۴۴۷۱۷	۶۶۹۰۸۱۴۷	۱۰۴
پرتگیزون کی عملداری سنہ ۱۸۸۷ع	۱۶۰۵	۵۶۱۳۸۴	۳۴۹
فرانسیسیونکی عملداری سنہ ۱۸۹۱ع	۲۰۳	۲۸۲۹۲۳	۱۳۹۳
میزان کل انڈیا مع برہما	۱۶۱۱۵۷۶	۲۸۹۱۸۷۳۱۶	۱۷۹

(۱) میسور کی آبادی مین بنگلور کی انگریزی عملداری کے ایک حصہ کی آبادی شامل ہے +

(۲) منی پور مین مردم شماری ہوئی مگر کاغذات اسکے مارچ سنہ ۱۸۹۱ع مین برباد ہوگئے۔ انکے نتائج تخمیناً لکھے گئے ہین +

پہلی دو مردم شماریون کے نقشون کے اعداد کا لکھنا بھی فائدہ مند ہے۔ مردم شماری کا کامل طور پر ہونا اور بالائے برہما کا انگریزی عملداری مین آنا ایسی باتین ہین کہ انکے سبب سے یہ نامناسب معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۸۹۱ع کے نقشون سے پہلی مردم شماریون کے نقشون کا مقابلہ کیا جائے۔ سنہ ۱۸۷۲ع مین آبادی کا شمار یہ تھا کہ برٹش انڈیا مین ۱۹۰۰۰۰۰۰۰ آدمی اور ممالک محروسہ مین ۴۵۰۰۰۰۰۰ آدمی۔ اور فرانسیسی اور پرتگیزی عملداریون مین ۷۵۰۰۰۰ آدمی۔ کل ہندوستان مین ۲۴۰۹۳۱۵۲۱ آدمی سنہ ۱۸۸۱ع مین بعد ان ملکی انتقالات کے جو برٹش اور ہندوستانی ریاستون مین ہوئے برٹش انڈیا مین ۱۹۸۸۶۰۶۰۶ اور ممالک محروسہ مین ۵۶۹۹۸۳۳۰ - اور فرانسیسی و پرتگیزی عملداری مین ۴۸۷۸۴۳۷۔ کل انڈیا مین ۲۵۶۶۰۷۷۱۹ - اور سنہ ۱۸۹۱ع جیسا کہ اوپر جدول مین لکھا گیا کل آبادی ۲۸۹۱۸۷۳۱۶ تھی۔ کل آبادی انڈیا اور ممالک محروسہ مین ۹۰۱۶۹ - آدمی انگلش اسکوچ یا آئرش تھے اور وہ کل آدمی جو ایشیا مین نہین پیدا ہوئے تھے صرف ۱۱۰۵۰۴ تھے جنمین ۹۰۱۶۹

آدمی جنکا اوپر ذکر ہوا داخل ہین ⁂

ممالک محروسہ کی اوسط آبادی کل برٹش انڈیا مین آبادی ہی جسکی وہ پرورش کرتا ہی اگر اُن مضافات کے ضلع برٹش بہار انتظام کے جو پیچھے داخل ہوئے خارج کر دین تو نسبت سے چند ہوجاتی ہی یا ۲۷۷ آدمی فی مربع میل ہی یہ اوسط آبادی انگلینڈ اور فرانس کی اوسط آبادی سے زیادہ ہی ⁂

بنگال کے بڑے حصے مین فی ایکڑ مزروعہ زمین سے دو آدمی زندگی بسر کرتے ہین اور ۱۲۸۰ آدمی فی مربع میل مزروعہ سے قحط کے کمیشن نے ۱۸۸۱ء مین رپورٹ مین لکھا تھا کہ بنگال مین ساٹھ لاکھ کسان یعنے دو تہائی کل آبادی بحساب اوسط ۲ یا ۳ ایکڑ سے زندگی بسر کرتے ہین - یہ ساٹھ لاکھ کر چار آدمی جن مین مرد عورت بھی شامل ہین جو دو کروڑ چالیس لاکھ آبادی کو تعبیر کرتے ہین یا ایک کروڑ پچاس لاکھ ایکڑ سے یعنی فی کس نصف ایکڑ سے کچھ زیادہ پر تنازع فی البقا رکھتے ہین ⁂

انگلینڈ کی طرح انڈیا مین شہرون و قصبات کی افراط نہین ہی اور نہ اسمین وہان کی طرح صنعت و حرفت کے مرکز بہت سے ہین - چند بڑے شہر ہین سنہ ۱۸۹۱ء مین انگلینڈ و ویلز مین ۲۲ر ۵۵ فیصدی یعنے نصف سے بہت زیادہ ۱۸۵ شہرون مین رہتے تھے جن مین سے ہر ایک مین بیس ہزار یا کچھ زیادہ باشندے رہتے تھے اور برٹش انڈیا مین صرف ۴۸ر۴ فی صدی یعنے آبادی کا بیسوان حصہ ۲۲۶ شہرون مین جو مثل انگلینڈ کے شہرون کے تھے آباد تھے اسواسطے انڈیا تقریباً کل دیہاتی ملک ہے اور جن کو شہر کہتے ہین ان مین سے بھی بہت دیہات کا مجمع ہین جنکے دیہاتی باشندے کھیتون مین مویشی چرانے جاتے ہین اور اراضی بوئی - جوتی اور کاٹی جاتی ہے خود کلکتہ فرعون کا ایک گچھا دریائے ہگلی کے کنارے پر تھا - یوروپ مین تو لفظ میونسپلٹی کا اطلاق شہرون پر ہوتا ہی لیکن انڈیا مین اسکے معنے دیہات متحدہ یا مساکن مجتمع کے ہین جو لوکل گورنمنٹ کے مقاصد کے لیئے کام مین آتے ہین ⁂

پس اسلیئے انڈیا مین اہل زراعت کی بڑی گھنی آبادی دیکھتے ہین جہان کہین باستثنا حوالی شہر کے صرف قطعات کے آدمیون کی تعداد فی ایکڑ ایک آدمی سے یا ۶۴۰ آدمی فی مربع میل سے بڑھ جاتی ہی - وہان تنازع فی البقا بہت دشوار ہوجاتی ہی یعنے جان کے لالے پڑ جاتے ہین - نصف ایکڑ زمین پر زندگی بسر کرنی بڑی کٹھن ہی - ایسے اضلاع مین اگر فصل اچھی ہوتی

تو وہان کے باشندون کو پیٹ بھر کے روٹی ملجاتی ہے۔ غرض ہزارہا آدمیونکی زندگی کا مدار بارش کی چند انچ کی کمی بیشی پر ہے۔ حقیقت مین جب قحط پڑتا ہے تو گورنمنٹ کنگلون کے پیٹ بھرنے مین بڑی کوشش کرتی ہے۔ مگر جن لوگون کو ہمیشہ پیٹ بھر کے روٹی نہین ملتی۔ اُنکی بیماری اور موت کی گرم بازاری کو نہین روک سکتی۔ اکثر کثیر الآباد ضلاع مین آبادی ایک حد پر پہنچکر تھم جاتی ہے۔ مثلاً ضلع الہ آباد مین بیس برس کے عرصہ مین فی دس ہزار آدمیون مین ۷۰۶ آدمیونکی افزایش سالانہ ہوتی ہے۔ اور آیندہ ۱۸۷۲ء۔ ۱۸۸۱ء مین صرف پانچ آدمیون کی سالانہ۔ اس سے بھی زیادہ جن مقامات مین ریلون کے کنارون پر آبادی کی بڑی افراط ہو وہان نقل مکان کرنیکے لیئے آسانی کے ہونے کے سبب سے بہت آبادی گھٹ جاتی ہے۔ وہان ۱۸۷۲ء سے بیس برس پہلے آدمی جتنے آباد تھے اب اتنے آباد نہین +

اِسکے برخلاف جن اضلاع مین آبادی کم تھی وہان وہ بہت بڑھ گئی ہے۔ ۱۸۲۴ء مین ضلع امہرسٹ کو برہما کے راجہ سے انگریزون نے لیا تھا۔ تو وہ وہان کے باشندونکی وحشیانہ لڑائیون سے بالکل ویران ہوگیا تھا۔ مگر جب اسمین انگریزون نے اپنی حکومت جمائی تو آدمیون کی آمد شروع ہوئی ۱۸۲۹ء مین اس ضلع مین ستر ہزار آدمی اور ۱۸۸۱ء مین ۳۰۱۰۸۶ آدمی اور ۱۸۹۱ء مین ۱۲ ۷ ۱۸ ۴ آدمی آباد ہوئے۔ یعنی ۱۸۲۹ء کی نسبت چھ گُنے آبادی ہوئی +

انڈیا مین بعض اضلاع ایسے ہین کہ ان مین اہل زراعت اسقدر آباد ہین کہ انکی مزروعہ زمین کا پیداوار انکی خوراک کے لیئے کافی نہین۔ اور بعض اضلاع مین قابل زراعت بہت سی اراضی غیر آباد پڑی ہین جو مزارعین مانگتی ہین۔ انگلینڈ مین کثیر الآباد اضلاع سے لوگ بالکل آزادانہ قلیل الآباد اضلاع مین نقل مکان کرتے ہین۔ لیکن ہندوستان مین کسان اپنے آبائی مسکنون سے ایسے چمٹے رہتے ہین کہ جب انکے کنبے کو کھیتون سے خوراک کافی نہین ملتی تو بھی برسون تک وہین پڑے رہتے ہین۔ اُنکو چھوڑتے نہین۔ اگر ہندوستانی قومین صرف یہ بات سیکھ جائین کہ جہان زمینین زراعت سے خالی غیر آباد پڑی ہین وہان کثیر آبادیون سے نقل مکان کرین تو وہ اپنے لیئے اس سے بہت زیادہ کام کرین جو گورنمنٹ نہایت درجہ کی کوشش ایام قحط مین کرتی ہے۔ یعنی قحط سالی مین اُنکے لیئے وہ فائدہ نہین پہنچا سکتی جو وہ خود فقط اپنی اس عادت کے بدلنے سے پہنچا سکتے ہین

کہ جہان آبادی کی کثرت ہو وہان سے وہ نقل مکان کر کے ان اضلاع مین آباد ہون جہان آبادی کم اور زمین قابل زراعت خالی از زراعت زیادہ ہو +

سنہ ۱۸۹۱ع کی مردم شماری سے ثابت ہوتا ہے کہ عام اوسط فی مربع میل ۲۲۹ آدمیونکی آبادی کا ہے اور آبادی کا اضافہ سالانہ ہر دس ہزار آدمیون مین ۹ کا ہوتا ہے اور اضلاع کی آبادیون کے تغیرات سے معلوم ہوتا ہے کہ انکا میلان اس طرف ہو کہ مقامی کثرت آبادی سے بالاضافت۔ اضافہ آبادی بہ نسبت معکوس بدلے یعنے جہان آبادی زیادہ ہو وہان اضافہ آبادی کم ہو اور جہان آبادی کم ہو وہان اضافہ آبادی زیادہ ہو۔ یہ امر وہان خوب واضح ہو جہان آبادی تین سو آدمیون سے زیادہ فی مربع میل آباد نہین ہے۔ ان مین کل کے درمیان اضافہ آبادی اوسط سے زیادہ ہے۔ لیکن اس حد سے پرے بہت کم بے قاعدہ اوسط کم ہوتا ہے۔ ان رقبات مین جن مین آبادی فی مربع میل تین سو سے کم ہے دس سال مین شرح اضافہ آبادی ۱۴ فیصدی کے قریب ہے۔ لیکن اس سے زیادہ آباد خطون مین اوسط کم تقریباً ۸ فیصدی ہو اور جس بیقاعدہ ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔ اُسکی توضیح اس واقعہ سے خوب ہوتی ہے کہ کل برٹش انڈیا مین جس سے بالائی برہما خارج ہو ۱۶ ۳/۴ فیصدی رقبہ اور ۴۵ فیصدی آبادی خاص نسبت رکھتی ہے جو اوسط اضافہ آبادی سے دو چند یا زائد ہے یعنی ۴۵۰ فی مربع میل یا اس سے زائد لیکن کثیر الآباد رقبہ مین صرف اوسط شرح اضافہ آبادی ۷ء۲ فی صدی ہے +

یہ نہین کہہ سکتے ہین کہ لوگ نقل مکان اسقدر کرنے لگے ہین کہ جس سے کثیر الآباد اضلاع کی تکالیف مین کافی تخفیف ہو الا یہ صورتین ہین کہ اول آدمی بنگال سے آسام مین نقل مکان کرتے ہین اور بہار سے زیرین کلکتہ مین چلے جاتے ہین۔ دوم مدراس سے سیلون و برہما مین درحقیقت بالاستقلال نقل مکانی اور بنگال سے آسام مین ہوتا ہے اور صورتون مین بعض کششون کے سبب سے چند روزہ تبدل مقام ہوتا ہے جیسے کہ فصل گندم و پنبہ چینی کے زمانہ مین اسکا اثر مردم شماری کے نقشون مین ہوتا ہے مگر اس اثر کو موسم تخم ریزی وغیرہ یون باطل کر دیتا ہے کہ لوگ جہان گئے تھے وہان سے پھر اپنے گھرون کو چلے آتے ہین +

لیکن زیرین برہما کے ایک ضلع مین اور بمبئی کے دو ضلعون مین اور شمالی مغربی اضلاع کے بعض

نقل مکان

شرقی پہاڑی قطعات ہین۔ اور پنجاب کے بعض حصون ہین کاشتکارون مین نقل مکان کے لیۓ کچھ تہوڑی سی تحریکین اہل زراعت مین پیدا ہوگئی ہین۔ اگر کل ملک پر خیال کرین تو تحقیق ہوگا کہ مردم شماری کے وقت مین ہر ضلعے مین ۹۰ فیصدی تو وہی باشندے ہوتے ہین جو اس ضلع مین پیدا ہوۓ ہین اور ۷ فیصدی متصل کے اضلاع سے آجاتے ہین۔ اور ۳ فیصدی بہت دور دور کے اضلاع سے آتے ہین +

کل سرحدی اور کوہستانی اضلاع مین بہت سے قطعات اراضی ایسے پڑے ہین کہ اُن سے لگان نہین حاصل ہوتا۔ اُن مین سے کوئی شخص ایک حصہ اراضی کا لیتا ہے اور اُسکا جنگل صاف کرتا ہے اور اس مین جلد جلد متواتر فصلون کی کاشت و دریہ کرتا ہے۔ جس سے زمین ناقابل پیداوار ہوجاتی ہے۔ پھر اُسکو وہ جنگل بناکے چھوڑ جاتا ہے۔ ایسے قطعات سے لگان نہین لیا جاتا مگر کاشتکار خانہ بدوش جس رئیس یا گورنمنٹ کی حمایت و حفاظت مین رہتا ہے وہ اُس کے کنبے سے بالانفراد یعنے ہر شخص سے خراج لیتی ہے۔ جب آبادی زیادہ ہوجاتی ہے تو یہ خانہ بدوش کاشتکاری کا نظام باقاعدہ کاشتکاری کا نظام ہوجاتا ہے۔ یہ دونون ترکیبین پہلو بہ پہلو برہا مین ہم دیکھتے ہین لیکن ہندوستان کے کثیر الآباد قطعات سے یہ خانہ بدوش کاشتکارون کی کاشتکاری مدت سے معدوم ہوگئی ہے۔ یہان ایک ہی مقام پر کاشتکار نسلاً بعد نسل رہتے ہین جہان اُنکی آنول نال گڑتی ہے وہین مرتے ہین +

ہماری آنکھون کے سامنے ہندوستان کے بعض اضلاع مین اراضی اور کاشتکارون کے تعلق مین یہ تبدیلی ہوئی ہے کہ آخر صدی مین بنگال کے اندر قابل زراعت اراضی کی کثرت تھی اور اُسکے لیۓ کاشتکارونکی قلت تھی۔ سو برس کی انگریزی عملداری نے اس نسبت کو معکوس کردیا۔ اب بعض اضلاع مین کاشتکارونکی کثرت ہے مگر اُنکے کاشت کرنیکے لیۓ زمین تھوڑی ہے۔ اس تبدیلی نے بنگال کے انتظام زراعت مین چپ چاپ ایک انقلاب پیدا کردیا۔ سترہوین صدی مین بنگال انگریزونکے ہاتھ مین آیا تہا اُنہون نے بہت سے اضلاع مین دیکھا کہ ایک ہی اقسام کی اراضی پر دو جُدا جُدا لگان لینے کی شرحین مروج تہین۔ تھانی رعیت اعلیٰ درجہ کا لگان دیتی تھی۔ تھانی رعیت کے معنی یہ ہین کہ وہ مقیم کاشتکار ہون جو پرگنے مین اپنا مسکن رکھتے ہون اور وہ اپنے وہ دوامی

کاشتکارون کا نظام خانہ بدوشی

کاشتکارون کا ہو۔ اُن سے بالجبر زیادہ لگان لیا جاتا تھا وہ اُسکے متحمل ہوتے تھے۔ لیکن اپنی دہرتی کو کبھی نہین چھوڑتے تھے جسپر اُنھون نے محنت کی تھی۔ اپنا سرمایہ اسمین خرچ کیا تھا۔ اُس مین تال بنائے تھے۔ آبپاشی کی نالیان اور بدے بنائے تھے اور اپنے رہنے کے لیئے مکان تعمیر کیے تھے۔ اُنپر طرح طرح کے جبر ہوتے تھے جنکو وہ صبر سے سہتے تھے اُنکو موروثی کاشت کا حق جب تک حاصل رہتا تھا کہ وہ اپنا لگان ادا کیئے جائین اِنسے زیادہ سے زیادہ لگان نچوڑکر لیا جاتا تھا چند روزہ یا خانہ بدوش کاشتکار پائی کاشت رعیت کہلاتے تھے۔ گھر پر وہ ہین نہین ہوتا تھا جس مین وہ کاشت کرتے تھے۔ اسلیئے جب اُنکا جی چاہتا تھا وہ اُسکو چھوڑکر چلے جاتے تھے وہ اپنے کھیتون مین موروثی کاشت کا حق نہین رکھتے تھے اُنسے زمیندار زیادہ لگان نہین لے سکتا تھا۔ اسلیئے کہ اُنکو اَور زمیندار اپنی زمینین کم لگان پر دینے کو موجود تھے۔ زمینداروں کے درمیان رقابت کاشتکارون کے لیئے رہتی تہی۔ وہ سرکار کمپنی کے ملازمون کے روبرو سبسے زیادہ اِس بات کی شکایتین کرتے تھے کہ ہمسایہ کے زمیندارون نے ہمارے کاشتکارون کو اپنی طرف لگان کم کرکے کھینچ لیا ہے ؞

حالات موجودہ

اب بنگال کے اکثر حصون مین پہلی باتین اُلٹی ہوگئی ہین۔ اب زمیندارون کو کاشتکارون کے لیئے رقابت نہین رہی۔ بلکہ کاشتکارون مین آپس مین رقابت زمین کے لیئے ہوگئی ہی مگر لگان کی اب بھی دو شرحین ہین۔ موروثی کاشتکارون سے لگان کم شرح پر لیا جاتا ہے اور غیر موروثی کاشتکارون سے زیادہ۔ ہندوستان مین پہلے زمانہ مین جو جنگل کو کاٹ کر گانون کو آباد کرتا تہا وہ گانون کا مالک ہوتا تہا۔ مگر اب اس زمانہ مین ایک خاص قانون اور فوریسٹ ڈپارٹمنٹ یعنی جنگلون کے لیئے ایک سررشتہ ہی وہ جنگلون کو جو باقی ہین محفوظ رکھتا ہے۔ ملک صرف جنگلون ہی سے محروم نہین ہوا ہے بلکہ چراگاہون سے بھی۔ بہتسے ضلعے ہین جن مین مویشیون کے چرانے کے واسطے کافی زمین چرائی کی نہین ہے کہ انمین گائے بیل گھاس چرین جسکے سببسے مویشیون کو تکلیف پہنچتی ہی یہ بات آسانی سے سمجھ مین آتی ہے کہ جس ملک مین اراضی زیادہ ہو اور اُس مین کاشت کرنیوالے آدمی کم ہون تو وہان کاشتکارون کی جماعت کی زیادہ قدرو منزلت ہوگی۔ ان اضلاع مین جہان خانہ بدوش کاشتکارون کا نظام باقی ہے وہان کسی کنبے کو اجازت ہندوستانی رئیس

ہندوستان مین غلامی

کی طرف سے نہین ہوتی کہ ملک کو چھوڑ کر چلا جائے اسلیئے کہ وہان ہر گھر کے ہر ایک آدمی سے ٹیکس لیا جاتا ہے ۔ ہندوستان کے بہت سے حصے ایسے ہین کہ اقوام اسافل کچھ اپنی زمینون سے ایسے پیوستہ و وابستہ ہین کہ اُنکے اور قدیم زمانہ کی غلامی کی حالتون مین بہت تھوڑا ہی فرق ہے +

انگریزی عملداری مین برخلاف قوانین نافذہ کے یہ نظام سو برس سے ڈھیل مین پڑا ہوا ہے بنگال مین جنوب مشرق مین خصوصًا بڑے جزیرے سراندیپ مین پہلے زمانہ مین جو انگریزی افسرون نے اِس غلامی کے دور کرنے کیلیئے کوشش کی تو رعایا نے سرکشی مین کوشش کرکے اپنے غلامون کو چھڑانا چاہا ۔ بیشک خاص قطعات مین جہان رعایا بڑی مظلوم حالت مین ہو جیسے کہ بہار مین ۔ اِس زمانہ مین کبھی کبھی عدالتون کو معلوم ہوا ہے کہ وہان غلامی موجود ہے بعض انگریزی افسرون کے دلون مین یہ خیالات زندہ ہین کہ لوگ ایک ضلع سے اپنے ہمسایہ کے ضلع مین یا ہندوستانی ریاستون مین نقل مکان نہ کرنے پائین +

اراضی پر غیر مساوی دباؤ آدمیون کا

آسام و برہما جو حال مین انگریزی عملداری مین آئے ہین خارج کیئے جائین تو کل برٹش انڈیا کی آبادی تقریبًا ستہ چند زیادہ گھنی بہ نسبت ہندوستانی ریاستونکی آبادی کے ہے غرض یہ نسبت جو آبادیون مین ہے اسکی توجیہ زمین کی قدرتی قابلیتون کے سبب سے بالکل نہین ہوسکتی ۔ یہ رعایا کے لیئے نہایت فائدہ مند ہوگا کہ وہ کل ملک مین اپنے تئین مساوی پھیلائین تاکہ اراضی پر سب جگہ انکی پرورش کا بار برابر پڑے ۔ ممالک انگریزی کے بیچ مین ممالک محروسہ ہین ۔ انتقال مکانی کرنے مین آدمیون کو کوئی بحری سفر نہین کرنا پڑتا کہ جسکا خرچ زیادہ ہو ۔ اب رعایا نے جو اپنے تئین اسطرح نہین پھیلایا ہے اور انگریزی عملداری مین اپنی آبادی کا ہجوم لگایا ہے اسکا سبب کچھ تو یہ ہے کہ اپر انگریزی عملداری مین بہ نسبت ہندوستانی عملداری کے ظلم کم ہوتا ہے لیکن اسکا بڑا سبب یہ ہے کہ جب کثیر الآباد اضلاع سے انگریزی آبادی کی ہندوستانی ریاستون کی طرف جب کوئی حرکت ہوتی ہے تو مقامی حکام اس سے رنجیدہ خاطر ہوتے ہین ۔ بہار کے کثیر الآباد اضلاع سے جو چند کاشتکار ریاست نیپال کے سرحدی قلیل الآباد اضلاع مین چلے گئے تو حکام کو اسپر خود اپنے تئین ملامت کرنے کا احساس ہوا جسقدر انگریزی گورنمنٹ کے اثر و رعب سے ممالک محروسہ کا انتظام اچھا ہوتا جائے گا اُسیقدر امید ہے کہ انگریزی عملداری سے

رعایا مین بتدریج نقل مکان کرنیکے لیئے ہندوستانی ریاستون مین تحریک ہوتی جاے گی
کل آبادی کی پرورش کے لیئے ہندوستان مین بہت اراضی ہے جس چیز کی ضرورت ہے وہ یہ نہین
ہے کہ آبادی مین کمی ہو بلکہ یہ ہے کہ آبادی کی تقسیم زیادہ تر برابر ہو۔ دو زمانون مین جو مردم شماری
ہوئی اُنکے درمیان جو آبادی کی افزایش ہوئی وہ اس آیندہ فقرہ سے معلوم ہوگی۔ اول زمانہ مین
جو آبادی کی افزایش نہایت کم ہوئی۔ اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان مین کیا برا اثر
ہے۔ آخر زمانہ مین سنہ ۱۸۸۱ء و سنہ ۱۸۹۱ء کے درمیان معمولی آسودہ حالی تھی قحط کی آفت نہ تھی اور پہلے
زمانہ مین سنہ ۱۸۷۲ء سے سنہ ۱۸۸۱ء تک تھا سنہ ۱۸۷۶ء و سنہ ۱۸۷۸ء مین قحط عظیم واقع ہوا تھا اور وہ ظاہرا
ایک غیر معمولی زمانہ تھا۔

سنہ ۱۸۸۱ء مین جو مردم شماری ہوئی اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ سنہ ۱۸۷۲ء سے نو سال کے
اندر کل ہندوستان مین ایک کروڑ پچپن لاکھ آدمیون کی زیادتی یعنے ۴۸ر۶ فیصدی افزایش
ہوئی۔ لیکن یہ عام بیان آبادی کی مقامی افزایش کے لیئے ناقص طور سے نظر آتا ہے اسلیئے کہ جنوبی
اضلاع مین جہان قحط سنہ ۱۸۷۷ و ۱۸۷۸ء سے بڑی مصیبت پڑی آدمیون کی تعداد ٹھیری رہی یا اُلٹی کم
ہوئی۔ جن خطون مین آبادی کم تھی اُنمین آبادی کی افزایش بہت زیادہ ہوئی۔ مدراس کی پریسیڈنسی
مین آبادی کی کمی ۱۴ر۱ فیصدی ہوئی اور ہندوستانی ریاست میسور مین جہان سنہ ۱۸۷۶ و ۱۸۷۹ء مین
گرانی غلہ کا پورا اثر پڑا تھا وہان ۱۷ فیصدی آبادی کی کمی ۱۸۷۲ء کی نسبت سنہ ۱۸۸۱ء مین تھی۔
بنگال کی آبادی نو سال مین ۱۱ فیصدی بڑھی۔ باوجودیکہ سنہ ۱۸۷۴ء مین نرم قحط سالی ہوئی۔ مگر
مقامات مین جنکی آبادی کم تھی سب سے زیادہ افزونی تھی۔ یہان کی اراضی پر اس آبادی کا بوجھ محسوس
ہونا شروع نہین ہوا تھا۔ اور ہزارون ایکڑ اراضی کاشتکارون کی خواستگار تھی۔ آسام مین
سنہ ۱۸۷۲ و ۱۸۸۱ء کے درمیان ۱۹ فیصدی افزونی تھی۔ یہ افزایش زیادہ تر اس سبب سے تھی کہ اور مقامات
سے آدمی وہان آگئے تھے۔ سنٹرل انڈیا (ممالک متوسط ہند) مین مع ممالک محروسہ کے اور لاوارث
خطون کی افزایش آبادی ۲۵ فیصدی تھی۔ اور برار مین جو اُنکے متصل ہے ۲۰ فیصدی اور زیرین
برہما مین جو انگریزی عملداری مین سب سے زیادہ آبادی کا محتاج ہے نو سال مین ۳۶ فیصدی آبادی
کی افزایش ہوئی۔ اگر یہی حال رہے تو ۲۵ سال مین آبادی دوچند ہو جائیگی۔

آبادی کی افزایش سنہ ۱۸۷۲ء سے سنہ ۱۸۸۱ء و سنہ ۱۸۹۱ء

مردم شماری سنہ ۱۸۷۲ء و سنہ ۱۸۸۱ء

مردم شماری ۱۸۹۱ء

سنہ ۱۸۸۱ء کی مردم شماری کی نسبت سنہ ۱۸۹۱ء کی مردم شماری مین کل برٹش انڈیا اور ممالک محروسہ مین آبادی تین کروڑ ستتر لاکھ پچاس ہزار آدمیون کی افزایش ہوئی۔ یہ مردم شماری اِسی رقبہ مین ہوئی تھی جس مین سنہ ۱۸۸۱ء مین مردم شماری ہوئی تھی۔ آخر مردم شماری مین ۱۰٫۹۴ فیصدی یعنے تقریباً دوچند کے برابر پہلے نو برسون کی نسبت ہوئی۔ برٹش انڈیا کے کل پروونسون اور ممالک محروسہ مین اس افزایش کی مختلف نسبتین تھین۔ الا کورگ مین جہان ۷۴٫۵۲ آدمی یعنی ۳ فیصدی کمی ہوگئی تھی۔ برٹش پروونسون مین پھر سب سے زیادہ افزایش زیرین برہما مین تھی جہان آبادی ۲۴٫۷ فیصدی بڑھی یعنے ایک چوتھائی کے قریب دس سال مین سنہ ۱۸۸۱ء و سنہ ۱۸۹۱ء کے درمیان۔ پھر اسکے بعد سندھ کے مضافات کے اضلاع مین جنمین ۱۸٫۹ فیصدی افزایش ہوئی۔ پھر اسکے بعد پریسیڈنسی مدراس مین جسنے قحط سنہ ۱۸۷۶-۷۸ء کے بعد ایک عجیب اپنی قوت ولادت کو دوبارہ آدمیون کے پیدا کرنے مین دکھایا۔ ۱۵٫۵ فیصدی افزایش ہوئی اور بمبئی پریسیڈنسی مین جس مین سندھ بھی داخل ہے ۱۳٫۷ فیصدی کی افزایش ہوئی۔ آسام اور اودھ دونون مین یکسان ترقی آبادی ۱۱٫۷ فیصدی ہوئی اور پنجاب بھی انسے زیادہ پیچھے نہین رہا کہ ۱۰٫۷ فیصدی آبادی بڑھی۔ اور سنٹرل پروونس مین آبادی ۹٫۶ فیصدی دس برس مین بڑھی۔ برار مین ۸٫۴۔ اور بنگال مین ۶٫۸ فیصدی اور ممالک مغربی مین جس مین اودھ بھی داخل ہے ۵٫۴ فیصدی۔ پس عام نسبت افزایش کل برٹش انڈیا مین ہندوستانی ریاستون کو خارج کرکے سنہ ۱۸۸۱ء و سنہ ۱۸۹۱ء کے درمیان ۹٫۷۰ فیصدی بہ سنہ ۱۸۷۲ء و سنہ ۱۸۸۱ء کے درمیان ۶٫۹۹ فیصدی افزایش ہوئی تھی +

ہندوستانی ریاستون مین افزایش آبادی ۱۸۹۱ء

ہندوستانی ریاستون مین افزایش آبادی سنہ ۱۸۹۱ء مین بڑی حیرت افزا ہے یہ دلیل کہ ہندوستانی ریاستون کی گورنمنٹ کی ترقی اُنکے باشندون کی افزایش کی تائید کرے صحیح معلوم ہوتی ہے اسلیئے کہ آخر دس سالون مین ہندوستانی ریاستون مین آبادی ۲۰٫۱۵ فیصدی بڑھی ہے یعنے پہلے نو سالون کی ۴٫۱۴ فیصدی افزایش سے چوچند۔ لیکن کل ہندوستانی ریاستون مین یہ افزایش عام اس سبب سے بھی ہوئی ہے کہ مردم شماری کے طریقون مین ترقی ہوئی ہے ہندوستانی ریاستون کے مجموعہ مین جو لفٹنٹ گورنری ممالک مغربی اور ممالک متوسط کی چیف کمشنری سے متعلق ہین

درسنہ ۸۱-۱۸۹۱ء کے درمیان آبادی کی افزایش کم دس فیصدی سے ہوئی ہے۔ اول مین زیادتی ۸ر۷ فیصدی یعنے بنگال کی برابر اور دوسرے مین ۹ر۹ فیصدی کچھ زیادہ ممالک متوسط سے ہندوستانی ریاستون مین جو پنجاب سے متعلق ہین۔ بڑودہ مین مدراس گورنمنٹ کے ماتحت ہندوستانی ریاستون مین شرح افزایش ۴ر۱۰ و ۵ر۱۰ و ۶ر۱۰ فیصدی ہوئی۔ اور اور ہندوستانی ریاستون مین ہر برٹش پرووِنس سے باستثنار سندھ و زیرین برہما کے زیادہ افزایش آبادی ہوئی ہے بمبئی کے ماتحت ہندوستانی ریاستون مین افزایش ۳ر۱۶ فیصدی۔ حیدرآباد عملداری نظام مین ۱ر۱۷ فیصدی اور میسور مین ۱۸ فیصدی اور بنگال کی ہندوستانی ریاستون مین ۳ر۱۸ فیصدی اور راجپوتانہ مین ۲ر۲۰ فیصدی یعنے سند اور ممالک متوسط سے زیادہ۔ اور ممالک متوسط کے متعلق ریاستون مین ۳ر۲۶ فیصدی یعنے تقریبًا زیرین برہما کے برابر افزایش ہوئی ہے۔

نیچے کی جدول مین سنہ ۱۸۷۲ء و سنہ ۱۸۸۱ء کی مردم شماریون کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ سنہ ۱۸۷۲ء مین مردم شماری ایک وقت مین نہین کی گئی۔ اور بعض ہندوستانی ریاستون کے نقشے تخمینًا بنائے گئے تھے اصلی مردم شماری سے نہین بنائے گئے تھے۔ یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ برٹش انڈیا مین نئے ملکون کا اضافہ ہوا ہے اور ہندوستانی ریاستون مین بھی درستی کی گئی ہے اسلیئے ممکن نہین کہ برٹش پرووِنسون اور ہندوستانی ریاستون کا مقابلہ ان جدولون سے کیا جائے جن مین کل آبادی سنہ ۱۸۸۱ء و سنہ ۱۸۹۱ء کی لکھی گئی ہے۔

جدول اول

سنہ ۱۸۷۲ء اور سنہ ۱۸۸۱ء کی آبادی ہند

نام ملک	سنہ ۱۸۷۲ء مین	سنہ ۱۸۸۲ و ۸۱ء مین	افزایش	فیصدی
برٹش پرووِنسون مین	۱۸۶۶۴۱۱۹۱	۱۹۹۰۴۳۴۹۲	۱۳۰۰۲۳۰۱	۶ر۹۹
ممالک محروسہ مین	۵۴۲۱۱۱۵۸	۵۶۶۰۴۳۷۱	۲۳۹۳۲۱۳	۱۴ر۴
فرانسیسی و پرتگیزی عملداریان	۶۷۹۱۷۲	۷۴۸۷۸۳	۶۹۶۱۱	۱۰ر۲۵
میزان کل	۲۴۰۹۳۱۵۲۱	۲۵۶۳۹۶۶۴۶	۱۵۴۶۵۱۲۵	۶ر۴۳

جدول دوم

آبادی ہند سنہ ۱۸۸۱ء اور سنہ ۱۸۹۱ء

نام ملک	سنہ ۱۸۸۱ و ۱۸۸۲ء	سنہ ۱۸۹۱ء	افزایش	فیصدی
برٹش پروونس	۱۹۸۸۶۰۶۰۶	۲۱۸۱۵۵۱۱۵	۱۹۲۹۴۵۰۹	۹٫۷۶
ممالک محروسہ	۵۴۹۳۲۹۰۸	۶۳۴۵۹۸۱۹	۸۵۲۶۹۱۱	۱۵٫۵۲
فرانسیسی و پرتگیزی عملداری	۷۴۸۷۸۳	۸۴۴۳۰۷	۹۵۵۲۴	۱۲٫۷۵
میزان کل	۲۵۴۵۴۲۲۹۷	۲۸۲۴۵۹۲۴۱	۲۷۹۱۶۹۴۴	۱۰٫۹۷

سنہ ۱۸۷۲ء مین آبادی کی تقسیم چار قسمون مین

ہندوستان کی آبادی کو سنہ ۱۸۷۲ء کی مردم شماری مین چار قسمون مین منقسم کیا ہے۔ اول آریا قومین یعنے ہندوستان کے اصلی باشندے اور انکی اولاد نصف ہندو انکی تعداد برٹش انڈیا مین ایک کروڑ پچہتر لاکھ تھے دوئم آریا کی قومین خالص نژاد برہمن چھتری تقریباً ایک کروڑ ساٹھ لاکھ کے سوئم دوغلے ہندو جو آریا اور ان آریا کے ازدواج سے پیدا ہوئے گیارہ کروڑ دس لاکھ۔ چہارم۔ مسلمان چار کروڑ دس لاکھ برٹش انڈیا مین۔ یہ کل آبادی سنہ ۱۸۷۲ء مین اٹھارہ کروڑ ساٹھ لاکھ آدمیون کی تھی۔ انہین چار قسمون کی آبادی سنہ ۱۸۷۲ء ہین کل ہند مین۔ ممالک محروسہ کے اندر پانچ کروڑ چالیس لاکھ آدمیون کی تھی۔ مگر مختلف قسمون کے آدمیون کی تعداد معلوم نہ تھی ✤

سنہ ۱۸۸۱ء کی مردم شماری مین تقسیم کی تبدیلی

سنہ ۱۸۸۱ء کی مردم شماری مین خالص نژاد ہندو برہمن چھتری آریا نسل کے ایک کروڑ ساٹھ لاکھ کل برٹش انڈیا مین ہین۔ دوغلی آبادی ہندوؤن کی ان آریا اقوام اور اصلی باشندونکی قومین اور عیسائی ۱۳ کروڑ اسی لاکھ اور مسلمان چار کروڑ پچاس لاکھ یہ سب کل ملکر ۱۹ کرور نوّے لاکھ آدمیون کی آبادی برٹش انڈیا مین سنہ ۱۸۸۱ء مین تھی۔ اور ہندوستانی ریاستون مین برہمن چھتری باون لاکھ پچاس ہزار اور اراذل ہندوؤن کی اور اصلی باشندون کی اقوام چار کروڑ باسٹھ لاکھ پچیس ہزار اور مسلمان پچاس لاکھ ہندوستانی ریاستون مین سنہ ۱۸۸۱ء مین کل پانچ کروڑ باسٹھ لاکھ پچیس ہزار آبادی تھی۔ اصلی باشندون کی اقوام اکثر ہندوؤن کی اراذل اقوام مین داخل کی گئی ہین چالیس لاکھ پچہتر ہزار ان آریا قومین شمار کی گئی ہین اور ہندوستانی ریاستون مین ۱۷ لاکھ پچاس ہزار۔ اور کل ہندوستان مین سنہ ۱۸۸۱ء مین پینسٹھ لاکھ تھین ✤

مگر سنہ ۱۸۸۱ء کی مردم شماری کی جدول سے اسکا مقابلہ نہین کرسکتے۔ اسلیئے اسمین تقسیم بلحاظ آبادی کی پیشے اور زبان دونون کو ملا کر کی گئی۔ پس اس صورت مین آریا اور اَن آریا اقوام مین نسبت نہین معلوم ہوسکتی۔ جیسے کہ سنہ ۱۸۷۲ء و سنہ ۱۸۸۱ء کی مردم شماریون مین معلوم ہوئی۔ سنہ ۱۸۹۱ء کی مردم شماری مین آبادی کی تقسیم اور ہی طرح سے ہوئی ہی۔ لیکن مردم شماری کے کمشنر پہلے اعداد سے مقابلہ کے لیئے بیان کرتے ہین کہ برٹش انڈیا مین برہمن اور چھتری ایک کروڑ پچانوے لاکھ ہین۔ اور کل ہندوستان مین ڈھائی کروڑ وہ قومین ہین جو بالکل ہندو نہین ہین اور وہ جنگلی قومون کی طرح سے رہتے ہین اُن کا تخمینہ ایک کروڑ دس لاکھ آدمیون کا ہی برٹش انڈیا مین سنہ ۱۸۹۱ء مین ایک کروڑ تینتالیس لاکھ تین ہزار اور کل ہندوستان مین سنہ ۱۸۸۱ء تک۔ اس سوال کا جواب قیاسی اور تخمینون سے دیا جاتا تھا کہ ہندوستان مین آبادی کی افزائش ہوئی ہی یا ہو رہی ہی۔ مشرقی شمالی ہندوستان مین دو نسلون کے اندر اور شاید بعض اضلاع مین یقینی آبادی کی افزونی ہوئی ہے۔ مگر اب بار بار جو مردم شماریان سنہ ۱۸۸۱ء و سنہ ۱۸۹۱ء و سنہ ۱۹۰۱ء مین ہوئین تو سارے شبہات جو آبادی کے باب مین تھے رفع ہوگئے۔ اور اب جو نتائج اس باب مین بیان ہوتے ہین وہ تقریباً صحیح ہوتے ہین پہلے زمانون مین ہندوستان شاید بہت کم ایسا تاراج اور ویران ہوا ہو جیسا کہ انگریزی عملداری کے آغاز سے۔ پہلے مدتون تک لڑائیون کے جاری رہنے سے اور انقلابات سلطنت کے ہونے سے اور غارتگرون کی تاخت وتاراج سے ہوا تھا۔ مگر جب یہان انگریزی عملداری نے اپنی سلطنت کا سکہ جمایا اور اسمین امن امان قایم کیا تو اسکی آبادی بڑھنی شروع ہوئی۔ جسکا اوپر بیان کیا گیا اور بدستور اس مین معمولی آبادی ہوگئی۔ اب اسکے بہت سے مقامات مین بڑی گنجان وگھنی آبادی ہے۔ اب تک زمانہ قدیم کے بہت سے آثار ویادگار ایسی موجود ہین کہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان پہلے بھی ایسا ہی کثیر الآباد تھا جیسا کہ اب ہے یا اب سے بھی زیادہ۔ صحیح تواریخ ایک طرف تو یہ بتلا رہی ہین کہ زندہ آدمیون کو یاد ہے کہ بعض اضلاع وحشیانہ حالت سے نکالکر ابھی آباد سرسبز وشاداب کیئے گئے ہین۔ اب اسکے برخلاف دوسری طرف یہ بتلا رہی ہین کہ بعض اضلاع ایسے ہین کہ اُن مین اب نیچر (قدرت) اپنے وحشیانہ جلوے دکھا رہی ہی۔ مگر اسمین قدیمی تہذیب وشایستگی کے نشان وآثار باقی ہین کہ جنسے کوئی شبہ باقی نہین رہتا کہ ان مین بڑے خوش اقبال اور سب طرح سے مرفہ الحال آدمی آباد تھے ✦

آدمیون کا تعداد مین بڑھنا

ہندوستان مین متاہل ہونے کا عام رواج ہے۔ اسکے لیئے مذہبی احکام موجود ہین اولاد کے ہونے کی بڑی تمنائین رہتی ہین۔ یہان متاہل ہونیکیلیئے وہ موانع موجود نہین جو مغربی شایستہ و مہذب قومون مین ہوتے ہین مجموعۃً بہت بچے پیدا ہوتے ہین۔ لیکن اکثر بیاہ بالغ ہونے سے پہلے ہوتے ہین جو کامل طور پر بارور نہین ہوتے۔ بڑے کنبے کمتر ہوتے ہین۔ زیادہ تر چھوٹے کنبے ہوتے ہین۔ بعض اوقات چھوٹے بچون کی کثرت اموات قابل افسوس ہوتی ہین۔ ہر سال زیادہ آباد اضلاع چند مہینے تک مرطوب رہتے ہین جس سے انسان کے قوائے روحانی مضمحل ہوتے ہین آدمیون کا حال یہ ہوتا ہے کہ شمع کی طرح گھلتے گھلتے ختم ہوجاتے ہین۔ دن کو گرمی پڑتی ہے وہ مسامات کو کشادہ کرتی ہے۔ رات اپنی اوس کی رطوبت اُس مین داخل کرتی ہے۔ جب سات موقوف ہوتی ہے تو زمین نم آلود ہوتی ہے۔ ہوا انجارات فاسدہ سے پُر ہوتی ہے۔ جس سے بخار وہ پھیلتا ہے کہ مشکل سے کوئی آدمی بچتا ہے۔ یہ ہر سال بخار کا بار بار آنا بعض آدمیون کے قوائے جسمانی کو بہت ضعیف کردیتا ہے گو بعض اضلاع مین آدمیون کو دریاؤن و ندیون سے پانی پینے کے لیئے اور نہانے کے واسطے بڑا پاکیزہ کثرت سے ملتا ہے جو گرم ملکون مین ایک بڑی نعمت عظمیٰ ہے۔ لیکن پھر بھی بہت جگہ پینے کے لیئے پانی صاف نہین ملتا۔ جس سے بیماریان پیدا ہوتی ہین۔ نہانے کے لیئے بھی پانی کی قلت ہوتی ہے۔ وقتاً فوقتاً مہلک وبائین آتی رہتی ہین ہزارون آدمیونکی جانین لے جاتی ہین پھر قحط پڑنے کا بھی ایک دستور پڑگیا ہے کہ وقت پر آتا ہے جو کم یا زیادہ گورستان کو آباد کرتا ہے۔ غرض ایک طرف آبادی کے بڑھنے کے اور دوسری طرف آبادی کے گھٹنے کے اسباب موجود ہین۔

جب انگریزی عملداری کا آغاز ہوا تو ابتدا مین زراعت کے ایسے نقشے نہین مرتب ہوئے کہ جنسے یہ امتحان ہوسکتا کہ اُنیسوین صدی مین زراعت نے کتنی وسعت پائی۔ لیکن شہادت کامل ایسی موجود ہے کہ جس سے یہ نتیجہ نکال سکتے ہین کہ زراعت مین بڑی افزایش ہوئی ہے۔ شکاریون کو ایک نسل دوسری نسل کو بتلاتی چلی آتی ہے کہ پہلے ہماری شکارگاہین تنگ ہوتی جاتی ہین جن مین جنگلی جانورون کا شکار کھیلتے تھے۔ آخر سالون مین انگریزی عملداری کے بہت سے حصونکے بندوبست و مالگزاری کے کاغذات اور اُن حصون کی جمعبندیان جن مین بندوبست نہین ہوا شہادت دیتی ہین کہ زراعت

بہت بڑھ گئی ہے۔ بعض اضلاع کے آخر بندوبست کے کاغذات سے معلوم ہوتا ہے کہ زراعت نے خوب جولانیان کی ہین۔ زراعت کی وسعت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہان کی آبادی مین افزایش ہوئی ہے۔ بیشک یہ کہا جاتا ہے کہ اراضی جسکا پیداوار کم ہوتا جاتا ہے وہ تہوڑے آدمیون کی پرورش کر سکتی ہے۔ اسلیئے ضرور نہین ہے کہ زراعت کی وسعت سے آبادی کا نتیجہ نکالا جائے۔ اگر زمین کا پیداوار کم ہوتا جاتا ہے جیساکہ بعض اضلاع مین ہوتا ہے تو یہ تنزل بہت بتدریج ہونا چاہیئے وہ کافی نہین ہوتا کہ اُس سے آبادی کی افزایش یا کمی کا نتیجہ نکالا جائے۔ ایک ہی آدمی دنس بیگہ زمین بوتا جوتتا تہا جو پہلے پانچ بیگہ کو بوتا جوتتا تہا۔ برخلاف تمام نقصون کے ترقی کی طرف بہت سے میلان ایسے ہین کہ وہ آبادی کو بڑھاتے ہین۔ محققین بہت شوق سے اس بات کو سوچتے ہین کہ ملک مین اب جتنے آدمی آباد ہین اور اُنکی پرورش ملک کرتا ہی اُنسے زیادہ آدمیون کی بھی پرورش کرنیکی سکت رکھتا ہی یا نہین۔ ہندوستان مین آبادی کہین ایسی گھنی ہے کہ اُسمین اور زیادہ آدمیونکی سمائی نہین اور کہین ایسی چھدری ہے کہ وہان آدمیون کے آباد ہونے کی حاجت ہے اسلیئے مختلف حصون کی آبادیون مین بڑا تفاوت ہی۔ ایسی وسیع اور مختلف الحالت مملکت مین کل رقبہ مزروعہ سے کل آبادی کا مقابلہ کرنا قابل طمینان نہین۔ جیسا دنیا کے اور حصون مین کثرت آبادی کے اندازے مقرر کیئے گئے ہین ایسے ہی وہ اس ملک کی آبادی کے لیئے ہین اور وہ زمین کی قدرت پرورش سے بہی زیادہ نہین علی العموم ہندوستان مین عام اوسط آبادی خاصہ ہی۔ مگر بعض حصون مین آبادی کی کثرت اور بعض حصون مین قلت ہی۔ اگر آدمی ایک مرکز محنت سے دوسرے مرکز کی طرف بقدر ضرورت انتقال مکانی کرین تو قومی فائدہ عظیم حاصل ہو مگر اس طرح مقامات سکونت کو بدلنا ہندوستانیون کی طبیعت کے برخلاف اور گورنمنٹ کی قدرت سے باہر ہے۔ گو بعض جماعتین ایسی ہین کہ وہ نقل مکان کرتی ہین مگر کثرت سے آدمی ایسے ہین جو اپنے گہر کو عزیز رکھتے ہین اور اپنی جگہ سے مصمم ہین وہ اپنی اراضی کے آبائی حقوق پر فریفتہ ہین اور اپنے آبائی حقوق پر جان دیتے ہین اور اپنے لیئے نہایت مسکینی کی حالت مین رہنا پسند کرتے ہین۔ اُنکے درمیان اراضی ہی کی نہین بلکہ حقوق کاشت کی بھی تقسیم در تقسیم بہت زیادہ بعض اوقات ذرا ذرا سی ہوتی ہے مگر اُسکی نوبت کہین ایسی نہین آئی کہ اُسکا متحمل ہونا عقل کی حد سے متجاوز ہو گیا ہو۔

ہندوستان کی بنجر اور غیر مزروعہ قابل زراعت

اگر نقل مکان کرنیکے لیئے تحریکین جو جفاکش اور محنت شعار قومون کو متحرک کرتی ہین وہ ہندوستانیون کو اُبھارین تو اُنکے لیئے ہندوستان ہی کی حدود کے اندر ایسی ویران قابل زراعت زمینین موجود ہین جو ہلون کے حملون کی منتظر بیٹھی ہین بعض بعض محققین آگاہ کرتے ہین کہ اکثر مقامات مین ہندوستانیون کی ایک تعجب خیز عادت ہی کہ وہ اُس اراضی کے ایک چپے کو نہین چھوڑتے جو اُنکو قابل زراعت ہاتھ لگتا ہے اسکا یہ نتیجہ لازمی ہے کہ کل مملکت مین زراعت حتی الامکان انپی حدِ غایت کو پہنچگئی - بیشک ایسے مقامات مین مدت سے زراعت حد غایت کو پہنچگئی ہے - لیکن اور مقامات بہی ہین جہان ویران قابل زراعت زمین کے لیئے خاص تحقیقات کی گئی ہے تو بیرونی زمینین کوئی یہان کوئی وہان دریافت ہوئی ہین جنکا کل مجموعہ سیاحون کو معلوم ہے - مضافات ہند اور برٹش بہا جو فی الحال برٹش گورنمنٹ کے تحت مین آیا ہے ایک ایسا وسیع احاطہ ہے جس مین کسان اور اور زراعتی مزدور اپنا کام پا سکتے ہین - بنگال اور بہار مین جب ۱۸۷۴ء مین قحط پڑا تھا تو کثرت آبادی سے بڑا خوف پیدا ہوا تہا - جسکے سبب سے حکام کو اس طرف توجہ ہوئی کہ ویران زمینون کو بہم پہنچایئن یہ بات جلدی سے دریافت ہوگئی کہ غایت فاصلہ پر دو سو میل کے اندر اور اکثر چند میل کے اندر غیر آباد زمینین موجود تہین جو آدمیون کی افراط کو اپنے اندر جگہ دینے کو تیار تہین - پنجاب کے مرکز مین قابل زراعت بڑا وسیع خطہ ہے جہان آباد ہونیکے لیئے ایسی ہی حالت مین ترغیب دینگی - اگر اس قسم کی کوئی قدرتی قومی جان جوکھون دہمکانا شروع کریگی تو اس سے بچنے کا علاج یہ ہندوستان کے اندر ہی موجود ہے - جب کسی ضلع مین یا پروہ نس مین زراعتی ملکیت کسی کو نہ ملتی ہو اور کسانون کو کہیتی کے لیئے دہرتی نہ میسر ہوتی ہو تو ناگزیر ایسی حالتون مین زراعتی سرمایہ دار اور کاشتکار خود بخود اپنے قریب کے غیر مزروعہ اور غیر آباد قطعات مین بھاگے جائینگے - بغیر لحاظ اُس زمین کے جو ابہی آیندہ زراعت مین آنے والی ہے پہلی ہی زمین جس مین زراعت ہوتی ہے ایسی بنائی جاسکتی ہے کہ اُسکا پیداوار حال کے پیداوار سے بڑہ جائے - ہندوستانی جس محنت و سلیقہ و ہنرمندی سے کاشتکاری کرتے ہین اُسکی یوروپ کے فن زراعت کے ماہر اُستاد بعض لحاظ سے متعجب ہو کر تعریف کرتے ہین - فصل خریف و ربیع مین وسعت عظیم مین جو فصلین متصل لہلہاتی ہین اُنسے زمین کی قدرتی سرسبزی و شادابی کا خیال پیدا ہوتا ہے اور اُسکے ساتھ ہی یہ بہی انصاف معلوم ہوتا ہے

کہ ہندوستانیوں کی محنت شعاری اور عملی علم کی داد دی جائے۔ سیکڑون برسوں سے ہزارون مربع میلون مین زمین متواتر بلا کسی وقفہ کے کاشت ہوتی چلی آئی ہے مگر اسکی زرخیزی و پیداوار مین کمی نہین ہوئی۔ اِسکے سبب سے یہ خوف جاتا رہا ہے کہ زمین کی زرخیزی مین بتدریج کوئی تنزل شروع ہوگا۔ اگرچہ زیادہ تر زراعتی پیداوار قدیمی ہین۔ لیکن بہت سے نئے پیداوار بھی داخل کیئے گئے ہین۔ کوئی دس سال نہین گزرتے کہ ایک نئی پیداوار کی بارآور کاشت نہین شروع ہوتی۔ کھیتون مین آبپاشی کنوؤن سے جنکی کوٹھیان بڑی گہری زمین کے اندر ڈالی گئی ہین۔ اور پھر اُن پر آب افراز کلون کا استعمال جنہین کئی کئی ہفتون تک بیلون کی جوڑیان اور آدمی کام کرتے رہتے ہین دیکھنے والونکے دلون مین خیال پیدا کرتے ہین کہ عطیات قدرت کو انسان اپنے کام مین اپنی حکمت و ہنر سے استعمال کرتا ہے ہندوستان مین آبپاشی کے لیئے نہرین ایسی وسیع و عظیم ہین کہ یوروپ کی ساری نہرین اُنکے سامنے بونی معلوم ہوتی ہین اور شاید ایشیا مین چین کے سوا کہین ایسی بڑی نہرین نہین ہون گی ✣

باوجود ان سب مفید آثارون کے یہ ماننا پڑتا ہے کہ غالباً بعض اراضی کے پیداوار مین تنزل شروع ہو گیا ہے۔ ان مین ایسی بھاری اور قیمتی فصلین نہین پیدا ہوتین جیسی کہ ہونی چاہیئین ہر ایک ایکڑ مین گیارہ بُشل اناج پیدا ہوتا ہے اور انگلستان مین بیس بُشل (ستائیس سیر کا پیمانہ ہوتا ہے) نو توڑ زمینون مین یہ تازہ تجربہ ہوا ہے کہ ان مین جو اول سالون مین پیداوار ہوتا ہے وہ آیندہ سالون مین نہین ہوتا۔ ایسی وہ قسمتون سے معلوم ہوتا ہے کہ اراضی مین پیدائش کے عناصر مین بدل ماتحلل مصنوعی طور پر نہین کیا جاتا۔ بعض لحاظ سے زراعت ہنوز ابتدائی اور ناقص حالت مین ہے۔ کھات بہت ناقص ہوتی ہے۔ مینہ کا پانی لاکھون مکعب فیٹ سمندر مین بیفائدہ بہا چلا جاتا ہے۔ یہ امید کرنا کوئی شیخ چلی کا خیال نہین ہے کہ عملی اور ٹیکنیکل تعلیم مزارعین کو زراعت مین ترقی کرنا سکھائیگی۔ اور زراعت کے پیداوار کے لازمی تنزل کے برخلاف کام کریگی اور نئے نئے پیداوارون کو داخل کریگی۔ اور اراضی مین وہ قابلیت پیدا کریگی کہ جس سے غریب لاکھون آدمیون کی وہ اب پرورش کرتی ہے اس سے زیادہ آدمیون کو پالیگی ✣

انڈیا کے مضافات مین جو ملک ہین وہ مفلس اور کوہستانی ایسے ہین کہ انمین یہ گنجایش نہین ہے

کہ یہان سے آدمی وہان جاکر بسین۔ لیکن انگلینڈ کی کولونیز (آبادیان) ایسی ہین کہ جنہون نے اب تک اپنے میدان ہندوستانیون کے آباد ہونیکے لیئے خالی رکھ چھوڑے ہین جو یہان سے ترک وطن کرکے وہان آباد ہون۔ ہندوستان مین ہزارون کنبے ایسے ہین کہ وہ خوشی سے تارک الوطن ہونے پر راضی ہین۔ موریشس اور ناٹال اور ویسٹ انڈیا اور گائنا مین بہت برسون سے ہندوستانی ترک وطن کرکے آباد ہونے شروع ہوئے تھے۔ ۱۸۷۳ء سے ۱۸۷۸ء تک اسمین بڑی تیزی رہی لیکن پچھلے سالون مین ان مین کمی اس سبب سے آگئی کہ شکر کی تجارت متنزلزل ہوگئی۔ یہ تارک الوطنی وادیٔ گنگ اور بہار و بنارس اور ساحل مدراس کے شمالی اضلاع سے زیادہ تر ہوئی۔ اگرچہ کولونیز کے بازار محنت مین ہندوستانیون کی تعداد کافی تھی۔ مگر ہندوستان کی کثرت آبادی پر اسکا کچھ اثر محسوس نہین ہوتا تھا۔ ان تارک الوطنون مین بعض نے کولونیز کو اپنا وطن بنا لیا۔ مگر ان مین سے بہت سے آدمی نہایت آسودہ حال ہوکر اپنے وطنون کو واپس چلے آئے۔ گورنمنٹ نے یہ بڑا اہتمام کیا تھا کہ ہندوستانیون کو نقل مکان کرنے مین آسانی ہو اور انکو یقین ہو کہ اس نقل مکان کرنے مین انکی بہبودی ہی۔ یہ امر بالکل موقوف کولونیز کی اس مانگ پر ہے جو وہ ہندوستان کی محنت کے لیئے کرین۔ زمانہ حال مین انکی یہ مانگ ہندوستانیون کی بہبودی کے لیئے متلون اور نامحقق ہوگئی ہے۔ اگر وہ مستقل و متواتر ہوگی اور وہ ہندوستان سے زیادہ مزدوری دینے کا وعدہ کرینگے تو ہندوستانی تارک الوطنون کی وہ زیادتی ہوگی کہ خط استوا کے جنوبی اضلاع حارہ مین اور آسٹریلیا کے حصون مین ہندوستانیون کے نئے اضلاع آباد ہوجائینگے لیکن عملاً یہ احتمال نہین ہے کہ کولونیز مین ہندوستانی اسقدر نقل مکان کرینگے کہ ان اضلاع ہند مین تخفیف تکلیف ہو جن مین آبادی سما نہین سکتی۔ بیرونی کولونیز مین ہندوستانیون کا ترک وطن کرکے بسنا

آیندہ کے اتفاقات پر لحاظ کرنے کے بغیر یہ فکر و خوف پیدا ہوا تھا کہ شاید ہندوستان مین کوئی مہیب وقت ایسا آئے کہ اسکی وسیع آبادی کے لیئے کافی خوراک میسر نہ ہوسکے۔ بیشک جب ۱۸۷۸ء مین یہ معلوم ہوتا تھا کہ مدراس اور بمبئی مین آیندہ ایک سال اور قحط جاری رہیگا اور شمالی ہند مین ایک نیا قحط آئیگا تو اس خیال نے تھوڑی دیر کے لیئے حکام کے دماغ مین پرواز کی تھی مگر یہ خیال زود زوال تہا وہ بالکل کافور ہوگیا۔ بیشک ۱۸۷۷ء و ۱۸۷۸ء کے گرمی کے موسمون

ہندوستان مین خوراک کافی ہے

کے درمیان بارہ مہینے ایسا وحشت ناک سال قحط کے لحاظ سے تھا کہ اس صدی مین کوئی ایسا سال ہندوستان مین نہین ہوا تھا۔ مگر اس مین بھی اناج کے رسد بہم پہنچنے کے لیے کسی مدت مدید تک اندیشہ نہین پیدا ہوا۔ اس مین کبھی ناکامی نہین ہوئی ۱۸۷۴ء مین جب بنگال اور بہار مین لاکھون آدمی قحط زدہ ہو رہے تھے تو کلکتہ مین ایسا سمان تھا کہ یہان سے اناج کی رسد بافراط پہنچ رہی تھی۔ یہ عرض کیا گیا کہ اس رسد رسانی کی ممانعت کی جائے مگر گورنمنٹ نے اس عرض ممانعت کے منظور کرنیسے انکار کر دیا۔ اور غلہ رسانی برابر جاری رہی معمولی اوقات مین اور جزئی قحطون مین ہندوستان غلہ رسان ملک ہی اور کوئی چیز جو سخت قحط عام سے چھوٹی ہو اس غلہ رسانی کو بند نہین کر سکتے۔ کسی سخت قحط عام کا پڑنا حد امکان سے باہر نہین ہے۔ مگر قحط کی تاریخون مین کوئی اسکی نظیر نہین موجود ہی اور ہندوستان کے بعض منطقی اقلیمی اور عرض وطول بلد کے بہت سے درجے ایسے ہین کہ ان مین ایسے قحط کا پڑنا نہایت ہی بعید از احتمال ہے۔ ۱۸۷۴ء مین جب بنگال قحط کی بلا مین مبتلا تھا مدراس اور بمبئی مین سستا سمان تھا۔ اور جب ۱۸۷۷ء مین مدراس اور بمبئی قحط کی مصیبت اٹھا رہے تھے۔ بنگال مین سمان اچھا تھا۔ سب حالتون مین ساحل برٹش برہما کے اور گنگا کے ڈلٹا کے اضلاع لاکھون من اناج اور مقامات مین بھیجتے ہین۔ ان مین قحط سالی نہین ہوتی اگرچہ رقبہ جس مین نہرون سے آبپاشی ہوتی ہے بالاضافت غیر کافی ہے مگر وہ بڑا ہے اور اس مین قحط کی رسائی نہین ہو سکتی۔ ملک مین جو اناج کی اندرونی تجارت ہوتی ہے وہ ۱۸۷۴ء و ۱۸۷۷ء و ۱۸۷۸ء کے وسط مین قحط سالیون مین بہت بڑھ گئی تھی۔ اور سلطنت کے اندر ہی غلہ رسانی مین کچھ مشکل نہین پڑی۔ اناج کی مقدار حاصل کرنے مین کچھ دقت نہین پیش آئی۔ مگر اُسکی رسد رسانی کے وسائل حاصل کرنے مین دشواری پیش آئی ہے۔ یہ وسائل زیادہ تر ریلوے کے ذرائع ہین مگر یہ ایک صورت اسکی مستثنے قابل اطلاع ہی کہ ۱۸۷۴ء کے شروع مین گورنمنٹ مجبور تھی کہ اور وسائل کے ذریعہ سے شمالی بہار مین غلہ رسانی کرے۔ غرض سلطنت کی حدود کے اندر غلہ موجود تھا صرف مشکل یہ تھی کہ قحط زدون تک غلہ رسانی کیجائے ✤

کئی نسلون کے تجربہ نے اور متعدد قحطون کے نظائر کے باہم مقابلہ نے اس امر کو بلا شبہ ثابت کر دیا ہے کہ تھوڑے یا بہت دنون کے وقفہ کے بعد قحط بار بار پڑتا ہے اسکے دور ہونے کا

کوئی وقت معین نہین ہے۔ قحط کے نتائج کے گھٹانے مین گورنمنٹ نے سخت کوشش کی ہی جس مین اُسکو گونا گون کامیابی ہوئی ہے۔ بیشک اسکی کوشش سے لاکھون جانین تلف ہونے سے بچ جاتی ہین۔ اور گروہا گروہ کنگلون کی تکالیف مین تخفیف ہوجاتی ہے مگر اسپر بھی بہت آدمی مرجاتے ہین۔ اِن واقعیتون کو جانکر بہت کم مدبران ملکی یہ کہین گے کہ اموات رُک سکتی ہین یا انکے رُکنے کی توقع ہوسکتی ہے۔ گورنمنٹ نے بڑے بڑے کامون کے عملاً اختیار کرنیکے لیئے موشگافی کے ساتھ تحقیقاتین کین اور ایسی ایسی تدابیر کین کہ وہ قحط کی رسائی کو روکین۔ مگر ہنوز اسکے لیئے کوئی ممکن صورت بھی منکشف نہین ہوئی ہے جو بڑی بڑی ترقیان کی گئی ہین یا آیندہ ہون داخل ہوسکتی ہین۔ انکی بڑی معراج یہ ہے کہ وہ قحط کے رقبہ کو کم کردین۔ سستے سمے مین قحط سالی ایک بھوت کی مانند تقدیر کے شاکر آدمیون کو ڈراتی ہے اور ایک نیچر کی طرح اپنی انگلی سے قوم کو متنبہ کرتی ہے کہ تیرے سرپر ایک بلا کھڑی ہے جو ٹالے سے نہین ٹلتی ۔

ہندوستان کا تمول اور انگریزی عملداری

دونون یوروپین اور ہندوستانی اس بارہ مین مباحثے کرتے رہتے ہین کہ آیا انگریزی عملداری مین ہندوستان کا تمول بڑھ رہا ہے یا گھٹ رہا ہے۔ بہتسے انگریزی تعلیم یافتہ یہ سمجھتے ہین کہ ہندوستان کا تمول گھٹ رہا ہے۔ غالباً اس قسم کے خیالات علی العموم ہندوستانیون کو پسندیدہ معلوم ہوتے ہین۔ یقینی ہر ہندوستانی ایجی ٹیٹر (لوگون کو اُبھارنے والا اکسانیوالا) اپنی گفتگو مین اس قسم کے بیانات کو پسند کرتا ہے جنپر غالباً لوگ یقین کرینگے۔ وہ اپنی بیانات مین اس بیان کا اور اضافہ کرتا ہے کہ قومی دولت اس سببسے گھٹتی جاتی ہے کہ انگریز اس کو انگلستان کھینچے لیئے جاتے ہین۔ اس دلیل کو ہندوستانی اخبار بھی بڑا زور دیکر برٹش گورنمنٹ اور برٹش قوم کی مخالفت مین تحریر کرتے ہین۔ یوروپ کی بعض قومین بھی اسی قسم کے خیالات رکھتے ہین کہ ہندوستان سے دولت انگلستان کو کھنچی چلی جاتی ہے۔ اور بعض انگلش حکام بھی جنکے ارشادات توجہ دلانے پر حکمران ہین اس امر کو توجہ کرنے کے لیئے پیش کرتے ہین ۔

یہ پہلے یقین کیا جاتا تھا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی ہندوستان سے بہت منفعتین اُٹھاتی ہی اور وہ خراج لیتی ہے گو وہ براہ راست نہ ہو مگر جب سے گورنمنٹ پادشاہ نے اپنے ہاتھ مین لیلی ہی تو اب اسطرف توجہ مائل ہوئی ہے کہ گورنمنٹ انڈیا کتنی دولت گورنمنٹ انگلینڈ کو

سالانہ نذر کرتی ہے۔ اسکا نام بھی لوگون سے خراج رکھ چھوڑا ہے۔ مگر وہ غلط ہے بہرا سپر یہ رقمین اور اضافہ ہوتی ہین کہ ملازم انگریزون کی تنخواہون کی بچتین اور پس انداز ولایت بھیجی جاتی ہین۔ انگریزی تاجر اور صنعت گر اور صاحبن جو اپنی منفعتین ولایت بھیجتے ہین۔ آخر سالون مین یہ رقمین جو گورنمنٹ ہند انگلینڈ کو ادا کرتی ہے ایسی زیادہ بڑھ گئی ہین کہ انکی صورت ڈراونی ہوگئی ہے اور روز بروز زیادہ بڑھتی جاتی ہین۔ مگر وہ سب جائز اور حق بجانب بمقتضائے طبع بشری ہین وہ مشتمل ان اشیاء کی قیمتون پر ہین جو گورنمنٹ کے ذریعہ سے انگلینڈ سے ہندوستان مین آتی ہین وہ حقیقت مین درآمد مال کی تجارت ہے وہ اس سرمایہ کا سود ہے جو ہندوستان مین بارآور ہوتا ہے وہ ان خدمات کا صلہ زر ہے جو ہندوستان مین انگریز کرتے ہین۔ جس ملک مین گورنمنٹ اور منتظم و تاجر غیر ملک کے ہون تو یہ امر لازمی اور ناگزیر ہے کہ انکی آمدنی کا ایک حصہ ہندوستان مین خرچ نہو۔ اس کے برخلاف اگر انکی جگہ ہندوستانی ہوتے تو اس ملک مین انکی آمدنی بالکل خرچ ہوتی۔ پنشن کا نظام قایم ہوا ہے وہ برٹش گورنمنٹ ہی مین زیادہ تر بروے کار ظاہر ہوا ہے۔ ہندوستانی پنشن یاب اپنی پنشن ہندوستان مین خرچ کرتے ہین۔ یوروپین پنشن یاب اپنی پنشن انگلینڈ مین خرچ کرتے ہین تاریخ کے صفحون مین بڑی دہوم دھام سے یہ بیانات لکھے ہین کہ ان مقامات کی زیب و زینت بڑی شان و شوکت سے ہوتی تھی جن مین اراکین سلطنت مجتمع ہوتے تھے اور انکی بارگاہین اور خیمہ گاہین لگتی تھین اور دربارون کے جشن بڑے کر و فر کے ساتھ ہوتے تھے۔ اب بھی اُن کا کچھ نمونہ ہندوستانی ریاستون مین موجود ہے یہ زیب و زینت و شان و شوکت زیادہ تر گو بالکل نہین۔ ہندوستانی چیزون کی خرید مین روپیہ خرچ کرنے سے پیدا ہوتی تہین جنسے مقامی صناع و کاریگرون کی امداد ہوتی تھی۔ اب کل سلطنت مین وائسرائے۔ لفٹنٹ گورنرون اور گورنرون اور منتظمون کی دارالحکومتین بڑی بازیب و زینت و شان و شوکت ہین۔ مگر وہ مختلف طرح کی ہین ان مین ہندوستانی صناعی و دستکاری بروے کار ظاہر نہین ہوتی۔ اس سبب سے ہندوستان مین گو بہت سی نہین مگر بعض قدیم صنائع خاص کر جن مین زیادہ لطافت و نزاکت تھی بالکل معدوم ہوگئین یا اُنکا تنزل ہوگیا یا وہ ٹھٹھر گئین اب وہ آدمی جو ان صنعتون مین اپنے ہاتھ اور دماغ کو کام مین لاتے تھے اور کامون مین محنت مزدوری کرنے لگے۔ پرانے زمانہ مین نوکریان بہت تہین

فوجون مین سپاہیون کی کثرت ہوتی تہی - امرا کے ملازمین اور اردلیون و شاگرد پیشہ کے آدمیون کی افراط ہوتی تہی - اب یہ سب اس زمانہ مین کم ہوگئی ہین - ہندوستانیون کی ترقی عظیم مین ان محدود و اقتیتون کے سبب سے جو نقص پیدا ہوئے ہین انکو تسلیم کرنا پڑتا ہے ◆

ہندوستانی سلطنتون کے خرچ انگریزی سلطنت کے خرچون سے بالکل مختلف تھے وہ اور خیالات سے ہوتے تھے یہ اور خیالات سے ہوتے ہین اُن مین شخصی تزک و احتشام کا دکھانا اور عیش و طرب کا بہت سامان مہیا کرنا اور نمود و نمایش کے لیئے اسراف کرنا مدنظر ہوتا تھا - اُن مین عام افادت پر بہت کم خیال ہوتا تھا - زود زوال چیزون مین دولت خرچ ہوتی تہی جو تھوڑی دیر اپنی بہار دکھا کر فنا ہو جاتی تہین - اس طرح دولتین نہین لگائی جاتی تہین کہ وہ اور دولت پیدا کرین اور سرمایۂ ملکی کو بڑھائین - بادشاہ اور اُسکے رشتہ دار اُسکے اُمرا جنکو اراکین سلطنت کے لقب حاصل ہونے کا فخر ہوتا تھا - وہ اپنے اوقات کو ان تفریحات و لہو و لعب مین ضائع کرتے تھے جو اس زمانہ کی تربیت و تعلیم پیدا کرتی تہی وہ اپنی زندگانی سب طرح سے عیش و آرام کے ساتھ مخازن ملکی کو صرف کرکے گزارتے تھے - انکے مصاحبین و انیس و جلیس بہت سے ایسے آدمی ہوتے تھے کہ وہ سوائے اسکے کہ زمین کے محاصل کو کھایا کرین - کوئی کام کرنا نہین جانتے تھے - بہت سے کارخانے فقط شان و شکوہ دکھانے کے لیئے ہوتے تھے - اور ان مین ان لوگون کو نوکر ان ملتی تہین جو کوئی بار آور محنت کرنی نہین جانتے تھے ◆

انگریزی عملداری نے ان تمام فضول کامون کے مُنہ مین لگام دیدی - تزک و احتشام کی نمود و نمایش مین وہ کفایت شعاری اختیار کی کہ وہ بہت سی آنکھون مین پولیٹکل نقص دکھائی دینے لگا - اسنے وہی کارخانے ادنے پیمانہ پر جاری رکھے جو پبلک کے خدمت گزار تھے - گورنمنٹ کا کوئی نوکر کاہل نہین اسکے برخلاف وہ اپنے کسی نہ کسی کام مین مستعد و جید رہتا ہے - سب جلیل القدر عہدہ دار سخت محنت شعار و جد کار ہوتے ہین - گورنمنٹ اپنے عیش و آرام کی زود زوال چیزون مین روپیہ نہین خرچ کرتی بلکہ ان چیزون مین جو در اصل مفید ہین اور ان کامون مین جو آئندہ دولت کو بڑھاکر اُسکو روز افزون کرتے ہین خرچ کرتی ہے - گورنمنٹ کی یہ پولیسی رعایا کو پس انداز کرنے کی اور سرمایہ کے بڑھانے کی طرف راغب کرتی ہے جس سے دولت پیدا کرنے والی محنت کا میدان

فراخ ہوتا ہے بعض ہندوستانی ریاستون نے خاص لحاظ سے برٹش گورنمنٹ کی اسی پولیسی کی جو وہ علی العموم اختیار کرتی ہے پیروی کی ہے جتنی انہون نے اس پولیسی کی پیروی کی ہو اتنی ہی وہ سراہی جاتی ہین۔ متضاد خیالات جنہون نے ہندوستانی اور انگریزی نظام کو باقاعدہ بنایا ہے وہ ایک فرق کے پیدا ہونیکے سبب ہین جو ملک کے چہرہ پر نمایان ہے ضرور نہین کہ فریق ہندوستانی گورنمنٹ کے نظام کو مفید تبلائے بلکہ بہت آدمیون کے نزدیک وہ برٹش گورنمنٹ کے نظام کو مفید تبلاتا ہے لیکن بہت سے ہندوستانی تعلیم یافتہ جو مروجہ پولٹکس پر متوجہ ہوئے ہین برٹش گورنمنٹ کی اس بات کی بہت کم قدر کرتے ہین کہ اسنے عیش و طرب کے خرچ کو جس سے دولت نہین پیدا ہوتی تھی۔ اس خرچ کی طرف تحویل کر دیا ہے کہ وہ ترقی کو پیدا کرتا ہے۔ وہ گورنمنٹ پر ایک ناواجب پشیانی الزام ان کارخانون اور کامون کی نسبت لگاتے ہین جو یوروپین کی رائے مین قومی تمول و بہبودی و آسودگی کے پیدا کرنے والے ہین۔ یہ خیالات انکے خود بخود جب تہذیب و شائستگی اور ترقی کی روشنی تابان ہوگی تو تحلیل ہو جائینگے ۔

اب علاوہ برین انگریزی عملداری مین ہندوستانی خام پیداوار اور بعض صنعت کی چیزون کو سمندر پار کی قومون کے ہاتھ فروخت کرتے ہین جنکی قیمتین اُن کو وہ حاصل ہوئی ہین کہ زمانہ متوسط کے تاجرون کو اُنپر تعجب ہوتا ہے اس مال کی جو نکاسی ہوتی ہی اسکے عوض مین بیشمار چیزین گھر کے کامون اور خرچون کے لیے انگلینڈ سے آتی ہین جنکے برابر ہندوستان مین نہ ارزان اور نہ بہتر صفات کی چیزین بن سکتی ہین نئے نئے زراعتی پیداوار داخل ہوتے ہین اور وسیع رقبون مین انکو نشو و نما دیا جاتا ہے صنعت کاری کے نئے نئے کارخانہ قائم ہوتے ہین جن مین ہزارون آدمی اور انکے کنبے کام کرتے ہین۔ ولایت سے کلین آتی ہین جنسے ملک کی قوت مکینیکل اور اہل ملک کی قوت محرکہ بڑھتی ہے غیر ملکون کا سرمایہ بچا ہوا اور جمع کیا ہوا ہندوستان مین کامون مین لگایا جاتا ہے جسکی مقدار اربون کروڑون روپیہ کی ہوتی ہی۔ اس سے ہندوستان کو بیشمار فائدے حاصل ہوتے ہین جن کا حاصل ہونا بغیر انگریزی عملداری کی ضمانت کے ممکن نہ تھا سپاہیون اور ملازمون کے گروہا گروہ جنسے کچھ دولت نہین پیدا ہوتی تھی اور وہ لیکدفعہ بہت بڑھ گئے تھے اب انکے کارخانون مین بدرجۂ نہایت کمی کی گئی انکو فقط اتنا ہی باقی رکھا ہے کہ

ہندوستانیون کو انگلش عملداری کا نفع

وہ محافظت اور انتظام ملکی کے لیئے کافی ہون ان مین سے بے تعداد آدمی ایسے کامون مین لگ گیے ہین جو قومی دولت پیدا کرتے ہین - پس اس طرح جو غیر قوم کی فرمانروائی کے ناگزیر نقصانات ہین اُنکی مکافات زیادہ فائدون سے ہوجاتی ہے - اب یہ امر ٹھیرانا کہ نقصانات اسقدر زیادہ ہین کہ فائدے اُنکی موازنت نہین کرسکتے قوت ممیزہ پر موقوف ہے *

دونون یوروپین اور ہندوستانیون مین اس مضمون پر اکثر مباحثہ ہوتا ہے کہ انگریزی عملداری مین ہندوستان کی دولت جو دیکھنے اور چھونے مین آئے - یعنے محسوس ہو زیادہ ہوگئی ہے یا کم ہوگئی ہے - اگرچہ یہ مباحثہ بڑا دلچسپ ہے مگر اسکا کوئی فیصلہ یقینی اور قطعی نہین ہوسکتا ہندوستان اپنی وضع پر بہت زمانون مین دولتمند رہا ہے مگر اسکی دولت اسکی وسعت اور آدمیون کی تعداد کی نسبت سے نہ پہلے کبھی بری ہوئی ہے نہ اب ہے بلکہ اسکے برعکس تھوڑی ہے لیکن اگر اسکی دولت بلا کسی قید کے بذات خود دیکھی جائے تو اُسپر آدمی کو تعجب ہوتا ہے - اسکی ایک وجہ یہ ہے کہ ہندوستان کی خاص وضع وعادت یہ ہے کہ وہ اپنی دولتون کو چند ایسے مرکزون پر جمع کرتا ہے کہ اُن مین کشش کی قوت ہوتی ہے اسطرح وہ اُنکو بڑے مؤثر طور پر نمایان کرتا ہے - جنگی یا ملکی حادثات کے بعد جو غنیمتون کے حسابات تاریخون مین لکھے گئے ہین وہ جھوٹی کہانیان معلوم ہوتی ہین مگر پھر بھی اُنکی اصل پائدار ہے گو ان مین مبالغہ فصیحانہ کیا گیا ہے دنیا مین کوئی ملک ایسا نہین ہے جیساکہ ہندوستان - کہ اس مین اسقدر افراط سے دولت مرکزون مین یکجا جمع کی گئی ہو یا بہت تھوڑی پھیلائی گئی ہو - پس اس طرح سے مشرقی دولت کے خیالات کی حکایات اپنی اصلیت سے بہت بڑھ گئی ہین - علاوہ اسکے کہ مال ومتاع مرکزون مین یکجا جمع کیئے گئے چھوٹے چھوٹے مقامات مین بھی انکا اجتماع ہوا ہے - کوئی اکوئی نسٹ (منتظم دولت) جو مرہٹون کے فتوح کی حکایت کو پڑھے گا کہ انکی فرمانروائی کی ساری حکمتین ایک منتظمہ غارتگری اور بے نظیر سلیقہ اور جرأت پر مبنی تھین تو تعجب کیئے بغیر نہین رہے گا کہ کس طرح ملک نے مدتہائے دراز تک بار بار غارتگری اور لوٹ مار کی برداشت کی لیکن ہندوستان کی یہ قومی خصلت ہے کہ وہ دولت جمع کرتا ہے اور اُسکو تھیلیون مین بند کرتا ہے اور اپنے مال ومتاع کو چھپا کر رکھتا ہے - اس دولت کے جمع کرنیکے بیانات نسل موجودہ کی لڑائیون کی تاریخون مین موجود ہین - مثلاً سنہ ۱۸۴۳ء مین حیدرآباد سندھ کی غنیمت

اور غدر کی لڑائی مین دہلی لکھنؤ اور کڑوی کے اور چھوٹے چھوٹے مقامات کی لوٹ کے حسابات کو جو بالکل صحیح ہین دیکھو۔ جنسے معلوم ہوگا کہ ہندوستانیون نے کیسی کیسی دولتین جمع کی تھین۔ بہت سے پہلے سالون مین اور اب ان دنون مین بھی کبھی کبھی ڈاکوون کی لوٹ شہری اور دہاتی مکانون مین دولت کے اجتماع کی حکایتین سناتی ہین۔ اگر یہ لوٹ نہ ہوتی تو کبھی اس دولت کے اکٹھے ہونے کا گمان بھی نہین ہوتا۔ پوسٹ آفس (ڈاکخانہ) مین ہندوستانی بہت چاندی سونا نقدی ایک مقام سے دوسرے مقام مین بھیجتے ہین۔ گورنمنٹ نے جب سے کرنسی نوٹ (کاغذزر) جاری کیا ہے تو وہ کروڑون روپیہ کے ہندوستان مین چل رہے ہین منی آرڈر ہزارون اور لاکھون بھیجے جاتے ہین۔ سیونگس بنکس لوگون کو عام پسند ہین۔ یہ سب واقعیتین قومی دولت کے لحاظ سے یکسان نتیجے بتلاتی ہین۔ زمانہ حال کے دارالسلطنتون کلکتہ بمبئی مین ہندوستانیون کی دولتین اپنی زرق برق نہین دکھاتین جو ہندوستان کی دارالسلطنتون کی تاریخون مین لکھی ہوئی ہین۔ لیکن وہ بہت زیادہ فائدہ مند اور اصلی ہین۔ انکی دولت بجائے اس کے کہ وہ خالی ٹیپ ٹاپ اور بھڑک اور اسباب عیش وعشرت مین لگی ہوئی ہوتی۔ کلون مین اور کلون کے کارخانون مین اور ٹیکنیکل کامون مین لگی ہوئی ہے اسلیئے انکی دولت جسقدر ظاہر مین معلوم ہوتی ہے اُس سے یہ بہت زیادہ اصل مین ہے۔ اگر ہندوستان کی دولت بہ نسبت سابق کے مرکز یعنے مرکز مین یکجا جمع نہو تو اسکا اندازہ کرنا اور حساب لگانا آسان نہین مجتمع چیز کا حساب لگانا آسان ہوتا ہے اور پھیلی ہوئی چیز کا حساب پھیلانا مشکل۔ دولت کے پھیلنے کا ثبوت ظاہر یہ ہے کہ اکثر غربا کے گھرون کے کھانے پکانے اور استعمال کے برتن بھانڈے جو پہلے مٹی کے ہوتے تھے وہ آخر نسل مین بدل گئے اور اُنکی جگہ علی العموم دھات کے برتن کام مین آنے لگے۔ پہلے اُنکے گھرون پر پھونس و سرکنڈہ کے چھپر چھائے جاتے تھے اب اُنکی جگہ کھپریلین پڑنے اور کچی چھتین پڑنے لگی ہین پہلے وہ موٹے جھوٹے کپڑے گاڑھے گزی کے گاؤن کے بُنے ہوئے پہنتے تھے اب وہ کسیقدر ولایتی کپڑا لٹھہ نین سکھ پہننے لگے ہین۔ پہلے وہ بیلون اور ٹٹوون اور گدھون پر سوار ہوتے تھے اب وہ پہیئہ دار گاڑیون و بہلیون اور چھکڑون مین سوار ہوتے ہین۔ وہ تجارت وزراعت کی باربرداری کے لیئے بڑے لمبے اور گہرے چھکڑے بناتے ہین۔ انکی باربرداری کی مویشیون کی نسل پہلے

کی نسبت بہتر ہو گئی ہے۔ مگر ہان ایسے امیرون اور دولتمندون کی سواریان شاذونادر دیکھنے مین آتی ہین کہ وہ ایسے ہاتھیون پر سوار ہون جو زیورین لدے ہوئے ہون اور انکی جھولین زردوزی و زربفت کی چمک رہی ہون یا وہ گھوڑون پر سوار ہون اور انکو نچاتے اور کداتے جائین لیکن غریب آدمی اپنی رہٹریون اور گاڑیون مین بیٹھے ہوئے اور بیلون کی جوڑیان ساتھ لیے ہوئے بازارون مین پھرتے ہوئے بہت دکھائی دینگے اسطرح سواریون مین چڑھنا انکو پہلے دنون مین کبھی نصیب نہین ہوا۔ غرض پہلے زمانہ مین دولت اپنی چمک دمک اسطرح دکھاتی تھی کہ سب عوام الناس کو وہ نظر آتی تھی۔ اس زمانہ مین وہ عوام کی نظر سے مخفی رہتی ہے مگر جو صاحب نظر ہین وہ اسکو تاڑ جاتے ہین اور دولت کے رموز شناس اور حساب دان سمجھے جاتے ہین +

اوپر کے پیچ دار خیالات کا خلاصہ یہ ہے کہ ہندوستانیون کے درمیان اصلی تمول کا بڑھنا ایسا بڑا نہین ہے کہ وہ ابتدائے نظر مین تجارت اور پیداوار کے حسابی نقشون سے اگر انکا مقابلہ پہلے زمانہ سے کیا جائے تو نظر آجائے۔ اگرچہ قومی دولت اصلی اور پھیلی ہوئی ہے مگر اسقدر وہ پھیلی ہوئی ہے کہ دیکھنے مین کم آتی ہے +

ہندوستانیون کا سرمایہ جمع کرنا

اب سوال یہ ہے کہ انگریزی عملداری کے امن امان کی حالت مین ہندوستانیون سے جس سرمایہ کے بچانے کی اور جمع کرنے کی توقع کیجاتی تھی وہ پوری ہوئی یا نہین۔ بعض حکام یہ سمجھتے ہین کہ ہندوستانی ایسے مفلس ہو گئے ہین کہ وہ دولت بچا نہین سکتے۔ اور سرمایہ جسکو سرمایہ کہتے ہین جمع نہین کر سکتے۔ دیکھ لو کہ گورنمنٹ جو اس زمانہ مین قرض لیتی ہے اسکے نوٹون مین اور اور پبلک سکیوریٹی مین کوئی ہندوستانی بڑا حصہ نہین رکھتے ہین یہ امر مشتبہ ہے کہ وہ قومی قرض مین جس نسبت سے پہلے بڑا حصہ رکھتے تھے اب بھی رکھتے ہین۔ اب ہم بتلاتے ہین کہ ہندوستانی اپنے سرمایہ کو جو وہ جمع کرتے ہین کس طرح لگاتے ہین تاکہ اوپر کے بیان کی حقیقت کھل جائے +

یہ ماننا پڑتا ہے کہ دو تین نسلون سے جو ملک مین اندرونی امن امان رہا ہے سوائے ایک واقعہ عظیم غدر کے اسمین بہت سی ترقیان داخل ہوئی ہین۔ اسکے بعد ہندوستانیون کے درمیان جس سے سرمایہ جمع ہوتا دولت کے رموز شناس جانتے ہین اور مدبران ملکی جسکی توقع کرتے ہین اس سے بہت زیادہ ہندوستانیون نے سرمایہ جمع کیا ہے۔ اگرچہ کل ملک مین بعض بچتون اور ترقیون نے

کی افزایشین ہوئی ہین اور ایک بڑا خزانہ جمع ہوا ہی جو بالاضافت نہ دیکھا جائے تو بڑا معلوم ہوتا ہے مگر وہ باشندونکی تعداد کی نسبت سے دیکھا جائے تو چھوٹا معلوم ہوتا ہے۔ گارنٹیڈ ریلوے کمپنیون مین ہندوستانی حصہ دار نہین ہوتے۔ اُنکے سارے حصہ دار یوروپین ہی ہین۔ گورنمنٹ سیکیورٹی کے سٹرلنگ پیپر مین ہندوستان کے قومی قرض کا ایک حصہ ہندوستان مین اور دوسرا حصہ انگلستان مین ہے جس کی مقدار ۸۸۔۱۸۸۷ء ۱۳۱ کروڑ روپیہ تھی اِس مین سے ۱۸ کروڑ روپیہ ہندوستانیون کے نام سے تھا یعنی ایک آٹھوان حصہ ہندوستانیون کا تھا۔ یہ رقم ۱۸ کروڑ روپیہ کی اگر بالاضافت نہ دیکھی جائے تو کچھ چیز ہے۔ انگریزی عملداری کے ابتدائی زمانون کی مفصل آگاہی نہین ہے۔ اسلیئے یہ علم نہین حاصل ہوسکتا کہ اب اِس قرضہ مین جو حال مین نسبت ہی وہ بہ نسبت پہلے زمانہ کے بہت کم ہی۔ لیکن غالبًا یہ ہے کہ وہ کم ہے۔ لیکن اس زمانہ مین خود قرض تیس کروڑ روپیہ سے زائد نہ تھا کہ جسکے بعض حصے یوروپین کے پاس تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستانی جیسا قرض مین اپنا حصہ اب رکھتے ہین۔ اِس سے زیادہ پہلے زمانہ مین نہین رکھ سکتے تھے۔ ہندوستانی جو بالفعل حصہ رکھتے ہین اِس سے زیادہ نہ رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ قرض کی شرح سود بتدریج کم ہوتی گئی ہے اور یوروپین کے قبضہ مین یہ سیکیورٹی آگئی ہے۔ بہت برسون سے انگلینڈ مین قرض کا بہت بڑا حصہ لیا جاتا ہے۔ کیونکہ وہان ہندوستان کی نسبت قرض لینے مین سود کم دینا پڑتا ہے۔ اس طرح سے یوروپین سرمایہ دارون کے مقابلہ مین ہندوستانی سرمایہ دار اِس میدان کے ایک حصہ سے جائز طور پر خارج کیئے گئے ہین میونسپل ڈبنچرون کا بڑا حصہ ہندوستانیون کے پاس ہے۔ یہ قرض شہر کے محصولون کی کفالت پر لیا جاتا ہے۔ پریسیڈنسی ٹکیس مین جنکا خاص تعلق گورنمنٹ کے ساتھ ہے اُنکے سرمایہ مین بھی ہندوستانیون کا کچھ حصہ ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ ہندوستانی اپنے روپے کو بغیر کسی جوکھون کے ایسے کامون مین لگا سکتے ہین جن مین اُنکو سود پرامیسری نوٹون کے سود ۳½ و ۴ و ۴½ سے زیادہ مل سکتا ہے پہلے زمانہ مین مشکل تھا کہ وہ بغیر کسی خطرہ کے اپنے روپیہ کو کسی کام مین لگا سکتے اُنکے لیئے تو خزانہ سرکار ہی فقط بغیر کسی اندیشہ کے روپیہ لگانے کی جگہ تھی گورنمنٹ کو معلوم ہوا کہ لنڈن مین روپیہ کا بازار بڑا مایہ دار ہے وہان قرض لینے مین آسانی ہے

اسلیئے وہان قرض لینا شروع کیا۔ اگر ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ کو ہندوستان کی سلطنت کے ہاتھ
مین لیتے ہی قرض لینے مین انگلستان مین آسانی نہ ہوتی تو وہ ایسٹ انڈیا کمپنی ہی کی طرح ہندوستانیون
سے قرض زیادہ سود پر لیتی۔ گو یہ کمیان ہوئین مگر پھر بھی سال بسال ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانہ سے
زیادہ روپیہ ہندوستان مین ولایت سے آتا ہے۔ اب یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ اصلی ترقیون
کے لیئے قرض لیا جاے۔ بار بار یہ تحقیق ہوا ہی کہ دو کروڑ روپیہ سے تین کروڑ روپیہ تک قرض کم شرح
سود پر حاصل ہو سکتا ہے۔ اس سے زیادہ جب روپیہ قرض لینا ہو تو شرح سود بڑھانی پڑے گی
اب تک ہندوستان کے خزانہ کی ساکھ قومی قرض کی شرح سود سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے
بہترین ساکھون مین سے ہے وہ انگلینڈ سے درجہ دوم پر ہے اِسکی بہت سی دلائل مین سے ایک دلیل
یہ ہے کہ لنڈن کا بازار بہت مایہ پونجی سرانجام کر دیتا ہے۔ اگر گورنمنٹ کے پاس یہ مایہ پونجی نہ
ہوتی تو اسکو سود زیادہ دینا پڑتا اور اس سود کے پیمانہ کے موافق اسکے ساکھ کا اندازہ دنیا مین
روپیہ کے اعتبار سے چھوٹا ہو جاتا۔ اس عرصہ مین ہندوستانیون کا سرمایہ بڑھتا رہا ہی۔ اب
سوالات یہ ہین کہ وہ اپنے سرمایہ کن چیزون مین لگاتے ہین۔ اوّل بیرونی تجارت کا کچھ حصہ
ہندوستانی سرمایہ دارون کے پاس ہے۔ اگرچہ اس کا بڑا حصہ یورپین کے اختیار مین ہے
اس تجارت مین جو ہندوستانی اپنا حصہ رکھتے ہین اُسکے لیئے بڑے سرمایہ کی ضرورت ہی دوم
اندرونی تجارت ہندوستانیون کے ہاتھ تلے ہے اور اس مین انکا بڑا سرمایہ لگتا ہے۔ اس کا
ظاہری ثبوت یہ ہے کہ کل ہندوستان مین سب درجون کے ہندوستانی مہاجن موجود ہین
کوئی جگہ ایسی نہین جہان وہ نہون چھکڑون کی تعداد بہت زیادہ ہے اور بارکش حیوانات فقط
زراعت ہی مین باربرداری نہین کرتے بلکہ وہ اسبابون کو ایک مقام سے دوسرے مقام مین
لے جاتے ہین اور ایسی ہی نہرون مین کشتیان اسباب لیجانے کے لیئے بہت سی ہین۔ اسطرح
سے جو سرمایہ لگایا جاتا ہے چاہیئے کہ وہ تناسب معینہ رکھین سونے چاندی کے سکے جو ہندوستان
مین چل رہے ہین انکی تعداد بھی بہت سے کروڑ مین وہ زیادہ ہندوستانیون ہی کے پاس
رہتے ہین۔ باہر سے سونا چاندی بہت سا آتا ہے وہ سب ہندوستانیون مین خرچ ہوتا ہے اور جو
سونا چاندی نقدی تھیلیون مین ہندوستانیون نے بند کرکے رکھا ہے وہ بھی بہت سے کرورون کا

اُنکے قبضہ مین ہے۔ سرکاری سیونگس بنکس مین جو ہندوستانیون کا روپیہ ہے وہ بھی چھ سات کروڑ روپیہ سے کم نہین۔ ہندوستانیون کے سرمایہ کا ایک حصہ روئی اور جیوٹ (سن) کے کامون مین یوروپین طریقہ کے موافق رکھے جانے مین لگا ہوا ہے۔ پھر جب سے سرکار نے ملکیت اراضی کی بیع و شرا کی اجازت دیدی ہے تو ہندوستانی سرمایہ بہت سا اراضی کی کفالت پر زمینداروں کو خواہ وہ چھوٹے ہون یا بڑے ہون قرض دیا جاتا ہے۔ یوروپین جب ہندوستانیون کی سوسائٹی کو جانچتے ہین تو فوراً اُس مین انکو روپیہ والی جماعتین نظر آتی ہین۔ وہ شہرون مین قصبات مین دیہات مین سب جگہ موجود ہین۔ پریسیڈنسی شہرون مین تو وہ یوروپین کو بھی مات کرتی ہین۔ اُنکا سرمایہ حقیقت مین قومی بچت و پس انداز کے ایک حصہ کو تعبیر کرتا ہے۔ اور جب وہ اپنے سرمایہ کو قرض مین لگاتے ہین تو بڑا ہی سود لیتے ہین۔ ہندوستانی عملداری مین تو اس سود کی شرح پندرہ ۱۵ روپیہ بلکہ پچیس ۲۵ فیصدی سالانہ تھی اور چونکہ اسمین روپے کے دیئے گیا تو کفالت بالکل نہ تھی اور اگر تھی تو ضعیف۔ بس زیادہ سود لینا کسیقدر انصاف تھا۔ جب سے انگریزی عملداری ہوئی شرح سود کم اسوجہ سے ہوتی جاتی ہے کہ کچھ تو اُسکی کفالتون مین ترقی ہوگئی ہے کچھ ساہوکارون مین خواہ وہ چھوٹے ہون یا بڑے ہون۔ آپس مین رقابت زیادہ ہوگئی ہے لیکن اب بھی بالاضافت سود بہت زیادہ ہے۔ حالات یا مقامات کے موافق ۷ فیصدی سے بارہ فیصدی سالانہ تک تو ہی گو کبھی کبھی اس سے بھی کم ہوتا ہے مگر زیادہ بھی کمتر نہین ہوتا۔ اب مہاجنون کے درمیان یا خود چھ روپیہ سیکڑا سود پر لین دین ہوتا ہے۔ یہ واقعیت کہ سود کی شرحین ہندوستانیون کے درمیان کبھی کبھی بہت زیادہ ہوتی ہین شاید اسکو بعض آدمی غیر مفید آثار خیال کرین جنسے معلوم ہوتا ہے کہ ملک کی بہبودی کی وہ ترقی نہین ہوئی جیسی اس امن امان کے زمانہ مین جو گورنمنٹ نے قائم کیا ہے امید ہوتی تھی اب اسکے برخلاف جن حالتون نے آخر سالون مین شرح سود کو گھٹا کر بعض صورتون مین سات یا چھ روپیہ سیکڑا کر دیا ہے اُنسے ثابت ہوتا ہے کہ صرف روپیہ کے قرض دینے مین کفالتون ہی مین ترقی نہین ہوئی بلکہ ہندوستانیون کے سرمایہ مین بھی افزایش ہوگئی ہے ٭

انگلینڈ مین بعض صاحب وقعت و سکونت یہ خیال کرتے ہین کہ انڈیا مین غریب جماعتین بتدریج بڑی افسردہ و پژمردہ ہوگئی ہین۔ لیکن اگر وہ یہان آنکر مزدورون کو کام پر لگائین تو یہ خیال اُنکے دل سے بالکل اٹھ جائیگا۔ خانگی کامون کے لیئے یا سرکاری کامون کے لیئے ہمیشہ مزدور نہین مل سکتے۔ ہان گرمی کے موسم

مین مزدورون کی افراط اس سببسے ہوجاتی ہے کہ زراعت کے اور خانگی کامون کی کمی ہوجاتی ہے۔ پہلی طرحسے مزدور آسانی سے نہین ملتے گو انکی مزدوری زیادہ ہوگئی ہے۔ سپاہ کے لیئے نئے آدمیون کا بھرتی کرنا مشکل ہوتا جاتا ہے اور اس مشکل کا بڑا سبب یہ ہے کہ آدمی اپنے گھرون مین خوشحال رہتے ہین اور پہلے زمانہ کی طرح وہ سپاہی کی تنخواہ کی پروا نہین کرتے +

مویشی کی افزونی

بعض بڑے بڑے آدمی یہ خیال کرتے ہین کہ علی العموم مویشی گھٹ گئے ہین اور گھٹتے جاتے ہین اور اندیشہ ہے جیسے پہلے زمانہ مین اچھے تازہ و توانا چوپائے ملتے تھے اب مشکل سے ہاتھ آتے ہین اور اس اپنے بیان کی شہادت مغربی ہند کے دکن کے بندوبست کے کاغذات سے پیش کرتے ہین۔ یہ خاص نقشے دکن کے مویشیون کے مقامی حکام تسلیم نہین کرتے اور وہ انکے نتائج برخلاف نکالتے ہین کہ قطعی مویشیونکی افزایش ہوئی ہے اور اُسکے ثبوت کی یہ دلائل پیش کرتے ہین کہ دکن مین زراعت کی بہت وسعت ہوگئی ہے اور مقامی تجارت بہت بڑھ گئی ہے تو ضرور ہے کہ اسیقدر مویشیونکی تعداد ہل چلانے اور چھکڑے کے چلانے کیلئے بڑھ گئی ہو اور پروونسون مین بھی یہی حالت ہے۔ اسواسطے غالبًا اور عملًا اور یقینًا زراعتی مویشی تقریبًا ہر ایک جگہ بہت ہی بڑھ گئے ہین اور ایسے ہی بہت سے اضلاع مین بارکش جانورون کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی ہے اور بعض اضلاع مین جو متصل ریل کے ہین تعداد مین کمی اس سببسے ہوئی ہے کہ ان مین بارکشی کا کام ریل کرتی ہے۔ مشکل ہے کہ مویشیون کی تعداد کے نقشے قابل اعتبار دستیاب ہون اسلیئے پہلے اور حال کے زمانون مین ٹھیک اور صحیح مقابلہ نہین ہوسکتا۔ جو ارباب تحقیق اس باب مین خوب ماہر و آگاہ ہین وہ یہ یقین نہین کرتے ہین کہ بحیثیت مجموعی مویشی کا تنزل بھی ممکن ہو بلکہ اسکے برخلاف وہ افزایش کی توقع کرتے ہین۔ بہت سی نمایان مثالین موجود ہین کہ بارکش مویشی کثیر التعداد آسانی سے بہم پہنچ گئے۔ ۱۸۷۴ء کے قحط کے درمیان ۲۰۰۰۰ بارکش بیل نہایت عمدہ حالت مین تھے جو بہار کے شمالی اضلاع مین چھ ہفتے کے اندر گورنمنٹ کی غلہ رسانی کے لیئے جمع ہوگئے۔ اس کام کے لیئے اسی زمانہ کے قریب دس ہزار بارکش بیل گورنمنٹ نے دو ہفتے کے اندر ممالک مغربی و شمالی مین خرید لیئے تھے اور فورًا اس سے بھی بہت زیادہ بیل بہم پہنچ سکتے تھے۔ ۱۸۷۹ء مین فقط تھوڑے سے دنون مین اشتہار دینے سے نو ہزار بیل سپاہ کی خدمات کے لیئے سندھ مین خریدے گئے اور لوگون نے درخواست دی کہ اگر اور زیادہ بیل درکار ہون تو ہم انکو بہم پہنچا سکتے ہین۔ دکن کے قریب خاندیس کے آدمی افسوس ہی

کرتے رہ گئے کہ جنگ گاہ سے انکا فاصلہ اسقدر دُور ہے کہ وہ بیلون کی خریداری کا مانع ہوا۔ جب جنگ مین باربرداری اور رسد رسانی کے لیئے جانورون کی ضرورت ہوتی ہے تو یہ امر مشہور ہے کہ اگر اونٹون اور خچرون و ٹٹوؤن کی کمی ہوتی ہی تو اُن کی جگہ بیل کام کرنے کو بہت موجود رہتے ہین ❊

اِس افزایش کی توقع اِن مویشیون کی نسبت ہے جو خدمت گزار ہین ہندؤون کی آبادی مین برخلاف اسکے کہ ان حیوانات کو حلال کرین۔ سستے سے ہین انکو پالتے اور رکھتے ہین جو کچھ کام نہین کرتے اور جب خشک سالی ہوتی ہے تو انکو اپنی قسمت پر چھوڑ دیتے ہین قحط سالیون مین لاکھون مویشی مرجاتے ہین جنکی کھالین و ہڈیان و سینگ صرف کام مین آتے ہین۔ اِن حیوانون کے مرجانیسے زراعت کے کامون مین یا ملک کی قوت محرکہ مین فرق نہین آیا جو کام کے مویشی ہوتے ہین اُن کو بندھے بندھے خوب کھلاتے ہین اور خشک سالی مین اُنکو بڑی اچھی طرح رکھتے ہین اور اسکا ثبوت اناج کی تجارت کی تیزی اور زراعت کے رقبے کے نہ گھٹنے سے ہوتا ہے اسواسطے کہ ان دونون کامون کے لیئے معمول سے زیادہ بیلون کی اصلی ضرورت ہوتی ہی۔ باوجود ان باتون کے مویشی کی حالت جیسی کہ ہونی چاہیئے ویسی نہین ہے۔ جولائی سے دسمبر تک کل ملک مین میدانون مین چرائی کے لیئے گھاس بہت ہوتی ہے۔ اسمین وہ خوب چرتے ہین باقی سال مین اُن اضلاع مین کہ پہاڑون کے قریب نہین ہین چرائی کے لیئے گھاس نہین ہوتی۔ ایسے ہی اضلاع مین کھر سال مین جانورون کو تکلیف ہوتی ہی ❊

کاشتکار خاص فصلین مویشیون کے چارہ کے لیئے نہین بوتے مگر بھوسہ و کڑوی اُنکو کھلاتے ہین جسکو وہ بڑی احتیاط سے کھرسا مین مویشیون کے چارہ کے لیئے جمع رکھتے ہین لیکن جن پہاڑون کے اندر چراگاہین عمدہ ہین۔ اُنکے قریب کے اضلاع کے آدمی اپنے مویشیون کے گلون کو چرانے کے لیئے بھیجدیتے ہین۔ لیکن اسپر بھی یہ ماننا پڑتا ہے کہ مویشی کی افزایش مسدود ہوگئی ہے اسلیئے کہ ان مین وبائین بہت آئی ہین اور چراہون کی دولت کم ہوگئی ہے جو ملک کا ایک دھن ہے

اگر مفلسی کے معنے مروجہ تسلیم کیئے جائین تو ہندوستان نہایت ہی مفلس ملک ہی۔ اس کی آبادی کی کثرت اور رقبہ کی وسعت اسکے افلاس کو بہت دکھاتی ہی۔ یہان کے محنتی آدمی انگلستان کے محنتیون کی نسبت بہت کم کام کرتے ہین۔ کام کرنے مین وہ سخت کوشش نہین کرتے اور نہ اسمین کامیاب ہوتے ہین۔ آدمیون کی کثرت ہی اسلیئے اُنکی مزدوری ارزان ہے۔ علی العموم اُجرت کم ملتی ہے۔ اگرچہ

وہ پچھلے سالون مین بہت سے مقامات مین بڑھ گئی ہے اور محنت کے مرکزون مین وہ دوچند ہوگئی ہے دیہات مین تو مزدوری بہت ہی تھوڑی ہے اور جہان اُنکو جنس مین اُجرت ملتی ہی تو وہان اور بھی اسمین زیادہ کمی ہو جاتی ہے۔ ہر شخص جتنی خوراک کھاتا ہے وہ بحساب اوسط مقدار مین کم ہوتی ہے اور بالاضافت اسمین غذائیت کی صفت بھی کم ہوتی ہے۔ اس نرم ملک مین قوی غذا کی ضرورت بھی کم ہے۔ یہان آدمیون کی معمولی احتیاجین سب تکلف و تصنع سے بھی سادی ہین اور آسانی سے وہ رفع ہوسکتی ہین مصنوعی ضرورتین چند ہین اور جو ہین اِن مین خرچ نہین۔ ملک کی آب و ہوا ایسی ہے کہ وہ کپڑون و مکانون کی لور آگ جلانے کی ضرورتون کو زیادہ نہین بڑھنے دیتی۔ اور آپ اپنی مدد کرنے کی طرف نہین لے جاتا۔ اسواسطے بحیثیت مجموعی کوشش و سعی کرنیکے لیئے ترغیبین ضعیف ہین۔ ہندوستانیونکی آمدنی کا اوسط بہت تنگ ہے۔ یوروپ اور شمالی امریکہ مین آدمیون کی طاقت محرکہ اور کام کرنے کی قوت کا اضافہ وسائل مکینکل اور سائنٹفک مخازن سے ہوجاتا ہے۔ لیکن ہندوستانیون کے واسطے یہ وسائل زیادہ تر مفقود ہین اصل مین اُنکے لیئے کوئی زور کمینیکہ موجود نہین ہے۔ اسلیئے ہندوستان مین پچیس کروڑ آدمی کام کم کرتے ہین اور پیداوار کم پیدا کرتے ہین اور یوروپ کی آبادی سے جو اُنکے برابر ہو بہت ہی کم کام کرتے ہین اور پیداوار نہایت ہی کم حاصل کرتے ہین۔ یوروپ مین جو یوروپین کام کرتے ہین اُنکی تعداد کے برابر ہندوستان مین آدمی یقینی آدھا یا تہائی کام کرتے ہین بلکہ یہ امر مشتبہ ہی کہ اہل یوروپ یہان آنکر بھی اتنا ہی کام کرسکتے ہین جتنا یوروپ مین کرتے ہین۔ بس اِن حالات پر نظر کرنیسے فوراً یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہندوستانی مدتہائے دراز تک بالاضافت مفلس ہی رہینگے ❊

لیکن محتاج اور مفلس کے دوسرے معنے بھی ہین اگر وہ لین تو ہندوستانیون کے افلاس کی صورت ہی اور ہوجاتی ہے جن لوگون کے پاس بالاضافت مال و متاع بہت کچھ ہو مگر وہ اُنکی احتیاجون اور ضرورتون کے رفع کرنیکے لیئے کافی نہو تو وہ آدمی مفلس و محتاج کہلائینگے۔ لیکن جنکے پاس تھوڑا مال و متاع ہو اور وہ اُنکی خفیف و معتدل ضروریات کے رفع کرنیکے لیئے کافی ہو تو وہ مفلس نہین کہلائینگے پس ہندوستانی اس معنے کر ایسے مفلس نہین ہین جیسے کہ وہ ابتدائے نظر مین معلوم ہوتے ہین۔ قحط سے جو وقتاً فوقتاً پڑتا رہتا ہے قطع نظر کیجائے تو ہندوستانی معمولی اوقات مین بھوکے رہنے سے ڈرتے نہین اور موسمون کی سختی سے تکلیف نہین اُٹھاتے اُنکے سر پر غربا کی پرورش کرنے کا کوئی ٹیکس

[illegible]

نہین لگتا۔ جو مفلس و محتاج ہوتے ہین اُنکی پرورش لوگ اپنی فیاضی سے کرتے ہین جب قحط پڑتا
ہے تو یہان آدمی بڑی دریا دلی سے فیاضی کرکے کنگالون کی پرورش کرتے ہین۔ جب گورنمنٹ قحط زدہ
کی پرورش کے کارخانے جاری کرتی ہے تو دہات کے آدمی اسمین اول جمع ہوتے ہین اور جب قحط دور
ہو جاتا ہے تو وہ دہات کو واپس چلے جاتے ہین اور کھیتی باڑی کرکے اپنی پرورش پہلی طرح سے
کرنے لگتے ہین۔ یہ خصلت انکی بڑی پسندیدہ ہے اور ملک کی قابل اطمینان حالت کو ثابت کرتی ہے۔

انکم ٹیکس کا تجربہ انڈیا کے افلاس کو بالاضافت بتلاتا ہے۔ ہندوستان مین اگر انکم ٹیکس
فیصدی ایک روپیہ اُن آمدنیون پر اسطرح سے لیا جائے جسطرح کہ انگلینڈ مین انکم ٹیکس لیا جاتا
ہے تو اُن دونون ملکون مین بالاضافت مختلف حالتین معلوم ہونگی یہان یہ ٹیکس تھوڑے سے اتنا کم
کروڑ روپیہ سے زائد نہ حاصل ہوگا جس سے ملک کی آمدنی کا اندازہ کیا جائے گا کہ سوا کروڑ سے زائد نہین ہے
اور برطانیہ اعظم مین باوجودیکہ اسکی آبادی ہندوستان کی آبادی کا پانچوان حصہ ہے یہ انکم ٹیکس ہندوستان
کی انکم ٹیکس سے کئی گنا ہوگا۔ انگلینڈ تو یوروپ کے سب ملکون سے زیادہ متمول ہے اسکے آگے ہندوستان
کے تمول کی حقیقت کیا ہے ٭

گو ہندوستانیون کے پاس دولت نہین مگر اُنکی طبیعت مین قناعت و صبر ایسا ہے کہ وہ اپنے
افلاس کی مصیبت سے پریشان خاطر نہین ہوتے۔ اور تنازع فی البقا نہین کرتے اور خوش حال رہتے ہین۔
دہات مین دیکھو کہ کوسون تک وہان زراعت ہوتی ہے۔ ایک غریب سے غریب مزدور بہت سویرے صبح
ہوتے ہی اپنے کام مین خوشی خوشی مصروف ہوتا ہے۔ دوپہر کی دھوپ اسکے سر پر آتی ہے وہ اس
سے خبر نہین ہوتا۔ کنوؤن پر بارہ لاؤ کو گاتا ہے۔ کھیت کاٹتا ہے بارش مین ہل چلاتا ہے تو بھی اپنی خوشی
کی آوازین نکالتا ہے۔ جب شام ہوتی ہے اور کھیتون پر اوس گرتی ہے جو ایک نعمت عظمیٰ خدا کیطرف
سے ہے تو وہ اپنی مویشی کو لیکر اپنے گھر کو چلا آتا ہے اور رات کو بڑے آرام کی نیند سے سوتا ہے ٭

بعض اوقات نکتہ چین ملک کے سب سے زیادہ مفلس و غریب اضلاع سے لپٹ جاتے ہین اور انکی
مصائب کا بیان اسطرح کرتے ہین کہ یہ حالت فلاکت کی کل ہندوستان مین ہے یہ کام اُنکا اچھا ہے
کہ وہ گورنمنٹ کو متنبہ کرتے ہین کہ اُسکی مملکت کی روشنی مین تاریک و ضعیف حصے بھی ہین لیکن
اسکے ساتھ اُنکو یہ بھی چاہیے کہ وہ ملک کے سب سے شاداب و سرسبز حصون پر بھی غور کرین جیسے کہ مشرقی

عام رائے ہندوستانیون کی اصلی قدرتی خوشی کی نسبت

بنگال مین ڈھاکہ کے گرد کے قطعات ہین۔ ساحل مالابار پر کالی کٹ ہے تانجور کا ڈلٹا ہے بمبئی کے گرد
صوبہ گجرات کے بالائی اضلاع ہین۔ پنجاب مین کانگڑہ کی وادی اور اور بہت سے مقامات ہین ✤

قوم کے مسلمہ افلاس پر لحاظ کرکے بعض بڑے ماہرین اور واقف کار اپنے شبہات کو ظاہر کرنا شروع کرتے ہین کہ آیا اصلی ترقیون اور پبلک ورکس کے بارے گورنمنٹ نے رعایا کو ایسا تو نہین دبایا کہ اسکی قیمت کے متحمل نہو سکین اور وہ اپنی ضرورتون کی پیشقدمی کے ہم قدم نہ چل سکین یقینی اس قسم کا آگاہ کرنا کبھی بیجا نہین ہوتا۔ اسلیئے کہ ہمیشہ یہ اندیشہ رہتا ہے کہ محکوم ملک پر حاکم قوم جو زیادہ گرمجوشی سخت کوشی ظاہر کرے تو اس سے تکلیفات نہ پیدا ہون ضرور ہے کہ گورنمنٹ اپنے ترقی کرنیوالے ہاتھ کو بلحاظ مالی وسائل اور ملک کی خاص ضرورتون کے کوتاہ رکھے۔ بہت سے زندہ منتظمان ملکی کی یاد مین یہ متضاد فریاد اُٹھی کہ ایسٹ انڈیا کے عہد مین بلحاظ جنگی و پولیٹکل اور انتظامی معاملات کے اصلی ترقی مین غفلت ہوئی۔ اور پبلک راے کے آلات (اخبارات) نے اسپر بہت توجہ کی۔ سچ یہ ہے کہ کمپنی اعظم نے جیسی کہ اُسکے پاس خفیف وسائل اور مواقع تھے اُنکے موافق اصلی ترقی اور ہر بھلائی کے کرنے مین نہایت سعی بلیغ کی اسکے زمانہ کے بعد سے اصلی ترقیون نے ایسی تیزی کے ساتھ پیشقدمی کی کہ قابل قدر ہے۔ لیکن وہ مغربی ملک کے مقابلے مین بڑی نہین ہو۔ انگریزی پبلک راے کا یہ میلان ہے کہ گورنمنٹ اپنے اس کام کو روک دے اسلیئے کہ آگے بڑہنے مین خوف پیدا ہونے کا اندیشہ ہے لیکن اگر اُلٹے چلنے کے ناواجب آثار ظاہر ہونگے تو پھر غالباً پہلے سے بھی زیادہ فریاد اور شکایت ہوگی۔ کہ گورنمنٹ نے اپنی اس مملکت وسیع موروثی کے حق مین انصاف نہین کیا۔ ہندوستان مین بعض آدمی ترقی یافتہ ایسے ہین جو یہ شکایت و فریاد کرتے ہین کہ اس ملک کی ضرورتون کے لیئے ترقیات موجودہ کافی نہین ✤

بہت سے آدمی صاحب فکر وروشن خیال بعض ہندوستانی صنعتون کے نابود ہونے پر غور کرتے ہین۔ بعض ہندوستانی صنعتون کی جگہ ولایتی صنعتون کے قایم مقام ہونے کا اور ملک کے عام پیداوار کے غیر ملکون مین باہر جانے کا ضرر نتیجہ یہ ہوگا کہ آبادی کی زندگی بسر کرنے کا زیادہ تر مدار زمین کی زراعت پر ہوگا جس سے وہ خطرناک اندیشون کی پیشینگوئیان کرتے ہین جو صنعتین اور دستکاریان نابود ہوگئین اُن مین سے اکثر گو بالکل نہین نفیس و نازک تھین جن مین کچھ ہاتھ کام کرتے ہین گو وہ بڑی

تھین مگر وہ ملک کی عام آبادی کے لیئے بکارآمد نہ تھین۔ اب اسکے برخلاف جو نئی صنعتین و دستکاریان داخل ہوئین اور ہو رہی ہین اُنھون نے لاکھون آدمیون کو باکار بنا دیا ہے تمام بڑی دستکاریون مین زراعت کے بعد کپڑا بُننے کی صنعت ہی جس سے عوام کی پوشاک بنتی ہے وہ تقریباً بے جوکھون ہے۔ اس مین ولایتی کپڑے کے آنیکے سبب سے کچھہ تخفیف ہو گئی ہے مگر ہر قصبہ و شہر مین جولاہون کے کام موٹے کپڑون کے بننے کی کارگاہین بدستور سابق جاری ہین۔ باریک کپڑے گو ایسے عمدہ و نفیس نہین بُنے جاتے جیسے کہ پہلے بُنے جاتے تھے مگر اب بھی اُنکی شہرت چلی جاتی ہے اور وہ بُنے جاتے ہین۔ گھر کے کھانے پکانیکے برتن اور اور آلات دھات کے زیادہ مروج ہو گئے ہین گو اُن مین بعض ولایت سے آتے ہین۔ مگر زیادہ تر وہ ہندوستان مین بنائے جاتے ہین۔ ملک کے اندر پُرانے و قدیمی شہرون مین غیر زراعت پیشہ و محنتیون کی آبادی کم ہو گئی ہے لیکن وہ تین بڑے عظیم الشان شہرون مین بڑھ گئی ہے۔ ان شہرون مین غیر زراعت پیشہ بیس لاکھہ آدمیون کے قریب بستے ہین یہ شہر ایسے بڑے ہین کہ اُنکے برابر مغلون کی سلطنت مین بھی ایسے بڑے شہر نہ تھے ٭

ہندوستان کی اصلی حالت

ہندوستان کی اصلی حالت کا مختصر بیان جس مین ہر ایک خوف کی بنا کا بھی تذکرہ کیا جائے ثابت کرتا ہے کہ بہت سے مبارکبادی و شادی کے اسباب موجود ہین گو اموات و امراض کی شرح کا اوسط کلان ہی مگر اسپر بھی آبادی بڑھتی ہے گو آدمیونکی تعداد زیادہ ہو گئی ہے اور جس مین علی العموم آدمی مفلس ہین مگر وہ بےکار اور بھکاری نہین۔ انکی زراعت کا رقبہ بہت بڑھہ گیا ہے انکی محنت شعاری بروئے کار نمایان ہو رہی ہی اُنکی دیسی و پردیسی و داخلی و خارجی تجارت مستقل طور پر آگے چل رہی ہے۔ اُنکی اولوالعزمی اور ہمت و حوصلے بلند ہو رہے ہین گو اُنکے خوارج ضروریہ کم ہین اور اُنکی حالت افلاس کی ہے اسپر بھی اُنکی پوشاک و مسکن اور گھر کے کھانے پکانے کے برتن بھانڈون اوزارون مین ترقی ہوئی ہے۔ گو قحط سالی مین بہت سی غریب جماعتین گورنمنٹ کی پرورش کے سہارے سے زندگی بسر کرتی ہین لیکن جب قحط کی بلا سر سے ٹلتی ہے تو وہ اپنے کامون مین پھر جا کر لگ جاتی ہین۔ بھکاری ہونا قبول نہین کرتین۔ گو دستکاریان اور محنت مزدوریان محدود ہین اور اُنکی نفاست اور لطافت مین کمی آگئی ہے۔ مگر اُنکی وسعت بہت فراخ ہو گئی ہے۔ گو پہلے زمانہ کی طرح قومی دولت یکجا مرکزون مین جمع نہین ہوتی۔ مگر عوام الناس مین دولت پھیل

گئی ہے - پہلی طرح گو سرمایہ چند ہاتھون مین کم جمع ہوتا ہے مگر وہ پس انداز پہلی طرح ہوتا ہے اور اب وہ آبادی کی کل جماعتون مین تقسیم ہوتا ہے - گو بحیثیت مجموعی زراعت ناقص ہے - لیکن پھر بھی وہ بست لحاظ سے نسبتاً اچھی ہے - ملک کی محنت کا پیداوار فقط اپنے ہی کرورون باشندون کی پرورش نہین کرتا - بلکہ وہ اپنے انبار کے انبار ایسے لگاتا ہے کہ غیر ملکون مین جسقدر وہ اب بھیجا جاتا ہے ایسا پہلے زمانہ مین نہین بھیجا گیا گو وہ انگلینڈ کو بڑی بڑی رقمہائے کثیر ادا کرتا ہے - لیکن اسکے عوض مین وہ قیمت پاتا ہے کہ اگر اُسکو اور غیر قومون سے خریدتا تو اُسکو زیادہ دینا پڑتا اور وہ مدت سے اجنبی سرمایہ سے جو اُسکی حدود مین خرچ ہوتا ہے فائدہ اُٹھا رہا ہے گو سر پر خوف کھڑے ہوئے ہین لیکن ترقی کے چشمے جاری ہین اور عافیت و راحت کے عناصر موجود ہین - اگر سب کلیات و جزئیات کو دیکھین تو ہندوستان کی حالت ترقی کرتی ہوئی اسطرح معلوم ہوگی جو مغربی رموز دان سیاسیہ کی توقعون کو پورا نہین کرے گی - مگر پھر بھی مشرق مین جو اسکی مثالین ہین اُنکے موافق ہوگی - زمانہ حال مین جو قحط سالیان ہوئی ہین اُنھون نے انگریزی قوم کے خیالات کے چہرہ پر زردی پھیلائی ہے اور وہان کی پبلک رائے پر غم آلود رنگ چڑھایا ہے - لیکن جب بارش اپنے قدرتی عطیات کو جلوہ نما کریگی اور شادابی اپنی کرپا اور دیا کرے گی تو زمین مین سبزی پھوٹیگی اور آدمی پھر ترقی کی طرف دوڑتے ہوئے جائینگے ۔

باب یازدہم

ہندوستانیون کی عقلی و اخلاقی ترقی

ہم نے پہلے باب مین مختصر طور پر ہندوستانیون کی مادی یا جسمانی حالتون کا بیان کیا ہے انکا کچھ تعلق انکی عقلی اور اخلاقی ترقی سے بھی ہے - لیکن یہ ترقی اور مختلف حالتون پر بھی موقوف ہے جن مین بعض برٹش گورنمنٹ کے بس مین ہین - جیسے ہوا روشنی اور مکان انسان کی بہترین صفات مین سے بعض کو نشو و نما دیتے ہین ایسے حکومت کا زبردست ہاتھ سلامتی و امن و عافیت کے پیدا کرنے اور اُنکے قائم رکھنے سے انسان مین بعض خوبیان و نیکیان پیدا کرتا ہے یا بہت سی بدعادتون کی جو شر و فساد کا زمانہ بافراط پیدا کرتا ہے بیخ کنی کرتا ہے - لیکن وہی اسباب جو امن و عافیت پیدا

کرتے ہین بے چین اولوالعزمون اور خود اعتماد خود پسندون اور بلند پروازون اور مہمات عظیمہ کے سرکرنے والونکی ہمتون کی جولانیون کے لیئے میدان تنگ کرتے ہین اور انکی استعدادون کو مردہ بناتے ہین۔ایسے آدمیون کو تو انگریزی گورنمنٹ خواہ وہ کیسی ہی دوراندیشی سے عام پسندی کے لیئے کوشش کرے کبھی پسند خاطر نہین ہوگی۔ پہلے ایسے آدمیون کی تعداد بہت تھی۔اب بہت کم ہوگئی ہے۔مگر اب بھی ایسے آدمی اسقدر باقی ہین کہ ملک کے محرک زورون مین شمار کیئے جاتے ہین۔لیکن اگر اس بات سے خوف وبیم ہو کہ کسی ہندوستانی سلطنت کی تنزل کی حالت مین غارتگری وظلم وجبر وتعدی وبدنظمی قومی خصائل کو کمینہ اور رذیل و وحشی بنانے مین اثر رکھتے ہین تو یہ امید ورجا ہوتی ہے کہ برٹش سلطنت مین جو امن وعافیت ونیک انتظامی اور سلامتی پیدا ہوتی ہے وہ انسانیت پیدا کرنے کا اور سرفراز بنانے کا اثر رکھتے ہین۔بڑے بڑے کام جو اب تک موجود ہین وہ پہلے کی نسبت اس سلطنت مین بہت کم ہوگئے ہین۔یہ اکثر اور ملکون کی نسبت کہا جاتا ہے کہ جب ان مین ظالمانہ جرائم کم ہوجاتے ہین تو دغا وفریب کے جرائم بڑھ جاتے ہین۔لیکن ہندوستان کی یہ صورت نہین ہے اس مین دونون قسم کے جرائم کم ہوتے جاتے ہین۔جب قابلیت کو کسی نظام کے موافق نشو ونما دیا جاتا ہے تو اصلی ذہانت بروئے کار کم ظاہر ہوتی ہے۔یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اجنبی سلطنت خواہ کیسی ہی فیاضی اور دریادلی سے کام کرے مگر وہ رعایا کی خصلت پر بعض اثر انکے افسردہ کرنیکے ضرور کرے گی لیکن اسکے برخلاف بہت سے اثر پاکیزہ اور زندہ کرنے والے پیدا کرے گی۔اس بات کا امتحان یون ہوجائے گا کہ ہندوستان مین مختلف جماعتون پر جن مین شاہی آبادی منقسم ہے برٹش گورنمنٹ کے اثرون کو دیکھین کہ کیا کیا ہوئے ہین اب ہم ان ہی باتون کا ذکر کرتے ہین۔یہ مشکل سے کہا جاتا ہے کہ دہات مین یا اضلاع بعیدہ مین جو نہایت غریب اور مزدوری پیشہ جماعتین رہتی ہین انکی خصلت اور طبیعت پر برٹش حکومت کا اثر قطعی ہوا ہے۔مدتون تک انسے استحصال بالجبر ہوا تھا۔بیگار مین وہ پکڑے جاتے تھے۔غلامی کے کام انسے لیئے جاتے تھے۔انکو اپنے سے بڑون کی اطاعت غلامانہ کرنی پڑتی تھی۔اسلیئے وہ گم سم رہتے تھے کچھہ بولنے نہین پاتے تھے اپنی ایک ہی وحشت زدہ حالت مین رہتے تھے۔لیکن اب انکو ان سب بری باتون سے چھٹکارا ہوگیا ہے۔ان سے کوئی زبردستی محنت نہین کرا سکتا۔وہ اس محنت کے کرنیسے انکار کرسکتے ہین جس سے انکا کوئی اپنا مطلب نہ نکلتا ہو اور

مثلاً گونڈ اور سنتھال اور بھیل سب غریب مزدوری پیشہ

اِسمین اُنکو آرام نہو وہ اپنی خاطرخواہ مزدوری مانگ سکتے ہین۔ اِنکے جھگڑے اور مویشی سولئے لڑائی کے اب بیگار مین نہین پکڑے جاتے وہ جانتے ہین کہ ایسی عدالت کی کچہریان موجود ہین کہ جن کے آگے ساری برٹش رعایا برابر ہے۔ وہ ظلم کو روک سکتی ہین اِن مین ہماری وادرسی ہوسکتی ہے اِن باتون سے وہ اِن آزادیون سے اپنے تئین شہریون کی طرح آزاد جانتے ہین اور اِن مین اپنے انسان ہونے کا خیال پیدا ہو گیا ہے۔ اِنکے بچے سرکاری مدرسون مین تعلیم کے لیئے بلائے جاتے ہین اور مدرسہ کے مکانون مین وہ اور دولتمندون کے بچے برابر سمجھے جاتے ہین جنسے اُنکو تقویت ہوتی ہے +

دہاتی اور برٹش حکومت

جو شہر دارالحکومت ہین یا محنت مزدوری کے مرکز ہین۔ اُن مین یہ محنتی مزدوری پیشہ مفلس غریب نہین رہے بلکہ وہ اپنے درجہ سے آگاہ ہوگئے ہین کہ وہ بڑھ گیا ہے اور وہ اُجرت لینے مین آزاد ہوگئے ہین جو شرائط اُنکی مزدوری کے باب مین ٹھیرائی جاتی ہین اُنکو وہ غور سے دیکھتے ہین اور اپنی اُجرت لینے مین کسی سے دبتے نہین خاطرخواہ مزدوری لیتے ہین۔ جتنی اُنکی محنت مین ہنرمندی بڑھتی جاتی ہے اُتنی اُنکی اُجرت وہ بڑھاتے جاتے ہین۔ سال بسال اُنکی تعداد اور اُن کا زور زیادہ ہوتا جاتا ہے غرض یہ حال اُنکا جو برٹش حکومت مین بہتر ہوتا جاتا ہے وہ کبھی پہلے زمانہ مین نہین ہوا۔ پہلے زمانہ مین جو دہات مین آسامیون اور کسانون پر ظلم وستم ہوتے تھے وہ اب نہین ہوتے۔ انگریزی عملداری سے بہت دہاتیون کی حالت بہتر ہوگئی ہے اور اُنکو وہ آزادی حاصل ہوگئی ہے جو کبھی اُنکے باپ دادا کو میسر نہین ہوئی۔ بعض اُن مین سے اب بھی مصیبت زدہ ہین جیسے صوبہٗ بہار مین اُنکی کل جماعت پست حالت مین ہے +

دہاتیون مین سے ہندوستانی گورنمنٹین اور برٹش گورنمنٹ اپنی سپاہ مین بھرتی کرتی ہین دہاتی سپاہ مین بڑی خوشی سے بھرتی ہوتے تھے اور اپنے سپاہی پنے پر فخر کرتے تھے اور وہ لڑائیون مین اپنے سپاہیانہ جوہر دکھانے مین بڑے نیکنام تھے۔ لیکن دو نسلون سے اُنکی اِن صفات کا بہت تنزل ہوگیا ہے۔ اگرچہ وہ اب تک ایشیا کے عمدہ سپاہیون مین شمار ہوتے ہین +

کبھی اِن مین لوٹ مار دنگہ فساد کرنے کا مادہ پیدا ہوگیا تہا۔ لیکن برٹش گورنمنٹ نے حال مین اِن مین سے اِس مادہ کو نکالدیا ہے۔ لیکن اگر ذرا بھی بدنظمی ہو تو پھر اِن کا حال وہی ہوجاتا ہے کہ لوٹ مار پر پل جاتے ہین +

چونکہ اب ملکیت اراضی کی سلامتی بہت بڑھ گئی ہے تو وہانی آدمی قرض بہت لیتے ہین
اور مہاجن اُنکو قرض دیتے ہین - پہلے زمانہ مین قرضدار ہونے کی آفت اُنکے پیچھے نہین لگی ہوئی تھی
جو اَب ہے جسکے سبب سے اُن مین وہ فضول باتین بڑھتی جاتی ہین جنکی طرف کبھی پہلے اُنکا میلان نہین ہوا تھا
اُن کی مردانگی مین افسردگی آتی جاتی ہے - گورنمنٹ گنوارون کی تعلیم کی طرف بہت بہت توجہ کرتی
ہے مگر یہ تعلیم بہت آہستہ رو ہے - وہانی جو لکھہ پڑھ سکتے ہین وہ بہت ہی تھوڑے ہین کثرت سے
وہانی الف کے نام بے بھی نہین جانتے اور وہ کندۂ ناتراش ہین +

دیہاتیون کا ایک مجمع کثیر ہے - اِن مین زیادہ تر ہندوؤن کی چارون جاتون کے آدمی ہین - برٹش
حکومت مین بہت سے فرقے جو پہلے سپاہی اور تجارت پیشہ و اہل حرفہ تھے اور زراعت پیشہ نہ تھے وہ اب
زمین مین ایسے نفعے اور دلچسپیان دیکھتے ہین کہ وہ زراعت پیشہ ہوگئے ہین - اور اعلےٰ درجہ کی جات کے
ہندو جو برہمن اور چھتری ہین وہ اب وسط ہند مین زراعت پیشہ ہوگئے ہین - ہندوؤن مین سب جاتون
کے آدمی جو زراعت پیشہ ہین زیادہ مفلس و مفلوک ہین +

اِن دہاقین مین بہت سے ہند کے اصلی باشندے اقوام گونڈہ بھیل و کولی اور سنتال وغیرہ
وغیرہ ہین جو کوہستانی اضلاع اور جزیرہ نمائے ہند اور اندرونی اضلاع مین بود و باش رکھتے ہین اُن کا
کوئی مذہب نہین ہے وہ اپنا ابتدائی مذہب رکھتے ہین - وہ لیک قدرتی اشتعال جنگ و پیکار کیلیے
رکھتے ہین اگر اُنکی ذراسی بھی حق تلفی ہو تو وہ لڑنے مرنے کو تیار ہوتے ہین - جب کبھی اُنکو اشتعال دیا
جائے تو وہ اِس طرح ہجوم کرتے ہین جیسے شہد کی مکھیان چھتا چھوڑکر - اب وہ بتدریج برہمنون کے
مرید ہوتے جاتے ہین - پادریون کی سعی سے اِن مین عیسائی مذہب بھی اثر کرتا جاتا ہے - اُن پہاڑون
پر جو شمال مشرقی سرحد پر انڈیا کو برہما اور چین سے جدا کرتے ہین - اصل نسل کی قومین لوشیا و
ناگا و ڈفلا وغیرہ رہتی ہین - وہ اکثر انگریزون سے لڑتی رہتی ہین اور اب تک اُنپر برٹش سلطنت
کا اثر کچھ نہین ہوا - اقوام جو ہمالیہ کے اضلاع مین رہتی ہین باستثنا رجفاکش خود اعتماد نیپالی گورکھون
کے بڑے نرم مزاج ہندو ہین وہ برٹش سلطنت مین پھول پھل رہے ہین - کراچی سے پشاور تک جو
بڑی سرحد ہے اور اُن مین بالکل مسلمان آباد ہین - اِن مین جنوب مین بلوچی ہین وہ فتنہ انگیزی و غارتگری
اور خانہ جنگیون کو چھوڑکر ترقی کرتی ہین مگر شمال مین پٹھانون مین یہ خصلت بہت کم ہے +

مسلمان آبادی کا حال بھی بیان کرنا ضرور ہے کہ اسپر انگریزی عملداری نے کیا اثر کیا ہی
مسلمان کسی مشرقی بادشاہ کے محکوم اسقدر نہین ہین جسقدر کہ ملکہ معظمہ قیصر ہند کے ہین - ہندوستان
مین لفٹنٹ گورنر بنگال کے محکوم جتنے مسلمان رہتے ہین وہ سلطان روم کی مسلمان رعایا کی برابر ہین اور
شاہ ایران کی مسلمان رعایا سے دوچند - سمندر کے ساحل پر اور بندرگاہون مین مسلمان آباد ہین اور وہ
ملاحی و جہازرانی کا کام بڑی شد و مد سے کرتے ہین - ملک کے اندر وہ شہرون اور قصبون مین بہ نسبت دیہات
کے زیادہ تر رہتے ہین - وہ تجارت کی بعض شاخون کے تاجر ہین اور خردہ فروشی کرتے ہین اور صنعت
و دستکاری کے کام کرتے ہین - سپاہ مین بھرتی ہوتے ہین - نوکری پیشہ ہین - لیکن دیہات مین وہ
زمیندار ہوتے ہین مگر کاشتکار کمتر - اور ملک سندھ مین وہ دونون کاشتکار اور زمیندار ہین - مشرقی
شمالی بنگال مین اور ان اضلاع مین جن مین دریاے برہم پتر بہتا ہے اور گنگا اور برہمپتر کے درمیانی ڈلٹا
مین مسلمان کاشتکار ہین اور زمیندار ہندو ہین - ان مسلمانون مین بعض بڑے لائق اشراف ہوئے ہین
بہت سی چیزین جو برطانیہ اعظم کی صنعتکاری مین کام آتی ہین انکو بنگال کے مسلمان ہی اپنے ہاتھون سے
بناتے ہین - بنگال کے دریاؤن مین مسلمان ہی دریائی سوداگری کرتے ہین - وہ پہلے نہایت نیچ جات کے
ہندو تھے وہ مسلمانون کی سلطنت مین مسلمان ہوگئے - اپنی عبادت علی العموم بنگالی زبان مین کرتے
ہین اور اضلاع ہند کے مسلمانون کی طرح وہ عربی زبان نہین جانتے - انکی معاشرت کی حالت ایسی ارذل
ہے کہ ان مین ازدواج کا کوئی قانون نہین ہے - برٹش گورنمنٹ نے ایسا خاص قانون جاری کیا ہے کہ
ان مین شادی کی رسوم کو استحکام ہوا ہے ؁

اور مقامات مین بھی مسلمان پھیلے ہوئے ہین اور وہ ہندوستانی رائے کو اپنی سی بنانے
مین بڑی کوشش کرتے ہین علاوہ اسکے انکو اپنے باپ دادا کی شان و شکوہ کی یاد ناخوش کرتی ہے
یہ خاص حالت انکو اور زیادہ رنجیدہ خاطر بناتی ہے کہ وہ ہندوستانی عملداری مین بادشاہی پرورش
مین شیر کا سا حصہ لیتے تھے اور جب انگریزی عملداری ہوئی تو وہی زیادہ تر سرکاری خدمتون پر خاصکر
اعلےٰ عہدون پر مامور ہوتے تھے - لیکن اب وہ ہندؤن سے مقابلہ کے امتحانون مین جہان دونون کی لیاقتون
کی لڑائی ہوتی ہے شکست پاتے ہین - اسکولون اور کالجون مین ہندؤن کے لڑکے انکے لڑکون پر سبقت
لیجاتے ہین - اسلیئے وہ سرکاری خدمتون مین آگے بڑھتے ہین اور پروفیشن مین پیچھے رہجانے سے

بہت نقصان اُٹھاتے ہین۔ مسلمان اسی سبب سے کہتے ہین کہ ہم مفلس اور ہندو دولتمند ہوتے جاتے ہین اگرچہ وہ اسکولون مین ہندوون کے ساتھ شریک ہوتے ہین مگر وہ اپنے خود مدرسون کو ترجیح دیتے ہین اور جابجا اپنے اسکول کو جُدا بنالتے ہین جن مین فارسی عربی علم ادب بھی اپنا حصہ رکھتا ہے۔ اِس اصول پر جو وہ اپنے مدرسے بناتے ہین اُن مین گورنمنٹ نے بھی پچھلے دنون سے مدد کرنی شروع کی ہے بعض شریف مسلمانون مثلاً کلکتہ مین نواب امیر علیخان مرحوم اور نواب عبد اللطیف خان مرحوم نے اور علی گڈھ مین سید احمد خان مرحوم نے اور بمبئی مین محمد علی روگے نے سورت مین سید ادریس نے اور اورون نے اپنی روشن ضمیری سے یہ ارادے کیئے ہین کہ اپنی قوم مین شائستگی اور تہذیب کے خیالات پیدا کیجئے ٭

انگریزون کے پولیٹکل تردوات مین مسلمانون کی طبیعت اور مزاج سے بھی ایک تردد داخل ہے کچھ سال گزرے کہ عرب مین وہابیون نے مذہب کو دوبارہ زندہ کرنا چاہا تو جوش مذہبی کی ہوا جو دنیائے اسلام کی سطح پر چل رہی تھی وہ ہندوستان کے مسلمانون پر آئی۔ اور اُنکے ساتھ کچھ اور سبب بھی شامل ہوئے جن کا بتلانا مشکل ہے۔ اُنہون نے ہندوستان کے مسلمانون کو برانگیختہ کیا۔ کچھ وہابیون کو سازشون کے کرنے پر سزا دی گئی۔ حال کے سالون مین ہندوستان کے مسلمانون پر انگریزی عملداری کا ایسا اثر ہوا ہے کہ ان مین ناراضی کے آثار کم نمودار ہوتے ہین ٭

پارسی زردُشت کا مذہب رکھتے ہین وہ ایران سے اپنی معاشرت کے رنجون کو ساتھ لائے ہین۔ وہ کسی قوم مین اپنی شادی نہین کرتے۔ اسیلئے اور قومون کے اختلاط کے نہونے سے اپنے مین وہ صفات قائم رکھتے ہین جو انکو زندگانی کے سفر مین سب سے آگے رکھتے ہین۔ وہ ایسی کارپرداز قوم ہے کہ ہندوستان مین کوئی قوم اُنپر سبقت نہین لیجا سکتی۔ وہ بہت سے دستکاریون کے کام کرنے مین بھی سرافراز و ممتاز ہین اگرچہ وہ تعداد مین بہت تھوڑے ہین مگر اُنکے مخازن اور اُنکی لیاقت کام کرنے کی بہت زیادہ ہے۔ وہ برٹش بادشاہ اور قوم کے بڑے نیک خواہ و خیر اندیش ہین اور انگریزی سلطنت سے جیسے وہ خوش ہین ایسی کوئی اور ہندوستانی قوم نہین۔ مگر اُنکا کوئی اثر اسیلئے قوی نہین خیال ہوسکتا کہ ہندو مسلمانون مین وہ مقبول نہین ٭

بنگال بہار اڑیسہ و اودھ مین بڑے بڑے زمیندار رہتے ہین اور اودھ مین بڑے بڑے تعلقہ دار۔ ملک کے تمام حصون مین زمیندار پھیلے ہوئے ہین۔ ان مین بعض اشراف اپنے سرمایہ کو زمین پر

پارسی

تعلقہ داران و زمینداران

لگاتے ہین اور ویران زمینون کو آباد کرتے ہین اور اپنی اسامیون سے صلح رکھتے ہین غرض سب طرح سے اپنی دستور مثال دکھاتے ہین جو ایسے چھوٹے زمیندار ہین وہ بھی زمین کے مفید کام کرتے ہین بنگال مین زمینداری پہلے دائمی ناسکو برٹش گورنمنٹ نے اپنی طرف سے اس امید سے پیدا کیا تھا کہ زمیندار بہت سا اپنا سرمایہ زمین مین لگائینگے مگر یہ امید اسکی بر نہ آئی۔ بڑے بڑے زمینداروں کی خواندہ اور عمدہ جماعت ہے وہ ملک مین اپنا جز داون لگاتے ہین اور پولیٹکل معاملات پر غور و خوض کرنے کی بڑی فرصت رکھتے ہین۔ اور ہندوستانیون کی رائے پر اپنا اثر پر ثمر رکھتے ہین۔ ہندوستان مین کوئی گروہ بنگال کے زمینداروں سے زیادہ خیرخواہ اور نیک سگال برٹش گورنمنٹ کا نہین ہے۔ انکی ساری ثروت و امارت برٹش حکومت کی استواری پر منحصر ہے۔ تمام درجون کی ریاستون مین رئیسون کی نابالغی کی صورتین کثیر الوقوع ہوتی ہین۔ بس گورنمنٹ ان نابالغ رئیسون کو تعلیم کرتی ہے اور ریاستون کو کورٹ آف وارڈس بناتی ہے۔ اور جبتک خود اسکا انتظام کرتی ہے کہ رئیس بالغ ہو۔ پس گورنمنٹ زمینداری کا یہ کام اپنے ذمے لیتی ہے وہ بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اسطرح بہت سی ریاستین نقصان سے بچ جاتی ہین۔ رئیس کی نابالغی مین ریاست کی خوش انتظامی سے قرض ادا ہو جاتا ہے اور اور بوجھ جو اسکے سر پر پہنچے ہین وہ اتر جاتے ہین اور بہت سے نوجوان رئیس تعلیم یافتہ ہوکر اپنی ریاست مین رئیس ہو جاتے ہین ؎

قلمرو انگریزی کے بہت سے حصون مین قدیمی امرا کے خاندانون کا بقیہ جا بجا موجود ہے جن مین ایسے آدمی ہین کہ وہ ہندوستانی سلطنت مین بہت خوشحال اور مالامال تھے اب انگریزی سلطنت مین خستہ حال شکستہ بال ہین۔ انکی حالت مین اس تبدیلی کا ہونا حکومت کے بدلنے کا لازمی نتیجہ تھا۔ بعض ان امرا مین سے اپنی امارت و ناموری اور مرتبے عزت کو سنبھالے جاتے ہین لیکن بہت سے ان مین ایسے ہین کہ حیرانی و پریشانی کے دریا مین ڈوبے اور مصائب کے بوجھ کے تلے دبے جاتے تھے کہ جائداد مقروضہ کے ایکٹ نے انکے بوجھ کو کچھ ہلکا کیا۔ بہت سے امیر ایسے ہین کہ پہلے بادشاہون نے جو انکو خدمات کے معاوضہ مین جاگیرین دی تھین انکو برٹش عملداری نے بحال رکھا اور انکو خدمت کرنے سے معاف کر دیا۔ ایسے امیر انکو اپنی دو تین پشتون کی دولت امارت ثروت اور باپ دادا کے اقتدار و اختیار کی یاد دلاکو ناخوش و مضطرب کرتی ہے۔ وہ بالطبع انگریزی عملداری سے ناراض و ناخوش رہتے ہین

امرا پر انگریزی عملداری کا اثر

مہذب نظام جو لازمی قیدین انپر لگاتا ہے اُس سے وہ اپنے غصے اور طیش مین بھلے جاتے ہین ۔ ان تو کا خیال جو دلکو بے چین کرتا ہے اُنکے رشتہ دارون و ملازمون اور متعلقین مین پھیلتا ہے ۔ گورنمنٹ کی پولیسی یہ ہے کہ اُسکے اختیار مین جو جائز وسائل ہین اُنسے وہ ان قدیمی خاندانون کے تنزل کو روکے اور اُنکی جائدادون کو تلف ہونیسے بچائے اور اُنکی عزت کو قائم رکھے ۔ اس سبب سے اُسنے کئی ایکٹ جائداد مقروضہ کے باب مین جاری کئے ہین مگر اُنکا تنزل مشکل ہے کہ کسیطرح سے تھمے ✤

ساہوکارون سوداگرون پر انگریزی عملداری کا اثر

سوداگرون پنساریون ۔ تاجرون ومہاجنون اور ساہوکارون کی جماعتین اپنے بڑے بڑے محنت کے کامون اور اپنی کفایت کی عادتون کو اور اپنے کاروبار کی مستعدی کو جن مین وہ ہمیشہ سے مشہور مین دکھا رہی ہین ۔ پہلے ان کی سب آدمیون کے ساتھ خوش معاملگی اور ہمواری اور معتمدی کی بڑی قدرشناسی کیجاتی تھی ۔ اُنکی ساکھ اُنکے مناسب حال سے زیادہ سمجھی جاتی تھی مگر اب پچھلے زمانہ مین اُنکے نام پر کبھی کبھی دھبہ ناکامیابی کا دوالہ کا ۔ بگڑ جانیکا اس سبب سے لگتا ہے کہ یہ زمانہ ایسا ہے کہ اس مین دولت کمانے کے منصوبے بڑے پختہ کئے جاتے ہین لیکن پھر بھی بحیثیت مجموعی اُنکی نیک نامی اور ساکھ اچھی ہے ۔ وہ زمینداروں کو خواہ بڑے ہون یا چھوٹے ہون قرض دینے کو تیار ہوتے ہین ۔ اکثر ارادۃً یا بغیر ارادہ کے وہ دونون اشرافون اور دہاتیون کو قرض کے پھندون مین پھنسلاتے ہین اور اُنکو فضول خرچیون کی رسیس پر پہنچاتے ہین ۔ پھر وہ دیوانی عدالتون کو حیران کرتے ہین ۔ اور ان مین اپنی بدطینتی کو دکھاتے ہین ۔ ایسے موقعون پر ان پر لعنت پھٹکار ہوتی ہے اور وہ شائی لوک اپنے زمانہ کے (شائی لوک ایک یہودی بڑا سود خوار تھا) اور زندہ آدمیون کے کھانیکے لئے گدھ پری سمجھے جاتے ہین ۔ وہ اپنی قدرتی ذہانت کو اپنی اولاد مین منتقل کرتے ہین جسکے سبب سے وہ تمام قسم کی تعلیمی درسگاہون مین اپنی ترقی کو نمایان دکھاتے ہین ۔ اس مہاجنی کے پیشے کو اکثر وہی قومین کرتی ہین جو پہلے سے اس پیشے کے ساتھ ہین ۔ اُن مین مخصوص مین اُنین راجپوتانہ کے مارواڑی سب سے زیادہ بڑھے ہوئے ہین اور اور دولت مین بڑھتے جاتے ہین ۔ ان مین مسلمانون کے بعض فرقے اور پارسی اور بعض برہمن بھی داخل ہین ۔ اور وہ انگریزی سلطنت سے جس مین وہ پھولے پھلے ہین دلی محبت رکھتے ہین ۔ اُنکے ہاتھ مین سرمایہ ہے اور ملک کی دولت کی آمدنیان اُنکے قبضے مین ہین اسلیئے وہ برٹش سلطنت کے ایک رکن رکین ہین ✤

پنڈتون اور مولویون اور ہادیان دین پر انگریزی تعلیم کا اثر

کل ہندوستان مین پنڈتون اور مولویون اور ہادیان دین کی جماعتین موجود ہین عوام الناس پر جنہون نے انگریزی تعلیم نہین پائی اُنکی حکومت ایسی ہی چلی جاتی ہی جیسی کہ پہلے تھی مگر انکی وقعت اِن لوگون کے دلون مین نہین رہی جنہون نے انگریزی تعلیم پائی ہے۔ انگریزی تعلیم یافتہ ہندوؤن پر پنڈتون کا اثر بہت کم ہوگیا ہے۔ جن ہندوؤن نے اعلےٰ درجہ کی تعلیم پائی ہی اور اُنہون نے ریلون اور دخانی جہازون مین بہت سفر کیا ہی اور غیر ملکون مین سیاحت کی ہی وہ تو جات کے بھی منکر ہوگئے ہین۔ اِن مین بعض اپنی عزوجاہ کے لیئے گھر آنکر پرائشت کرکے اپنی جات مین داخل ہوتے ہین۔ مگر بعض اِن مین جات کی ذرا پروا نہین کرتے۔ غرض پنڈتون کا فرقہ ایسی گورنمنٹ کو پسند نہین کرتا جو تعلیم ایسی دیتی ہی کہ جو تعصبات و توہمات و قدیمی خیالات کا ایسا ہی کچلا ڈالتی ہے جیسا جگناتھ کا رتھ اپنے فدائیون کا۔ بعض مولویون کو گورنمنٹ ہمیشہ پولیٹکل معاملات مین خاکستر مین دبی ہوئی چنگاری سمجھتی ہی۔ یہ خیال گورنمنٹ کے دل مین پہلے مولویون کی حرکتون سے پیدا ہوا ہے۔ مگر اب یہ اندیشہ نہین کہ کوئی شاہ احمد اللہ کا سا مولوی پیدا ہوگا کہ سارے ملک مین ڈنکہ کی چوٹ منادی کرتا پھریگا کہ مین اب انگریزون کو اودھ سے نکالتا ہون اور آتش سوزان پر غلطان ہوکر مسلمانون کو اپنا معتقد بناتا ہو اور جیل خانہ مین پڑکر اور اپنی پھانسی کا حکم سُن کر بھی اِس کہنے سے باز نہین آیا کہ مین اودھ سے اب انگریزون کو نکالتا ہون ؛

زیادہ تر تعلیم سے اخلاقی و عقلی ترقی تعلق رکھتی ہے۔ اِس لیئے ہم ایک جدا باب تعلیم کے باب مین لکھتے ہین ؛

باب دوازدہم

تعلیم

کالجون کا اول قائم ہونا

ایسٹ انڈیا کمپنی کی گورنمنٹ نے اپنے آخر زمانہ مین اپنے فرائض مین ایک اپنا یہ فرض بھی سمجھا کہ انڈیا مین تعلیم کو ترقی دیجائے۔ کچھ علوم مشرقی کی خاطر سے اور کچھ اِس سبب سے کہ فوجداری دیوانی

عدالتون مین انکی ضرورت خود اُسکو تھی۔ انکی تعلیم مین ایک خاص حد تک گورنمنٹ امداد کرتی رہی سنہ ۱۷۸۲ء مین وارن ہیسٹینگز نے بنگال مین پہلا کالج قائم کیا۔ اور کئی سال تک اسکا خرچ اپنے پاس سے اُٹھایا۔ جسکا خاص مقصد یہ تھا کہ عربی فارسی کے علم ادب و فقہ کی تعلیم بنگال کے مسلمانون کو ہو کہ ان مین دیوانی عدالت کی ملازمت کے لیئے زیادہ لیاقت پیدا ہو اور گورنمنٹ کی نوکریون کے لیئے ہندؤن سے مساوات کے ساتھ مقابلہ کر سکین۔

سنہ ۱۷۹۱ء مین اسی کالج کے مشابہ بنارس مین ایک کالج قائم ہوا۔ اور اُس سے یہ بھی مقصود تھا کہ ہندؤن کے قوانین و علم ادب اور مذہب کی تعلیم ہو۔ تاکہ یوروپین ججون کے مددگار ہونے کی لیاقت ہندؤن مین پیدا ہو۔ چند اور درسگاہین ان ہی کالجون کے مشابہ جاری ہوئین جب وقت گزرتا گیا تو تعلیم کی دوسری صورت کی خواستگاری بڑہتی گئی۔ اب اس باب مین دو گروہون کے درمیان طول طویل مباحثہ ہوا کہ مشرقی یا انگریزی تعلیم دیجائے۔ ایک گروہ یہ چاہتا تھا کہ فیاضانہ امداد سنسکرت و عربی و فارسی کے طلبہ کو دیجائے اور مشرقی زبانون مین علم ادب اور علوم کی کتابین تصنیف کی جائین اور یوروپ کی زبانون کی عمدہ کتابون کا مشرقی زبانون مین ترجمہ کیا جائے۔ دوسرا گروہ یہ چاہتا تھا کہ علم کی تمام اعلی فروع صرف انگریزی زبان کے ذریعہ سے سکھائی جائین۔ سنہ ۱۸۳۵ء مین اس مباحثہ کا خاتمہ لارڈ مکولی نے کیا۔ وہ کلکتہ مین گورنر جنرل کی کونسل کے ممبر تھے۔ انہون نے مشرقی زبان اور اُسکے علم ادب کی نہایت فصاحت و بلاغت سے ہجو کی۔ لارڈ مکولی ان امور واقعی سے واقف نہ تھے کہ انڈیا و عرب و فارس اپنا عظیم الشان علم ادب رکھتے ہین۔ اور ان مین بڑے بڑے شعرا و حکما ہوتے ہین جنکی تحقیقات انسان کی ذہانت کی دوامی یادگار مین کم مرتبہ نہین رکھتین۔ لارڈ مکولی نے لکھا کہ ہمارے سامنے ایک سیدھا سادہ سوال یہ ہے کہ جب ہمارے اختیار مین یہ ہے کہ ہم انگریزی زبان کی تعلیم دلا سکتے ہین تو ہم کو کیا وہ زبانین سکھانی چاہئین کہ جنکے لیئے سب کے نزدیک یہ امر مسلم ہو کہ ان مین وہ کتابین نہین جو کسی مضمون مین انگریزی کتابون سے مقابلہ کے لائق ہون۔ جب ہم یوروپین سائنس سکھا سکتے ہین تو ہم کو کیا وہ نظامات سکھانے چاہئین جو یوروپ کے نظامات سے نہایت خراب اختلاف رکھتے ہین۔ جب ہم صحیح فلسفہ اور سچی تاریخ کے مربی بن سکتے ہین تو سرکاری روپیہ خرچ کرکے ہم کو وہ مسائل طلبہ کو سکھانے چاہئین۔ جن کو انگریزی سلوتری بھی ذلیل سمجھتا ہے وہ علم ہیئات سکھانا

چاہیئے کہ جیسر انگلش بورڈنگ اسکول کی لڑکیان بہی ہنسین وہ تاریخ سکھانی چاہیئے کہ جن مین بادشاہون کے قد تیس فیٹ بلند اور انکی مدت سلطنت تیس ہزار برس لکہی ہو اور جغرافیہ وہ پڑہانا چاہیئے جسمین گہی اور شکّر کے سمندر ہون"- اس بیان سے لارڈ مکولی نے اپنی لاعلمی مشرقی زبانون اور علمون سے ظاہر کی ہے۔ مگر یہ سچ ہے کہ انڈیا کے باشندہ کے ہاتھ مین کوئی دوسری کنجی سواسے انگریزی زبان کے نہین آسکتی جس سے وہ مغربی سائنس اور علم کے خزانون کو کہول سکے وہ اسکے بغیر پبلک انتظام کے اعلے فروع مین کوئی بڑا حصہ نہین لے سکتا*

مکولی صاحب اپنی راے مین غالب رہے۔ لارڈ بن ٹنک کی گورنمنٹ نے فیصلہ کردیا کہ برٹش گورنمنٹ کا مقصد عظیم تعلیم سے یہ ہونا چاہیئے کہ وہ یوروپین لٹریچر اور سائنس کو انڈیا کے باشندون کی تعلیم مین ترقی دے اور تمام فنڈس جو تعلیم کے لیئے مخصوص کیئے جائین وہ اچھی طرح سے صرف انگریزی زبان کی تعلیم مین صرف ہون۔ اگرچہ بعض پُرانی درسگاہون کے جاری رکھنے کی اجازت دی گئی جن مین مشرقی زبانون کی تعلیم ضعیف سی ہوتی رہے۔ آخر کار مآل یہ ہوا کہ مشرقی زبانون کی تعلیم کے لیے امداد سرکاری کو سروکار نہ رہا۔ آیندہ دس پندرہ سالون مین کالج اور اسکول قائم ہوگئے جن مین انگریزی زبان کی تعلیم ہوتی تھی۔ اِس زمانہ مین جمہور کے لیئے ابتدائی تعلیم کا بہت ہی کم خیال تہا تعلیم کی نسبت یہ خیال تہا کہ وہ اوپر سے نیچے کی طرف خودچہنکر چلی جائے گی یعنے جب اعلی تعلیم ہوگی تو ادنی تعلیم عوام الناس کی ہوجائے گی*

سنہ ۱۸۴۳ع مین تو جمہور کی ابتدائی تعلیم کے لیئے تدابیر نہین کی گئین مگر بعد ازان دانشمند روشنضمیر جیمس ٹامسن لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی سنے دیہاتی مدرسون کے نظام کے قائم کرنے کی بنیاد ڈالی۔ سنہ ۱۸۵۴ع تک یہ ابتدائی تعلیم گورنمنٹ کے فرائض مین صاف صاف نہین داخل ہوئی اُس سنہ مین احکام تعلیم کے باب مین انڈیا مین کورٹ ڈائرکٹرز نے بہیجے جنکی جواب دہی لارڈ ہیلی فیکس (جو اُس وقت سر چارلس وڈ تھے) کے ذمے تھی۔ جس مراسلے مین یہ احکام لکھے ہوئے تھے وہ تعلیم کا فرمان عظیم سمجہا جاتا ہے۔ اُس مین لکھا تھا کہ "گورنمنٹ کے مقاصد وہی ہین جنپر ہر یوروپین سٹیٹ کی توجہ عام تعلیم کے نظام مرتب کرنیکے وقت پہلے پہل ہوتی ہے کہ سب قسم کے مدارس موجودہ کی ترقی کیجائے اور انکی تعداد کی افزایش کیجائے۔ اُنکے معائنہ کا نظام معین کیاجائے۔ اُنکے واسطے لائق معلمون کے بہم پہنچانے

کا اہتمام کیا جائے۔ لیکن انڈیا مین تین باتین تہین جو کسی یوروپین سٹیٹ مین قومی تعلیم کے لیئے اپنا نظیر نہین رکھتی تہین۔ اول کسی یوروپین سٹیٹ کی جسنے کوئی تعلیم کا نظام اختیار کیا ہو آبادی اتنی نہ تہی کہ وہ سارے یوروپ کی آبادی کی برابر ہو اور پہر اس مین ہر صوبے مین اعتقاد مذہبی اور زبان نسل رسوم و عادات جدا جدا ہون۔ دوم حکمرانون پر یہ فرض ہوا کہ وہ تمام مذہبی کامون سے بالکل علیحدہ رہین سوم تعلیم کی سکیم (نصاب) وہ داخل کرنی پڑی جسکی بلندی اس سائنس اور لٹریچر کی ترتیب پر ہو جو بالکل اجنبی ہو پس اسواسطے ایک طرف گورنمنٹ کے لیئے تقریبًا ناممکن تہا کہ وہ مخازن سلطنت سے براہ راست کوئی حصہ مخصوص کرتی۔ دوسری طرف یہ تہی کہ عوام مین ایسی تعلیم کی خواہش کو پیدا کرتی جسپر یوروپین نظام تعلیم کی کامیابی موقوف تہی۔ گورنمنٹ نے تعلیم کے باب مین طریقہ اپنی حالت کے مناسب اختیار کیا کہ اس کثیر اور جاہل آبادی مین علم کی ایک خواہش پیدا کرے اور جب یہ خواہش انکو ابہارے تو گورنمنٹ انسے مستفید ہو انکے اندر اشاعت تعلیم کرے ۔

ان کامون کے لیئے برسون کی ضرورت گورنمنٹ کے واسطے تہی۔ وہ صرف یہ کرسکتی تہی کہ رعایا کو تعلیم سے مستفید ہونیکی ہدایت کرے اور جب وہ اس کام مین اپنی امداد کی زیادہ درخواست کرین تو وہ انکی امداد کرے ۔

سنہ ۱۸۵۴ء کے احکام سے اور اور ہدایتون سے جو انکے ضمیمہ مین ایک ڈپارٹمنٹ پبلک انسٹرکشن کا قائم ہوا کلکتہ بمبئی مدراس مین یونیورسٹیان قائم ہوئین۔ ہر قسم کے اسکولون کی مدرسون کی تعلیم کے لیئے درسگاہین یعنے نورمل سکول قائم ہوئے۔ گورنمنٹ کالجون اور ہائی سکولون کی تعداد زیادہ ہوئی۔ مڈل اسکول نئے پیدا کیئے گئے۔ سب سے زیادہ یہ کوشش کیگئی کہ ابتدائی تعلیم بروئے کار ظاہر ہو جسکا مقصد یہ ہو کہ جمہور انام کی تعلیم جو خود تعلیم پانے کا مقدور نہین رکھتی کہ اپنی متفقہ سعی سے کوئی ایسی تعلیم پاسکے جسکا مآل مفید اور عملی تعلیم ہو اور اس سے وہ زندگانی کے کسی درجہ کے لیئے بکار آمد ہو۔

تعلیم کی اعلی فروع مین انگریزی زبان کے ذریعہ سے علم سکھایا جاتا تھا اور تعلیم کی ادنی فروع مین دیسی زبانین سکھائی جاتی تہین۔ یہ خیال کیا گیا کہ گرینٹ ان ایڈ کے نظام سے اعلی درجہ کی شاخون مین تعلیم کی اشاعت خوب ہوگی۔ اسلیئے گورنمنٹ کے مخازن ان آدمیون کی امداد مین خرچ ہوئے جنسے یہ توقع نہین ہوسکتی تہی کہ وہ اپنی مدد آپ کرینگے اسکے ساتھ یہ توقع کی گئی کہ متمول جماعتین بتدریج اپنی تعلیم

کے لیئے اپنے خرچ سے راغب ہونگی۔ گرینٹ ان ایڈ کا نظام اس بات پر مبنی تہا کہ مدرسون مین جو مذہبی تعلیم ہوتی ہے اسمین مداخلت سے پرہیز کیا جائے۔ یہ ایڈ (امداد) خاص شرائط کے ساتھ تمام اسکولون کو دیجاتی ہے جو دنیاوی تعلیم کرتے ہین اور اُنکا انتظام خاطرخواہ ہے ان تمام مدرسونکے معائنہ کرنے کے لیئے گورنمنٹ کے افسرونکے واسطے کوئی روک نہین ہے +

یہ گرینٹ ان انڈیا کا نظام انڈیا مین جاری ہے۔ ہر پروونس مین جداجدا ایجوکیشنل ڈپارٹمنٹ یعنے سررشتۂ تعلیم ہے جسکا اعلےٰ افسر ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن ہے۔ اُسکے ماتحت ایک بڑا اسٹاف افسرون اور کالجون اور اسکولون کا اور گرینٹ ان ایڈ کا ہوتا ہے۔ اس نظام کا بڑا حصہ تعریف کے قابل ہے۔ لیکن بظاہر بہت لحاظ سے اسکے نتائج قابل اطمینان نہین پیدا ہوئے۔ یہ مسئلہ نظری جو تعلیم کے بارے مین ہے کہ جیسے فلٹر مین پانی چھن کر نیچے آجاتا ہے۔ اسیطرح اعلےٰ تعلیم اوپر کے طبقہ سے چھنکر نیچے کے طبقہ مین آجاتی ہے۔ یہان چلا نہین۔ اسکا سبب کچھ تو یہ تھا کہ یہان اعلےٰ درجہ کی تعلیم غیر زبان انگریزی مین ہے جو اعلیٰ سے اسفل مین نہین جاسکتی۔ سوائے اسکے یہانکے پنڈتون اور انگلش کالجون کے تعلیم یافتہ آدمیون کی رائے یہ تھی کہ یہان عوام الناس اور جمہور مین تعلیم کی اشاعت نہین ہوسکتی۔ ۱۸۵۴ء مین یہ اصول قائم ہوا تھا کہ گورنمنٹ کا بڑا فرض یہ ہے کہ وہ ابتدائی تعلیم کے لیسے وسائل ان جماعتون کے لیئے بہم پہنچائے جو اپنے لیئے تعلیم کا سامان خود نہین کرسکتین۔ سو گورنمنٹ برسون سے اسپر عمل کررہی ہے مگر اسمین کامیابی ناممکن ہے کہ تیئیس ۲۳ کروڑ آدمیونکے بڑے حصہ کو جو جہالت و تعصب جاث کی پابندی مین گرفتار ہو تعلیم کرے۔ یہ دو صورتون سے ہوسکتی ہے ایک یہ کہ گورنمنٹ جبریہ تعلیم کا قانون نافذ کرے۔ سو وہ نافذ نہین کرتی۔ دوسری یہ کہ بے شمار فنڈس جمع کرے۔ اور ایک بالاستقلال کوشش عوام کی تعلیم کی کرے تو مدتہائے دراز مین آہستہ آہستہ وہ ہوسکتی ہے پس اسلیئے گورنمنٹ باوجود ۱۸۵۴ء کے اصول کے اعلیٰ درجہ کی تعلیم مین بہ نسبت عوام کی تعلیم کے زیادہ اپنا روپیہ خرچ کرتی ہے + ابتدائی تعلیم

انڈیا کے بعض حصون مین اُسوقت سے کہ جسکی ابتدا یاد بہی نہین بہت سے مقامی مکتبون اور پاٹ شالون مین نہایت ابتدائی تعلیم ہوتی چلی آئی ہے۔ ہندون کے پاٹ شالون مین زیادہ تر یا بالکل دنیاوی تعلیم ہوتی ہے۔ اور مسلمانون کے مکتبون مین سوائے دنیاوی تعلیم کے کچھ دینی تعلیم بہی ہوتی ہے

تعلیم نسوان

بنگال اور مدراس مین جو نظام ابتدائی تعلیم کا ہے وہ یہ ہے کہ دیسی مکتبون مین گورنمنٹ گرینٹ ان ایڈ دیتی ہے۔ بمبئی اور ممالک مغربی و اودھ و پنجاب مین ابتدائی مدارس زیادہ تر گورنمنٹ کی طرف سے قائم ہین اور ان کا خرچ لوکل فنڈ سے دیا جاتا ہے۔ جو زمین ار بشرح مقررہ مالگزاری کے طور پر دیتے ہین۔ برہما مین جتنی رعایا لکھہ پڑھ سکتی ہے اتنی انڈیا مین کہین اور رعایا خواندہ نہین۔ اس ملک کی قدیمی رسم یہ ہے کہ ابتدائی تعلیم بدھ مت کے بھکشیون کے ہاتھ مین ہے۔ ابتدائی مدارس مین لکھنا پڑھنا حساب اور کچھ مساحت سکھائی جاتی ہے۔ اگرچہ ان مین بہت ترقی ہوئی ہے اور انہون نے ان لاکھون آدمیون کو لکھنا پڑھنا سکھا دیا ہے جن کے باپ دادا کبھی الف کے نام بے نہین جانتے تھے۔ مگر ایسے تعلیم یافتہ آدمیون کو بمقابلہ کل آبادی کے دیکھین تو ہمیشہ معلوم ہوتے ہین۔ نہایت ہی کم ہین۔ سنہ ۱۹۰۱ء مین جو مردم شماری ہوئی ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ کل آبادی ۰۰۰۶۳۴۹۲ آدمیون کی ہے جنمین ۰۰۰۱۵۹۹۴۱ مرد اور ۰۰۰۹۰۴۴۴۱ عورتین ہین۔ مردون کی آبادی مین سے ۰۰۰۸۲۷۴۴۳۱ بالکل ناخواندہ ہین اور عورتون کی آبادی مین سے ۰۰۰۶۷۹۲۴۱ سے کچھ کم ناخواندہ ہین اور ۰۰۰۳۳۴۱ عورتین لکھہ پڑھ سکتی ہین۔ اس مطلب کو دوسرے لفظون مین یون بیان کرو کہ آبادی مین ۹۰ فیصدی مرد اور ۹۹ فی صدی عورتین ناخواندہ ہین۔ اگر برہما کو خارج کرو تو برٹش انڈیا کے صوبون اور ہندوستانی ریاستون مین رعایا کی ناخواندگی کا حال یکسان ہے۔ مثلاً ممالک مغربی و اودھ مین سنہ ۱۹۰۳ء مین آبادی مردون کی ۰۰۰۷۱۶۴۲ تھی جن مین سے ۰۰۰۴۹۱۳۲ ناخواندہ تھے اور عورتون کی آبادی ۰۰۰۸۷۰۳۲ تھی جن مین وہ عورتین جو لکھہ پڑھ سکتی تھین ۰۰۰۶۵ سے بھی کم تھین۔ پنجاب اور شمال مغربی سرحدی اضلاع مین ۰۰۰۲۱۵۴۱ مردون کی آبادی مین ۰۰۰۸۷۵۳۱ ناخواندہ تھے اور ۰۰۰۹۶۳۲۱ عورتون کی آبادی مین ۰۰۰۲۴ عورتین خواندہ تھین۔ مدراس مین جہان تعلیم کی بڑی ترقی ہے ۸۰ فیصدی مردون کی آبادی مین اور ۹۰ فیصدی عورتون کی آبادی مین ناخواندہ ہین۔ ان اعداد مین بہت سے اعداد تقریباً صحیح ہین۔ انڈیا جیسے وسیع ملک کی آبادی کثیر مین مشکل ہے کہ یہ اعداد بالکل صحیح ہون۔ اس آبادی کثیر مین دس لاکھ آدمیون کے قریب پتا نہین لگتا کہ وہ خواندہ تھے یا ناخواندہ۔ ہندوستان مین خانگی کاروبار مین عورتین بہت دخل رکھتی ہین۔ ان ہی کی مرضی کے موافق گھر مین اکثر کاروبار ہوتے ہین۔ بعض ان مین سے اپنی ریاست کا انتظام کرتی ہین جیسے بھوپال مین کئی نسلون سے عورتین ہی

عورتون کی تعلیم

جانشین ریاست چلی آتی ہین - لیکن معزز عورتون کے لیے ہی مدرسون مین تعلیم جیسی کہ لڑکون کو ہوتی ہو یا کسی اور قسم کے مکتبون مین - ہندوستان مین ایک نئی بات ہے - انگریزی تعلیم یافتہ آدمیون کو عورتونکی تعلیم کا خیال نہین مگر بعض انہین سے اِس امر کے متحمل نہین ہین کہ جن عورتون کے ساتھ انکی زندگی بسر ہو وہ بالکل جاہل ہی رہین اسلیئے جب اُنکو عورتین معلمہ نہین ملتین تو وہ اپنی بیویون اور لڑکیون کو خود ہی تعلیم کرتے ہین - ایسا گروہ تھوڑا ہی ہو کہ جو عورتون کی جہالت کی برائیون کو سمجھتا ہو اور اُسکے دور کرنیسے خوش ہوتا ہو - وہ ایک جم غفیر کے کنبون مین عورتون کی تعلیم کو پھیلا نہین سکتا اور اپنی سوسائٹی کی رائے کو نہین بدل سکتا جو اپنے باپ دادا کی قدیمی رسمون کو ترجیح دیتے ہین اِس ملک مین عام رائے یہ ہو کہ باعصمت عورتون کا لکھنے پڑھنے کے زیور سے عاری ہی رہنا بہتر ہے - پس جب یہ رائے عام ہو تو گورنمنٹ کے لیئے یہ ناممکن ہے کہ وہ عورتون کی تعلیم کی ترقی مین کامیاب ہو باوجود ان مزاحمتون کے بھی عورتون کی تعلیم مین کچھ ترقی ہوئی ہے - بعض عورتون نے علم مین شہرت پائی ہے - بہت سی عورتین یونیورسٹی مین انٹرنس کے امتحان مین پاس ہوئی ہین اور بعض نے بی اے اور ایم اے کے امتحان مین پاس ہونے کی ڈگریان پائی ہین - دکن مین عورتون کی تعلیم مین بہ نسبت شمال کے زیادہ ترقی ہوئی ہے - وہان پردہ کی قید کم ہے - مدراس مین ۱۸۷۱ء مین ۱۰۰۰۰ لڑکیان اسکولون مین پڑھتی تھین - اب انکی تعداد بڑھکر ۱۹۰۱ء مین ۱۲۸۰۰۰ ہوگئی ہے +

مشنریون کی سوسائٹیون نے عورتون کی تعلیم مین سعی بلیغ کی ہے - اُنکے مدرسون مین جتنی لڑکیان پڑھتی ہین اُتنی گورنمنٹ اسکولون مین نہین پڑھتین - ان سوسائٹیون سے جو زنانہ مشن متعلق ہین - وہ ہندوستانی عورتون کو زیادہ تر دنیاوی تعلیم دیتی ہین - ان انگلش لیڈیون کی مثال اور نمونے کو دیکھکر ان ہندوستانیون نے بھی انکی ریس کی ہے جن کو یہ پسند نہین ہے کہ اُنکے کنبے مین کچھ عیسائیت کا اثر پہنچے - انڈیا کی ایجوکیشنل کمیشن کی رپورٹ مین لکھا ہے "کہ کلکتہ اور مدراس اور بمبئی اور بڑے شہرون مین اب یہ ممکن ہے کہ ایک متمول ہندوستانی اپنے گھر مین عورتون کو تعلیم دلائے - ایک جداگانہ جماعت زنانہ معلمون کی دنیاوی تعلیم کے لیئے پیدا ہوگئی ہے - جلسے کمیٹیان کام لیتی ہین - ان کمیٹیون مین کیا بالکل اشراف ہندوستانی ہین یا دونون ہندوستانی اور انگلشمین - وہ زنانہ تعلیم بالکل دنیاوی کراتے ہین - ان مین دینی تعلیم بالکل دخل نہین رکھتی - بعض مین موقت امتحان ہوتے ہین اور گھر مین

تعلیم پانے کی امداد کیجاتی ہے۔ غرض یہ کمیٹیان مفید کام کر رہی ہین اگرچہ ان کا پیمانہ بہت ہی چھوٹا ہی کمیشن کو امید ہے کہ ہندوستان مین ایک بڑے پیمانہ پر انکی امداد انگلش لیڈیان کرینگی۔ دایہ گری کی تعلیم کے لیئے ہندوستانی عورتون کے واسطے لارڈ ڈفرن ڈیوک آوا کی بانوے معلی نے بے نظیر کام کیا ہے کہ انھون نے ایک ایسوسی ایشن کی بنیاد قائم کی جس مین بالکل مذہب کے دخل کو جدا رکھا ہے۔ اس ایسوسی ایشن کے متعلق سنہ ۱۹۰۰ء مین ۲۲۳۵-اسپتال تھے اور ۱۵۰۰۰۰۰ عورتون سے زیادہ نے ان مین شفا پائی ان مین ۳۳-اعلیٰ درجہ کی لیڈی ڈاکٹر اور ۳۷-اسسٹنٹ سرجن اور بہت زیادہ تعداد میونسپل اسسٹنٹون کی تہی۔ اور ۴۵۳-عورتین ہندوستان کے مدارس طبیہ مین تعلیم پاتی تہین +

اعداد مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی جہالت پر کیسا کم اثر ہوا ہے اس کی نسبت مین صاحب دو امر واقعی بیان کرتے ہین جو یاد رکھنے کے قابل ہین۔ اول یہ کہ ہندوستانی آبادی کا بڑا حصہ زراعت پیشہ ہے۔ شایستہ و مہذب ملکون مین بہی اہل زراعت مین تعلیم نشو و نما نہین پاتی ہے یہان ہندوستان مین کیون وہ نشو و نما پانے لگی۔ دوم یہان ایک موروثی علمی پیشہ ہے جسنے کتابی علم کا اجارہ لے رکھا ہے وہ جانتا ہے کہ ہماری حکومت جاہلون ہی پر چل سکتی ہے۔ پس اسلیئے جمہور کی تعلیم سے وہ مخالفت کرتے ہین جسکا اثر ہوتا ہے +

ابتدائی تعلیم کی گو مخالفت ہوتی ہے اور لوگ کہتے ہین کہ انکو تعلیم کرنا اپنے پیشہ کی ہنرمندی سے باز رکھنا ہے۔ پھر بہی اسکی ترقی نمایان ہے کل ہندوستان مین باستثنائے شمال مغربی اضلاع کے جب سرکار کمپنی کی حکمرانی ملکہ معظمہ کے ہاتھ مین منتقل ہوئی۔ گورنمنٹ کے ان ایڈ اسکول ۲۰۰۰ سے کچھ زائد تھے۔ جن مین کچھ کم ۲۰۰۰۰۰-طلبہ تھے۔ اب سنہ ۱۹۰۱ء مین ۱۴۷۰۰۰ مدارس ہین اور انمین ۴۴۰۰۰۰۰ طلبہ پڑھتے ہین +

سنہ ۱۸۵۷ء مین تین یونیورسٹیان کلکتہ و مدراس اور بمبئی مین قائم ہوئین اور سنہ ۱۸۸۷ء مین ایک چوتھی یونیورسٹی ممالک شمالی اور مغربی مین قائم ہوئی۔ یہ سب یونیورسٹیان سکھانیوالی تھین اور تمام کالجون پر جو ان سے متعلق تھے حکومت کرتی ہین۔ انکے لیئے درس کی کتابین مقرر کرتی ہین سنہ ۱۸۸۲ء مین ایک یونیورسٹی لاہور مین قائم ہوئی۔ اس مین ایک نئی بات یہ تھی کہ ایک اورینٹل کالج اسکے ساتھ تھا جسکا خرچ اپنے امتحان کی فیس کی آمدنی سے وہ اُٹھاتی ہے۔ تمام یونیورسٹیون مین ۵ سال

کے اندر جو سنہ ۱۹۰۲-۱۹۰۱ء پر ختم ہوتے ہین ۲۶۳۹۷۱۳ امیدواروں نے انٹرنس کا امتحان پاس کیا
اور اِس عرصہ مین ۷۰۴۳۱۵ امیدواروں نے فرسٹ آرٹس کا امتحان پاس کیا۔ اور ۵۲۶۰ بی اے
اور ۶۵۵ ایم اے ہوئے۔ اب اسکے مقابلہ مین اورینٹل (مشرقی علم) مین پانچ سال کے اندر دو ایم اے
اور ۵ بی اے ہوئے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ کیسی کم توجہ طلبہ کو مشرقی علوم کی طرف ہے +

کل ہندوستان مین سنہ ۱۹۰۱ء مین انگریزی وان جن مین انگریزی پڑھنے والے طلبہ بھی
داخل تھے ۳۸۶۰۰۰ تھے۔ یہ تعداد تعجب خیز کم ہے اسکی نسبت مین صاحب کہتے ہین کہ انگریزی زبان
کی تحصیل نہایت ابتدائی درجہ پر ختم ہوجاتی ہے اور ایسی جماعت بڑی ہے کہ وہ اسکول مین انگریزی
زبان سیکھتی ہے اور پھر آخر امتحان دیکر انگریزی زبان سے کچھ شغل نہین رکھتی۔ پھر چند سالون
کے بعد ان مین انگریزی زبان مین نوشت وخواند کی لیاقت نہین رہتی۔ انڈیا کی ایجوکیشنل رپورٹ سے
کالجون کی تعلیم کا حال ترجمہ کیا جاتا ہے "کہ کل انڈیا مین باستثنائے خالص اورینٹل کالجون کے
اور سب کالجون مین نظام یکسان جاری ہے۔ یہ اورینٹل کالج تعداد مین اسقدر کم ہین کہ وہ مشکل سے
کالجی تعلیم مین بالفعل شمار مین آسکتے ہین۔ آجکل کالج کا مقصد اعلےٰ یہ ہے کہ طلبہ کی تعلیم ایسی ہو جائے
کہ وہ ملک کے انتظام مین معزز حصہ حاصل کرلین یا کسی اچھی امید کے ساتھ بڑے دولت خیز پیشون
مین داخل ہوجائین جو اب اِس مین نشو ونما پارہے ہین۔ کالج کے سکیم (نصاب) انگلش اور اورینٹل زبانین
بڑا درجہ رکھتی ہین۔ تاریخ فلسفہ ریاضی فزیکل سائنس (طبعیات) بذریعۂ انگریزی زبان کے سکھلائے
جاتے ہین۔ ان مین طلبہ یونیورسٹی ڈگری پاتے ہین۔ یونیورسٹی سے دو درجہ کے کالج متعلق ہین
ایک وہ جنکے طلبہ فرسٹ آرٹس کا امتحان دیتے ہین۔ دوسرے وہ جن مین بی اے اور ایم اے کا
امتحان دیتے ہین۔ کالج مین اسٹاف اتنا ہی ہوتا جتنی کالج کی آمدنی۔ اور اسکے طلبہ کی تعداد اور
امتحان کی قسم جسکے لئے امیدوار بھیجے جاتے ہین ہوتی ہین۔ کلکتہ کے پریسیڈنسی کالج مین ایک
پرنسپل اور گیارہ پروفیسر ہین اور دو عربی اور سنسکرت کے معلم ہین۔ امتحان کے کل مختلف مضامین
مین پروفیسر لکچر دیتے ہین۔ چھوٹے کالجون مین صرف ایک پرنسپل اور دو پروفیسر اور ایک
پنڈت ایک مولوی ہوتا ہے۔ کالجون مین بود وباش جبریہ نہین ہوتی۔ لیکن ایسے کالج چند ہی
ہین کہ جن مین کالج سے باہر طلبہ کے افعال کردار کی نگہداشت کا کوئی نظام ہو۔ خاص کالجون مین

بورڈنگ ہوس مین اور اُن مین تعداد سال بسال بڑھتی جاتی ہی۔ لیکن اُنمین وہی طلبہ رہتے ہین جنکا
وطن کالج کے شہر سے دور ہوتا ہے اور اُس شہر مین کوئی اُنکا رشتہ دار نہین ہوتا۔ بہت ہی کم طلبہ
بورڈنگ ہوس کے خرچ کو اُٹھاتے ہین۔ گورنمنٹ کے نظام مین بورڈنگ ہوس کی اِس حالت کے
ہونے کی دو وجہ ہین۔ اول یہ کہ اُنکی عمارتون کے بنانے مین گورنمنٹ اور دولتمند گروہ مضائقہ کرتے ہین
انڈیا مین طالب علم ایسا مقدور نہین رکھتا کہ وہ سوائے معتدل کرایہ کے زیادہ کرایہ دے سکے زیادہ تر
یہ کرایہ سالانہ مرمت کے لیئے کافی ہوتا ہو۔ دوسرا سبب مذہبی و معاشرت کے تعصبات ہین جو ایک
جماعت دوسری جماعت سے رکھتی ہو۔ ہندو فقط مسلمانون ہی کے ساتھ کھانیسے پرہیز نہین کرتے
بلکہ وہ اپنی جات کی پابندی کے سبب سے کل اور جاتون سے نہایت خلط ملط ہونیسے گریز کرتے ہین تجربہ
سے ایسا ثابت ہوتا جاتا ہو کہ اب رسوم کی قیدین اُٹھتی جاتی ہین۔ ممالک مغربی اور پنجاب مین کالجون
مین طلبہ کے رہنے کے نظام مین بڑی وسعت کے ساتھ آزمایش کی گئی ہو اور فقط فنڈس کی کمی زیادہ تر
اسکی توسیع کی مانع ہو۔ بمبئی کے بڑے بڑے کالجون مین طلبہ زیادہ تر کالجون مین رہتے ہین۔ اور بنگال
اور مدراس مین بھی اِس نظام کو پوری طرح سے مانتے ہین +

انگریزی زبان کی تعلیم کے نتائج

۱۸۸۳ء مین ایجوکیشنل کمشنرون نے لکھا کہ "یہ نہین کہا جا سکتا کہ انڈیا مین ہمارے کالجون نے
علم کی اصلی خواہش کی پرورش کی ہو۔ طالب علم بہت ہی کم علم کی تحصیل علم کی خاطر سے کرتے ہین بلکہ
بہت زیادہ یونیورسٹی کی ڈگری پانے کی تمنا رکھتے ہین جس سے اِن کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ گورنمنٹ
کی ملازمت یا پروفیشن کی لیاقت حاصل ہو جائے۔ اِس سے انکار نہین ہو سکتا کہ انڈیا مین یونیورسٹی کے سند
یافتون کا علم بہت کھوکھلا اور پھس پھسا ہوتا ہے اکثر سطحی ہوتے ہین اُنکو چند مضامین مین بڑبڑانا آجاتا ہو
کالجون مین مشکل سے طالب علم کسی مضمون مین ماہر اُستاد ہوتا ہے جس سے کہ اسکا علم مفید اور بکار آمد
ہو کسی طالب علم نے جسنے انڈیا ہی مین صرف تعلیم پائی ہو کوئی کتاب کسی مضمون مین جو اسکو کالج مین
سکھایا گیا ہے ایسی نہین لکھی کہ اسمین اصلی لیاقت ہو۔ مغربی خیالات اور مغربی سائنس جو طالب
علم کو سکھائے گئے ہین اُنکو وہ انڈیا کے کسی ضلع مین کام مین نہین لاتا۔ تاریخ ہند کو اور انڈیا کی پرانی
چیزون کی تحقیقات کو مالامال انڈیا کے طالب علمون نے نہین کیا۔ اور نہ اِس ملک کے کسی باشندہ نے
مغربی تجربہ کو انڈیا کے مادی مخازن کے بروے کار ظاہر کرنے مین اختیار کیا +

اگرچہ سب باتین مان لیجائین اور نئے علم نے جو خیالات کا جوش پیدا کیا ہے اُس سے وہ نتائج نہ پیدا ہوئے ہون جنکی امید گورنمنٹ کو تھی تو بھی اور نتائج تعلیم سے ایسے پیدا ہوئے ہین کہ انکی قدر و قیمت سے لاعلم نہین رہنا چاہیئے۔ علی العموم یہ کہتے ہین کہ جو تعلیم یافتہ نسل ہے وہ اپنی پہلی نسل سے اخلاق کی نسبت عقل مین زیادہ فرق رکھتی ہے۔ گورنمنٹ کے ملازمین انگریزی تعلیم یافتہ کی دیانتمندی و راستبازی سب پر ظاہر دیکھنے مین آئی ہی۔ اب بری رسمون کے دور کرنے مین اور روشن ضمیری و شائستگی و تہذیب کے پھیلانے مین جو تحریکین کی جاتی ہین وہ ان انگریزی تعلیم یافتہ کی طرف سے کیجاتی ہین۔ جنکی امداد اور ہندوستانی کر رہے ہین۔ اس قسم کے نیک کام پہلے زمانہ مین نشو و نما نہین پاتے تھے۔ غرض انگریزی تعلیم کے یہ بڑے باوقعت نتائج ہین اور یہ تعجب کی بات ہی کہ وہ اس تعلیم سے پیدا ہوئے ہین جو محض عقلی ہے اور کسی قسم کا لگاؤ مذہب اور اخلاق سے نہین رکھتی +

غرض تعلیم سے جو فوائد پیدا ہوئے ہین۔ اب انگریز انکی کم قدری نہین کرتے مگر اب انگریزون کی یہ رائے غلبہ رکھتی ہی کہ کالجون کی تعلیم مین جو گورنمنٹ کا نظام انڈیا مین ہے اس سے مایوسی گورنمنٹ کو پیدا ہوتی ہے سنہ ۱۹۰۲ء مین کمیشن نے جو تعلیم کی بابت تحقیقات کی ہے اور انڈیا کی یونیورسٹیون کا جو امتحان کیا ہے اس سے تعلیم کی پاسپائی کرنے کی رائے لگائی ہے کوئی اس کی سہاتیا کی رائے نہین دی +

اگرچہ ہندوستانیون نے بہت سی درسگاہین اپنے خرچ سے بنائی ہین۔ اور گورنمنٹ نے اُنکو اپنے گرنیٹ ان ایڈ کے عنایت کرنیسے بڑی تقویت دی ہی مگر وہ زمانہ غالبًا ابھی نہین آئیگا کہ گورنمنٹ کے لیئے یہ ناممکن ہوگا کہ وہ اپنی بڑی کوشش ابتدائی تعلیم مین صرف کرے اور اعلی درجہ کی تعلیم کی تدابیر تجاویز کر ان پرائیویٹ درسگاہون کے لیئے چھوڑ دے جن کی مدد اور نگرانی گورنمنٹ کرے۔ دنیاوی تعلیم کے لیئے جو کوششین ہندوستانیون نے اپنے روپئے اور تجویزون سے کی ہین وہ بڑی عزت کے قابل ہین۔ خاصکر مشنریون کی جنکے مدارس مین سنہ ۱۹۰۱ء مین تقریبًا تین لاکھ طلبہ تھے +

مسلمانوں کی تعلیم

اعلی درجہ کی تعلیم کے لیئے جو تدابیر کی گئین وہ ہندؤن کے لیئے بہ نسبت مسلمانون کے زیادہ کامیاب ہوئین۔ انڈیا کے بہت سے حصون مین مسلمان خاص اعلی درجہ کی جماعتون کے مسلمان گورنمنٹ کے اسکولون اور کالجون کی تعلیم سے کنارہ رہے اور اکثر انہون نے یہ شکایت کی کہ ہم جو گورنمنٹ کی نوکریون کے مقابلے

امتحان مین ہندؤن کے ساتھ مساوات کا دم نہین بھر سکتے۔ اسکا سبب یہ ہو کہ ہم گورنمنٹ کے اسکولون اور کالجون کی تعلیم کو اپنے مناسب حال نہین جانتے۔ مسلمانون کے لیئے قطع نظر مذہبی تعصب کے اور سبب بھی تھے جو انکے مغربی علم کی تحصیل کے مانع تھے اور انکو انڈیا کی ایجوکیشن کمیشن نے اسطرح بیان کیا ہے " انڈیا کے مسلمانون کے تمدنی اور تاریخی حالات سے قطع نظر کرکے اور سبب ہین جو بالکل تعلیمی صفت رکھتے ہین وہ انکی زندگانی کے دوڑ کے لیئے بڑے بھاری وزن ہین جو انکو دوڑنے نہین دیتے۔ مسلمان مدرسون مین سبق پڑھوانے سے پہلے اپنے لڑکے کو مسجد مین سبق پڑھواتے ہین۔ ہندو لڑکے کا یہ ایک مطلب ہوتا ہو کہ وہ ایسی تعلیم پائے جس سے کوئی سرکاری نوکری یا کسی پروفیشن کے کرنیکے قابل ہو جائے لیکن مسلمان کا لڑکا اپنے خیالات کو جب دنیاوی تعلیم کی طرف دوڑاتا ہے کہ وہ اکثر اپنے چندسال قرآن شریف پڑھنے مین خرچ کرلیتا ہے اسلیئے مسلمان کا لڑکا ہندو کے لڑکے سے اسکول مین پیچھے داخل ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ مسلمان کا لڑکا چھوٹی عمر مین اسکول کو پہلے سے چھوڑ دیتا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ہندو مسلمان جو تمدنی درجہ ایک ہی سا رکھتے ہین۔ ان مین مسلمان لڑکون کے مربی اکثر بہ نسبت ہندو لڑکون کے مربیون کے غریب مفلس ہوتے ہین۔ بہت سے مسلمان اپنے بیٹے کو پوری تعلیم نہین دلا سکتے۔ تیسری بات یہ ہے کہ دنیاوی وسائل پر بغیر لحاظ کرنیکے مسلمان کسی موجودہ پروفیشن کے کرنے مین اپنے لڑکے کیلیئے ملازمت سرکاری مین کامیاب ہونیکی نسبت اکثر یہ زیادہ پسند کرتا ہو کہ جب اسکا بیٹا سکول مین پڑھتا ہے تو اسکو ایسی ہی تعلیم دلائے کہ اہل علم بھی اسکی عزت کرین وہ اہل علم کے زمرہ مین شمار ہو پس ہندو کا لڑکا جو اپنے سالون کو انگلش اور ریاضی کے سیکھنے مین سرکاری مدرسہ مین صرف کرتا ہے۔ مسلمان کا لڑکا اپنے مدرسون مین عربی فقہ اور دینیات کی کتابون کے پڑھنے مین خرچ کرتا ہے۔ جب ایسی تعلیم کی تکمیل ہو جاتی ہے تو اپنے تئین فاضل کہلانے کا طالب زیادہ بہ نسبت ان مفید پروفیشنون کے ہوتا ہو جن کی طرف بالطبع ہونہار مسلمان نوجوان کے خیالات ہوتے ہین ؛

ان واقعات پر نظر کرنیسے یہ بات نہین مانی جاتی کہ گورنمنٹ کے نظام تعلیم کو مسلمان بہ نظر التفات نہین دیکھتے اور وہ ہندؤن کی نسبت تعلیم انگریزی کی کم قدر کرتے ہین۔ ممالک مغربی وشمالی واودھ مین مسلمان طلبہ بلحاظ اسکی آبادی کی نسبت کے ہندو طلبہ سے زیادہ ہین اور آبادی کے لحاظ سے ان اضلاع مین گورنمنٹ کے ملازم بہ نسبت ہندؤن کے زیادہ ہین مگر یہ صورت ہندوستان کے بڑے حصے

مین نہین ہی۔ یہ ایک قاعدہ ہوگیا ہے کہ گورنمنٹ کی ملازمت مین بہت زیادہ ہندو بہ نسبت مسلمانون کے ہین ٭

مسلمانون کی اعلی درجہ کی تعلیم مین جو دشواریان پیش آتی ہین جو ایسی قسم کی ہوتی ہین جو اکثر عیسائیون کی تعلیم مین انگلینڈ مین پیش آتی ہین جیسے کہ تعلیم سے مذہب کا جدا کرنا مسلمان کو برا معلوم ہوتا ہے ایسے ہی بہت سے عیسائیون کو بھی برا معلوم ہوتا ہے۔ یہان اس باب کے مباحثہ کرنے سے بہت کم فائدہ ہوگا کہ گورنمنٹ مسلمانون کی مذہبی تعلیم سے بالکل علیحدہ رہنے کے سوا، کچھہ اور کر تی گورنمنٹ نے جو اپنا طریقہ مذہبی تعلیم کے باب مین اختیار کیا ہے اسکے برخلاف وہ اپنے اسکولون اور کالجون مین اسلام کے مسائل مذہبی کو نہین سکھا سکتی تھی۔ گو یہ سچ ہے کہ یہ اسکی پولیٹکل دانشمندی ہی کہ وہ اپنی مسلمان رعایا کے مذہب کی ہمدردی کرتی ہی اور اسکے مذہب اور لٹریچر اُنکے طرز خیالات کو ادب کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور بس۔ ان سببون سے گورنمنٹ کے اور مشنریون کے کالج اُس مسلمان کو مقبول خاطر نہ تھے جو یہ چاہتا تھا کہ اسکا بیٹا اپنے مذہب مین بھی اور عربی فارسی زبانون مین بھی تعلیم پائے ٭

سنہ ۱۸۸۲ء مین ایجوکیشن کمیشن مقرر ہوا اسنے تعلیم کے بے ثمر نتائج بتائے۔ اسمین اکیس[۲۱] ممبر تھے وہ ہر پروونس سے تعلیم مین اعلیٰ درجہ کے تجربہ کار اور منتظم منتخب ہوکر مقرر ہوئے تھے انگریزی اعلی عہدہ دار، ہندو، مسلمان، مشنری۔ انڈیا کی بڑی بڑی آبادیون اور گورنمنٹ کے قائم مقام تھے اقوام ہند کی مذہبی تعلیم کے باب مین بارہا آپس مین ممبرون کے خانگی مباحثے ہوتے تھے۔ کلکتہ کے ٹاون ہال مین انکے بہت سے جلسے ہوتے تھے۔ ان کی رپورٹ مین لکھا ہے کہ ایک طرف ممبر یہ تسلیم کرتے تھے کہ دنیاوی تعلیم کا ضروری تکملہ اخلاقی تعلیم ہے۔ ہندوستان کے آدمی فطری مذہبی ہوتے ہین دینی تعلیم انکے لیے نہایت مناسب ہے اور کمیشن کے روبرو انہون نے اسکی ضرورت کی شہادت دی ہی اور اسکے نہ ہونے کی بہت شکایتین کی ہین۔ لیکن کمیشن نے غور کے بعد مذہبی تعلیم سے انکار کیا کہ وہ ان ابتدائی مدارس مین جاری کیجائے جنکے مہتمم بورڈس ہین۔ اگر لوکل کمیٹی اس تعلیم کا حکم دے اور لڑکون کے مربی بھی اعتراض نکرین تو بھی تعلیم مذہبی نہ دیجائے۔ گورنمنٹ اسکولون اور کالجون مین بھی تعلیم مذہبی نہ داخل کیجائے۔ بلکہ یہان تک اسکی ممانعت کیجائے کہ امیدوارون کے سوالات امتحان مین کوئی سوال ایسا نہ ہو جو طالب علم کے ایمان سے متعلق ہو۔ ابتدائی مدارس (پرائمری سکول) کے واسطے

ایجوکیشنل کمیشن اور گورنمنٹ کے مدارس مین مذہبی تعلیم

کمیشن یہ پیش کرتا ہے کہ انسپکٹرون اور مدرسون کو ہدایت کیجاسے کہ وہ خوب اچھیطرح سے دیکھتے رہین کہ ہر مدرسہ کی ڈسپلن (تربیت) وتعلیم ایسی ہو کہ وہ کالجون کے اخلاق وعادات اوضاع واطوار پر نیک اثر کرتی ہو اور مدرسون کی ہدایتون کے لیئے ایک خاص کتاب بنائی جائے۔ اور کالجون کے واسطے یہ سفارش کیجاتی ہے کہ کوشش کیجائے کہ کوئی کتاب اخلاق کی ایسی تصنیف کیجائے جس مین نیچرل ریلیجن یعنی فطری مذہب کے اصول بیان کیئے جائین اور لکچر دیئے جائین جن مین آدمی کے فرائض بیان کئے جائین +

انڈیا کی گورنمنٹ نے جیسے سرکاری مدارس مین تعلیم مذہبی سے پرہیز کیا ایسی ہی اس مذہبی تعلیم مین مداخلت کرنیسے گریز کی جو خانگی مدرسون مین جاری ہے۔ ہندوٴن کے پاٹ شالون اور مسلمانون کی مساجد کے مکتبون۔ یہودیون یونانیون آرمینیون پارسیون اور خداپرست نئے فرقون مین اپنی امداد اُنکی دنیاوی تعلیم کے اندازہ کے موافق دی۔ غرض گورنمنٹ سب مذہب رکھتی ہے مگر کسی مذہب مین متعصب نہین +

مسلمانون کی تعلیم اور سرسید احمد خان

مسلمانون کی تعلیم مین جو گل جھٹیان پڑرہی تہین جن کا اوپر ذکر ہوا اُنکو کسی مسلمان نے سوائے سرسید احمد خان کے نہین سُلجھایا۔ یہ اُسی پاک نفس نیک نہاد قوم کے فدائی کا کام تہا کہ اُس نے مسلمانون کی تعلیم کا بیڑا اُٹھایا جسکا اُٹھانا بڑی جوانمردی وعالی ہمتی ومستقل مزاجی کا کام تہا جس مین بڑی مشکلون ودشواریون کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ اُسی عالی دماغ وروشنضمیر کا کام تہا کہ اُس نے اُسکی ساری سختیان جھیلین۔ جکو اُنکے سوانح عمری پڑہنے ہون وہ شمس العلماء مولوی خواجہ الطاف حسین حالی کی "حیات جاوید" مین پڑہے۔ ہم تو صرف یہان اُن کا بے نظیر کام علی گڈہ کالج کے قائم کرنیکا بیان کرتے ہین۔ اُنہونے ساری باتین جو مسلمانون کے لیئے اس زمانہ مین ایسی بکار آمد ہوسکتی ہین کہ اُن کو عزت دولت ثروت لیاقت حکومت مین فضیلت حاصل ہو۔ عقلاً ومذہبًا بدلائل بیان کردی ہین۔ گو بالفعل بہت تہوڑے مسلمان ہین جنہون نے اُنکی باتون کو اپنے حق مین مفید مانا ہو مگر اُن کے ماننے والون کی تعداد روزبروز بڑہتی جاتی ہے۔ سرسید احمد خان سچے ایماندار سچے مسلمان تھے۔ وہ اپنی قوم کے جاہلانہ تعصبات مذہبی سے نفرت رکھتے تھے۔ اُنہون نے اپنی قرآن شریف کی تفسیر مین وہی طریقہ اختیار کیا جو عیسائیون نے انجیل کی تفسیر کا اس زمانہ مین اختیار کر رکھا ہے۔ اُنکا یہ ایمان تہا

کہ اسلام صداقت کا دوست ہے اور کوئی اس زمانہ کی تہذیب و شایستگی کی بات ایسی نہین ہے جو مذہب اسلام مین نہو۔ اُنھون نے سب سے زیادہ مسلمانون کی بداقبالی کا سبب یہ جانا کہ ان مین مغربی تعلیم نہین ہے اسلیئے اُنھون نے علیگڈھ مین ایک کالج بنانے کی تجویز کی +

لارڈ لٹن نے علی گڈہ مین اس نئے کالج کی بنیاد جنوری ۱۸۷۷ع مین رکھی۔ اِس کالج کی تاریخ ہمیشہ ایسی مشتہر ہوتی رہتی ہے کہ ہمکو کچھ ضرورت نہین معلوم ہوتی کہ اُسکو لکھین۔ ایجوکیشنل کمیشن نے اور تمام گورنر جنرلون اور ممالک مغربی کے لفٹنٹ گورنرون نے اس کالج کو انڈیا کے اَور سب کالجون پر فوقیت دی ہے۔ جب مارچ ۱۸۹۸ع مین سر سید اس عالم فانی سے عالم جاودانی کو رخصت ہوئے اور اُنکو حیات جاوید حاصل ہوئی تو اُنکی وفات کے سبب سے اور اُنکی حیات مین ایک لاکھ سترہ ہزار روپیہ کے غبن ہو جانیسے اور کچھ ٹرسٹیون کی آپس مین اختلاف آرائے سے اس کالج کی حالت متزلزل ہو رہی تھی۔ ابتدا سے جیسے وہ خود لائق تھے ایسے ہی اُنھون نے منتخب کر کے اپنے لائق و سربرآوردہ مسلمان اپنے سچے دوست بنا رکھے تھے مولوی حاجی محمد سمیع اللہ خان سی ایم جی انکے عزیز رشتہ مند اول اس کام مین اُنکے بڑے مددگار تھے سر ولیم میور اور لارڈ رپن نے اپنی اسپیچون مین جو کالج کے اندر دین اُنکی اُس جانفشانی اور اپنے تئین وقف کرنے کو بیان کیا جو اس کالج کے اندر اُنھون نے ظاہر کی تھی۔ مگر پھر اُنھون نے اس کالج کے بانی سے اختلاف لائے کر کے یہ تعلق چھوڑ دیا اور ایسے علیحدہ ہو گئے کہ کبھی شریک ہی نہین ہوئے تھے۔ مگر اُنکے دو بڑے سچے دوست نواب محسن الملک مولوی مہدی علی اور نواب وقار الملک مولوی مشتاق حسین تھے جو سرکار نظام کے ارکین عظیم تھے جنکے سبب سے سرکار نظام نے اپنی دریا دلی سے اس مدرسہ کو دو ہزار روپیہ ماہوار کی امداد کی جسکے سبب سے یہ کالج ہمیشہ سرسبز رہیگا۔ بعد سر سید کی وفات کے نواب محسن الملک اُنکے جانشین اونریری سکرٹری محمڈن کالج مقرر ہوئے اُنھون نے اپنی جانفشانی و دانائی و لیاقت سے اس کالج کے لیئے ایسے ہی کام کیئے جیسے کہ سر سید نے تعجب خیز و حیرت انگیز کیئے تھے اس کالج کا کوئی شعبہ ایسا نہین ہے جس مین ترقی نمایان نہ ہوئی ہو۔ اُنھون نے نئی عمارات بنوائین پرانی عمارات کی مرمتین کرائین یا اُنکی نئی شکلین بنوائین ان عمارات کے سبب سے اب کالج کی صورت پہلی صورت سے حسانت و شوکت مین بہت بڑھ گئی ہے روپیہ کی آمدنی کو بہت بڑھایا۔ تعداد طلبہ کی ایسی افزایش ہو گئی کہ اب کالج مین طلبہ کے رہنے کی گنجایش نہین۔ بورڈنگ ہوس کے کرایہ کی اور طلبہ کی فیس کی آمدنی بہت زیادہ ہو گئی۔ غرض نواب محسن الملک کے

کام سر سید کے کامون سے کسی طرح کم نہین۔ سر سید نے بنیاد رکھی تھی۔ نواب صاحب نے اُسکے اوپر نہایت خوبصورت عمارات بنوائین۔ اُنکو سر سید سے بھی زیادہ مشکلات اپنے کام مین پیش آئین۔ پہلے کوئی یہ نہین چاہتا تھا کہ سر سید کو کالج کے سکرٹری ہونیسے معزول کرے۔ برخلاف اسکے بعض مدعی ایسے کھڑے ہوئے کہ وہ انکو اس عہدہ سے معزول کرکے خود سکرٹری بننا چاہتے تھے۔ اس کالج کی سب سے زیادہ خوش نصیبی تھی کہ اسکے پرنسپل تھیوڈور بیک صاحب مرحوم تھے اور اُنکی وفات کے بعد موریسن صاحب پرنسپل ہوئے ان دونون صاحبون نے کالج کی ترقی مین دل و جان سے وہ مؤثر اور کارگر سعی کی جو کسی مسلمان سے بھی نہین ہوسکتی تھی۔ اسکا نتیجہ یہ ہے کہ یہ کالج مسلمانون کا ہندوستان مین اپنا جواب نہین رکھتا۔ اسمین مسلمانون کو مذہبی تعلیم ہوتی ہے۔ طلبہ مین ایسے محاسن اخلاق پیدا کئے جاتے ہین کہ وہ آیندہ زندگی مین انکو معزز بناتے ہین۔ خاصکر انگریزون کی نگاہ مین وہ بہت معزز معلوم ہوتے ہین۔ ان طلبہ کی صورت پر شرافت برستی ہے انکی سیرت ایسی نیک ہے کہ اور مسلمانون کو چاہئیے کہ وہ اُسکو اپنے لیئے نمونہ و مثال بنائین ✦

ہم اس کالج کی تاریخ سے اپنی تاریخ کے بہت سے صفحون کو زیب و زینت دیتے مگر ہم یہ جانتے ہین کہ سارا حال لوگون پر آئینہ کی طرح ظاہر ہے اور ظاہر ہوتا رہے گا۔ ہماری تحریر سے لوگون کو تحصیل حاصل ہوگی۔ اس کالج کے یونیورسٹی بنانے کے لیئے جو کوششین ہورہی ہین۔ اسپر رائین رات دن اخبارون مین چھپتی ہین۔ عجب نہین کہ وہ ایک یونیورسٹی مسلمانون کی سکھانیوالی ہوجائے ✦

ہندوستانی رئیسون کی تعلیم

گورنمنٹ نے ایسی تدابیر کی ہین کہ ہندوستانی رئیسون اور والیان ملک کی اولاد ایسی تعلیم پائے کہ اس مین اپنے فرائض حکمرانی کے ادا کرنے کی لیاقت پیدا ہوجائے ✦

جب انڈیا مین یونیورسٹیان قائم ہوئی تھین تو لارڈ کیننگ نے اپنی یہ امید ظاہر کی تھی کہ اب وقت قریب ہے کہ انڈیا کی اعلےٰ درجہ کی جماعتین یہ خیال کرینگی کہ انکو اپنے درجہ کے موافق حقوق نہین ملینگے اگر یونیورسٹیون مین امتحان پاس نہین کرینگے۔ لیکن انکی یہ امید پوری نہین ہوئی۔ اعلیٰ درجہ کی جماعتین جن مین مذہبی تعصب بھی نہ تھا وہ بھی یونیورسٹیون کے امتحانون سے علٰحدہ ہی رہین انڈیا ایسا ملک ہے جس مین بدنصیبی سے نسبی تعصب کا خیال زیادہ کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ بات کچھ حیرت کی بھی نہین ہے۔ شہزادے امیرزادے بڑے بڑے زمیندار اور تعلقہ دار کمتر تعلیم یافتہ ہوتے ہین یہان

اُن کا بالکل جاہل مطلق رہنا اُنکو بے عزت نہین کرتا۔ ہندوستانی امیر اور رئیسون کی بہت ہی کم ایسی صورتین ہین جو اپنے بیٹون کو کالجون اور مدرسون مین بھیجتے ہون کچھہ اس سبب سے نہین کہ اُن کو اُنکی تعلیم کی پروا نہین ہی بلکہ اس سبب سے کہ کالجون اور مدرسون مین اُنکے لڑکون کی مصاحبت ادنے قومون کے لڑکون سے ہوگی جسکا اثر اُنپر خراب ہوگا +

اِن مشکلات کے دور کرنیکے لیئے لارڈ میئو وایسرلئے نے یہ اوّل بسم اللہ کی کہ اُنھون نے اجمیر مین کالج قائم کیا جو اُنکے نام پر میو کالج کہلاتا ہے کہ راجپوتانہ کے رئیسون اور اُنکے رشتہ مندون اور اعلی خاندانون کے لڑکے اِس مین تعلیم پائین۔ اِس کالج مین بہت سے رئیسون نے اپنے بیٹون کو تعلیم کے لیئے بھیجدیا۔ بڑے بڑے رئیسون نے اِس کالج کی نہایت فیاضانہ مدد کی اور گورمنٹ نے بھی گرینٹ ان ایڈ دی اور طلبہ کے لیئے رئیسون نے اپنی طرف سے بہت روپیہ خرچ کرکے بورڈنگ ہوس تعمیر کرادئے اندور اور لاہور اور راجکوٹ مین اِس قسم کے کالج بنائے گئے۔ ان مین انگریزی زبان اور مشرقی زبان اور ریاضی وتاریخ جغرافیہ یہ بہت پڑھائے جاتے ہین۔ ایجوکیشنل کمیشن نے لکھا ہو کہ ان امیرزادون کی تعلیم سے یہ غرض نہین ہو کہ وہ عالم بنائے جائین بلکہ اُنہین مردانہ عادتین اور نیک وخجستہ اوضاع پیدا کرنے مقصود ہین +

وائسرلئے لارڈ کرزن نے ۱۹۰۲ء مین اِس تعلیم مین یہ اور اضافہ کیا ہے کہ ان چیف کالجون سے شاہی کیڈٹ کورپس بنائی جائے جسمین چیف کالجون کے طلبہ ریکروٹ ہون یعنے اُنکی عام تعلیم ہو کہ وہ سپاہیانہ تعلیم بھی پائین کہ وہ امپیریل آرمی مین ایسے افسر بن سکین جیسے کہ سپاہ مین انگریزی افسر ہوتے ہین۔ پس اِس مقصد کیلیئے کہ رئیسون کی اولاد انگریزی زبان سے اور انگریزی سپاہیانہ قواعد سے بھی واقف ہوجائینگے اور اُنکے اخلاق کی بھی پاسبانی ہوجائیگی۔ یہ تدابیر کی گئی ہین +

یہ سپاہیانہ تعلیم اِن رئیسون کی دو تین سال مین ختم ہوگی پہلے سال مین کیڈٹس ڈرل اور سوار ہونا اور مکان سے باہر جنگی ورزشین سیکھینگے۔ اور مکان کے اندر اُنکو انگریزی زبان اور ابتدائی ریاضی وغیرہ سکھائی جائیگی۔ جسکی ملیٹری سائنس کے لیئے ضرورت ہوتی ہی اور تعلیم کے آخر مین ایک امتحان ہوگا تاکہ گورمنٹ کی امداد اِس کام مین ہو کہ وہ امپیریل آرمی کے لفٹنٹون کا کمیشن دوقتاً فوقتاً دوے +

بڑے مفید کالج طب وجراحی وانجنیرنگ کی خاص تعلیم کے لیئے جاری ہوئے ہین۔ مڈیکل کالجون کا بیان خاص قابل توجہ ہی۔ برٹش انڈیا مین ۱۷۰۰ اسپتالین اور ڈسپنسریان ہین جن مین ہندوستانی سرجن ہین جو ان کالجون اور اسکولون کے تعلیم یافتہ طلبہ ہین۔ یہ انگریزی عملداری سے جو رعایا کو اور فائدے حاصل ہوئے ہین انہین سے کسی فائدے کی ہندوستانی ایسی قدر نہین کرتے جیسی اس فائدے کی۔ بعض ہندوستانی سرجن نہایت ہنرمند ہین وہ اُپریشن (عمل جراحی) ایساہی کرتے ہین جیسے لنڈن اور پیرس مین ڈاکٹر۔ ہر سال ایک کروڑ آدمیون سے کچھ زائد کا علاج ان اسپتالون اور ڈسپنسریون مین ہوتا ہے +

سائنس کی امداد شاہانہ انگلستان مین بہی کم ہوتی ہی۔ ہندوستان مین بہی کم ہوتی ہی۔ لیکن اس سے بالکل پہلوتہی نہین کیجاتی ہے۔ اسکے ڈپارٹمنٹس (سررشتے) جاری ہین۔ سروے۔ جیولوجی۔ بوٹنی۔ میٹری اولوجی۔ فوریسٹ۔ اگری کلچرل۔ لارڈ کرزن نے سائنٹفک ری زرچز (تحقیقات) یعنی سائنس کی باتون کی تحقیقات کے سررشتہ کا اور اضافہ کردیاہے۔ معدنیات کے لیئے اس فن کے ماہر مقرر کیئے گئے ہین۔ اکونومیک کیمسٹری کے مطالعہ کے لیئے مویشی کی بیماریون کے علاجون کے لیئے۔ دھنون اور کیڑون کی وباؤن کے لیئے عہدے تجویز ہوئے ہین۔ اور گورنمنٹ انڈیا کی سائنٹفک صلاح ومشورہ دینے کے لیئے بڑے بڑے ماہران فن مقرر کیئے گئے ہین۔ اور تعریف کے قابل درسگاہون مین شملہ سے نیچے کسولی مین ماس ٹیور انسٹی ٹیوشن بنایا گیاہے جس مین ان آدمیون کا علاج ہوتاہے کہ جن کو کتون نے کاٹا ہو +

سنہ ۱۹۰۲ع مین پانچسو آدمی اسکے علاج کے سبب سے موت سے بچے تھے۔ اس قسم کی ایک انسٹی ٹیوشن دکن مین بنائی گئی ہے۔ اب دیکھو کہ وہ انسان کی کیسی خدمت کرتی ہین۔ اب تک ٹیکنیکل ایجوکیشن کے لیئے بہت کم کام کیا گیاہے۔ مگر اسکی مبارک ابتدا خاصکر بمبئی مین شروع ہوئی ہی۔ انگلینڈ مین بھی یہ تعلیم بہت آہستگی کے ساتھ ہوتی ہی۔ انگلینڈ کی اس بے پروائی کا پرتو یہان ہندوستان مین بہی پڑتا ہے۔ اگری کلچرل ڈپارٹمنٹس جو قائم ہوئے ہین۔ وہ زراعت مین سائنٹفک علم کو کام لارہے ہین۔ زراعت ہی ہندوستان کی بڑی دستکاری ہی۔ اکثر صوبون مین آرٹ کے اسکول جاری ہوئے ہین اور ان مین بڑے اعلی درجہ کے عالم پرنسپل ہوئے ہین۔ یہ امر مشتبہ ہی کہ انسے زیادہ کچھ فائدہ حاصل ہوا ہی آرٹش

کے آرٹ مین انڈیا انگلستان سے کچھ سیکھنا نہین چاہتا۔ انگریزون نے اسکی بہت سی خوبصورت چیزون کو اور زندہ آرٹون کو گھٹا دیا ہے۔ غرض جو کچھ انگریزون کا اثر اس باب مین ہوا ہی وہ غارتگر ہے۔ ایک بڑا میدان بہت سی صنعتکاریون اور دستکاریون کی تعلیم کے لیئے خالی پڑا ہے۔ جیسی کہ ہندوستانیون کو طب کی تعلیم مین کامیابی ہوئی ایسی سول انجنیرنگ تعلیم مین بھی ہوئی۔ سیکڑون ہندوستانی انجنیر عمارات کے تعمیر کرانے والے ہندوستان مین اچھی طرح کام کر رہے ہین +

سیکنڈری ایجوکیشن یعنی متوسط درجہ کی تعلیم

سیکنڈری ایجوکیشن کا نظام ایسی مختلف صورتون مین جاری ہوا ہے وہ ایسا اختلاف رکھتا ہی کوئی اُسکا مشترک بیان نہین ہو سکتا۔ ہر ضلع مین ایک گورنمنٹ ہائی سکول ہی جس مین انگریزی زبان اور وہ مضامین سکھاتے جاتے ہین جن مین انٹرنس کا امتحان ہوتا ہے۔ بہت سے اسکول اسی قسم کے مشنریون نے قائم کیئے ہین جنمین گرنیٹ ان ایڈ ملتا ہے۔ بہت سے قصبون مین ٹدل اسکول ہین جو ہائی اور پرائمری سکولون کے درمیان تعلیم دیتے ہین۔ اور ان مین بعض اوقات انگریزی زبان سکھائی جاتی ہی +

یوروپین بچون کے واسطے اسکول

ان اسکولون کی طرف جن مین یوروپین کی اولاد کی تعلیم ہو گورنمنٹ نے توجہ کی۔ ان مدارس مین سب سے اعلی درجہ ان سکولون کا ہے جو پہاڑون مین ہین اور اسائلم کہلاتے ہین۔ اور ان مین یوروپین سپاہیون کے یتیم بچے تعلیم پاتے ہین۔ ایسے اسکولون کا قائم کرنا سر ہنری لارنس کا ایجاد تھا۔ وہ اُنکی بڑی یادگار ہے +

انگریزی زبان کی تعلیم کے نتائج

اگرچہ ہندوستان مین اچھے انگلش سکالر (عالم) بہت تھوڑے ہین۔ لیکن ایسے آدمی بہت سے ہین جنھون نے انگریزی زبان اتنی سیکھ لی ہی کہ وہ پبلک آفس مین کلرک کا کام اچھی طرح کرتے ہین اور وہ اس قسم کے تمام چھوٹے چھوٹے عہدون پر مامور ہین۔ وہ ایک بڑی مفید اور کارگر جماعت ہی۔ لیکن اُنکو کسیطرح ایجوکیٹڈ یعنے تعلیم یافتہ نہین کہہ سکتے۔ ہائی اسکولون اور کالجون مین بہت سے نوجوان زیادہ تر اسلیئے جاتے ہین کہ اُس سے معاش کا ذریعہ حاصل ہو جاتا ہے۔ اس تعلیم سے ہندوستانی اسلیئے خوش ہوتے ہین کہ اُنکو اچھی نوکری ملتی ہے اور نوکر رکھنے والے اُنسے اسلیئے خوش ہوتے ہین کہ سستے نوکر ملتے ہین ہندوستانی انگریزی زبان مین تھوڑی سی تعلیم پانے پر قانع ہوتے ہین جس سے وہ اپنا کام کرنے لگتے ہین۔ مگر چند ان مین بڑے عالی ہمت و جاہ طلب ہوتے ہین اور وہ اپنے مین اعلےٰ درجہ کی لیاقت پیدا کرتے ہین۔ اور بعض ان مین سے اکثر نکیہ ملازمت مین اعلےٰ عہدے پاتے ہین اور نہین سے

ہندوستانی جج بہت ہو جاتے ہین - اور بعض ان مین سے ہائی کورٹ کی ججی پر پہنچ جاتے ہین انڈیا مین ہائیکورٹ کا جج ہونا جوڈیشل عہدہ - سب سے اعلی ہے جو کسی ہندوستانی اور انگریز کو مل سکتا ہے - ان مین سے بہت سے بار مین بڑی کامیابی کے ساتھ کام کرتے ہین اور اور کالجون مین پروفیسر اور اسکولون مین ماسٹر ہو جاتے ہین یا بہت سے اسپتالون اور ڈسپنسری کے مہتمم ہو جاتے ہین اور بعض اخبار نویسی کرنے لگتے ہین +

گورمنٹ کا سررشتہ تعلیم بعض لحاظ سے بڑی بڑی باتون مین کامیاب ہوا ہے مگر ایسے ہندوستانیون کی تعداد نہایت تھوڑی ہے - جنکو یورپ مین اندازہ کے موافق اعلے درجہ کا تعلیم یافتہ کہین - کل آبادی عظیم کے مقابلہ مین ہیچ ہین - ۱۸۸۳ء تک بیس سال مین پانچہزار سے زیادہ ایم اے اور بی اے نہین ہوئے جنکو ڈگری دیگئی - انکی نسبت سر ہنری مین صاحب لکھتے ہین " کہ مین یہ فرض کرتا ہون کہ جس شخص نے بیچلر اوف آرٹس مین بی اے کا امتحان پاس کیا ہے اور اسکو ڈگری ملی ہے اسکو پولیٹکس پر صحیح خیالات کرنے کی کافی تعلیم ہوئی ہے اور اس لیئے اس مجموعہ کو پانچ مین ضرب دیتے ہین کہ جس کے سبب ان سب کی تعداد معلوم ہو جائے - جنکو کسی معنی کر ہم تعلیم یافتہ نہین کہہ سکتے ہین بس اسطرح پچیس ہزار ہندوستانی اشراف تعلیم یافتہ مناسب عمر کے ہوتے ہین جو پولیٹکس سے اغراض رکھتے ہین یا اس مین کچھ حصہ لیتے ہین " - سر ہنری مین صاحب یہ بھی لکھتے ہین کہ مین نے یہ پچیس ہزار کا تخمینہ زیادہ کیا ہے - دس سال مین جو ۱۹۰۲ء پر ختم ہوئے ہین ۱۱۸۵ طلبہ کو ایم اے کی ڈگری اور ۱۲۳۳۵ کو بی اے کی ڈگری ملی ہے باوجود اس تعداد کے افزایش کی سر ہنری کے مین نے جو تخمینہ سے نتائج نکالے ہین وہ صحیح معلوم ہوتے ہین - اسمین بھی شبہہ ہے کہ انڈیا کی آبادی کثیر مین نہایت تھوڑی سی تعداد پچیس ہزار کی بھی ایسی ہو کہ جنکو یورپ مین اندازہ سے تعلیم یافتہ کہہ سکین - اسمین کچھ شبہ نہین کہ ہر شخص کو جسنے بی اے کی ڈگری پائی ہو - انڈیا مین تعلیم یافتہ کہنا بہت دشوار ہے - ہندوستان مین عورتون کی آبادی جسکا تخمینہ ۲۴۰۰۰۰۰ کیا گیا ہے ایک ہزار عورتین بھی ایسی نہین جنکو یہ کہہ سکین کہ وہ تعلیم یافتہ ہین +

برہمنون کی تعداد جو کچھہ سنسکرت جانتے ہین بہت زیادہ ہے مگر ان مین بڑے پنڈت تھوڑے ہین - کوئی شاذونادر ہی صورت ایسی ہو گی کہ ان پنڈتون مین سے کسیکو مغربی علم کی

کسی فرع سے آگاہی ہو یا وہ آگاہ ہونے کی پروا کرتا ہو*

جسوقت انڈیا کی تعلیم کی بابت ۱۸۳۵ء مین گفتگو ہوئی ہے تو لارڈ مکولی کی رائے کے موافق یہ فیصلہ ہوا تھا کہ انگلش لٹریچر اور سائینس انگریزی زبان کے ذریعہ سے سکھایا جائے یہانکی اعلےٰ تعلیم کی بنیاد قرار پائے۔ ان دنون مین انگلستان مین بہت تھوڑا سائینس سکھایا جاتا تھا اور اس سے بہت زیادہ کم انڈیا مین۔ بس انگلش سائینس کی نہین بلکہ انگلش لٹریچر کی تعلیم کی امداد کی جاتی تھی اور اب تک وہی چلی جاتی ہے۔ سرہنری مین صاحب نے اکثر بتلایا ہے کہ سچ کے صحیح معتدل معیار صرف زمانہ حال کا سائینس ہم پہنچا سکتا ہو وہی بالکل ٹھیک عناصر ہین جو اہل مشرق کی خاصکر ہندوٗن کی تعلیم مین موجود نہین وہ کہتے ہین کہ ہندوستانیون کا خیال اور علم ادب غیر صحیح مین اس مین مقدار و تعداد و وقت مین صحت کی پروا نہین کی گئی"۔ ہندوستانیون کی ذہانت کے لیے یہ ضرورت ہو کہ سچ کے امتحان کرنے کی کسوٹی بتلائی جائے۔ اسکے مضبوط کرنے کا علاج یہ ہو کہ اسکے ضعف دور کرنے کیواسطے سائنس کی تعلیم کی مقوی معجون بتائی جائے*

گو یونیورسٹیون مین پہلے کی نسبت سائینس اب زیادہ سکھایا جاتا ہو مگر پھر بھی اسکا درجہ لٹریچر کے درجہ سے بعد ہے۔ سرہنری مین کی رایون کی توضیح اس سے ہوتی ہے کہ ہندوستانیون نے ان پروفیشنون مین جو کم و بیش سائینس سے متعلق ہین بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔ انگلش تعلیم مین بہترین نتائج ہندوستانی سرجنون و ڈاکٹرون اور ججون مین بہ نسبت محض علمی آدمیون کے دیکھنے مین آتے ہین۔ ہندوستانی انجنیری مین کامیاب نہین ہوئے۔ یہ اُنکا قاعدہ ہے کہ وہ جسمانی محنت سے جہان وہ بچ سکتے ہین اپنے تئین بچاتے ہین ایک اچھے انجنیر کو چاہیئے کہ وہ میکینیکل آرٹس سے خوب ماہر ہو اور ہمیشہ ضرورت کی صورت مین اُنکے کرنیکے لیئے اپنے ہاتھون سے آمادہ ہو اور یہ امر اکثر تعلیم یافتہ ہندوستانیون کو پسند نہین ہوتا*

انگریزون کو جو ہندوستان کا علم حاصل ہوا ہے۔ اسمین تعلیم یافتہ ہندوستانیون نے مدد نہین کی۔ خواہ وہ تاریخ ہو یا زبانین ہون یا اُسکے آدمی ہون یا وہ ایسی باتین ہون کہ اس وسیع سلطنت عظیمہ کے انتظام مین اُنکے لیئے بکار آمد ہوئی ہو جو درسگاہین ہین اُن مین معمولی انگلش کے طالب علمانہ حصہ کی انگریزی زبان سیکھنے مین تھوڑی یا بہت اچھی طرح تقلید کیجاتی ہے۔ ہندوستانی نوجوان ان مین

کتابون اور اخبارون کا چھپنا

اپنے ملک کا نہ اپنے گورنمنٹ کا جیسکے وہ محکوم ہین حال سیکھتے ہین - وہ ایسی بھی تعلیم نہین پاتے کہ جس سے وہ اچھے اور خیرخواہ بنین - کالجون مین جو کتابین طلبہ کو پڑھائی جاتی ہین - اُن مین بعض مضامین ایسے بھی ہوتے ہین کہ جن مین رعایا اور بادشاہ کے درمیان پولیٹکل مناقشے ہوتے ہین جنکو وہ پڑھکر ایسے مباحثون کے کرنے پر موجود ہوتے ہین *

کتابون اور اخبارون کے چھپنے کا مختصر بیان کیا جاتا ہے - ہر سال کتابین بہت سی چھپتی ہین مگر ہندوستانی پریس سے ایسی کتابین بہت کم نکلتی ہین کہ جنکے ہندوستانی مصنف ہون اور انکی قدر مستقل و دیرپا ہو - سنہ ۱۹۰۹ء مین ۵۵۹۵ کتابین چھپین جن مین ۴۱۷۰ کتابین مختلف دیسی زبانون مین اور ۳۷۴ کتابین سنسکرت وعربی فارسی مین اور ۶۵۰ - انگریزی مین چھپین جنکا بیان سرکاری رپورٹ مین اس طرح کیا گیا - کہ چند اصلی سنسکرت کی کتابین لکھی گئی ہین - جن مین کہین کہین تاریخی ناٹک ہے یا کوئی زمانہ حال سے متعلق ہے - غالباً یہ کتابین اپنے جنم کے برس کے پیچھے بھی زندہ رہین - یونیورسٹیون مین جو کتابین درس مین داخل ہوتی ہین یا سکولون کے امتحان کے لیئے مقرر ہوتی ہین انسے جو متعلق کتابین چھاپی جاتی ہین - اُنکی عمر بہت ہی تھوڑی ہوتی ہین غرض جو کتابین سرکاری مدارس کے لیئے تصنیف و تالیف ہوتی ہین اُنکی زندگی تو کچھ دنون ہی کی ہوتی ہے زیادہ تر یہی کتابین چھپتی ہین جو سررشتہ تعلیم کے بازار مین فروخت ہوتی ہین - غرض ایسی کتابین جو جدت رکھتی ہون اور اُنکی عمر بھی بڑی ہو شاذ و نادر ہی چھپتی ہین *

اخبارون مین ہندوستانی اپنی ذہانت کو بہت خرچ کرتے ہین - اُنکی تعداد ۹۰۰ - ۴ سرکاری فہرست مین ہے - بنگال مین ایک اخبار ۲۰۰۰۰ چھپتا ہے - سب سے بڑی تعداد ایک اخبار کی بمبئی مین ۶ اور مدراس مین پانچہزار ہے اور باقی اخبارون مین کسی اخبار کی تعداد ایک ہزار تک ہی مشکل سے پہنچی ہے - ان اخبارون کی تعداد سے پڑھنے والون کی تعداد صحیح صحیح نہین دریافت ہو سکتی اسلیئے ایک ہی اخبار کے پڑھنے والے کئی کئی ہوتے ہین - کئی سو آدمی چندہ کرکے اخبار خریدتے ہین *

بعض ہندوستانی انگریزی بولنے والے اخبارون مین ایسے مضامین بغاوت انگیز اور گورنمنٹ کی بدخواہی کے چھاپ دیتے ہین کہ جس سے انگریزی زبان کی تعلیم پر حرف آتا ہے - یہ بات اکثر بنگالیون کے اخبارون مین ہوتی ہے - بہت بنگالیون کو انگریزی زبان کے بے تکلف بولنے

اور لکھنے کی لیاقت خوب ہی۔ بعض انکے اخبار انگریزی زبان مین ایسے نکلتے ہین کہ انکی زبان بہت اچھی ہوتی ہے مگر بعض اوقات اُن مین مضامین بغاوت انگیز اور گورنمنٹ کی بدخواہی کے ہوتے ہین۔ بعض اخبار وںکے مضامین نہایت معقول و معزز بھی ہوتے ہین۔ بنگالیون کی دیسی زبان کا پریس بعض اوقات بغاوت انگیز مضامین مین بڑی زبان درازیان کرتا ہے۔ ایساحال پریس کا اور پروونسون مین نہین ہے جہان بہت سے اخبار نکلتے ہین۔ اگرچہ ان مین سے اکثر مین لیاقت کم ہوتی ہے یا بالکل نہین ہوتی۔ مگر ان مین شایستگی اور تہذیب ہوتی ہے اور چند اخبار سب طرح سے اچھے نکلتے ہین۔ مسلمانون کی زبان اردو ہے اس مین سو سے زیادہ اخبار ممالک مغربی اور پنجاب مین لکھنو سے لاہور تک نکلتے ہین۔ بہت سے بڑی لیاقت سے نکلتے ہین اور بڑے بڑے شہرون کے ہندوستانی رایون کو ظاہر کرتے ہین۔ بمبئی مین مرہٹی اور گجراتی زبانون مین اخبار نکلتے ہین۔ مرہٹی اخبارون مین سیواجی کے گیت اور بہت مرثئے لکھے جاتے ہین۔ اور گجراتی اخبارون مین پارسیون کی تجارت کے مضامین زیادہ ہوتے ہین۔ مدراس مین تامل و تلنگی زبانون مین اکثر نکلتے ہین۔ ان مین پولیٹکل مضامین کم اور مذہبی مضامین زیادہ ہوتے ہین غرض سب دیسی زبانون مین اردو کے اخبار زیادہ نکلتے ہین جنکے اڈیٹر اکثر مسلمان ہین ؞

باب سیزدہم

تعلیم و عیسائی مذہب

گزشتہ باب مین ہمنے تعلیم کا بیان سرجان اسٹریچی کی کتاب اڈمنسٹریشن اور پروگریس انڈیا سے انتخاب کرکے لکھا ہے۔ اب ہم سر رچرڈ ٹیمپل بیرونٹ کی پروگریس انڈیا سے نقل کرتے ہین اُنیسوین صدی کے شروع مین ساری سرزمین ہند پر تعلیم کی تاریکی چھائی ہوئی ہی۔ اسکا سبب تہا کہ ملک مین مدت سے شور و شر فساد برپا تھا۔ مگر ہند مین تعلیم عنقا نہ تھی۔ ہان یہ سچ ہے کہ آج پبلک انسٹرکشن (تعلیم عام) کا مفہوم ہے اسکا وجود ہندوستانی عملداری مین کبھی نہین تہا۔ فقط مذہبی تعلیم نظام کے ساتھ ہوتی تھی۔ مندرون مین پنڈت سنسکرت پڑھاتے تھے۔ ہزارون پنڈت ان میت

بیٹھکر ہزارون ودھیارتیون کو سنسکرت کا سبق دیتے تھے۔ مسلمانون کو مسجدون و خانقاہون مین مولوی عربی اور قرآن شریف اور فارسی پڑھاتے تھے۔ جب مسلمانون کی سلطنت کا اقبال تھا تو مغلون کی سلطنت سے پہلے اور پیچھے بادشاہی مدرسے تھے جنکی عمارات بڑی رفیع الشان بنائی گئی تھین اور اُن مین علوم شرقی کا درس بڑی جد وجہد سے ہوتا تھا۔ مگر جب اُنکی سلطنت کا زوال آیا تو یہ مدرسے طلبہ سے خالی ہوگئے اور اُنکی عمارتین کھنڈر ہوگئین۔ اب تک اُنکے کھنڈرون سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ وہ کس شان کی عمارات عالی شان ہونگی جن مین مسلمانون کے علمون کی درس تدریس ہوتی تھی۔ پرگنون مین چھوٹے چھوٹے دہاتی مدرسے تھے جن مین نہایت ادنیٰ درجہ کی تعلیم ہوتی تھی متوسط اور اعلیٰ درجہ کی تعلیم گھرون مین ہوتی تھی۔ مہاجنون اور بنیون کی قومون کیلیے جو بہت بڑی ہین پاٹ شالے تھے جن مین حساب کتاب جو اُنکے پیشہ کے لیئے ضروری ہین سکھائے جاتے تھے۔

اُنیسوین صدی کے شروع سے ۱۸۲۵ء تک تعلیم کی یہ حالت جاری رہی۔ پھر موجودہ دہاتی مکتبون کی تحقیقات ہوئی اور اُنکے ترقی دینے کے وسائل کی تلاش ہوئی۔ آڈم صاحب نے بنگال مین ان اسکولون کے باب مین رپورٹ لکھی جو ہندوستان کی اصل ابتدائی تعلیم کی میسنڈ بنی گورنمنٹ بھی اعلیٰ درجہ کی تعلیم کے لیئے ساعی ہوئی۔ مگر یہ اعلیٰ تعلیم مشرقی تھی جو ہندوستانیون کو اپنا علم اپنا فلسفہ اُنکی اپنی زبانون مین اُنکے اپنے ہی معلم سکھاتے تھے۔ یہ تعلیم ۱۸۳۰ء تک جاری رہی اور پھر بورڈ اوف ایجوکیشن (تعلیم کا بورڈ) مقرر ہوا۔ مشہور نامور مکولی صاحب (جو پیچھے لارڈ مکولی ہوئے) جو انگلینڈ سے کلکتہ مین لیجسلیٹو کونسل کے ممبر ہوکر آئے تھے وہ اس بورڈ کے ممبر مقرر ہوئے۔ انھون نے نہایت مشہور ایک منٹ لکھا جس مین یہ تحریر کیا کہ مشرقی تعلیم جو ہوتی ہی وہ موقوف کیجائے اسمین بیہودہ و غلط فلسفہ اور تاریخ جغرافیہ سکھایا جاتا ہی۔ اور سرکاری تعلیم جو ہو وہ مغربی تہذیب و شائستگی کے نمونے پر بنائی جائے۔ اگر معلم ہندوستانی رہین تو اُنکے ہدایت و نگرانی کرنیوالے یوروپین ہون بس اسکے بعد گورنمنٹ کی پولیسی تعلیم کے باب مین لارڈ مکولی کی رائے پر مبنی ہوئی۔

نہ اس صدی مین اب تک نہ پہلی صدی مین عورتون کی تعلیم کے باب مین کچھ کیا گیا تھا یہ امر بڑا حیرت انگیز ہندوستان کی تاریخ مین ہے کہ شہزادیون اور امیرزادیون نے باوجود جہالت اور پردہ نشینی کے اپنی بڑی قوت و بہادری و لیاقت و والاہمتی اور اعلیٰ ہمتی دکھائی ۱۸۳۴ء مین

عورتون کی تعلیم کی ترقی کے لیئے ایک سوسائٹی بنی جس نے اپنی لیڈی مشنریون کے ذریعہ سے کوشش کی کہ وہ اعلیٰ و متوسط درجہ کی عورتون کے مکانون اور حویلیون مین جائین۔ انکی اشرافانہ اور نیک سعی مین کچھہ کامیابی ہوئی۔ پھر اور پروٹسٹنٹ سوسائٹیون نے مختلف تاریخون مین اس سوسائٹی کی تقلید کی اور اب تک اسکی تقلید جاری ہے۔ پھر انہون نے مذہبی تعلیم کے ساتھ طبی کارسازی دلنگاری اور اور جماعتون کی لڑکیون کے لیئے انہون نے اپنی مکمل کامیابی کے لیئے اسکول کھولدیئے جن کا بیان پیچھے کیا جائیگا۔

سنہ ۱۸۴۳ء و سنہ ۱۸۵۳ء کے درمیان شمالی ہند مین کامیاب کوششین دہاتی مدرسون کے قائم کرنے مین لفٹنٹ گورنر جیمس طامسن نے کین جن کو اس سبب سے بہت آدمی ابتدائی تعلیم کا باپ کہتے ہین۔ اسی زمانہ مین اسیطرح کی کوشش جنوبی انڈیا مین کیگئی۔ اس قرن دہ سالہ مین کل قلمرو سرکار مین تعلیم کے انتظام و اہتمام کا عزم بالجزم پیدا ہوا۔

اس قرن دہ سالہ مین ایک بڑا کام تعلیم مین یہ ہوا کہ کلکتہ و بمبئی و مدراس مین ایک ایک مڈیکل کالج قایم ہوا کہ ہندوستانی ان مین مغربی سائنس سیکھین اور پھر ان پر اور بہت سے مڈیکل اسکولون کا اضافہ ہوا۔ ان کالجون سے بڑے بڑے اسپتال اعلے درجہ کے متعلق ہوئے۔ ان مدارس مین بہت سے مستعد جید طلبہ داخل ہوئے۔ بس وسط صدی مین ایک زمرہ ہندوستانی ڈاکٹرون کا پیدا ہو گیا۔ جنھون نے طب کا مغربی سائنس سیکھا تھا جن کی انکے بہت سے ہم وطنون نے قدر و منزلت کی۔ بغرض یہ پیشہ عام پسند ہو گیا۔ گورنمنٹ نے اور مڈیکل اسکول بڑھادیئے اور ملک کے اندر دار الشفائین قائم کردین۔ یہ برٹش حکومت کی انتظامی کامون مین پہلی یادگار ہے جو اسنے قائم کی۔

سنہ ۱۸۵۴ء مین سر چارلس ووڈ (جو پیچھے وسکونٹ ہیلی فیکس ہوئے)۔ لنڈن مین ہندوستان کے وزیر تھے انہون نے سرکاری مراسلہ جو ہمیشہ یاد رہے گا بھیجا جس مین ہندوستان کی قومی تعلیم کا پورا انتظام تحریر کیا۔ یعنے پرائمری (ابتدائی) و سیکنڈری (متوسط) اور سوپی ریر کا (اعلی) اسوقت یوروپ مین جو مدارس جاری ہوتے جاتے تھے۔ انہی کے نمونے پر یہان مدارس کا جاری کرنا تجویز کیا گیا تھا۔ تمام اصول جو اسوقت قائم ہوئے وہ اول سے آخر تک اب تک جاری ہین اور مراسلہ انڈیا کی تعلیم کا فرمان عظیم شاہی سمجھا جاتا ہے۔

اس مدبر اعظم کا سب سے بڑا اصول موافق اس خیال کے تہا جو انگلینڈ مین اسوقت بھی اور اب بھی
غالب ہے کہ سب درجہ کے خانگی مدارس و مکاتب کو جو اسوقت موجود ہین اور آیندہ موجود ہون انکو سرکار
کی طرف سے مالی امداد دی جاتے جسکا نام گرینٹ ان ایڈ رکھا گیا اور اُسکے دینے کے لیئے خاص شرائط معلمین
اور امتحان کی لگادی جائین - بہت سے کالجون کو جو ہندوستانیون کے اور ہندوستانی الیوسی ایشنون
اور پروٹسٹنٹ ورومن کیتہولک مشنری سوسائیٹون کے تھے اُنکو اس قسم کی مالی امداد سرکار نے بہت
جلد دی - اس مین کسی دینی تعلیم کا نہین خیال کیا گورنمنٹ تو دینی تعلیم سے کوئی اپنا تعلق نہین رکھتی
محض دنیاوی تعلیم کے خیال سے امتحان لیکر یہ مالی امداد دی گئی - پہر گورنمنٹ نے اپنے کالج پریسیڈنسی
شہرون مین اور بڑے بڑے شہرون مین قائم کیئے اور کلکتہ مین یونیورسٹی تمام بنگال پریسیڈنسی کے
لیئے مقرر کی - جس مین گورنمنٹ انڈیا کے بہت سے پروونس داخل تھے اور مدراس اور بمبئی مین یونیورسٹیان
قائم کین جن مین اُنکی اپنی گورنمنٹ کے پروونس داخل تھے - یہ تمام یونیورسٹیان ممتحن تہین معلم نہ
تہین - انکے کارفرما سینٹ تھے جنکے ممبر یوروپین ہندوستانی اور سرکار کے ملازم و غیر ملازم
گورنمنٹ مقرر کرتی - ابتدائی مدارس کی تعلیم کے لیئے یہ جبریہ قاعدہ خیال نہین کیا گیا کہ سب لڑکے لڑکیان
انمین داخل ہون - تعلیم کا جبریہ قاعدہ تو انگلستان مین بھی پہلے جاری نہ تہا - اب پچھلے سالون مین
جاری کیا گیا ہی - اسکے لیئے تو یہان کوشش نہین کی گئی - تعجب یہ ہی کہ جاپانیون نے اس قاعدہ کو
اختیار کر لیا ہے - لوگ اپنے خرچ سے اکثر دیہاتی مدارس قائم کرتے تھے - اُنکو کچھہ گرینٹ ان ایڈ بھی مل
جاتی تھی - لیکن ان اسکولون کے لیئے ان مقامات مین جہان اسکی ضرورت پڑتی زمینداروں کی رضامندی
سے زر مالگزاری پر فیصدی محصول حاکمانہ لیا جاتا *

یہ امید نہین ہے کہ ہر گاؤن مین ایک مدرسہ بھی جاری ہو جائے - متصل کے دیہات کے ایک
حلقہ کے لیئے ایک مدرسہ جاری ہوا ہے جس مین ہر گاؤن کا لڑکا جسکی عمر مدرسہ مین پڑھنے کے لائق ہو
پڑھ سکتا ہے - مدرسون مین فیس ہمیشہ لی جاتی ہے - بغیر فیس لینے کے تعلیم کے نظام کا کوئی خیال
گورنمنٹ کو نہین ہی - ایسے مدرسے جن مین لڑکے لڑکیان ساتھہ پڑہین بہت ہی تہوڑے سے ہین
مگر یہ امید نہین کہ وہ اور زیادہ بڑھین - ایسے اسکولون کی جن مین نری لڑکیان ہی پڑہین امداد کی
جاتی ہے - اسکے سوائے ایک بڑی عمدہ تدبیر یہ ہے کہ طلبہ کو سرکاری وظیفہ ملتا ہے - ایک جداگانہ

قاعدہ اس وسیع آبادی کے لیئے مقرر کیا گیا ہے - جسکی مخفی استعدادین کبھی پوری ظاہر نہین ہوئین نہ کبھی وہ تحقیق کی گئین جسکے سبب بہت سی حالتین پستی کی حالت مین بلحاظ تمدن و معاشرت کے ہین اسواسطے یہ انصاف تھا کہ خاص فرہانت کو خواہ وہ کسی جماعت مین پائی جاوے اپنی قوت دکھانیکا موقع دیا جاتے جس مین وہ ثابت کرے کہ کیا کر سکتی ہے - بس اسطرح سے قوم کی قوت عقلی بہت سے افراد سے ملکر یکجا جمع ہو جائیگی - اس تدبیر کے موافق دیہاتی مدرسہ مین ایک غریب مفلس لڑکا جس مین اصلی لیاقت ہو مقابلہ کا امتحان دیکر سکالرشپ (وظیفہ) پا سکتا ہے - جسکے سبب سے وہ سکنڈری یعنے مڈل سکول مین آزادانہ تعلیم پا سکتا ہے - اور اسطرح کالج مین جب تک تعلیم پا سکتا ہے کہ وہ یونیورسٹی کا امتحان پاس کرے +

۱۸۵۴ء مین سرکار کا خرچ تعلیم مین کئی لاکھ روپیہ کا تھا - مگر اب ڈیڑھ کروڑ روپیے کچھ زیادہ ہے اور سال بسال بڑھتا جاتا ہے - یہ خرچ علی العموم یہ نہین خیال کیا جاتا کہ کل سول کے خرچ سے وہ اچھی مناسبت رکھتا ہے - مگر اس مین شبہ نہین کہ گورنمنٹ اتنا ہی خرچ کر سکتی ہے - اس خرچ سے وہ آمدنیان خارج ہین جو طلبہ کی فیس سے یا لوکل رٹیس (مقامی محصلات) سے حاصل ہوتی ہین +

بس یہ مختصر بیان قومی تعلیم کے نظام کا ہے جو ۱۸۵۴ء سے ۱۸۹۹ء تک ۴۵ سالون مین بڑی مستعدی اور جد و جہد سے عمل مین آرہا ہے - اب اس تعلیم کے نتائج کا مختصر بیان کرنا باقی رہا - اب کل برٹش انڈیا مین ۱۵۵۰۰۰ کالج و اسکول و مکاتب ہین جن سے ہندوستانی ریاستون کے مدارس خارج ہین - جن مین چالیس لاکھ پچاس ہزار طلبہ و سکالر پڑھتے ہین - جن مین پانچ لاکھ لڑکیان ہین - اس کل مجموعہ مین ۴۵۰۰۰ خانگی مکاتب ہین جن مین دس لاکھ سے کچھ زیادہ طلبہ پڑھتے ہین ۴۵ برس گزرے کہ یہ تعداد صفر تھی - وہ بتدریج سال بسال بڑھتی جاتی ہے - یون یہ تعداد بڑی معلوم ہوتی ہے لیکن جب اسکو آبادی کی نسبت سے دیکھو تو وہ بالکل غیر کافی ہے - ایک مدت دراز گزرنی چاہیے کہ بالفعل جو شرح ترقی ہے وہ ملک کی ضرورتون کے موافق ہو جاوے - اگر ہندوستان کی آبادی جس سے ہندوستانی ریاستون کی آبادی خارج ہے - بائیس کروڑ پچاس لاکھ آدمیون کی مانی جاوے تو اسکے ایک پانچوین یا چھٹے حصہ کی برابر غالباً ان طالب علمون کی تعداد ہوگی جنکی عمر مدرسہ مین داخل ہونے کے قابل ہوگی - بس وہ کم از کم کیا چار کروڑ پچاس لاکھ یا تین کروڑ چالیس لاکھ ہوگی - پس جو تعداد طلبہ کی مدرسون مین ہو یہ تو ان یا آٹھوان حصہ یا چھٹا حصہ جو سب سے زیادہ بہتر ہے اس تعداد طلبہ کا ہے جو مدرسہ مین ہونے چاہئین

اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ بالفعل نظام کے موافق یہ تعداد اوچھی گنی جب ہو کہ بہت سی نسلین گزر جائین ✤

پانچون یونیورسٹیون مین پانچ سال کے اندر جو سنہ ۱۸۹۰ء پر ختم ہوتے ہین ۲۲۰۰۰ امیدوارون نے انٹرنس کا امتحان دیا جن مین ۱۲۰۰۰ پاس ہوے۔ اور ان مین چار ہزار نے یونیورسٹی کی ڈگریان حاصل کین۔ یہ نتیجہ بڑا اطمینان کے قابل نہین ہے۔ مگر بالکل وقعت سے خالی بھی نہین۔ جو نوجوان یونیورسٹی مین امتحان پاس کرتے ہین اُن مین اکثر دولتمند وہ مرفہ الحال خاندانون کی اولاد مین سے نہین ہوتے اور نہ اُن بڑے تاجرون کے خاندان سے ہوتے ہین جو دنیا مین اپنی تجارت سے منفعت عظیم اُٹھاتے ہین بلکہ یہ نوجوان ایسے ہوتے ہین کہ اُنکی غرض امتحان پاس کرنیسے یہ ہوتی ہے کہ سرکاری نوکری ملجائے یا کوئی چلتا ہوا قانونی پروفیشن یعنی وکالت کرنے لگین۔ نوکریان اتنی خالی نہین ہوتین کہ یہ طلبہ اُنپر مامور ہو جائین۔ اور قانونی پیشہ مین بھی وکیل ضرورت سے زیادہ ہو گئے ہین۔ پس اعلے درجہ کے تعلیم یافتہ طلبہ جنھون نے برسون تک اپنا خون پانی ایک کرکے یونیورسٹی کے امتحان پاس کرنے مین عزت پائی ہے۔ اپنی لیاقت کے موافق انکو کام ملنے کا کم اتفاق ہوتا ہے۔ بہت سے اور پروفیشن سائنٹفک یا صنعتکاری کے ہین مگر اُنکے لیئے اول چاہیئے کہ ٹیکنیکل تعلیم ہو ✤

یہ بات ماننی چاہیئے کہ اول نظام تعلیم نے بالکل ٹیکنیکل تعلیم کی قدر جو کرنی چاہیئے تھی نہین کی۔ بظاہر وہ یہ سمجھے کہ اول طلبہ علم اور فلسفہ سے ماہر ہون پھر اُنکے دلمین آئے تو ٹیکنیکل تعلیم پائین یا کچھ اور کام کرین۔ پچھلے سالون سے اِس ٹیکنیکل تعلیم کیطرف خیال ہوا ہے اور اُسکی جماعتین مرتب ہوئی ہین۔ بعض یونیورسٹیان سائنس کی ڈگریان دیتی ہین۔ رڑکی مین طامس کالج سول انجنیرنگ مین ہندوستانیون اور یوروپین کے لیئے ٹیکنیکل تعلیم مین کامیابی ہوئی ہے۔ غرض اِس ٹیکنیکل تعلیم کی سارے ہندوستان مین دہائی مچ رہی ہے۔ کچھ اِسکے لیئے تحریکین ہو رہی ہین اور آیندہ اور ہونگی۔ اِس قومی تعلیم کے سبب سے بہت سے مشرقی لٹریچر بہت زبانون کے پیدا ہو گئے ہین ہندوستانی تعلیم یافتہ ادنے درجہ کی تصنیف کرنے لگے ہین۔ ابھی اعلے درجہ کی تصنیفات تک اُنکی رسائی نہین ہوئی۔ کل قلمرو انگریزی مین اخبارات جاری ہین جن مین اکثر خبرین اطلاعین اور اچھے مضامین ہوتے ہین لیکن بعض اوقات وہ مضامین خوفناک اور قابل اعتراض لکھتے ہین جنکے سبب سے گورنمنٹ کو مجبوراً

قانون تعزیرات ہند کی بعض دفعات کو اُنکی سزا کے لیئے کام مین لانا پڑتا ہے +

اِس مغربی تعلیم نے عوام کے مذہب پر کچھہ اثر نہین کیا۔ لیکن ایک محدود گروہ تعلیم یافتون کا ہے جس مین اسنے ایک عقلی انقلاب پیدا کیا ہے کہ وہ حال کے ہندو مذہب سے منکر ہوگیا ہے اور اُسنے اپنے پرانے ویدک مذہب کو دوبارہ زندہ کیا ہے۔ لیکن جمہور انام اور امرا مین وہی مذہب جاری ہے مسلمانون کا کوئی گروہ ایسا نہین ہے کہ اُسکے اوپر اسکولون اور کالجون کا اثر ہوا ہو۔ ایک فرقہ نیچریہ بہت ہی چھوٹا سا پیدا ہوا ہے جو حال کے اسلام کی بعض جزئیات سے انکار کرتا ہے اور ٹھیٹھہ اسلام جو ابتدا مین تھا اُسکے اختیار کرنیکا مدعی ہے +

عیسائی مذہب روز بروز ترقی پاتا جاتا ہے۔ سنہ ۱۸۹۱ع کی مردم شماری مین ۲۲۸۴۰۰۰ عیسائی تھے اور سنہ ۱۹۰۱ع کی مردم شماری مین وہ اور زیادہ ہوگئے۔ ان مین ۱۲۰۰۰ سے ۱۵۰۰۰ تک یورپین ہین اور باقی عیسائی ہندوستان کے یوریشین (دوغلے) ہین۔ ان عیسائیون مین زیادہ تر رومن کیتھولک ہین وہ ان عیسائیون کی اولاد مین ہین جنکو پرتگیزون نے مغربی ہند کے اور حصون مین سترہوین اٹھارہوین صدی مین عیسائی بنایا تھا۔ ایک اور حصہ نسطورین و کالڈین کا جنوبی ہند مین ہے۔ جن کے باپ دادا جنوب مغرب ہند مین شاید حواریون کے زمانے مین عیسائی ہوئے تھے +

اٹھارہوین صدی کے آخر مین دوغلے پرتگیز مغربی ہند سے انتقال مکانی کر کے بنگال مین انگریزی عملداری مین آگئے تھے۔ اُنکی اولاد اب تک وہان ہے بیشک کلکتہ اور بمبئی مین رومن کیتھولک کی ایک بڑی معقول و معتدبہ جماعت ہے وہ اپنی پروہتائی آپ رکھتے ہین۔ ان دونون دارالسلطنتون مین انکے اپنے کالج ہین۔ ان کا معزز نام سینٹ فرینسس زیویر ہے۔ بہت سے مقامات مین رومن کیتھولک مشن ہین جن کا اہتمام وہ بہت اچھی طرح کرتے ہین +

اُنیسوین صدی کے شروع مین ہندوستانی پروٹسٹنٹ عیسائی موجود تھے سنہ ۱۷۹۵ع مین لنڈن مشنری سوسائٹی نے پہلے مشنری انڈیا مین بھیجے ہین سنہ ۱۸۰۰ع کے بعد چرچ مشنری سوسائٹی انجیل کی منادی کے لیئے بنی۔ اُنھون نے ہندوستان مین اپنی دو زبردست مشنری سوسائٹیان قائم کین۔ ان دونون مین چرچ مشنری سوسائٹی لنڈن مین کام کرنے کے اندر بڑی تھی شروع

صدی مین اسکے پاس سرمایہ تھوڑا تھا جسکا سبب کچھ یہ تہا کہ یہ کام ہندوستان کے لیے نیا تھا اور کچھ یہ کہ برٹش گورنمنٹ اس کام کے کرنے مین بہت احتیاط کرتی تھی اُسکو خوف تھا کہ اس کی سلطنت مین جو طفلی کی حالت مین تھی اس سے نقصان نہ پہنچے۔ پہر جب سرکار کمپنی کا اقتدار ہندوستان مین بڑہتا گیا تو اس سوسائٹی کے کام کو رونق ہوتی گئی۔ اور انگلینڈ سے اسکی امداد کے لیے بڑے بڑے چندے آنے شروع ہوئے۔ ۱۸۳۳ء مین جو ایسٹ انڈیا کمپنی کو چارٹر ملا اسکے سبب سے عیسائی مشن آزاد ہو گیا۔ غرض ۱۷۹۹ء مین اس سوسائٹی کے پاس سرمایہ کچھہ نہ تہا۔ ۱۸۹۹ء مین اس کی سالانہ آمدنی ۳۳۵۰۰۰۰ روپیہ کی ہو گئی۔ اور ۱۰۰۰۰۰۰ فنڈس مین جمع ہو گیا۔ اس روپیہ مین سے زیادہ تر روپیہ سوسائٹی انڈیا مین خرچ کرتی ہے اور تہوڑا سا افریقہ و امریکہ ایشیا و اسٹریلیا مین وہ اپنا روپیہ خرچ کرتی ہے۔ ایسا ہی خیال اس سوسائٹی کا ہے جو انجیل کی منادی کے لیے ہے اسکی آمدنی بھی سالانہ ۲۰۰۰۰۰ روپیہ ہے وہ بھی اپنی آمدنی کا حصہ ہندوستان مین خرچ کرتی ہے۔ ان دونون سوسائٹیون کی سالانہ آمدنی کا مجموعہ پانچ کروڑ روپیہ ہے گو یہ سارا روپیہ ہندوستان ہی مین نہین خرچ ہوتا۔ لیکن اسکا بڑا حصہ ہندوستان مین خرچ ہوتا ہے۔ ان دونون سوسائٹیون نے اچھے گھرانے کی عورتون مین یورپین لیڈیون کے ذریعہ سے اپنا کام شروع کیا ہے +

ایک اور بیپٹسٹ سوسائٹی ہے جسکی سالانہ آمدنی ۱۰۰۰۰۰ روپیہ ہے اسکا بھی بڑا حصہ ہندوستان مین خرچ ہوتا ہے اور بہت سے مختلف ملکون کی سوسائٹیان یہان ہندوستان مین اپنی اشاعت مذہب اور منادی انجیل مین اپنا روپیہ خرچ کرتی ہین۔ ٹہیک ٹہیک اُنکے نتائج نہین بیان ہو سکتے۔ سب کا خلاصہ یہ ہے کہ تقریباً چالیس پچاس لاکھ روپیہ سال ہندوستان مین ان سوسائٹیون کا اشاعت دین عیسوی مین خرچ ہوتا ہے اور پروٹسٹنٹ ہندوستانی عیسائیون کی تعداد چھ اور آٹھ لاکھ کے درمیان ہے اور ڈھائی لاکھ بچے عیسائی مذہب کی تعلیم پاتے ہین کل دس لاکھ سے کچھ زائد عیسائی ہین۔ یورپین مشنریون و کلرجیمین کی تعداد نوسو کے قریب ہے اور اسکے علاوہ ۱۸۰۰ تعداد ہندوستانی کلرجیمین کی ہے اور ایک بڑا مجمع لندن مشنریون کا ہے۔ یہان ہندوستانیون کے گروہ کے گروہ تو عیسائی نہین ہوتے مگر فرداً فرداً ہوتے ہین۔ ہندوستانی زیادہ عیسائی نہین ہوتے ہندوستانی عیسائیون کی خصائل خاص ہوتی ہین۔ مشنریون نے اپنی تقریر سے اپنی قوم کی عزت کی شان

کو بڑھایا ہے۔ ہندوستانی انکی عزت کرتے ہین ۔ یہ مشنری ایک گروہ تعلیم کرنے والون کا ہے اُنھون نے ہندوستانی زبان اور علم ادب کو بھی نشو و نما دیا ہے۔ انکی صدہا کتابین ہندرہ دیسی زبانون مین ہین جنسے ایک جداہی لٹریچر ان دیسی زبانون کا بن گیا ہے۔ مشنری قطع نظر مذہب کے نیک چلنی اور دانائی کے اچھے سبق ہندوستانیون کو سکھاتے ہین۔ بدکاریون سے بچاتے ہین۔ گورنمنٹ انڈیا بھی انکے ان کامون کی ممنون ہے ۔

یورپین اور کرسچن ملازمین سول و ملٹری کے لیے ایسٹ انڈیا کمپنی نے ابتدا مین چیپلین مختلف مقامات مین مقرر کیے تھے ۔ سنہ ۱۸۱۳ء مین ایک بشپ مقرر کیا تھا۔ سنہ ۱۸۳۳ء مین بشپون کی تعداد بڑھکر تین ہوگئی۔ ایک کلکتہ مین دوسرا بمبئی مین تیسرا مدراس مین۔ پھر لاہور مین پنجاب کے لیے اور لکھنؤ مین شمالی ہند کے لیے اور رنگون مین برہما کے لیے اور بشپ مقرر ہوگئے ۔

باب چہاردہم

سپاہ ہند

انگریزونکی سلطنت کی انتہائی بنیاد ہندوستان کی سرحد پرے ہندوستانیون کی اغراض

دنیا مین اور سب سلطنتون سے انگلینڈ کا زیادہ قوی ہونا جسکے ساتھ اُسکی قومی ہستی کا ہونا جو اسکے لائق ہی وابستہ ہونا لازمی ہے اسپر موقوف ہے کہ وہ ہندوستان مین اپنی سلطنت و تسلط کو قائم رکھے ظاہر ہے کہ انڈیا مین انگریزون کی سلطنت کی انتہائی بنیاد انکی ملٹری خاصکر بحری قوت پر موقوف ہے اگر وہ موثر ہو تو وہ خود ہند کے اندر اور اسکی سرحد سے بہت دور دور کے فاصلون پر بحر و بر پر اپنا کام کر سکتی ہے۔ افغانستان کی سرحد پر روسیونکی پیشقدمی سے اور افغانستان سے انگریزونکے تعلقات رکھنے سے جو سوالات متعلق ہین وہ ہنوز حل اور فیصل نہین ہوئے۔ بادشاہی اور ہندوستان کی بہت سی اغراض عظیمہ ایران۔ خلیج فارس۔ عرب۔ افریقہ۔ تبت۔ چین۔ سیام سے متعلق ہین جنکے مدبران

انگلینڈ کبھی فراموش نہین کرتے اور اُنکی حمایت اور محافظت اپنی سلطنت کی پوری قدرت وقوت سے کرتے ہین۔ ملٹیری مقامات پر قبضہ کرلینے سے اور ریلون کے بنانیسے شمالی مغربی سرحد پر انگریزون نے اپنی ملیٹری قوت کو اور پولیٹکل طاقت کو بہت بڑھالیا ہے اور یہ اسی مقصد کے لیے بڑا کام کیا ہے کہ سرحدی وحشی اقوام جنگجو سے جو ہمیشہ انگریزون کو تشویش رکھتی تھین ایسے دانشمندانہ تعلقات پیدا کیئے ہین کہ پہلے کی نسبت تشویش کم ہوگئی ہو۔ اگرچہ اس تشویش کے اسباب اب بھی باقی ہین لیکن اب کامل رموزدان سلطنت کو امید ہے کہ ایک وقت ایسا آئیگا کہ یہ تشویش بالکل موقوف ہوجائیگی۔ زمانہ گزشتہ مین یہ تشویشات ملیٹری ضعف سے پیدا ہوتی تھین جو اب نہین رہا۔ اس مقصد کے حاصل کرنیکے لیئے سنہ ۱۹۰۱ء مین لارڈ کرزن نے یہ بڑا اچھا کام کیا ہو کہ نورتھ ویسٹ فرنٹیر پروونس کو پنجاب سے جدا کردیا ہے۔ اور اس مین چیف کمشنر مقرر کرکے جدا ہی اس کا انتظام کیا ہے جو سپریم گورنمنٹ کے ماتحت ہو۔ لارڈ لٹن کے عہد مین بھی ایسی تدبیر جداگانہ صورت مین تجویز ہوئی تھی اب اسکی تکمیل لارڈ کرزن نے کردی ✠

روسیون کی پیشقدمی۔ شمالی مغربی سرحد کی محافظت۔ سرحدی قومین۔ شمالی مغربی سرحد کا بننا۔ روسیون کی پیشقدمی کے نتائج۔ ان تمام مضامین کا ذکر نہین کیا جائیگا۔ لیکن زبردست روسیون کی پیشقدمی نے ہندوستان مین انگریزون کے پزیشن (مقام درجہ) کو بدلدیا ہے۔ صرف اُسنے ملیٹری پزیشن (جنگی حالت) ہی پر اثر نہین کیا ہے بلکہ سارے ہندوستان مین اُس نے ایک تغیر پیدا کیا ہے۔ اُسنے آیندہ کے لیئے لوگون کے دلون مین وسوسے پیدا کردیئے ہین۔ اُسنے فائی نینشن (خزانہ) کی حالت مین پریشانی پیدا کی ہے۔ جسکے سبب سے وہ ان کامون کی ترقی مین نہین صرف ہوتا جو ملک کی بہبودی کے لیئے اصل ہین اور اُسنے انتظام کی ترقی کو بھی روک دیا ہے۔ کوئی انگلش مین جو اس نام کا مستحق ہے ایک لمحہ بھی اسمین شبہ نہین کریگا کہ انگریزون کا یہ عزم جزم ہے کہ اس سلطنت کو قائم رکھین اور انڈیا کو ایسا مستحکم و استوار بنائین کہ کسیطرح اسپر یورش ہو ہی نہ سکے۔ مدبران سلطنت و رموز شناسان حکومت یاد رکھتے ہین کہ کوئی چیز ہمکو دریا سو پر حملہ ہونے سے بچا نہین سکتی سوائے اسکے کہ وہ حملہ آورونکے دلون مین یہ یقین پیدا کردین کہ خواہ وہ دشمنانہ کیسی ہی کوشش کرین مگر اُنکو ناکامیابی ہوگی۔ اور سب حالتون مین بظاہر یہ اصلی حالت انگریزون کی

۱۸۵۷ء سے پہلے ہندوستان مین سپاہ ۔ غدر و ہندوستانی سپاہ کا نیا انتظام

کامیابی کا سبب یہ ہے کہ وہ سمندر مین مطلق بزرگی و برتری رکھتی ہے اور اسی کے سبب سے انکو یہ سلطنت حاصل ہوئی ہے اور بغیر اسکے نہ ہندوستان مین اور نہ کہین اور اپنی سلطنت وہ رکھ سکتے ہین انکی باتون کو چھوڑ کر ہندوستان کی سپاہ کا بیان کرتے ہین +

ایسٹ انڈیا کمپنی کی سپاہ نے بہت پہلے زمانہ مین تین پریسیڈنسیون (احاطون) بنگال و مدراس و بمبئی مین نشو و نما پایا۔ یہ جُدا جُدا تین سپاہین پیدا ہوئین کچھ بہت مدت نہین گزری کہ وہ جب تک موجود تہین +

پریسیڈنسی بنگال مین مملکت کی زیادہ وسعت انیسوین صدی سے شروع ہوئی اس لیئے بنگال کی سپاہ تینون سپاہون مین سب سے بڑی ہوگئی۔ غدر سے ایک سال پہلے ۱۸۵۶ء مین بنسبت باقی دو سپاہیون کے تعداد مین وہ بہت زیادہ تھی اس سنہ مین ہندوستان کے اندر ۳۹۰۰۰ یوروپین اور ۲۱۵۰۰۰ ہندوستانی سپاہی تھے۔ اور انکے علاوہ کئی کنٹنجنٹ ہندوستانی ریاستون کی محافظت کے لیئے تھے جن کا خرچ یہ ہندوستانی رئیس اپنے پاس سے اُٹھاتے تھے +

۱۸۵۶ء مین بنگال کی سپاہ مین جو بہتر رجمنٹین پیادون کی تہین اور دس رجمنٹین آئینی سوارون کی اور ۱۸ رجمنٹین غیر آئینی سوارون کی تہین۔ پیادون کی سپاہ مین زیادہ تر اودھ کے برہمن اور راجپوت بھرتی ہوتے تھے اور تھوڑے سے ممالک مغربی و شمالی کے باشندے بمبئی کی سپاہ کے ایک حصہ مین بھی یہی راجپوت و برہمن سپاہی تھے۔ مدراس کی سپاہ مین مدراسی آدمی سپاہی تھے۔ علاوہ اس آئینی سپاہ کے غیر آئینی سپاہ اور مقامی فوج تھی۔ جسکا سب سے زیادہ قوی حصہ وہ تھا جس مین پنجاب مین سکھ اور پٹھان اور جنگجو قومین بھرتی ہوتی تہین۔ اس سپاہ کا نام پنجاب فرنٹیر فورس (پنجاب کی سرحدی سپاہ) تہا۔ وہ شمالی سرحد کی محافظ تہی۔ اور پنجاب گورنمنٹ کے ماتحت تھی۔ ہندوستان مین توپخانون کا بڑا حصہ ہندوستانی سپاہیون کے پاس تہا +

یوروپین پیدل سپاہ کی تہائی اور تمام رجمین گولہ انداز مقامی سپاہین تہین جو ایسٹ انڈیا کمپنی نے نوکر رکھی تہین کہ وہ ہندوستان مین ہمیشہ خدمت کیا کرین۔ انکی تعداد چودہ ہزار تھی +

۱۸۵۷ء مین تقریباً تمام بنگال کی سپاہ نے اور بمبئی کی سپاہ کے ایک حصہ نے اور شمالی ہند کی

کنٹنجنٹون کی بغاوت کی. مدراس کی سپاہ خیرخواہ رہی اور پنجاب کی سرحدی سپاہ صرف خیرخواہ ہی نہین رہی بلکہ بغاوت کے فرو کرنے مین اُسنے قابل تعریف خدمات کین ●

پہلے اِس سے کہ امن وامان بحال ہو قدیمی بنگال کی سپاہ کا وجود بالکل باقی نہین رہا. گورنمنٹ ملکہ معظمہ کے ہاتھ مین منتقل ہوئی- اور سپاہ کا سارا انتظام تبدیل ہُوا اور مقامی یوروپین سپاہ برخاست ہوئی اور توپ خانے جو پہلے ہندوستانیونکے پاس رہتے تھے وہ تقریبًا کل برٹش کے حوالہ ہوئے- مقامی یوروپین سپاہ کی جگہ برٹش رجمنٹین ولایت سے آئین- یوروپین سپاہ کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی اور ہندوستانی سپاہ کی تعداد بہت کم ہوگئی- بنگال اور بمبی و مدراس کی سپاہ مین جدا جدا ہین. جب نئے انتظام کی تکمیل ہوئی تو انڈیا مین کل سپاہ مین تقریبًا ۶۲۰۰۰ یوروپین اور ۱۳۵۰۰۰ ہندوستانی سپاہی تھے ●

سنہ ۱۸۷۹ء مین جو ہندوستان کی سپاہ کا کمیشن مقرر ہوا تھا- اسکی رپورٹ سے ان تمام تبدیلیون کا خلاصہ جو غدر کے بعد ہوئین لکھا جاتا ہے ●

"جب بغاوت بالکل فرو ہوئی تو سپاہ کے نئے انتظام مین یہ فیصلہ ہوا کہ انڈیا مین ہندوستانی اور یوروپین سپاہیونکے درمیان نسبت دو اور ایک سے کبھی زیادہ نہین ہونی چاہیئے اور میدانی اور سب قسم کے توپ خانون مین بالکل یا تقریبًا یوروپین سپاہی ہونے چاہئین- ملک مین جتنے قلعے ہین- اب اِن مین یوروپین اور ملیٹری خدمات کرتے ہین تمام بھاری توپخانون اور میدانی توپخانون مین یوروپین سپاہی ہین- بغاوت نے ان سبقون کو سکھایا ہی کہ ان دوسرے اصولون کو ہمیشہ قائم رکھنا چاہیئے کہ ملک مین برٹش سپاہ اتنی رکھنی چاہیئے کہ کوئی ان کا مقابلہ نکرے اور توپ خانے بالکل یوروپین کے ہاتھ مین ہونے چاہئین ●

اب ہمارا پوزیشن ملک مین بہت تبدیل ہوگیا ہے اور ۶۲۰۰۰ یوروپین سپاہی اپنی قوت سے بہت زیادہ ہے کہ سنہ ۱۸۵۷ء مین تھی- ان دنون مین برٹش سپاہ تھوڑی سی تھوڑی تمام ملک مین پھیلی ہوئی تھی اور یہ بات بڑی مشکل تھی کہ ایک جگہ مین تھوڑی سی بھی گورون کی سپاہ جمع کیجائے اسکے جمع کرنے مین التوا اور خرچ بہت ہوتا تھا- جب بغاوت ہوئی ہی تو مشکل سے کہہ سکتے ہین کہ چار سو میل ریل جاری تھی اور اب ۱۲۱۳۸ میل ریلوے سے جاری ہے سنہ ۱۹۰۲ء تقریبًا ۸۰۰۰ میل

جاری تھی یا بن رہی تھی"

اب تمام ہماری چھاونیاں اور قلعے اور سلحہ خانے سوائے ایک کے ایسے ہین ایک دوسرے کے ساتھ اور سمندر کے ساتھ ریلوں سے ملے ہوئے ہین۔ برٹش انڈیا کے اندر یا باہر کسی مقام پر لڑنیکے لیے ہماری یوروپین سپاہ کی قوت بہت بڑھ گئی ہی۔ مثلاً ۱۸۵۷ء مین سمندر سے لاہور تک ایک رجمنٹ جب پہنچتی کہ تین یا چار مہینے سفر کرتی۔ اب وہ کلکتہ سے لاہور تک ایک ہفتہ مین پہنچتی ہے۔ انگلستان سے جو سپاہ ملک کیلیے آتی اسکو کیپ کے گرد تین مہینے بحری سفر کرنا پڑتا تھا۔ اب تیس دن مین انگلینڈ سے بمبئی مین سپاہ آجاتی ہی۔ اور برٹش سپاہ کی بڑی قوت انکے ہتیارون کے سبب سے زیادہ ہوگئی ہے اب انکے پاس بریچ لوڈنگ رائفل ہین۔ بغاوت کے زمانہ مین جو بورچھ ونو مین اور پہاڑی توپین تہین انکی جگہ رائفل فیلڈ بیس بڑی اعلے طاقت کی ہین کوئی پرخاش جو انڈیا کی حدود کے اندر یا سرحد پر ہو تو یہ اسلحہ ترقی یافتہ بہت ہماری کام کرین گی اسلیئے کہ افغانستان مین برہما مین نیپال مین گوالیار مین حیدرآباد مین اور دین رو ستلج کی ریاستون مین زیادہ تر سپاہ کے پاس سموتھ بور مزل لوڈنگ ہتیار ہین"

۱۸۵۷ء مین بنگالی سپاہ مین پیدل اودھ اور ممالک مغربی شمالی کے برہمن اور راجپوت تھے۔ اگرچہ انکی جسمانی قوت اچھی تھی مگر وہ لڑنے مین بڑا مقتدر اثر نہین رکھتے تھے ہندوستانی سپاہ کی جو بڑی شہرت پہلے ہوگئی تھی۔ یقینی اس مین مبالغہ نہ تھا۔ بہت سی فتوح برٹش سپاہ کے سبب سے حاصل ہوئی تہین جو انکے ساتھ لڑائی مین ہوتی تہین ۱۸۵۷ء کے واقعات نے بتلادیا کہ غارت و تباہ کرنے والے نتایج اس سبب سے پیدا ہوئے کہ سپاہ مین ایک ہی قسم کے سپاہی بھرتی ہوتے تھے جنکو جات کا تعصب زیادہ تھا کسی اور قوم مین نہ تھا۔ اب انڈین سپاہ کے مشن کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پرانا انتظام متروک ہوا۔ اس رپورٹ مین لکھا ہے کہ "سپاہیون کے بھرتی کرنے کے مختلف نظام ہین۔ بمبئی اور مدراس کے سپاہیون کی رجمنٹین سپاہ خیز مقامات کی ان قومون و جاتون سے معمور ہوتی ہین جو ان ہی پریسیڈنسیون کے رہنے والے ہین اور بمبئی کی رجمنٹون مین سکھ اور ہندوستانی شمالی سندھ کے مخلوط بھرتی ہین۔ سپاہ جو اس طرح مرکب کیجاتی ہے اسکو مخلوط بھرتی کی سپاہ کہتے ہین یعنے اس مین بہت سے صوبون کے مختلف نسلون کے

مذہبون کے سپاہی ایک ہی لین مین بہرتی ہین - بنگال اور پنجاب مین زیادہ تر فوجین کلاس کمپنی رجمنٹین کہلاتی ہین یعنے رجمنٹون مین تین یا زیادہ مختلف النسل ور مختلف الوطن سپاہی ہوتے ہین - لیکن ہر مذہب اور ہر نسل کی جدا جدا کمپنیان ہوتی ہین - مثلاً پیدلون کی ایک رجمنٹ مین دو کمپنیان سکھون کی دو کمپنیان ہندوستانی برہمنون اور رجپوتون کی دو کمپنیان پنجابی مسلمانون کی ایک کمپنی دریائے سندھ کے پار کے پٹھانون کی اور ایک کمپنی کانگڑہ کے یا جمون کے پہاڑون کے ڈوگرون کی ہین اسکو کلاس کمپنی رجمنٹ کہتے ہین - ہر کمپنی مین اُسی کے نسل و جات و مذہب کے ہندوستانی افسر ہوتے ہین - شمال سپاہ مین محدود کلاس رجمنٹین ہین جن مین ایک ہی جات و قوم کے سارے سپاہی کل رجمنٹ مین ہوتے ہین - مثلاً گورکھون کی رجمنٹ مین صرف نیپالی پہاڑون کے جفاکش کوتاہ قد گورکھیے بہرتی ہین - پائی اونیر رجمنٹین ہین جن مین صرف مذہبی سکھ ہین جو سکھونکی سلطنت مین جات باہر ذلیل قوم وزدی پیشہ تھے - اب وہ شمالی سپاہ مین گل سرسبد ہے ؏

اب آخر چند سالون مین بنگال و بمبئی و مدراس کی سپاہون مین ایسی عمدہ تبدیلیان ترمیمین ہوئی ہین جنسے جنگی قوت بہت زیادہ ہو گئی ہے - بنگال کی سپاہ مین بھی کلاس رجمنٹ کا نظام جاری کیا گیا ہے - اب اسکی ہر رجمنٹ مین ایک ہی قوم کے سپاہی ہین جیسے برہمن - رجپوت جاٹ جیسی صورت ہو - اب بمبئی کی سپاہ مین ہندو سکھ نہین بہرتی ہوتے - انکی خود پلٹنین جدا بن گئی ہین یا کلاس کمپنی رجمنٹین بنی ہین جو پنجاب یا برہما مین خدمت کرتی ہین - تقریبًا سوارون کی تمام رجمنٹونین سوائے مدراس کے بڑے بہادر سپاہی بہرتی ہین ؏

مدراس کی سپاہ مین بہت تبدیلیان ہوئی ہین جسکا بڑا سبب یہ ہے کہ ملک برہما الحاق کیا گیا جس مین سپاہ کا رکھنا ضرور ہوا - اور کئی پلٹنین جنہین مدراس کے سپاہی بہرتی تھے اور پہلے ان مین کلاس کمپنی رجمنٹین تہین - اب انکی جگہ پنجابی اور گورکھیے اور شمالی انڈیا کے آدمی معمور ہین - تجربہ یہ بھی کیا گیا ہے کہ موپلے اور کورگ کے آدمیونکی بھی کلاس رجمنٹین بنائی گئی ہین امید ہے کہ سپاہ کے لیئے مفید کنٹنجنٹین انکی ہونگی ؏

ہندوستانی سپاہ مین سپاہی خود اپنی مرضی سے نام لکھاتے ہین - سرکار سے پیدلون کو وردی ہتیار

اور سازو سامان ملتے ہین۔ مگر سپاہی اپنی خوراک کا آپ بندوبست کرتے ہین اور اس ملک کے دستور کے موافق وہ رہنے کے لیئے اپنی لین مکانون کی آپ بناتے ہین۔ اس کام مین انکی مدد کچھہ سرکار کی طرف سے بھی ہوتی ہے۔ سمندر پار یا ہند کی سرحد سے باہر لشکرکشی مین جب جاتے ہین تو گورنمنٹ سے اُنکو خوراک ملتی ہے۔ لیکن مدراس مین جدا قاعدہ ہے جسکو سلحدار نظام کہتے ہین کہ سپاہی اپنی وردی اور ہتھیار باستثنائے بریچ لوڈنگ کاربائن کے اور سازوسامان اور گھوڑے اُنکے اپنے ہوتے ہین۔ اور اپنے پاس سے گھوڑون کو کھلاتے ہین اور خود کھاتے ہین۔ اپنی لینین خود بناتے ہین اور اپنے آپ ہی سفر مین کیمپ کا سامان تیار کرتے ہین اور گاڑیان اپنی رکھتے ہین۔ انکی تنخواہ کی شرح ایسی ہو کہ وہ ان سب خرچون کو اچھی طرح اٹھا سکتے ہین ✤

بہت سے ماخذ ہین جہان سے ہندوستانی سپاہی بھرتی ہوتے ہین۔ اُنکی سپاہیانہ لیاقتون مین بڑی بوقلمونی ہو۔ زمانہ حال مین ایسی تدابیر کی گئی ہین جن کا مقصود یہ ہے کہ گورنمنٹ انڈیا اس قابل ہو کہ حتی الامکان بہت جلد وہ نہایت بڑی سپاہ بہادر سپاہیون کی میدان جنگ مین لا سکے۔ مشکل ہے کہ کسی ملک مین سکھون پٹھانون گورکھون سے زیادہ اچھے سپاہی مل سکین۔ انکی تعداد بہت جلد تھوڑے دنون کی اطلاع مین زیادہ ہوسکتی ہے۔ اسمین شبہ نہین کہ ہندوستانی سپاہ کا بڑا حصہ یوروپین سلطنتون کے سپاہیون کی برابر ہے اور ہر مقام پر خواہ کہین ہو وہ برٹش سپاہیون کے پہلو مین کھڑی ہوکر لڑسکتی ہو ✤

اس مین شک نہین کہ ہندوستانی سپاہ کا نہایت کارگزار حصہ شمال کا ہو جو پنجاب اور شمالی مغربی سرحد پر رہتا ہو۔ اس مین ہندوستان کی سب سے زیادہ طاقتور جنگی نسلون کے سپاہی ہین عمدہ سپاہیون مین گورکھون کی پلٹنین ہین جنسے لڑنے کی صفتون مین مشکل سے کوئی اور سپاہ سبقت لیجا سکتی ہے۔ پنجاب کی سرحدی سپاہ جو نہایت کارپرداز سپاہ ہو چند سال گزرے کہ وہ ایک جدا سپاہ تھی جو گورنمنٹ پنجاب کے ماتحت رہتی تھی اگرچہ وہ اب اور سپاہ کی طرح کمانڈر انچیف کے ماتحت ہوگئی ہے مگر وہ اپنا جداگانہ ہی انتظام رکھتی ہو۔ بنگال سپاہ کا نام کچھہ چلا جاتا ہے مگر یہ نام اُسکا غلط ہے۔ اسمین ایک بنگالی بھی سپاہی نہین ہے اُسکا بہت تھوڑا ہی حصہ بنگال مین رہتا ہو۔ خاص بنگال مین کئی ہزار سپاہی اس ریلوے کے متصل رہتے ہین جو کلکتہ کو شمالی ہند

سے ملاقی ہے اور نیپال کی اور پہاڑی ریاستون کی سرحدون پر اور اکثر کلکتہ مین اور اسکے ہمسایہ
مین چار یا پانچ ہزار رہتی ہے۔ اسکے سوائے بنگال کی قلمرو مین جسکے اندر ۷۰۰۰۰۰۰ آدمی رہتے
ہین۔ کہین سپاہ نہین رہتی۔ بقول ہنٹر صاحب غالباً بنگال مین چار کروڑ آدمی رہتے ہین جنہون نے
کبھی سپاہی کا چہرہ اور سنگین کی چمک نہین دیکھی +

جنوری ۱۹۰۳ء تک ہندوستانی سپاہ کے افسرون کا لقب انڈین سٹاف کورپس تہا
اسی مین سے ہندوستانی سپاہ کے انگریزی افسر مقرر ہوتے تھے۔ ۱۸۶۱ء مین جب ہندوستانی
سپاہ کا ازسر نو انتظام ہوا تھا تو تینون بنگال اور مدراس اور بمبئی کے لیے جدا جدا سٹاف کورپس قائم
ہوا تھا۔ اول کورپس کے افسر ایسٹ انڈیا کمپنی کے سپاہ سے منتقل تبدیل ہوتے تھے پیچھے وہ برٹش رجمنٹون
سے منتقل ہونے لگے۔ ۱۸۹۱ء مین یہ تینون سٹاف کورپس ملکر ایک ہو گئے اور انڈیا کی سپاہ کے
افسر تعداد مین ۲۷۰۰ تھے۔ ان کا تقرر اکثر سینڈہرسٹ شاہی کالج کے امیدوارون مین سے ہوتا ہے
لیکن بعض اس برٹش سپاہ سے بھی مقرر ہو جاتے ہین جو انڈیا مین ملازمت رکھتی ہے۔ ہندوستان
اندر برٹش رجمنٹ مین ایک سال کی خدمتگزاری کے امتحان کے بعد اور دوسرے سال ہندوستانی
رجمنٹ مین خدمت گزاری اور دیسی زبانون اور اپنے پیشہ کے کامون مین امتحان کے بعد وہ
سٹاف کی ملازمت اور انڈیا کے کسی حصہ مین کمانڈ پانے کے قابل سمجھا جاتا ہے۔ رجمنٹون مین افسرون
کے تقرر کی یہ صورت ہے کہ جس ملک کی شاخ سے سپاہ متعلق ہوتی ہے معمولی ہے کہ اسمین افسر رہتا
ہے جس مین اُسکا اول تقرر ہوا تھا۔ لیکن وہ دوسری رجمنٹ مین جو دوسرے کمانڈ سے متعلق ہو
تبدیل ہو سکتا ہے۔ ہندوستان کی سپاہ مین افسر سٹاف ہی مین صرف ملیٹری عہدے نہین رکھتے
بلکہ ان مین بہت سے سول عہدون پر بھی مقرر ہو جاتے ہین وہ زیادہ تر پولیٹیکل عہدون پر مقرر
ہوتے ہین غیر آئینی اضلاع مین وہ بہت سے انتظامی اور جوڈیشل عہدون پر بھی مامور ہو جاتے ہین +

۱۸۵۷ء سے پہلے ہندوستانی سپاہ اکثر وہ خدمات بجا لاتی تھی جو اصل مین پولیس
سے متعلق ہین۔ جب بغاوت کے بعد سپاہ مین ۹۰۰۰ سپاہیون کی تخفیف ہوئی تو تمام ہندوستان
مین پولیس کا ازسر نو انتظام ہوا۔ پس جنگی فرائض کے ادا کرنے کے لیے آدمیون کی تخفیف جس قدر
اعداد سے معلوم ہوتی ہے وہ نہین ہوئی۔ دہات کی پولیس کو جس مین سات لاکھ چوکیدار ہین

ہندوستانی سپاہ کا انتظام

پولیس

خارج کرکے باقاعدہ پولس کی فوج انڈیا مین ۱۷۰۰۰۰ افسرون اور کنسٹبلون کی ہی جن مین نصف سے زیادہ کے پاس بندوقین ہین وہ تھوڑی یا بہت قواعد بھی جانتے ہین انڈیا کا کوئی حصہ ایسا نہین ہے کہ جس مین آدمیون کی یہ عادت ہو کہ اپنے ساتھ ہتیار رکھتے ہون یا اکثر ہتیار اُنکے قبضہ مین ہون ایسے موقع شاذونادر ہوتے ہین۔ شاید بحساب اوسط دو یا تین سالانہ ہوتے ہونگے جن مین ہندو مسلمانون کے یا اور قومون کے مذہبی فساد ایسے ہوتے ہون کہ جن مین سول کے حکام کی امداد کرنے کی ضرورت سپاہ کو پڑتی ہو۔ جب یہ خیال کیا جائے کہ یوروپ کی پانچ دول عظیمہ کی کل آبادی سے زیادہ ہندوستان کی آبادی ہی تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بے شر و فساد ہونا اُنکی طبیعت مین داخل ہی

سپاہ مین اضافہ ہونا

۱۸۸۵ء مین افغانستان کی سرحد پر جب روسیون نے اپنا مقام بدلا اور لڑائی کا اندیشہ ہوا تو یہ ضرور ہوا کہ برٹش گورنمنٹ یوروپین اور ہندوستانی سپاہ بڑھائے۔ پس برٹش سپاہ مین پیدل سوارون و توپچیون کا اضافہ گیارہ ہزار افسر اور سپاہیون کا ہوا اور ہندوستانی سپاہ اُنیس ہزار زیادہ کی گئی۔ پیدلون مین پانچ گورکھون کی پلٹنین زیادہ ہوئین۔ پس کل سپاہ مین تیس ہزار سپاہیون کا اضافہ ہوا ۱۹۰۰ء مین کل سپاہ سب قسم کی تقریبًا ۲۲۳۰۰۰ تھی جن مین ۷۰۰۰۰ یوروپین سپاہی تہی۔ اس سے ریزرو سپاہ خارج تھی جن مین وہ سپاہی تھے جنہون نے انگریزی علمون کے نیچے پانچ سال سے بارہ برس تک خدمت کی تہی۔ اب ریزرو مین بیس ہزار سپاہی ہین۔ انجام مین اُنکی تعداد بہت زیادہ ہو جائیگی۔

سپاہ کی صحت

اس تعداد کے بڑہنے کے سوائے برٹش سپاہ کے مؤثر ہونے کی بہت افزایش اُن سببون سے بھی ہوئی ہے جب سے گورنمنٹ ملکہ معظمہ کے ہاتھ مین منتقل ہوئی ہی۔ سپاہ مین سپاہیون کی صحت کی حالت مین بہت ترقی ہوئی ہے۔ ۱۸۵۹ء مین جو شاہی کمیشن کی صحت کی تحقیقات کے لیئے مقرر ہوا تہا اُسنے اطلاع دی کہ چالیس سال مین جو ۱۸۵۶ء مین ختم ہوتے ہین۔ برٹش سپاہ مین اوسط شرح اموات ۶۹ فی ہزار تھی۔ اسی زمانہ مین انگلستان کی اوسط اموات سے یہ ہندوستان کا اوسط اموات چھ گنا تھا۔ کمیشن نے اپنی امید ظاہر کی کہ اگر حفظ صحت کی تدابیر کی ترقی کیجائے تو یہ شرح اموات گھٹ کر ۲۰ فیصدی سے یا اس سے بھی کم ہو سکتی ہی۔

یہ بات اُنکی توقع سے بھی زیادہ پوری ہوئی ۱۸۷۹ء تک جو دس سال گزرے ہین ان مین شرح اموات

۱۹ فی ہزار تھی۔ اور حال کے سالون مین شرح اموات ۶ء۱ فی ہزار سے بھی کم ہے۔ بادشاہی کمیشن نے شرح اموات مین ان سپاہیون کی تعداد بھی شامل کر لی تھی جو چالیس بہان مین سابق لشکر کشیون مین مرے تھے اسلیئے پہلے مقابلہ صحیح نہین کیا۔ اگر ان اموات کو بھی حساب سے نکال لین تو بھی ہندوستان کی شرح اموات بہت زیادہ تھی +

انڈیا مین سپاہیون کے تحفظ صحت مین کوئی بات اُٹھا نہین رکھی۔ اب وہ بارکون مین بہت آسایش سے صحیح و تندرست رہتے ہین۔ البتہ اُنکو یہانکی آب ہوا ستاتی ہی جسپر گورنمنٹ کوئی اپنا اختیار نہین رکھ سکتی۔ یہان سے زیادہ کسی اور ملک مین سپاہ کے لیئے حفظان صحت کا سامان نہین ہی۔ ہر ایک رجمنٹ اور بیٹری۔ اور ڈپو مین ایک رجمنٹ کا انسٹی ٹیوٹ ہی اور سپاہیون کا ایک قسم کا کلب بھی ہے۔ اسمین ریفرشمینٹ کے کارخانے ہین۔ پڑہنے کے لیئے کتب خانے ہین اور تفریح کیلئے کمرے بھی ہین۔ اور مے نوشی کی ممانعت کرنیوالی ایسی سوسایٹی کا بھی کمرہ ہے۔ اور بھی اسٹر بھی ہے سپاہیون کو شراب پلانی کم کر دی گئی ہے۔ اور اُسکے گھٹانے کے لیئے اور مفید مشغلونکے بڑہانے کے لیئے سپاہیون کی ہمت بڑہائی گئی ہے۔ ہمالیہ اور اور پہاڑون مین ایسی چھاؤنیان بنائی گئی ہین کہ ان مین کل سپاہ کے پچیس فیصدی سپاہی رہ سکتے ہین۔ رجمنٹ کے اسکول قائم کیئے گئے ہین جن مین سپاہیون کی کچھ اولاد سر ہنری لارنس کے لے سائی ٹیون مین تعلیم پاسکتے ہین جو پہاڑون مین سر ہنری لارنس نے قایم کی تھین۔ اور اب گورنمنٹ اُنکی امداد کرتی ہے +

انڈیا مین اور جنگی قوت بڑہانے کی بھی تدابیر کی گئی ہین۔ شمال مغربی سرحد پر جن مقامون مین حملہ کا ہونا ممکن ہے۔ اُنکی بڑی محافظت کی گئی ہے اور وہان حصن حصین بنائے گئے ہین۔ اور وہ ریلون سے ملا دیئے گئے ہین۔ بڑے بڑے بندرگاہ نہایت مستحکم متحصن اور زمانہ حال کی فوجون سے مسلح کیئے گئے ہین۔ ٹرٹ جہازون اور تارپیڈو اگن بوٹون اور تارپیڈو بوٹون کے چھوٹے چھوٹے جہازون سے بندرگاہونکی محافظت کی گئی ہی۔ ہندوستانی اور وولنٹیرون کو سب سے پچھلی پیٹینٹ بندوقین دی گئی ہین اور عنقریب دی جائینگی۔ اور ایک کورڈائیٹ فیکٹری (اسلحہ بنانے کا کارخانہ) قائم ہوئی ہے جسکے سبب سے سپاہ ضرورت کی صورت مین میگزین خود اپنے آپ زیادہ تر سر انجام کرے گی۔ ایک اور تدبیر یہ کی گئی ہے کہ وولنٹیر فوج

ایکٹ ۱۸۹۳ء

بنائی گئی ہے۔ بالفعل انڈیا مین ۳۰۰۰۰ والنٹیر ہین۔ جنکے پاس ہتیار اچھے ہین وہ خوب مؤثر کام کرسکتے ہین۔ اگر یہ سپاہ ۱۸۵۷ء مین ہوتی تو بہت سے حادثات کو نہ واقع ہونے دیتے۔

انڈیا مین سپاہ کی حکومت عظیمہ قانون کے موافق گورنر جنرل مع کونسل کو حاصل ہے کونسل کے ملیٹری ممبر کے ذمے ملیٹری ڈپارٹمنٹ کے انتظام کی ذمہ داری ایسی ہی جیسے انگلینڈ مین جنگی وزار افسر کو ہوتی ہے۔ گورنر جنرل مع کونسل کے انتظامی تسلط کے ماتحت سب سے بڑا اگزیکیوٹو افسر کمانڈر انچیف ہوتا ہے۔ سنہ ۱۸۹۳ء تک اسکو کمانڈ خاص بنگال پریسیڈنسی کی سپاہ پر تہا اور اسکو ایک تسلط مدراس اور بمبئی کی سپاہون پر تہا۔ جنکے جدا جدا مقامی کمانڈر انچیف تھے۔ اسی وقت تک یہان کی گورنمنٹین خاص انتظامی اختیارات رکھتی تہین۔ انڈیا مین گو ملیٹری حکومت آخرکار گورنر جنرل مع کونسل اور کمانڈر انچیف کے ہاتھ مین تہی مگر یہ تسلط کا نظام جو منقسم تہا اس سے تکلیف خاص کر لڑائی کے وقت ہوتی تہی۔ اس سے صاف ظاہر ہوا کہ وہ تبدیل ہونا چاہیئے اور مدراس اور بمبئی کی سپاہین آیندہ اس مستثنے حالت مین نہ رہین کہ وہ کچہہ پریسیڈنسیون کی گورنمنٹون اور کمانڈر انچیفون کے ماتحت رہین۔ یہ ضروری تبدیلی بغیر پارلیمنٹ کے حکم کے نہین ہوسکتی تہی سو یہ اسکا حکم سنہ ۱۸۹۳ء کے آخر مین ہوگیا۔ اس التوا نے اور انتظام سپاہ کی بہت سے اصلاحون اور ترمیمون کو روکا نہین۔ اور سنہ ۱۸۹۳ء سے پہلے سوائے مڈیکل ڈپارٹمنٹ کے کل سپاہ کے ڈپارٹمنٹس سپریم گورنمنٹ کے ماتحت ہوگئے۔

ایکٹ سنہ ۱۸۹۳ء نے پروونشل کمانڈر انچیف کے عہدون کو موقوف کیا۔ اس ایکٹ کے موافق وہ اختیارات جو پہلے کام مین آتے تھے۔ ایسے افسر کو دیئے گئے جو بشرط منظوری گورنر جنرل مع کونسل کے انڈیا مین کمانڈر انچیف مقرر ہو۔ کمانڈر انچیف انڈیا کے اختیارات کی توسیع کل انڈیا مین ہوئی۔ اور تمام ملیٹری تسلط جو مدراس اور بمبئی گورنمنٹون کو تہا وہ موقوف کیا گیا۔ اور گورنر جنرل مع کونسل کے ہاتھ مین آیا۔ اور ان پریسیڈنسیون جو سپاہ کے کمانڈنگ افسر ہون انکا ان پروونشیل کونسلون کا ممبر ہونا موقوف ہوا۔

ان تبدیلیون کے نتایج اپریل ۱۸۹۵ء مین یہ ظہور مین آئے کہ چار بڑے کمانڈس مقرر ہوئے۔ جن مین سے ہر ایک کے لیئے لفٹننٹ جنرل مقرر ہوا جو کمانڈر انچیف کی کمانڈ کے براہ راست

ماتحت ہوا پنجاب کمانڈ مین پنجاب اور شمال مغربی سرحدی پراونس مع سرحدی سپاہ کے جو جداگانہ اپنا انتظام رکھتے داخل تھے ۔ بنگال کمانڈ مین وہ ممالک داخل تھے جو سول گورمنٹون بنگال اور آسام اور اضلاع متحدہ آگرہ اور اودھ مین ہین ۔ مدراس کمانڈ مین ۱۹۰۸ء کے شروع تک صرف کل مدراس پریسیڈنسی ہی داخل نہ تھی بلکہ ملک برہما بھی داخل تھا جو اب ایک جداگانہ کمانڈ ہوگیا ہے ۔ بمبئی کمانڈ مین بمبئی پریسیڈنسی اور بلوچستان اور راجپوتانہ کا ایک حصہ اور سنٹرل انڈیا داخل ہین +

ہندوستانی ریاستون کی سپاہ کا اب تک کچھ ذکر نہین ہوا اُنکی تعداد کاغذ پر بڑی دہشتناک معلوم ہوتی ہے ۔ بعض تخمینون کے موافق اُنکی تعداد ۸۵۰۰۰ ہے لیکن اسمین سے بہت تھوڑا ہی سا حصہ ہے جو سپاہیانہ انتظام رکھتا ہے ۔ اسمین زیادہ ایسے آدمی بھرتی ہین کہ مشکل سے وہ سپاہی کہلائے جاسکتے ہین ۔ رئیسون نے بغیر اس خیال کے کہ وہ کہین لڑائی مین جاکر کبھی ذرا سا بھی کام کرینگے ۔ محض اپنی نمایش کیلیے زیادہ تر سپاہی رکھ چھوڑے ہین +

پس اس سپاہ مین مسلح آدمی سردارون اور رئیسون اور امیرون کے اردلی یا سپاہی ہین تقریبًا سب کو پولس کی جماعت مین داخل کرسکتے ہین +

کل ہندوستانی والیان ملک کی سپاہ مین گوالیار کی سپاہ کا پورا انتظام سپاہیانہ ہے ۔ اسمین ۱۱۰۰۰ سپاہی ہین جن مین ۶۰۰۰ سوار ہین جنکی وردیان اور قواعد خاصی ہین اور کئی آرٹلری کی بیٹریان بھی باساز و سامان ہین ۔ اس سپاہ مین بہت تھوڑے سے آدمی اس ملک کے باشندے ہین اور بہت سے سپاہی انگریزی ممالک کے ہین ۔ اور اسمین انہین جاتون کے سپاہی ہین جو ۱۸۵۷ء سے پہلے بنگال کی سپاہ مین تھے ۔ سیندھیا کی گورمنٹ مرہٹہ ہے جو اس ملک کے آدمیون سے غیر و اجنبی ہے ۔ یہان باشندون کو نوکری کیطرف رغبت نہین ۔ وہ جنگ کو پسند نہین کرتے ۔ یہ سپاہ ان عہدنامون کے موافق رکھی جاتی ہے جو برٹش گورمنٹ سے ہوتے ہین +

ہندوستانی ریاستون مین سب سے بڑی سپاہ ریاست نظام حیدرآباد کی ہے ۔ نظام کی گورمنٹ بھی ملک سے غیر اور اجنبی ہے اسکی سپاہ کا تخمینہ ۴۵۰۰۰ کیا گیا ہے ۔ بہت سے سپاہی اسمین سرحدی پٹھانون مین اور باقی اور اجرہ دار سپاہی دور دور کے اضلاع کے ہین ۔ نظام کی کوئی مفید خدمت نہین کرتے ۔ مگر انکی پاسبانی اور نگہبانی کے لیئے ضرور ہے کہ حیدرآباد مین

ہندوستانی اور یورپین سپاہ رکھی جائے۔ وہان ایک ہندوستانی سپاہ ہے جسکو حیدرآباد
کنٹنجنٹ کہتے ہین۔ اسمین پہلے سات ہزار سب قسم کے سپاہی تھے اور اُنکے افسر انگریز تھے
لیکن فی الحال اسکی تعداد کم ہوگئی ہے اور اسکا خرچ برٹش گورمنٹ حیدرآباد اُٹھاتی ہے۔ اس
کنٹنجنٹ کا خرچ صوبہ برار کی آمدنی سے اُٹھتا تھا جو اسی مطلب کیلیئے ۱۸۵۳ء مین بموجب معاہدہ
کے جو نظام سے ہوا تھا گورمنٹ کے حوالہ کیا گیا تھا مگر اب وہ حقیقت مین گورمنٹ ہی کا ملک
ہوگیا ہے ✤

راجپوتانہ کی سپاہ محض کاغذی ہے اسکی تعداد کوئی سپاہیانہ معنے نہین رکھتی۔
اسمین زیادہ تر سپاہی نہین ہین مگر رجپوت ہین جو سپاہی سمجھے جاتے ہین۔ اسمین شک نہین
کہ رجپوت راجہ اور انکی پرجا برٹش گورمنٹ کی خیرخواہ ہے ✤

سکھون کی ریاستون کی سپاہ قابل بیان ہے۔ انڈین آرمی کمیشن اسکی نسبت لکھتا ہے
کہ "ان کا مادہ اچھا ہے انکے افسر اچھے ہین۔ اسنے موقعون پر برٹش تاج کی اچھی خدمات کی ہین
وہ اپنے راجاؤن کے خیرخواہ ہین جو خود برٹش گورمنٹ کے بڑے وفادار نیک خواہ ہین برسون سے
دونون مین آپسمین نیک اور خیرخواہانہ سلوک چلے آتے ہین ✤

ہندوستان کی ریاستون کے پاس ہتیار اچھے نہین نہ بندوقین اچھی ہین نہ توپین
بقول سر لیپل گریفن کے کہ ایک کم بخت سپاہ آخر کی بھرتی ہے جو قواعد نہین جانتی ہماری
دو تین رجمنٹین اور ایک اسپی توپخانہ ان مین سے پچاس ہزار سپاہ کو مار کر بھگا سکتا ہے سپاہ
کے جو معنے ہین وہ انپر صادق ہی نہین آسکتے ✤

ہندوستانی محفوظ

ایک بڑی ترقی اوپر کی باتون مین یہ ہوئی ہے کہ لارڈ ڈفرن کے عہد حکومت مین کہی ہندوستانی
والیان ملک سے جنکے پاس اسپاہون کا مصالحہ جنگ اچھا تھا یہ انتظامات کیے گئے ہین کہ وہ اسقدر منتخب
سپاہ کی تعداد مقرر کرین کہ جن کا وہ خود خرچ اُٹھائین اور اُنکے پاس ہتیار اور وردیان اچھی ہون
اور انکو قواعد انگریزی سکھائی جائے اور سارا انتظام اُن مین وہ ہو جو انگریزی سپاہ مین ہوتا
ہے۔ ان مین وہ قابلیت پیدا ہو کہ برٹش سپاہیون کے پہلو بہ پہلو کھڑے ہو کر میدان جنگ مین
دشمن سے لڑین۔ بعض ریاستون نے وعدہ کیا ہے کہ باربرداری مع سپاہ کو طیار کرینگی۔ ان

خاص کنٹنجنٹون کی تعداد ۷۵۰۰ سپاہیون کی ہی۔ افسر اور سپاہی زیادہ تر دو نومنٹ ہندوستانی ہین جو اُسی ریاست کے باشندے ہین۔ لیکن برٹش افسر مقرر ہین جو اُنکی غور و پرداخت کرتے ہین وہ اُنکا معائنہ کرتے ہین اور جو اُن مین قصور ہوتا ہے اُسے بتا دیتے ہین۔ اِس سپاہ کا نام امپیریل سروس ٹروپس ہی۔ کشمیر کی سپاہ نے ناگر کی کوہستانی ریاستون کے فتح کرنے مین عمدہ خدمات کین اور بڑی بہادری اور جوانمردی اپنی دکھائی۔ اسکے بعد اور ریاستون کی کنٹنجنٹون نے جنگ تیراہ مین اور شمالی مغربی سرحد کی اور لشکرکشیون اور حال کی چین کی مہم مین اپنے تئین ثابت کیا کہ ہندستانی سپاہ پر ایک قیمتی اور تیز و خیر خواہ اضافہ ہی٭

باب پانزدہم

سول سروس (ملکی خدمات)

سول سروس کا ترجمہ ملکی خدمت کیا جاتا ہے جو فوجی خدمت نہو۔ فوجی خدمت کو انگریزی مین ملٹری سروس کہتے ہین۔ اصول جسکے موافق سول سروس (ملکی خدمات) پر آدمیون کا تقرر ہوتا ہے مدت گزری کہ ہندوستان مین پبلک سروس (سرکاری خدمت) کے لیئے اعلی فروع مین افسرون کے مقرر کرنے کا یہ اصول قرار پایا تھا کہ انگلستان مین حکام اُنکے لیئے نوجوانون کا انتخاب کرین۔ یہ انتخاب انڈیا مین نہو اور جب اول اُنکا انتخاب ہوجاے تو پھر گورنمنٹ انڈیا کو اُنکے تقرر و ترقی کے باب مین اختیار کلی حاصل ہے٭

لفظ کوونینٹڈ کا ترجمہ متعہد کیا جاتا ہے اِسکے معنے یہ ہین کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے اعلی درجے کے ملازمین کو حکام متعہدین داخل ہونیکے لیئے لازم تھا کہ وہ اِن باتون کا معاہدہ کرین کہ وہ کبھی تجارت نہین کرینگے۔ تحفہ تحائف کسی سے نہین لینگے۔ اپنے کنبے کی پنشن کے لیئے چندہ نہین جمع کرین گے اور بعض اَور باتون کا معاہدہ ہوتا۔ یہ دستور ہوگیا ہے کہ کامیاب اُمیدوار بعد آخر امتحان کے حکام متعہدین داخل ہونیکے لیئے سکرٹری اوف سٹیٹ کے اپنے تقرر سے پہلے وہ معاہدے کرتے ہین جو اوپر

کوونینٹڈ سول سروس (متعہد ملکی خدمات)

بیان ہوئے ۔

سنہ ۱۸۹۳ء کے سٹے ٹیوٹ (آئین پارلیمنٹ) کی سنہ ۱۸۶۱ء کے آئین پارلیمنٹ نے ترمیم کی جو حکام متعہد انگلینڈ مین مقرر ہون انکو یہ استحقاق حاصل ہو کہ معمولی حالتون مین وہ سارے اعلی سول کے عہدہ ن پر جو کونسل کی ممبری کے ماتحت ہین مامور ہون جنکی تفصیل یہ ہے گورنمنٹ کے سکرٹری ۔ اکونٹنٹ ڈپارٹمنٹ کے افسر اعلیٰ ۔ سول سیشن جج ۔ ضلع کے مجسٹریٹ وکلکٹر آئینی اضلاع مین ۔ جنٹ واسسٹنٹ مجسٹریٹ اور کلکٹر ۔ بورڈ روینیو کے ممبر وسکرٹری ۔ کمشنر روینیو اور اور عہدے ۔ جو لوگ کہ حکام متعہد کے زمرہ مین نہین ہین ۔ وہ خاص صورتون مین سکرٹری اوف سٹیٹ کی اور اِسکی کونسل کے ممبرون کی کثرت رائے سے عہدہائے مذکور پر مقرر ہو سکتے ہین ۔ یہ پارلیمنٹ کی آئین اب بھی جاری ہین مگر ابھی آگے بیان ہوگا کہ ایک بڑی بات مین ان کی ترمیم اور قوانین سے ہو گئی ہے ۔

سنہ ۱۸۵۳ء تک حکام متعہد کا تقرر ایسٹ انڈیا کمپنی کے ڈائرکٹرز کے نامزد کرنیسے ہوتا تھا اِس سنہ مین پارلیمنٹ نے یہ نظام نامزد کرنے کا موقوف کر دیا ۔ اور تمام برٹش رعایا کے لیئے بغیر امتیاز نسل کے ایک قاعدہ عام مقابلہ کے امتحان کا مقرر کیا جسکو پبلک کمپٹیشن کہتے ہین ۔ سنہ ۱۸۵۴ء مین ایک کمیٹی نے جسکے پریسیڈنٹ لارڈ مکالی تھے ۔ اس مقابلہ کے امتحان کے لیئے قواعد مقرر اور مرتب کر دیئے گو ان قواعد مین وقتاً فوقتاً تبدیلیان ہوتی رہین ۔ مگر زیادہ حصہ انکا بدستور قائم رہا ۔ اس مقابلہ کے امتحان کا مقصد اعظم یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ انڈیا کی سول سروس کے لیئے ایسے نوجوان ہاتھ آئینگے جنھون نے انگلینڈ مین وہ تعلیم پائی ہو جو بہتر و آزادانہ و کامل وہان ہو سکتی ہو ۔ برطانیہ اعظم اور آئرلینڈ کی یونیورسٹیون کے اور سکول کے مضامین زیادہ تر مقابلہ کے امتحان کے نصاب مین داخل تھے ۔ امیدوارون کی عمر کی قید بدلتی رہی سنہ ۱۸۹۲ء مین ۲۱ سال سے ۲۳ سال ہو گئی ۔ کامیاب امیدوارون کو ایک امتحانی سال ملتا جسکے آخر مین وہ ان مضامین مین آخر امتحان دیتے جو خاص ہندوستان مین انکے فرائض خدمت سے متعلق ہیں ۔ پس جو امیدوار ان مضامین مین کافی علم رکھتے تو وہ انڈیا کی سول سروس پر مقرر ہوتے اور کسی یونیورسٹی یا کالج مین جو سکرٹری اوف سٹیٹ منظور کرتا امیدوارون کے رہنے کے لیئے امتحانی سال مین سو پونڈ دیئے جاتے ۔

اب کوئی شخص شبہ نہین کرتا کہ اس مقابلہ کے امتحان کے نتائج مین کامیابی ہوئی مگر یہ نہین کہا جا سکتا کہ قدیمی نظام جو افسرون کے نامزد کرنے کا تھا اُنسے بہتر افسر اب مقابلہ کے امتحان سے مقرر ہونے لگے۔ یہ تحقیق ہی کہ انکی خدمات کے عام اثر مین کچھ فرق نہین آیا +

انڈیا کی سول سروس کے زمرہ سے زیادہ تعریف کے قابل کسی ملک مین سول کے ملازم نہین ہین اور صرف اسمین حکام متعہدہی نہین داخل ہین بلکہ اسکے فروع کے اور افسر بھی اور بہت سے ملیٹری (فوجی) افسر بھی داخل ہین جو کامیابی کے ساعی ہین +

اگرچہ حکام متعہد ہونے کیلئے مقابلہ کا امتحان برٹش رعایا کے سب فرقون کے لئے عام تھا لیکن اسمین بہت ہی تھوڑے ہندوستانی امیدوار کامیاب ہوئے۔ چنانچہ عہدے سول کے ۱۹۰۲ء مین ۱۰۶۷ عہدہ دارون مین چالیس ہندوستانی تھے۔ ہندوستانیون کے لیئے اور وسائل اعلیٰ عہدون کے پانیکے لیئے پیدا کیئے گئے +

پارلیمنٹ وقتاً فوقتاً ایسی تدابیر و تجاویز کرتی رہی کہ ہندوستانیون کو انتظام ملکی مین بڑا حصہ ملے۔ ۱۸۳۳ء مین پارلیمنٹ نے اس ایکٹ کا اعلان کیا کہ ممالک مذکور کا نہ کوئی باشندہ اور نہ کوئی اصلی پیدائش کی رعیت ملکہ معظمہ کی جو ان مین رہتی ہے۔ اپنے مذہب۔ جنم بھوم۔ نسب رنگ۔ یا ان مین سے کسی ایک کے سبب سے کسی جگہ و عہدہ و نوکری کے پانیسے ایسٹ انڈیا کمپنی کے ماتحت محروم نہین کیے جائینگے۔ لیکن جب سے کہ نامزد کرنے کا نظام موقوف ہوا کوئی ہندوستانی حاکم متعہد نہین مقرر ہوا ۱۸۵۸ء مین کمپنی کے ہاتھ سے گورنمنٹ انڈیا ملکہ معظمہ کے ہاتھ مین منتقل ہوئی تو ۱۸۵۳ء مین جو نظام داخل ہوا تھا جسکے موافق عام مقابلہ کے امتحان مین دونون انگریز اور ہندوستانی برابر تھے پھر دوبارہ نافذ ہوا کہ نومبر ۱۸۵۸ء کو ملکہ معظمہ کی مرضی سے اشتہار جاری کیا گیا جس مین لکھا تھا کہ "یہ بھی ہمارا حکم ہی کہ جہان تک ممکن ہو ہماری سب رعایا کسی قوم یا مذہب کی ہو بلا تعرض اور طرفداری کے ہماری نوکری مین ایسے عہدہ پر مقرر کیے جائین جن کی خدمت کو بلحاظ تربیت اور قابلیت اور دیانت کے بخوبی انجام دے سکین +

۱۸۷۰ء مین ایک اور تجویز عمل مین آئی۔ اس سال پارلیمنٹ کا یہ آئین پاس ہوا کہ ملکہ معظمہ کی سول سروس ہند مین ضرور ہے کہ اُن ہندوستانیون کے لیئے جن کی لیاقت اور قابلیت متحقق ہو

زیادہ آسانی ملازمت مین کیجائے"۔ اور یہ آئین ان قواعد کا پابند ہو جو گورنر جنرل مع کونسل سکرٹری اوف سٹیٹ کے حکم سے بنائین کہ محقق قابلیت ولیاقت کے ہندوستانی ہر عہدہ پر مقرر کیئے جائین جو گورنمنٹ سروس کے ممبرون کے لیئے بموجب قانون مقرر کیئے ہوئے ہین*

پس ہندوستان مین اعلیٰ عہدون پر پہنچنے کے لیئے ہندوستانیون کے واسطے دو راہین کھل گیئین - ایک راہ یہ تھی کہ انگلینڈ مین مقابلے کا امتحان دین جس مین دونون اہل انگلینڈ اور اہلِ ہند یکسان تھے - دوسری راہ متحقق لیاقت و قابلیت کی تھی جو مخصوص ہندوستانیون کے ساتھ تھی*

جو کچھ اوپر ابھی بیان ہوا ہے اُسے سمجھنا چاہیئے کہ انگلینڈ مین مقابلہ کے امتحان رکھنے کا مقصود یہ تھا کہ انڈین سول سروس کے لیئے بہترین عملی طریقے سے کافی تعداد کے افسر ملجائین کہ جو ان عہدون پر مقرر رہیون جنپر معمولاً انگلشمین مقرر ہوتے ہین - سنہ ۱۸۷۰ع کے آئین پارلیمنٹ سے مقصود یہ تھا کہ ان عہدون پر ہندوستانیون کی آسانی کے لیئے اور وسائل پیدا کیئے جائین جنکے واسطے یہ امر تسلیم کیا گیا تھا کہ وہ اُنکے لیئے لائق و قابل ہون جنکے سبب سے وہ عملاً زیادہ تر ان پر پہنچ سکین پارلیمنٹ کا ارادہ جسکا اعلان اُسنے کیا یہ تھا کہ ہند مین متحقق لیاقت و قابلیت کے ہندوستانیون کو ان عہدون کے پانے مین آسانی ہو سو اب یہ ظاہر ہے کہ مقابلہ کے امتحان کے کسی تازہ نظام سے یہ امر نہین سر انجام ہو سکتا تھا یہ نظام صرف ہندوستان کے لیئے نامناسب ہی نہین ہوتا بلکہ کچھ ضرور نہین تھا کہ وہ ہندوستانیون کی متحقق لیاقت و قابلیت کے لازمی شہادت پیش کرتا جس پر اس ملازمت کا استحقاق منحصر تھا - پارلیمنٹ چاہتی تھی جیسا کہ ڈیوک آرگائیل سکرٹری آف سٹیٹ نے گورنمنٹ انڈیا کو کہ اسوقت یہ ایکٹ پاس ہو رہا تھا لکھا کہ "ہمارا فرض ہندوستانیون کے لیئے یہ ہو کہ انکو اپنے ملک کے انتظام مین بڑا حصہ دین - ہندوستان مین اس فرض کے ادا کرنے مین اس اصول پر عمل کرنا چاہیئے کہ نہایت احتیاط و حزم کے ساتھ انتخاب کیا جائے"

انہون نے یہ بھی بتلایا کہ اگر یہ کام فرزانگی کے ساتھ ہوگا تو ہمکو مقابلہ کے امتحان کے بہترین فائدے حاصل ہونگے کہ ہم بتدریج ان عہدون اور جگہون پر ہندوستانیون کو مقرر کرتے چلے جائینگے اصل حقیقت حال کا گورنمنٹ ہند فیصلہ کریگی کہ وہ عہدے حقیقتاً اُنکے مناسب

خال تھے انھون نے مدبرانہ و دانشمندانہ تنبیہہ بھی کی کہ "اس بات کو کبھی نہین بھولنا چاہیے کہ اس اصول کے قائم رکھنے مین ہمکو ذرا تامل کبھی نہین ہوگا کہ ہندوستان کے آدمیون کے لیئے ہمارے فرائض مین سے اول فرض یہی تہا کہ ہم اپنی سلطنت کی سلامتی کی خیر منائین - ہمکو اپنے انتظام کے مفید ہونے کا پورا یقین ہے - اور ظن غالب ہے کہ اگر ہم اپنی گورنمنٹ ہندوستانیون کے حوالہ کردین تو بدعملی - بےنظمی دوبارہ نمودار ہوگی - پس ہماری گورنمنٹ کی استواری و قیام کے لیئے یہ پالیسی بنیاد ہونی چاہیئے کہ اعلیٰ عہدہ پر زیادہ تر انگریزون کا تقرر ہو یہ ایک اصلی چیز ہے ◆

ایکٹ جو ۱۸۷۰ء مین پاس ہوا اُسپر عمل نہین ہوسکتا تھا - جب تک کہ گورنر جنرل نے اسکے قواعد نہین بنائے اسلیئے ۱۸۷۹ء تک یہ قانون ردی رہا - اس سنہ مین لارڈ لٹن نے قواعد بنائے جن کو سکرٹری آف سٹیٹ نے بھی پسند کیا - ان قواعد کے موافق جب ان کا پورا عمل ہوا تو حکام متعہد کی کل تعداد مین سے چھٹا حصہ ہندوستانیون کے لیئے ان عہدون کے واسطے مقرر کیا گیا - اس مطلب کے بتدریج مؤثر ہونے کیواسطے اُن نوجوانون کی تعداد مین سے جو ۱۸۸۰ء مین مقرر ہوئے ایک چھٹا حصہ گھٹایا گیا - یہ تقررات اس طرح سے ہوتے کہ اول پروونشل گورنمنٹین امیدوارون کو منتخب کرتین - خاص امتحانات لیاقت کے بعد مقرر کیے جاتے - ۱۸۸۹ء مین جب یہ نظام بدلا تو ساٹھ کے قریب ہندوستانیون کو وہ عہدے ملے جو پہلے اُن آدمیون کو ملتے جو انگلینڈ مین مقرر کیئے جاتے - ۱۹۰۲ء مین چالیس ہندوستانی شریف تھے جو بڑے عہدے جوڈیشل اور اور عہدے رکھتے تھے اور ۱۸۷۹ء کے قواعد کے موافق مقرر کیئے گئے تھے - یہ قاعدے قابل اطمینان کام نہین کرتے تھے - بعد بہت سے مباحثون کے ۱۸۸۶ء مین لارڈ کیمبرلی سکرٹری اوف سٹیٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ گورنمنٹ انڈیا ایک کمیشن مقرر کرے اور اُسکو ہدایت کرے کہ "وہ ایک سکیم ایجاد کرے جس سے عقلاً یہ امید ہو کہ اسمین پبلک سروس مین ہندوستانیون کے اعلیٰ عہدے کے پانے کے استحقاق کے ضروری عناصر ہون ◆

گورنمنٹ انڈیا نے کمیشن بڑی احتیاط سے مقرر کیا اُسکے پریسیڈنٹ سر چارلس ایچیسن لفٹنٹ گورنر پنجاب تھے - اس کمیشن کے لیئے بڑے بڑے صوبون مین سے پندرہ ممبر منتخب ہوئے تھے کچھ ان مین ہندوستانی اشراف تھے - برہما کے سوا اس کمیشن نے ہر پریذیڈنسی مین جا کر گواہیان

کی شہادت قلمبند کی۔ یہ گواہ انتظام ملکی کی مختلف شاخون کے ممبر تھے اور غیر ملازم تعلیم یافتہ
جماعتون اور یورپین گروہ کے قائم مقام تھے۔ کمیشن کی رپورٹ مین سب ممبر متفق الرائے تھے
یہ ایک بڑی بات تھی اسلیئے کہ ان مین رائین اُن منتخب آدمیون کی تھین جو ہندو و مسلمانون مین بڑے
عاقل تھے۔ اُنہون نے جو اپنی رائین پیش کین وہ اُنکے ہموطنون کی معقول امیدون کے موافق تھین
کمیشن نے جن اصول اعظم کی سفارش کی اُنپر عمل کیا گیا۔

جو نظام قائم ہوا اسکے موافق سول سروس اگزیکیوٹو اور جوڈیشل انتظامات کے اعلے
دو حصون مین کارروائی کے لیئے منقسم ہوئین۔ اُن مین سے ایک کا نام امپیریل سروس ہے جس کو
سول سروس اوف انڈیا کہتے ہین۔ اسمین انگلینڈ کے مقابلہ کے امتحان کے امیدوار مقررہ امتحان
امتحان پاس ہونے کے بعد مناسب شرائط کے ساتھ داخل ہوتے ہین یہ امتحان برٹش رعایا کے لیئے
خواہ وہ ہندوستانی ہون یا یورپین یکسان ہے اسکی تعداد اتنی ہوتی ہین کہ وہ سول کے اعلے
عہدون کو معمور کرنیکے لیئے اور چھوٹے عہدون پر نوجوانون کی تعلیم کے لیئے کافی ہوتی ہین۔
دوسرے پروونشل سروس ہے جس مین ہر ایک بڑے پروونس سے شرائط کے ساتھ جو مناسب مقامی
حالت کے ہوتے ہین لوگ داخل ہوتے ہین اسمین تقریبًا سب اُسی پروونس کے باشندے
ہوتے ہین۔

۱۸۸۹ء تک یہ کہا جاتا تھا گو یہ کہنا صحیح نہ تھا کہ دو بڑی تقسیمین کوہی نینٹڈ (متعہد) اور
ان کوہی نینٹڈ (غیر متعہد) ہین۔ اب پہلے سروس کو سول سروس انڈیا کہتے ہین۔ دوسری سروس
علیحدہ تنہا وجود نہین رکھتی۔ ہر ایک پبلک سرونٹ (سرکاری ملازم) جو سول افسرون کے نظام مین
داخل ہوتا ہے اور وہ کوہی نینٹڈ سول سروس سے علاقہ نہین رکھتا تھا۔ ان کوہی نینٹڈ (غیر متعہد)
افسر کہلاتا تھا۔ اب یہ اصطلاح ان کوہی نینٹڈ کی استعمال نہین ہوتی اسلیئے اسکے ممبر پروونشل سروس
کے ایک حصہ ہین۔

سول سروس انگلشمین تھوڑے سے ہین۔ انتظام ملکی کا بڑا حصہ ہندوستانیون کے ہاتھ مین ہے
اکثر لوگ یہ غلطی کرتے ہین جو یہ مانتے ہین کہ ہندوستان مین سول انتظام کا بڑا حصہ انگلشمین کے ہاتھ
مین ہے اور اسمین ہندوستانی اعلی عہدون کے پانے سے محروم ہین۔ اس سے زیادہ کوئی بات

سچ سے پرے نہین ہوسکتی۔ سول سروس مین انگلشمین کی تعداد اتنی تہوڑی ہی کہ یہ کچھ تعجب کی بات نہین ہے کہ انگریزون کی ایسی سلطنت کا انتظام مُٹھی بہر انگریز کرتے ہین +

۱۹۰۲ء مین کل برٹش انڈیا مین صرف سول کے معمولی عہدے ۱۲۰۲ تھے جنپر کبھی طرح سے ہمیشہ کوینیٹڈ (متعہد) سروس کے ممبر مامور نہین رہتے تھے۔ اِس سروس کی شاخ مین تعداد ممبرون کی ۱۰۶۷ تھی۔ اِس تعداد مین وہ افسر بھی داخل تھے جو رخصت پر گئے ہوے تھے۔ یا ابتک عہدون نہین مقرر ہوئے تھے۔ اگر ملیٹری افسر بھی جو ان سول عہدون پر مامور ہین شمار کرلیے جائین تو کل تعداد ۱۲۰۰ کے قریب انگلشمین کی ہوتی ہی جو ۲۳۲۰۰۰۰۰۰ آدمیون پر سول گورنمنٹ اور ۶۲۰۰۰۰۰ آدمیون پر تہوڑا سا تسلط رکھتے ہین +

اگرچہ سب سے زیادہ اعلے عہدے اختیارہ تسلط کے بالضرور انگلشمین کے ہاتھ مین ہین جن کی تعداد بالاضافت بہت ہی تہوڑی ہی۔ لیکن اصلی انتظام کا اہم حصہ بہت بڑا ہندوستانیون کے ہاتھ مین ہے۔ ۸۶۴ عہدے جن کا اوپر ذکر ہوا ہے اُنکو اور بہت چھوٹی چھوٹی نوکریون کو بھی خارج کردو تو در اصل اعلی فروع اگزیکیوٹو اور جوڈیشل سروسون مین تقریبًا تمام عہدون پر قریب ۳۰۰۰۷ آدمیون کے مامور ہین جن مین سو یوروپین ہین۔ اور باقی سب ہندوستانی ہین۔ ہمیشہ پبلک سروس مین ہندوستانی ملازمین کی تعداد بڑہتی جاتی ہے۔ انگلینڈ مین بہت ہی تہوڑے انگریز عہدون پر مقرر ہوتے ہین اُنکے سوائے کوئی شاذونادر صورت ایسی ہوتی ہوگی کہ کوئی عہدہ ایسا ہوتا ہو جسپر ہندوستانی نہ مقرر ہوتے ہون ۱۸۷۹ء مین لارڈ لٹن کے عہد حکومت مین احکام جاری ہوئے جو ان تمام عہدون سے متعلق ہین جنکا ذکر ہم کر رہے ہین اور وہ احکام اب بھی جاری ہین کہ سوائے ہندوستانی کے کوئی اور شخص اگزیکیوٹو یا جوڈیشل سروس مین کسی عہدہ پر جس کی تنخواہ دوسو یا دوسو روپیہ ماہوار سے زائد ہو مامور نہو۔ جب تک اُسکے لیے گورنر جنرل مع کونسل کا حکم پہلے سے صادر نہ ہوا ہو +

یہ سب واقعات اصلی ہین جنسے ان مختلف مباحثون مین لاعلمی ظاہر کیجاتی ہی جو پارلیمنٹ مین یا کسی اور جگہ مین ہندوستانیون کے اعلے عہدون پر مقرر ہونے کی بابت کیے جاتے ہین +

ہندوستانی افسرون کی اعلیٰ درجہ کی ملازمت

ہندوستانیون کو سول سروس کا منتظم کرنا برٹش گورنمنٹ کے نہایت کامیاب کارہائے عظیمہ مین سے ایک ہی۔ روینیو اور اغراض اراضی کے متعلق تمام فروع مین بڑے حصہ کے کامون کا انتظام ہندوستانی افسر ہی کرتے ہین مجسٹریٹی کے کامون کے بڑے حصہ کا کام بھی سرانجام دیتے ہین۔ کل ہندوستان مین دیوانی عدالتون کی خدمات کو وہی بجالاتے ہین۔ اپیل کے کورٹون کے سوائے ہندوستانی ججون کو دیوانی کا تقریبًا سارا کام سپرد ہے ہر ہائیکورٹ مین بنچ پر ہندوستانی جج اجلاس کرتے ہین ؁

بہت سے گزشتہ سالون سے ہندوستانی اور یوروپین جماعتون کے سب قسم کے دیوانی مقدمات کا ہندوستانی جج فیصلہ کرتے ہین۔ چالیس برس کا عرصہ گزرتا ہی کہ نیٹو سول سروس (ہندوستانی افسرون) کی تنخواہون کی حالت ایسی خراب تھی کہ نہ کام بالاضافت اچھی طرح ہوتا تھا نہ وہ ہمیشہ قابل اعتماد ہوتا تھا۔ اس باب مین بڑی تبدیلی ہوئی ہے۔ انڈیا کی زمانہ حال کی تاریخ مین اس سے زیادہ عجیب کوئی ترقی نہین ہوئی ہے کہ اعلیٰ درجہ کے ہندوستانی عہدہ داران کی جماعت متدین ہوگئی ہی اسکا سبب یہ ہی کہ انکے مراتب اور تنخواہین بہ نسبت سابق کے زیادہ بہتر ہوگئی ہین۔ اب رشوت ستانی کی ترغیبین جاتی رہی ہین۔ اسمین شک نہین کہ اس دیانت دار ہونے کا سبب عمدہ ترین تعلیم ہی ہے ایک اور بڑا زبردست سبب ہے جو اپنا مخفی اثر کر رہا ہے کہ ہندوستانی عہدہ دار اپنے سامنے برسون تک ایک مثال بالکل بے لوث دیانتدار انگلشمین کی دیکھتے ہین جو پبلک سروس مین اعلےٰ عہدون پر مامور ہین غرض ہندوستانی ججون و مجسٹریٹون کی راستبازی اور دیانت داری اس سبب سے ہی کہ وہ انگلش دیانت مند عہدہ دارون کی حوالی مین رہتے ہین ؁

ہندوستانی افسرون کی تنخواہین

ہندوستانی افسرون کو تنخواہین بڑی فیاضانہ دی جاتی ہین باستثنائے انگلینڈ یوروپ کے کسی ملک مین پولیٹیکل اور ملکی کیوٹو افسرون کو ایسی تنخواہین نہین دیجاتین جیسی ہندوستانی سول سروس انڈیا مین دیجاتی ہین ؁

تنخواہین اس خدمت پر موقوف ہوتی ہین جو ایک آدمی کرتا ہے اُسپر قومیت کا اثر کچھ نہین ہوتا پس ایسے ہی سروس مین جو انگلستانی آدمی داخل ہوتے ہین اُنکی تنخواہ و رخصت

پنشن کے قواعد سب ممبرون کے لیئے خواہ وہ یورپین ہون یا ہندوستانی یکسان ہین۔
پروونشل سروس مین جسکے اندر ہندوستان مین آدمی مقرر کیئے جاتے ہین سروس کی شرائط
آزادانہ بنا پر قائم کی جاتی ہین انکے لیئے قواعد دونون صورتون مین ان شرائط پر خیال کر کے
مقرر کیئے جاتے ہین جو مطلوبہ لیاقتون اور قابلیتون کے لیئے ضرور ہین *

اوپر بتلایا گیا ہے کہ امپیریل سروس مین ہندوستانیون کی تعداد بہت تھوڑی ہے جو نہو
سکتے ہین کہ وہ انڈیا مین مستقل انگلش عہدہ داری کے عنصر کی نسبت کرتا ہے۔ پبلک سروس کمیشن نے اس امر
واقعی پر بڑا زور دیا کہ یہ ضرور ہے کہ گورنمنٹ کے انگلش اصول کے اور ترکیب کے ہمیشہ قائم رہنے کیواسطے
امپیریل سروس مین انگلینڈ مین آدمی داخل ہوا کرین۔ اسواسطے انہون نے انکار کیا کہ ہندوستانی
امیدوارون کا مقابلہ کا امتحان ہندوستان مین انعقاد کیا جاوے جیسا کہ انگلینڈ مین ہوتا ہے۔ اس اصول پر
کمیشن نے اصرار کیا کہ انگلینڈ مین مقابلہ کے امتحان کی جو شرائط ہین انکے بنانے کا مقصود یہ ہے
کہ امیدوار ایسے ملین کہ وہ اعلیٰ اور عمدہ ترین درجہ کے انگلش تعلیم یافتہ ہون۔ اگر ان شرائط کے موافق
ہندوستانی امیدوار کامیاب ہون تو وہ سروس مین نہایت عمدہ معزز طور پر داخل ہون جیسا
کہ لارڈ مکولی نے اس بات پر کہا۔ ہندوستانی جو انگلش تعلیم و تربیت پاتے ہین اور اپنی اولوالعزمی کے
درجہ کو اور اپنی خصلت کی قوت کو اور ان صفات کو دکھلاتے ہین جنکے بغیر وہ کامیابی کی امید مشکل سے
انگلش امتحان مین کر سکتے ہین انکو کوئی نصیحت سول سروس مین داخل ہونا مبارک ہو۔ ان صفات کا
اس صورت مین پیدا ہونا نہین مانا جاتا کہ ہندوستانی بالکل تعلیم انڈیا ہی مین پائین گو وہ یہان
کی تعلیم سے بہت سے اعلیٰ عہدون کے لیئے بالکل لائق ہون۔ لیکن انگریز ان پر یہ اعتماد نہین کر سکتے کہ انکی
عادت خیال کرنے کی اور انتظام کی انگلش اصول کے ساتھ موانست کرنے کی اور استعداد اور توانائی
دماغی و جسمانی ان مین ہونگی جو ضروری لیاقتین اس کے لیئے ہین۔ اب اور خیالات عظیمہ بھی ہین۔
امپیریل سروس انڈیا مین داخل ہونیکے لیئے مناسب تعلیم و عقلی میلانون کے پیدا کرنیکے لیئے انگلش
نوجوانون کے لیئے ضرور ہے کہ تنخواہ و پنشن و فرلو کی ترغیبین اس سے زیادہ دی جاتین جو انکو اپنے
ملک مین یا ایسے ملک مین جسکی آب و ہوا کی حالتین ناموافق نہون خدمت کرنیکے لیئے دی جاتین
ہندوستانی امیدوارون کو اس محنت و تکلیف کا جو انکو انگلینڈ مین آنکر امتحان دینے کی اٹھانی

گورنمنٹ انگلشیہ اصول قائم رکھنے کی ضرورت اور ہندوستان مین امتحان کا ہونا

پڑتی ہین یہ معاوضہ دیا گیا ہے کہ انگلستان کو جو استحقاق دیئے جاتے ہین وہی اُنکو دیے جاتے ہین تاکہ تمیزی حسد نہ پیدا ہو۔ انڈیا کی آمدنیون پر یہ بوجھ ڈالنا بے ضرورت ہے اسلیئے بیجا بھی ہے کہ اعلےٰ درجہ کے لائق تعلیم یافتون کو انڈیا مین پبلک سروس کے امتحان دینے کی کوشش کے لیئے اس سے زیادہ جو کافی ہین۔ زیادہ آمدنیون کے اور فرلو کے استحقاق دیئے جائین۔ اس خیال کو گورنمنٹ انڈیا نے ہمیشہ مدنظر رکھا ہے۔ انڈیا کی تعلیم نے وقتاً فوقتاً ہندوستانیون کو انتظام ملکی مین زیادہ حصہ لینے کے لائق بنایا ہے۔ ہندوستانیون کے لیئے ملازمت کا میدان وسیع ہوتا جاتا ہے اور یوروپین کے لیئے تنگ۔ سنہ ۱۸۷۰ء کے آئین پارلیمنٹ نے گورنمنٹ کو یہ اختیار دیا ہے کہ سنہ ۱۸۶۱ء کے آئین کے موافق ان عہدون مین سے عمدہ تر جو یوروپین کے لیئے امانت رکھے گئے تھے اُنپر اُن ہندوستانیون کو مقرر کرے جنہون نے اُنکے لیئے کام کرنے کی لیاقت کو ثابت کیا ہے ✤

سنہ ۱۸۶۲ء کے آئین پارلیمنٹ کے موافق جو عہدے کوی نینٹڈ سروس کے لیئے یوروپین کے واسطے رکھے گئے تھے اُنکے چھٹے حصے کو پروونشل سروس کے قائم ہونے نے گھٹا دیا۔ اب یہان عہدون کا ایک سلسلہ ہے جو اگزی کیوٹو اور جوڈیشل کے ماتحت عہدہ دارون کی جماعت سے اعلےٰ ذمہ داری کے عہدون تک پہنچتا ہے۔ جنپر ہندوستان مین لوگ مقرر ہوتے ہین اور جسمین وہ یقینی امید معزز ہونے کی رکھتے ہین اور متواتر اُنکے عہدہ دارون کی ترقی ہوتی جاتی ہے جن کی لیاقت او قابلیت کا امتحان ہوتا جاتا ہے ✤

پروونشل سروس مین تقررات کی تعداد جو ہندوستانیون کے ساتھ مخصوص ہے بہت زیادہ ہے۔ مثلاً بنگال مین بیس عہدے ہین جو پہلے کوی نینٹڈ سول سروس کے لیئے مخصوص تھے اب اُنپر ہندوستانی مقرر ہوتے ہین۔ ان مین چھ جج اور چار مجسٹریٹ وکلکٹر ہین۔ جو سب سے اعلےٰ عہدے جوڈیشل اور اگزی کیوٹو ہین ✤ پروونشل سروس مین اعلیٰ عہدون کا داخل ہونا

قواعد مقرر ہو گئے ہین کہ ہر پروونس مین وہ شرائط بیان کر دی جائین جنکے موافق مستحق لیاقت و قابلیت کے ہندوستانیون کو پروونشل گورنمنٹ عہدون پر مقرر کرے۔ اس تقرر کے لیئے ہر صورت مین سب سے زیادہ غالب شرط یہ ہے کہ عہدہ دار اپنی لیاقت کو ثابت کرے کہ وہ اس عہدے کی رکھتا ہے۔ مدت ملازمت کی درازی کے سبب سے کوئی اپنے حق کا دعوے نہین کر سکتا۔ ہندوستانی بیرسٹر

اور وکیل جنکے تقرر پر دس برس سے کم عرصہ نہ گزرا ہو نہ خاص صورتون مین جوڈیشل عہدہ دار مقرر
ہو سکتے ہین اگرچہ وہ پروونشل سروس سے علاقہ نہین رکھتے ◦

سنہ ۱۸۶۱ء کے آئین پارلیمنٹ کے موافق جو قواعد مقرر کیئے گئے تھے وہ اُن ہندوستانیون سے
متعلق تھے جو اِن عہدہ پر مقرر ہوتے تھے جنپر پہلے پارلیمنٹ کے آئین کے موافق متعہد حکام
مقرر ہوتے تھے۔ اِن قواعد کے موافق ایسے عہدون پر کوئی یوروپین نہین مقرر ہو سکتا تھا سوائے اُنکے
جو اس سروس کے ممبر تھے۔ بس سنہ ۱۸۶۱ء کے ایکٹ مین جو قیدین لگائی گئی تھین اُنپر اُنکا اثر کچھ نہین ہوا
اِس ایکٹ کے موافق آئینی پروونسون بنگال اور مدراس و بمبئی و آگرہ مین کوئی نیشنڈ سروس کے
ممبرون کے سوائے جو قانون کے موافق اِس سروس کے لیئے مقرر ہوئے تھے کوئی یوروپین نہین مقرر
ہو سکتا۔ اگر وہ سکرٹری اوف سٹیٹ اور اُنکی کونسل کی کثرت رائے کے حکم سے نہ مقرر ہو۔ بس سنہ ۱۸۶۱ء کا
ایکٹ غیر آئینی اضلاع پنجاب اور اودھ اور سنٹرل پروونس اور آسام و برہما سے متعلق نہین ہے
ہندوستان کے اِن حصون مین گورنمنٹ کے لیئے کوئی قید نہین تھی۔ اِن عہدون پر ہندوستانیون
کا مقرر کرنا گورنمنٹ کی دانائی اور ہوشیاری پر چھوڑا گیا تھا کہ جکو وہ لائق دیکھے مقرر کرے۔ سول
کے انتظام ملکی کی اعلیٰ شاخون مین بڑا حصہ ان ملٹری افسرون کے حوالہ کیا گیا جو سٹاف کورپس سے
متعلق تھے یا اُصدن کو دیا گیا ◦

سول سروس کی دو شاخون کا اوپر بیان ہوا اُنکے ماتحت اور بڑی سروس ہر پروونس مین
ہی جس سے ترقی پروونشل سروس مین نمایان لیاقت کے صلہ مین ہو سکتی ہی۔ اصل مین یہ ہندوستانی
سروس ہی جن مین عملاً یوروپین ملازم نہین کئے جاتے۔ اِن عہدون مین بعض ایسے ہین۔ کہ اگرچہ وہ اعلے
درجہ کے عہدون سے اونی ہین مگر بڑے باوقعت ہین اور اُنکی تنخواہین اچھی ہین ◦

اب تک اگزیکیوٹو اور جوڈیشل سروسون کا بیان ہوا ہے بعض اور بڑی شاخون
مین تقسیم ایسی ہے جیسی کہ امپیریل اور پروونشل سروسون مین کہ اُسکے ممبر بعض انگلینڈ مین مقرر
ہوتے ہین۔ بعض ہندوستان مین جن مین اکثر ہندوستانی ہوتے ہین۔ اِس قسم کی تقسیم
پبلک ورکس۔ ٹیلیگراف۔ پولیس۔ ایجوکیشن ڈپارٹمنٹون مین دو شاخون مین ہے۔ پبلک ورکس
ڈیپارٹمنٹ کی انگلش شاخ مین شاہی انجینیر انڈیا کی سپاہ کے لیئے لائق افسر اور شاہی کالج کوپرہل

کے طلبہ افسر مقرر ہوتے ہین۔ اِس کالج کا انتظام سیکرٹری آف سٹیٹ کے ہاتھ مین ہی۔ انڈیا مین چار انجینرنگ کالج ہین۔ ان کے ہندوستانی طلبہ کو پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ مین اعلیٰ درجہ کے عہدون تک رسائی ہوتی ہے۔ بعض عہدون کے لیئے ایسی سائینٹفک وٹیکنیکل علم کی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ علم ہندوستانیون مین بہت کم ہوتا ہی۔ مثلاً اعلیٰ درجہ کی شاخ ٹیلیگراف مین اکثر عہدہ دار کوپرہل کے کالج کے طلبہ ہوتے ہین۔ انڈیا کی پلیس سروس کی اعلیٰ شاخ مین بڑے مضبوط یورپین کا مقرر ہونا ضرور ہے۔ عہدہ دارون کا اول تقرر کچھ انگلینڈ مین کچھ انڈیا مین مقابلہ کے امتحان سے ہوتا ہے۔ ایجوکیشن مین اعلیٰ درجہ کے عہدون کی تقسیم دو حصون مین ہی انڈین سروس کے لیئے اول تقررات سکرٹری آف سٹیٹ اپنے انتخاب سے کرتا ہے اور پروونشل سروس مین انتخاب ہندوستان مین ہوتا ہے۔ انڈیا سروس کے لیئے سکرٹری آف سٹیٹ یونائیٹڈ یونیورسٹی کے سند یافتون مین سے انتخاب کرتا ہے جنکو پڑہانے کا تجربہ ہو۔ فوریسٹ سروس کے لیئے اعلیٰ افسران آدمیون مین سے منتخب ہوتے ہین جو انگلینڈ مین مقابلہ کے امتحان مین پاس ہوئے ہون۔ اِس امتحان مین امیدوارون کے لیئے کسی قوم کی قید نہین ہے ٭

باب شانزدہم

فائی نینس اور ریوینو یعنی محاصل ملکی اور ٹکسون کی عام آمدنی

ایک انگریزی لفظ فائی نینس کا ہے جسکا ترجمہ محاصل ملکی ہوسکتا ہی اور دوسرا لفظ ریوینو کا ہی جس کا ترجمہ ٹیکسون کی آمدنی ہوسکتا ہی۔ مگر ہم ان دونون انگریزی لفظون کو استعمال کرنا بہتر سمجھتے ہین ٭

ہم نے سکرٹری آف سٹیٹ کے بیان مین اوپر لکھا ہی کہ انگلینڈ مین انڈیا کے فائی نینس کے احکام کی ذمہ داری اور جوابدہی آخرکو بالکل سکرٹری آف سٹیٹ مع کونسل کے اختیار مین ہوتی ہی لیکن یہ انتظام جب تک چل نہین سکتا کہ انڈیا کے حکام فائی نینس کامون مین اپنی فرزانگی اور

سمجھ بوجھکر کام مین لائے - اسیواسطے سکرٹری سٹیٹ نے گورنمنٹ انڈیا کو اپنا مختار کار بناکے بہت سے اختیارات دیدیئے ہین جنکی تجدید اچھی طرح کردی ہی جسکے سبب سے وہ نئے نئے خرچ کرسکتی ہی اور چھوٹی چھوٹی نئی نوکریان مقرر کرسکتی ہی - یہ بات تو اُسکو معمولی حالت مین حاصل ہی لیکن ضرورتون کی صورت مین جنمین انگلینڈ کی طرف رجوع کرنیسے عام اغراض مین نقصان پہنچتا ہو - گورنمنٹ انڈیا کے لیئے فائی نینس اختیارات کے کام مین لانیکے لیئے کوئی حد مقرر نہین ٭

۱۸۵۷ء کے بعد ترمیمات

ایسٹ انڈیا کمپنی کے عہد مین مشکل سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ کوئی فائی نینس کے انتظام کا نظام موجود تہا - ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد خرچ بہت زیادہ ہو گیا - اس غدر کے دور کرنے اور بند و بست کے بحال کرنے مین ...... ۴۲ روپیہ سے بھی زیادہ سرکاری قرض ہو گیا - انتظام ملکی کی کوئی فرع ایسی نہ تہی کہ جسکے از سر نو انتظام کرنیکے لیئے کم و بیش ضرورت نہ ہو - چارون طرف سے ہر قسم کی ترقیون کی درخواستین ہو رہی تہین - ریونیو (آمدنیان) ناکافی تہین اور گورنمنٹ کیلئے فائی نینس کی مشکلات دشوار و سخت موجود تہین - کل ترمیمات مین سب سے زیادہ اس ترمیم کی ضرورت تھی کہ پبلک ایک کونٹس (عام حسابات) اور صحیح فائی نینس کا نظام کیا جائے جو کل انڈیا پر اپنا حکم رکھے ٭

یہ کام اچھی طرح ۱۸۶۱ء مین مسٹر جیمس ولسن نے شروع کیا جو انگلینڈ کے خزانے کے مشہور نامور سکرٹری تھے - ملکہ معظمہ کی طرف سے گورنر جنرل کی کونسل کے اول فائی نینس ممبر مقرر ہوئے - اُنکے پیچھے فائی نینس کا کام بڑی مستعدی سے جاری رہا اور کامل کیا گیا ٭

فائنینشل ڈی سنٹرلی زیشن (غیر مرکزی)

سنٹرل گورنمنٹ اس گورنمنٹ کو کہتے ہین جو کارہائے سلطنت کی مرکز ہو اور گورنمنٹ کے ڈی سنٹرلی زیشن کے یہ معنے ہین کہ گورنمنٹ غیر مرکزی بنائی جائے سارے کارہائے سلطنت کی وہ مرکز نہ رہے ٭

ان ترمیمات کی تعمیل کے لیئے ابتدا مین شاید یہ لابدی تہا کہ سنٹرل گورنمنٹ فائی نینس حکومت کی تجاویز کو اس سے زیادہ اپنے ہاتھ مین رکھے جسکی ضرورت اُسکو آخر کار کام مین لانی پڑے وہ اس فکر مین تہی کہ کچھ زیادہ خرچ نہ ہونے پائے اُس نے ایسے سخت قواعد بنائے کہ فائی نینشل حکومت کسی کے اختیار مین سوائے اپنے نہو - کل برٹش انڈیا کی ریونیو پروونسون کے ریفنڈ فقط ایک ہی

نمنٹ سے متعلق سمجھے جاتے تھے جس مین سے خرچ صرف گورنر جنرل مع کونسل کے حکم سے ہوتا تھا پروونشل
گورمنٹ اپنی خزانگی کو نئے خرچ ان کے حکم دینے مین کام مین نہین لاسکتی تہی - وہ بغیر منظوری سپریم
گورمنٹ کے احکام دے سکتی تہی جنکا اُسکو علم بھی نہین ہوتا تھا وہ ایسی تدبیرین اختیار کر سکتی
تہی جولاکھون آدمیون کے اغراض پر اثر کرتی تہین - وہ انتظام مُلکی کے نظام مین ایسی تبدیلیان
کرسکتی تہی کہ وہ سٹیٹ کے لیئے سنجیدہ نتائج رکہتی تہین - مثلاً وہ اُس قاعدہ کو بدل سکتی تہی جسپر
اراضی کی جمعبندی مالگزاری کے لیئے موقوف ہے - لیکن وہ ترقیان خواہ چھوٹی ہون یا بڑی ہون
عمل مین نہین لاسکتی تہی جن مین روپیہ کا خرچ حقیقت مین ہو - اگر وہ مقامی بازارون یا منڈیون کے
درمیان سڑک بنانے مین دو سو روپیہ کا خرچ کرنے کی ضرورت ہوا کوئی اصطبل گر گیا ہو جسکا دوبارہ
بنانا ضرور ہو - کسی ذلیل نوکر کو پانچ روپیہ ماہوار کا نوکر رکہنا ہو - تو ان مین سے ہر ایک بات کے لیئے
حسب ضابطہ رپورٹ گورمنٹ کے حکم حاصل کرنیکے لیئے کرنی پڑتی تہی - ایسے کل وسیع ملک مین ایسی بیجا
خدمات کے موثر طور پر کرنیکے لیئے سنٹرل گورمنٹ کو ممکن نہ تہا کہ علم اور وقت حاصل ہوتا - اسکا
نتیجہ یہ تہا کہ فائنینشل حکومت درحقیقت کچھ نہ تھی - سپریم اور پروونس گورمنٹون کے درمیان
آپس مین جھگڑے اور تکرارین رہا کرتین اور سپریم گورمنٹ صرف فائنینس کے کامون مین نہین
بلکہ انتظام ملکی کی جزئیات مین مداخلت کی جسکے کرنے کی فقط مقامی حکام ہی کو لیاقت تھی ایسی
حالتون مین سر رچرڈ سٹریچی نے لکھا وہ کہ سرکاری آمدنی کی تقسیم تنزل پا کر چھینا جھپٹی رہگئی
ہے کہ زبردست فائدہ مین رہتا ہے جسمین عقل کیطرف تھوڑی توجہ کرنی پڑتی ہے - چونکہ مقامی کفایت
شعاری سے مقامی منفعت نہین حاصل ہوتی تو اسراف سے بچنا کم از کم ہو گیا ہے اور ایسی ہی آمدنی
کی افزایش مقامی ترقی کے وسائل نہین پیدا کرتی - اسلیئے سرکاری آمدنیون کے بڑہانے کا ظاہر
کرنے کا شوق تحت الثریٰ کو چلا گیا ہے *

سنہ ۱۸۶۷ع مین سر رچرڈ سٹریچی صاحب نے اس نظام کی ترمیم کے باب مین محدود
اور جزوی سفارشین کین - سنہ ۱۸۷۰ع مین انکو لارڈ میو نے منظور کرکے اختیار کیا جو اسوقت وایسرائے تھے
وہ اس اصول پر مبنی تہین کہ منتظم مقامی کفایت شعاری اور موثر فائنینشل انتظام سے صرف اس
ذریعہ سے حاصل ہو سکتا ہے کہ ہر پروونشل گورمنٹ اپنی مقامی فائنینس کے انتظام کی ذمہ دار ہو

جوابدہی اپنے ذمہ لی اور خاص آمدنی جو اچھے انتظام سے وسعت پذیر ہو ہر صورت مین مقرر کیجائے اور وہ تابع تمام شرائط کے ہو اور یہ آمدنی جسطرح پبلک سروس کی مختلف شاخون مین خرچ ہو اُن کا اختیار پروونشل گورنمنٹ کو دیا جائے کہ اُن کا فیصلہ وہ خود کرے ۞

امپیریل اور پروونشل آمدنی

اِس نظام کو فائی نینشل ڈی سنٹرلی زیشن کہتے ہین - اسکا مبارک آغاز لارڈ میو کے عہد مین ہوا اور لارڈ لٹن کے عہد مین وہ زیادہ بڑے کار ظاہر ہوا - سر جان سٹریچی فائی نینشل ممبر کونسل تھے - پھر لارڈ لٹن کے جانشینون نے اِس کے متشابہ پلیسی کو اختیار کیا - اسکا اثر کل انتظام ہند کے کل نظام مین ہوا - درحالیکہ سنٹرل فائی نینشل حکومت کے مفید اختیارات پروونشل گورنمنٹ کو نہین حوالہ کیے گئے تو بھی پروونشل گورنمنٹین سپریم گورنمنٹ کی مداخلت کی دقتون سے آزاد ہوگیین جو اُنکی حکومت واقتدار اور تاثیر کو کمزور کرتی تھی - اور گورنمنٹ انڈیا کے ساتھ جو اُنکے تعلقات تھے ان مین وہ متفق ہوگیین - اُن روے نیو کی شاخون کے نظم ونسق کا اختیار حاصل ہو گیا - جن کا بارآور ہونا حسن انتظام پر منحصر تھا اور اب اُنکو براہ راست بلا واسطہ بذاتی شوق ہوگیا کہ جہان تک ممکن ہے نظم و نسق کو اچھا کرین - اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ جانتی ہین کہ آمدنی کی کوئی افزائش جو ہم حاصل کرینگے اسکا بڑا حصہ اُنکے اختیار مین ہوگا کہ اُسکو اپنے ہی پروونسون مین مفید خرچون مین لگائین اور اُسکے ساتھ ہی سنٹرل گورنمنٹ کو پہلے سے زیادہ جہان تک ممکن تھا حکومت کا اصلی اختیار حاصل ہو گیا ۞

سپریم اور پروونشل گورنمنٹون کے درمیان فائی نینشل تفصیل مین تو مختلف ہین لیکن اصول مین متشابہ ہین - بظاہر پبلک انتظام ملکی کی بعض شاخین اپنی امپیریل (شاہی) سرشت بہ نسبت پروونشل کے زیادہ رکھتی ہین ....

جیسے کہ سلطنت کی محافظت فوجی اور پبلک قرض کا سودا کرنا اور ہوم گورنمنٹ کے اخراجات کا سرانجام کرنا - ان سب کامون کی گورنمنٹ انڈیا ذمہ وار و جوابدہ ہے - بعض ڈیپارٹمنٹ (سررشتے) جیسے پوسٹ آفس (ڈاک خانہ کا سررشتہ) ٹیلیگراف (تار برقی) اور ٹکسال ہین اُنکا اہتمام کل ہندوستان مین یکسان نظام سے ہونا چاہیے - جسکو سنٹرل گورنمنٹ آسانی سے کر سکتی ہے - ان سررشتون کی آمدنیان اور اخراجات جنکی پیشانیان نیچے بیان ہوتی ہین بالکل یا زیادہ تر امپیریل ہین - افیون - نمک - کسٹمس - ہندوستانی ریاستون کا خراج - پوسٹ آفس ٹیلیگراف ٹکسال - پبلک قرض - ریلوے - سپاہی گی خدمات

زمین سے سٹمپ سے اکسائز (سائر) سے ٹیکسون کے لگانے سے اور اور ماخذون سے جو روپیہ حاصل ہوتے ہین وہ امپیریل اور پروونشل گورنمنٹون مین مختلف نسبتون سے منقسم ہین سنہ ۱۹۰۰ع سنہ ۱۹۰۱ع مین کل آمدنی ۵۷۳۰۰۰۰۰ پونڈ تھی جس مین سے پروونشل گورنمنٹون کو ۱۸۶۰۰۰۰۰ پونڈ دیا گیا۔ سنہ ۱۸۷۳ع سے پہلے روپیہ کی قیمت سکے مین ۲ شلنگ فی پونڈ کا دسوان حصہ تھی اور سنہ ۱۸۹۶ع تک یہ دستور تھا کہ سرکاری حسابات مین روپیون کی تحویل اس شرح سے پونڈون مین آسانی سے ہوجاتی تھی مثلاً ۱۰۰۰ روپے کی جگہ ۱۰۰ پونڈ لکھے جاتے تھے۔ لیکن روپیہ کی قیمت سکے مین بہت گھٹ گئی تو پھر نظام سابق کار کہنا ناممکن ہوگیا کہ دس روپیہ کی جگہ ایک پونڈ حساب مین لگا لیا جائے حسابات مین روپیہ کی دھائیان لکھی جاتی ہین اور اُسکے آگے وہ انگریزی حرف آر و اکس لکھے جاتے ہین۔ آر سے روپیہ مراد ہوتی ہے اور اکس جو مقدار مجہول کی علامت ہے۔ روپیہ کی قیمت مراد ہوتی ہے اب روپیہ کی قیمت بالاستقلال تقریباً ایک شلنگ ۴ پنس ہے۔ سرکاری حسابون مین انگلش سورن یعنے پونڈ کی قیمت پندرہ روپیہ سمجھی جاتی ہے۔ اب سرکاری حسابات سابقہ اور حال مین مقابلہ کرنا بڑا مشکل ہوگیا ہے۔ اب پروونشل گورنمنٹین اس اپنی آمدنی سے انتظام کے مختلف ڈپارٹمنٹون مین جو اُنکی تحویل مین ہین خرچ کرتی ہین جیسے زر مالگزاری کے تحصیل کرنے مین عدالتون مین۔ جیل۔ پولیس۔ تعلیم۔ دوائی خانے اسپتال۔ عمارات۔ سڑکون اور بہت سے اور کامون مین ایک قرارداد ہوگئی ہے جسکے موافق ہر ایک پروونشل گورنمنٹ ایک خاص مدت کے لیے جو اکثر پانچ سال کی ہوتی ہے۔ خاص ریونیو خاص اخراجات کے لیے پاتی ہے۔ اکثر صورتون مین یہ مقدار باقاعدہ ہر پروونس کی ضرورتون کے موافق مقرر ہوتی ہے۔ وہ قواعد و شرائط عامہ کے تابع ہوتی ہے کامون اور ریونیو مقررہ کا بالتفصیل بندوبست کرنا پروونشل گورنمنٹون کے اختیار مین دیا گیا ہے۔ پس جو وہ منتظم کفایت شعاریان کرتی ہین ان کا فائدہ وہ اُٹھاتی ہین اور جو میعاد مقررہ کی قرارداد گورنمنٹ انڈیا اور انکے درمیان ہے اُسکے اندر جو وہ ریونیو کو بڑھاتی ہین۔ کیا وہ کل یا اُسکا ایک حصہ پاتی ہین۔ معمولی حالتون مین ایک مستقل افزایش ان ریونیون کے بارآوری مین ہوتی ہے۔ جنکا اہتمام پروونشل گورنمنٹین کرتی ہین پس اگر ان کا اہتمام اچھا ہو تو افزایش آمدنی و انتظامی مادی ترقیون کی متزائد خواستگاریون مین خرچ کرتی ہین۔ جب قرارداد جدید کا وقت آتا ہے تو امپیریل گورنمنٹ اپنے نزدیک جو مناسب جانتی ہے

افزایش روپے نیومین سے جو جمع ہوتا ہی اپنا حصہ لے لیتی ہے - جب سے کہ بادشاہی ہاتھ مین سلطنت منتقل ہوئی ہے - یہ ترمیمات اور سب ترمیمات سے زیادہ عمدہ ہوئی ہین گو ابھی وہ اپنی حد غایت کو نہین پہنچین - ہر پروونشل گورنمنٹ جیسی اپنی ضرورتون کو اور اُنکے رفع کرنے کی ترکیبون کو جانتی ہے ایسی سنٹرل گورنمنٹ نہین جان سکتی ہی - ممکن ہی کہ وہ اُنکے جاننے مین غلطی کرے اور اپنی غلطی کی اشاعت سے نقصان اٹھائے - مگر جب سے فائی نینس کا انتظام ہوا ہے اُسکے عمدہ ثمرے روز بروز ظہور مین آتے جاتے ہین +

یہ بات سچ ہے کہ دنیا کی بڑی زبردست سلطنتون مین سے انڈیا کی سلطنت بھی ایک ہے اور اسکا فائی نینس ایسا ہے کہ وہ عملاً برطانیہ اعظم کا محتاج نہین ہے - انگلینڈ انڈیا کے لیئے جو عام کام کرتا ہی اُسکا پورا خرچ انڈیا سے ادا کیا جاتا ہے - یہ کام خواہ برٹش سپاہ ہو جو انڈیا مین رہتی ہے یا انڈیا اوفس ہو جو انگلینڈ مین ہے یا اور چھوٹی بڑی خدمات ہون ان سب کا خرچ انڈیا ہی اٹھاتا ہی وہ اپنے کسی خرچ کے لیئے انگلینڈ کا شرمندہ نہین ہی +

نیچے جو اعداد لکھے جاتے ہین اُن سے انڈیا کی فائی نینس کی کیفیات وحالات معلوم ہونگے کہ آخر نصف صدی مین کیا تھے +

سنہ ۱۸۴۰ء مین انڈیا کی کل آمدنی ......۲۱ پونڈ تھی اور سنہ ۱۸۵۷ء مین جسکے ایک سال بعد ملکہ معظمہ نے اپنے ہاتھ مین عنان سلطنت لی ہے ......۳۲ پونڈ آمدنی تھی - اور سنہ ۱۹۰۱ء مین ......۷۵ پونڈ - اب پبلک خرچ کے اعداد بھی عجیب ہین - سنہ ۱۸۴۰ء مین کل خرچ انڈیا مین سب قسم کے پبلک کامون کا شکل سے ......۲ پونڈ سے کچھ زائد تہا - سنہ ۱۸۵۷ء مین وہ بڑھکر تقریباً ......۳ پونڈ ہوگیا - سنہ ۱۹۰۱ء مین خرچ ......۵۰۳ پونڈ سے کچھ زائد تہا - جس مین ریلوے و نہرون کی لاگتین اور اور پبلک ورکس کے قرض کا اور اُس سرمایہ کا سود جو اُنکے بنانے مین لگا ہی داخل تھے +

یہ سچ ہے کہ ان رقمون مین چند ہی اصل مقابلہ کے قابل ہین جنسے ان تبدیلیون کی مقدار معلوم ہوتی ہے جو انڈیا مین واقع ہوئی ہین - ان مین سے ایک تبدیلی یہ ہی کہ سنہ ۱۸۴۰ء سے سلطنت مین کچھ بڑے بڑے پروونس اضافہ ہوئے ہین جنکا رقبہ ......۵ مربع میل ہی اور جن کی آبادی ......۹ آدمیون کی ہی +

روے نیو کی افزایش زیادہ ٹیکسون کے لگانیسے نہین ہوئی. اگر اُس پہلے زمانہ پر جائین جس کی آمدنیون کا مقابلہ کرنا ناممکن ہے اور برٹش انڈیا کی حال کی روے نیو کو گزشتہ تیس یا چالیس برس کے روے نیو سے مقابلہ کرین تو معلوم ہوگا کہ پہلے کی نسبت پبلک پر بوجھ زیادہ بھاری نہین ہوا بلکہ ہلکا ہوا ہے۔ زمین کا روے نیو جسکا اندازہ اِس رقبہ سے کیا جائے جس سے محصول لیا گیا ہو تو ہر جگہ بہت ہلکا پہلے کی نسبت معلوم ہوگا۔ نمک کا محصول جو پہلے لیا جاتا تھا وہ زمانۂ حال کے محصول سے بہت بھاری تھا پہلے زمانہ مین تقریبًا درامد و برآمد مال کی ہر چیز پر محصول لیا جاتا تھا۔ یہ کسٹم کے محصول پہلے بہت بھاری زمانہ حال کے کسٹم کے محصولون سے تھے ٭

بالفعل برٹش انڈیا کی کل سالانہ آمدنی ۵۰۰۰۰۰۰ پونڈ سے کچھ زائد ہے۔ لیکن اگر ہم یہ خیال کرین کہ یہ آمدنی ٹیکسون کے لینے سے ہوتی ہے تو بڑی غلطی ہے ہمیشہ سے ہندوستان مین سٹیٹ اپنے لیئے ایسی مخازن آمدنی رکھتی ہے جو اور ملکون مین افراد رعایا سے متعلق ہوتی ہین اسلیئے بھاری ٹیکسون کے لگانیکی ضرورت نہین ہوتی یقینی دنیا مین کوئی ملک جسکی شایستہ و مہذب گورنمنٹ ہو ایسا نہین ہو کہ اس مین جمہور پر محصولون کا بوجھ ایسا ہلکا ہو جیسا انڈیا مین ہے. انڈیا مین آبادی کی ہر فرد کو جو لازمی ٹیکسین دینی پڑتی ہین وہ تقریبًا ۱ شلنگ ۹ پنس (ڈیڑھ روپیہ کے قریب) ہین. اب اگر اِس مین زمین کا روے نیو بھی داخل کرلین تو کچھ کم تین روپے فی نفر ہونگے ٭

سنہ ۱۹۰۰ء و سنہ ۱۹۰۱ء مین کل آمدنی ۷۵۲۷۲۰۰۰ پونڈ سالانہ تھی جس مین ۲۰۸۱۲۰۰۰ پونڈ خاص ٹیکسون سے وصول ہوا اور ۵۴۴۵۶۰۰۰ پونڈ اور ماخذون سے وصول ہوئے تھے اگر ان رقمون کو انگلینڈ کی رقمون سے جو انکی متجانس ہون مقابلہ کرینگے۔ تو معلوم ہوگا کہ انگلینڈ مین سنہ ۱۹۰۰ء سنہ ۱۹۰۱ء مین کل روے نیو ۱۳۰۳۸۵۰۰۰ پونڈ تھا جس مین سے کچھ زاید ۱۰۰۰۰۰۰۰۰ پونڈ ٹیکسون سے وصول ہوا تھا۔ انگلینڈ مین کل آمدنی کے پانچ چھٹے ٹیکسون سے وصول ہوتے ہین اور انڈیا مین پبلک آمدنی کی ایک چوتھائی ٹیکسون سے وصول ہوتی ہے. اور حقیقت مین اِس سے زیادہ فرق ہے اسلیئے کہ انڈیا کی رقمون مین صرف امپیریل گورنمنٹ ہی کی آمدنی داخل نہین ہے بلکہ پروونشل اور لوکل ماخذون سے کل انڈیا مین جو آمدنیان ہوتی ہین داخل ہین. باستثنائے ان ٹیکسون کے جو میونسپل شہرون کی درستی خدمتگزاری کے لیئے لی جاتی ہین ٭

جدول ذیل سے معلوم ہوگا کہ سنہ ۱۹۰۰ء و سنہ ۱۹۰۱ء مین کل روے نیو کن بڑی مدات سے حاصل ہُوا ۔

ماخذ روے نیو		سنہ ۱۹۰۰ء و سنہ ۱۹۰۱ء مین وصول	
زمین کا روے نیو	یہ وہ کل روے نیو ہین جنہین ٹیکس داخل نہین	۱۷۵۰۳۰۰۰ پونڈ	
افیون		۵۱۰۲۰۰۰	
فوریسٹ (جنگلات)		۱۲۹۸۰۰۰	
ہندوستانی ریاستون کا خراج		۵۷۸۰۰۰	
سود		۶۵۱۰۰۰	
پوسٹ آفس و ٹیلیگراف		۲۴۵۳۰۰۰	
ٹکسال		۳۱۷۳۰۰۰	
سول ڈپارٹمنٹون اور متفرقات کی آمدنیان		۱۶۷۳۰۰۰	
ریلوے		۱۸۲۹۴۰۰۰	
انہار آبپاشی		۲۵۵۶۰۰۰	
پبلک ورکس		۴۵۸۰۰۰	
ملٹری ڈپارٹمنٹ		۷۱۷۰۰۰	
			۵۴۴۵۶۰۰۰
نمک	ٹیکسون کی کل روے نیو	۵۹۶۷۰۰۰	
سٹیمپ		۳۳۴۳۰۰۰	
اکسائز (سائر)		۳۹۳۷۰۰۰	
پروونشل ریٹین		۴۵۶۳۰۰۰	
کسٹمس		۳۳۷۲۰۰۰	
ٹیکسین جو لگائی گئین		۱۳۲۲۰۰۰	
رجسٹریشن		۳۱۳۰۰۰	۲۰۸۱۶۰۰۰
	کل روے نیو		۷۵۲۷۲۰۰۰

اوپر جو وصولی رقمین لکھی ہین اُنکو نقد آمدنی نہین سمجھنا چاہیے۔ انڈیا کے حساب مین انتظام ملکی کے ہر فرع کی کل آمدنی کی ارقام لکھی جاتی ہین۔ خواہ اُنسے نقد روپیہ حاصل ہوتا ہو یا نہ ہوتا ہو۔ مثلاً گورنمنٹ ہندوستانی ریاستون اور مختلف پبلک گروہون کو روپیہ قرض دیتی ہے۔ اُنکے سود کی آمدنی وصول مین لکھی جاتی ہے۔ اب اسکے مقابل مین حساب مین وہ سود داخل کیا جاتا ہے جو گورنمنٹ اپنے قرض پر دیتی ہے۔ کچھ مدت نہین گزری کہ ریلوے اور نہرون کی آمدنیون سے انکا خرچ زیادہ ہوتا تھا۔ ان پیشانیون مین جو اصل یا خذ نقد روپیہ کے ہین اُنکے مقابل مین اُنکے خرچ لکھے جاتے ہین جو اُنکے وصول کرنے مین ہوتے ہین۔ مثلاً سنہ ۱۹۰۰ء و سنہ ۱۹۰۱ء مین زمین کا کل روپیہ جو حساب مین ۱۷۵۰۲۰۰۰ پونڈ مندرج تھا اسکے وصول کرنے مین ۲۸۱۶۰۰۰ پونڈ خرچ ہوئے پس کل آمدنی مین سے تمام خرچون کو مجرا دیکر نقد آمدنی سنہ ۱۹۰۰ء مین ۴۲۳۴۳۰۰۰ پونڈ ہوئی اب ہم یہ بیان کرتے ہین کہ بڑے بڑے ماخذ آمدنی کیا کیا ہین۔

باب ہفتم

ٹیکسون کے ماسوا روپیہ (آمدنی)

زمین کا روپیہ (آمدنی)

ہندوستان مین سب سے زیادہ صیغہ روپیہ (آمدنی) زمین ہے جس سے کل آمدنی سالانہ کچھ زائد ۱۷۰۰۰۰۰۰ پونڈ سے ہے یہ محاصل ٹیکس لگانیسے نہین حاصل ہوتا ہے اس زمانہ سے جسکی ابتدا اب یاد بھی نہین رہی۔ کل ہندوستان مین فرمانروا مستحق ہے کہ وہ زمین کے ہر ایکڑ کے پیداوار کا ایک حصہ لے بشرطیکہ اُسنے یہ اپنا حصہ دوسرے کے ہاتھ مین منتقل نہ کر دیا ہو یا اپنے اس حق کو محدود نہ کر دیا ہو۔ پس اس حصہ کو زمین کا روپیہ محاصل کہتے ہین۔ آئین نو دہم سنہ ۱۷۹۳ء جسکے موافق بندوبست استمراری ہوا لکھا ہے۔ کہ یہ حق ملک کا قدیمی قانون ہے۔ یہ حق ایسا ہے جسکی بابت نہ کوئی

جھگڑا ہے نہ کوئی شبہ ہو+

آخر صدی کے وسط سے برٹش انڈیا مین زمین کا روپیہ نیو دو چند سے بھی زیادہ ہو گیا مگر اس آمدنی کے دو چند ہونے سے زمین پر کچھ بار زیادہ نہین پڑا۔ بلکہ بعکس زمانہ مین تغیر کسی وقفہ کے تشخیص متواتر کم ہوتی گئی ہین زمین کے روپیہ نیو کی افزایش کا سبب توسیع سلطنت ہی+

اور بیان کیا گیا ہے کہ سنہ ۱۸۴۲ء سے ملک ...... مربع میل زیادہ ہو گیا ہے تیس پچاس برسون مین کاشتکار بہ اور اراضی کی پیداوار کا بھاو بہت بڑھ گیا ہی جسکا نتیجہ یہ ہے کہ زمین کا روپیہ بہت زیادہ ہو گیا ہے کوئی مثال ایسی نہین ہے کہ اس کا اضافہ اس سبب سے ہوا ہو کہ گورنمنٹ نے زمین پر جمع زیادہ لگائی ہو۔ بلکہ اسکے برخلاف گورنمنٹ انڈیا کا یہ بیان ہی کہ کل آخر صدی مین تشخیص جمع مین متواتر کمی ہوتی رہی ہے اور نصف آخر صدی مین تو تشخیص جمع مین اور بھی زیادہ کمی ہوئی ہی+

ہم کو یاد نہین کہ ہندوستان مین اراضی کے قواعد مین کبھی کسی گورنمنٹ نے اپنا حصہ اتنا کم لیا ہو جتنا کہ برٹش گورنمنٹ نے لیا ہے+

اکبر کے عہد مین ٹوڈرمل کے بندوبست اراضی مین سنہ ۱۵۸۲ء مین بڑی عدالت کے ساتھ جمع کل پیداوار پر ۳۳ فیصدی تشخیص ہوئی تھی مگر اس سے زیادہ مانگی جاتی تھی مرہٹے کم از کم پیداوار کا نصف لیتے تھے اور مدراس مین بھی انگریزی گورنمنٹ سے پہلے یہی جمع لیجاتی تھی+

آخری صدی مین تحقیق بڑی تدقیق کے ساتھ ہوئی تو یہ معلوم ہوا ہے کہ بنگال مین ہندوستانی فرمانروا اکثر ۴۵ فیصدی لیتے تھے۔ پنجاب مین جب انگریزی عملداری ہوئی ہے تو سکھ گورنمنٹ کل پیداوار کا ۴۰ یا ۵۰ فیصدی لیتی تھی+

الفنسٹن صاحب نے اپنی تاریخ ہند مین لکھا ہے کہ پورا بادشاہی حصہ نصف شمار کیا جاتا تھا۔ اس ملک مین جمع بڑی معتدل شمار ہوتی ہے جس مین تہائی لیجاے۔ ایک اور تحریر مین وہ لکھتے ہین کہ کل بندوبست اراضی مین یہ اصل اصول ہے کہ گورنمنٹ نصف لیتی ہے اور نصف کاشتکار کو چھوڑ دیتی ہی+

اب ان مذکورہ واقعیتون کو ان واقعیتون سے مقابلہ کرو جو ہم نیچے لکھتے ہین کہ زمین کے فائدہ کی جیتنی کو کل یا اسکے بڑے حصہ کو انگریزی گورنمنٹ نہین لیتی۔ وہ کبھی اپنے حصہ مقررہ سے

زائد نہین لیتی۔ لیکن اُس اپنے مقررہ حصہ کو وہ بدلتی رہتی ہے۔ سوائے مستثنے صورتون کے وہ ۷ یا ۸ فیصدی کل پیداوار کا نہین لیتی۔ بمبئی مین بہت سی ہندوستانی ریاستین ہین جنکی پیمایش اور بندوبست گورنمنٹ انگریزی کے موافق ہوا ہے۔ انکی اکثر شرحین دس یا پندرہ فیصدی زیادہ برٹش اضلاع سے ہوتی ہین۔ آگرہ کے پروونس مین جہان تشخیص جمع زمین پر لگان پر ہوتی ہے زمین کی کل پیداوار پر نہین ہوتی۔ آخر صدی کے شروع مین لگان کا ۹۰ فیصدی گورنمنٹ انگریزی جمع لیتی تھی۔ بنگال مین بندوبست استمراری مین اسیقدر جمع لی گئی ہے۔ اضلاع متحدہ آگرہ و اودھ مین گورنمنٹ کا حصہ لگان کا پچاس فیصدی سے کم ہے جو کل پیداوار کا ۸ ۔ ۷ فیصدی ہوتا ہے +

برٹش گورنمنٹ جو زمین سے جمع لیتی ہے وہ بہت ہی کم و خفیف اس سے ہی جو اس سے پہلی گورنمنٹین لیتی تھین۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ اصول جسکے موافق گورنمنٹ مانگتی ہے وہ مختلف اُن اصول سے ہین جسکے موافق پہلی گورنمنٹین مانگتی تھین۔ اسلیئے ان دونونکے مقابلہ کرنے مین مغالطہ پڑتا ہے۔ انگریزی گورنمنٹ کی پولیسی یہ ہے کہ وہ ملکیت اراضی کے نشو و نما کے لیئے ہمت بڑہاتی ہے اور مدد کرتی ہے اور اس مین سے خود لگان کا یا پیداوار کا ایک معتدل حصہ لیتی ہے اور پہلی گورنمنٹین مشکل سے ایسی کسی ملکیت اراضی کو جانتی ہونگی۔ اور کاشتکار سے اکثر وہ جب لگان کا بڑا حصہ اتنا لیتین جتنا کہ کوئی زمیندار لیتا ہے۔ اور کاشت کے اخراجات کو منہا دیکر کل بیشی نفع کو خود لے لیتی۔ کاشتکارونکو بقدر ضرورت مایحتاج جسکے سبب وہ زندہ رہین دیدیتین۔ ہر چیز کو گورنمنٹ اپنا سمجھتی۔ اب تک بھی ہندوستانی ریاستون مین طریقہ ہے غرض پہلے کاشتکار سے اتنا لیا جاتا تھا جس سے زیادہ وہ نہین دے سکتا تھا۔ پس ایسی صورت مین کہ کاشتکار حقوق ملکیت نہین رکھتا اور سخت لگان پر کاشت کرتا ہے تو یہ نہین فرض کیا جاسکتا کہ انگریزی نظام مین وہ کم اس سے دیتا ہے جو پہلے دیتا تھا۔ جب کہ زمیندار کا واسطہ گورنمنٹ اور کاشتکار کے درمیان نہین تھا +

غرض گورنمنٹ انگریزی کا یہ قاعدہ نہین ہے کہ وہ رعایا سے جسقدر لے سکے لے اور رعایا جسقدر دے سکے دے بلکہ گورنمنٹ اسقدر اعتدال کے ساتھ لیتی ہے کہ کاشتکار اور زمیندار دونونکو اپنا حصہ ملجاتا ہے

باب ہشتدہم

مضامین باب سابق یعنے ٹیکسون کے ماسوا اور ریونیو

افیون کا ریوینیو اور اسکی مقدار

زمین کے ریوینیو اور نمک کے ریوینیو کے بعد انڈیا مین بڑا صیغہ آمدنی شاہی کا افیون سے ہے سنہ ۱۹۰۰ء و سنہ ۱۹۰۱ء مین افیون کا کل ریوینیو ۵۱۰۲۰۰۰ پونڈ تھا۔ اِس سال سے پانچ سال پہلے کا اوسط آمدنی افیون کا ۲۵۴۰۰۰۰ پونڈ ہے۔ مگر اسپر وہ ریوینیو زیادہ کرنا چاہیئے جو اُس افیون سے حاصل ہوتا ہے جو ہندوستان مین خرچ ہوتی ہے۔ اور وہ اکسائز (مسکرات) کی مد مین لکھا جاتا ہے اکسائز وہ ٹیکس ہے جو خاص خانگی اسباب اور خاص پیشون کی لائسنس پر لگائی جائے) اسمین وہ محصول اور لائسنس فیس داخل ہین جو افیون کی فروخت کے لیئے دیئے جاتے ہین۔ اور پنجاب مین پوست کی کاشت پر جو فی ایکڑ ٹیکس لگایا جاتا ہے۔ ان ماخذون سے عرصہ مذکورہ مین اوسط وصول ۶۶۸۰۰۰ پونڈ ہے جسکے سبب سے افیون کا کل اوسط تعداد ریوینیو کا ۳۲۰۸۰۰۰ پونڈ تھا۔ اِس پنجسالہ کا بڑا حصہ افیون کیلیئے نہایت خراب تھا۔ اور اصلی ریوینیو سنہ ۱۹۰۰ء و سنہ ۱۹۰۱ء مین ۴۰۰۰۰۰۰ پونڈ سے زائد تھا۔

افیون کا ریوینیو ایسی آمدنی کی مد ہے کہ جسپر برطانیہ اعظم مین بڑی شد و مد سے مباحثات پچاس برس تک سنہ ۱۸۴۵ء سے سنہ ۱۸۹۵ء تک ہوتے رہے ہین۔ جب شاہی کمیشن کی رپورٹ شائع ہوئی ہے تو وہ کچھ تھمے ہین مگر وہ بالکل موقوف نہین ہوئے اور غالبًا یہ کبھی موقوف نہونگے۔ اور اس رپورٹ مین ایسی براہین متینہ گورنمنٹ کے حق پر ہونے کی بیان کی گئی ہین کہ جو لوگ پہلے یقین رکھتے تھے کہ گورنمنٹ بالکل حق پر افیون کے باب مین ہے تو ان کا یقین اس رپورٹ سے اور زیادہ واثق ہوگیا۔ اور جو لوگ اس باب مین فراخ دل مشتبہ تھے اُن کے خیالات اور رایون پر اس رپورٹ نے ایسا اثر کیا کہ وہ گورنمنٹ کے نظام موجودہ کو برحق جاننے لگے۔ لیکن جنھون نے پہلے سے خوب

افیون پر برطانیہ مین مباحثات

سوچ بچار کرکے یہ راے قائم کرلی تھی کہ گورمنٹ غلطی پر ہے۔ اُنکی راے کو اس رپورٹ کی دلائل نے پالسی اور بات نے نہین بدلا۔ چارون طرف افیون کے باب مین جو شور ہو رہا تھا اور اُسکی صدائین پارلیمنٹ مین آتی تھین وہ اس رپورٹ سے خاموش ہو گئین ✤

اس شاہی کمیشن کے پریسیڈنٹ لارڈ بریسی تھے اور اُسکے ممبر دو پارلیمنٹ کے ممبر ایک لبرا ئیل اور دوسرا کنسرویٹو اور ایک بڑا ڈاکٹر اور ایک نہایت ممتاز انگلو انڈین منتظم تھا اور دو ہندوستانی اشراف بڑے معزز اور ذی لیاقت تھے۔ وہ سارے ہندوستان مین پھرے۔ سات سو گواہون کی گواہی لی جن مین ۴۶۶ ہندوستانی یا چینی تھے اور ۲۵۷ یوروپین۔ کئی ہزار سوال اس کمیشن نے پیش کیے اور اُنکے جواب لکھے اور پھر اُسنے اپنی رپورٹ بنائی جسکے ۲۵۰ صفحے تھے اور ہر صفحہ مین ۶۵ سطرین تھین۔ اسکے سوائے گواہون کی گواہی کی تحریر کی ایک بڑی ضخامت کی ایک جلد تھی دو برس تک اس کمیشن نے تحقیقات کی اور اُسمین بہت روپیہ خرچ ہوا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ برطانیہ کسقدر حق سچ کی تفتیش مین موشگافی کرتی ہے۔ رپورٹ پر نو ممبرون مین سے آٹھ نے باتفاق راے دستخط کر دیے اور ایک ممبر نے دستخط کرنیسے انکار کیا ✤

اس رپورٹ مین ان چار باتون پر مباحثے لکھے ہین کہ افیون کوئی چیز ایسی نہین کہ اسپر ضرور لعنت بھیجی جائے وہ زہر نہین ہے اور مضر بھی نہین ہے۔ اسکا مضرتناک ہونا یا بے مضرت ہونا یا فائدہ مند ہونا۔ یہ سب باتین اسکے استعمال پر موقوف ہین جو ہوشیاری اور احتیاط سے کیا جائے اس افیون کی بابت ایسے سوالات پیش ہوئے جیسی مغربی قومون مین شراب اور مسکرات کے باب مین پیش ہوتے ہین۔ ہندوستان مین یا چین مین یوروپین نے افیون نہین داخل کی۔ اسکا رواج پہلے سے یہان چلا آتا ہے۔ ہندوستانیون سے ہی زیادہ چینی خود پہلے سے اور اب بھی پوست کے بونیوالے اور اس سے افیون بنانے والے ہین۔ انگریزون پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ چینیون کو انھون نے افیونی بنایا ہے بالکل غلط ہے ✤

ہندوستان کی افیون طرح طرح کی جو چین مین جاتی ہے وہ اُنکے افیونی بنانے مین فرق نہین پیدا کرتی۔ اگر ہندوستان سے چین مین افیون جانی موقوف ہو جائے گی تو خود چینی افیون کو زیادہ پیدا کرنے لگینگے۔ چین کے افیونی یہ چاہتے ہین کہ ہندوستان سے افیون آئے اور ہندوستان

شاہی کمیشن افیون

ہین افیون کے پیدا کرنے والے یہ چاہتے ہین کہ ہم افیون کو چین مین بھیجین۔ پس گورنمنٹ سے بھی یہ توقع نہین ہوسکتی کہ وہ اس قانون ضبط اور رسد مین مداخلت کرسکے۔ مگر ہان وہ ٹیکس اسپر حد سے زیادہ لگا سکتی ہے جو ناجائز چوری چوری افیون کے لیجانے وغیرہ کی مناسب مزاحم ومانع ہو۔ بنگال کا نظام ابتدائے نظر مین گورنمنٹ کے تعلق کو تجارت کے ساتھ بتاتا ہے۔ لیکن وہ سب سے زیادہ بہتر واچھا ہے۔ اسلئے کہ وہ نہایت موثر مانع پیداوار اور استعمال افیون کا ہے۔ اب تک افیون کے استعمال کی نوبت اس حد تک ہندوستان مین نہین آئی کہ وہ قابل اعتراض ہو اور نہ اسنے چینیون کی قومیت کو زہر پلایا ہے۔ یہ گورنمنٹ کا خواہ وہ انگریزی ہو یا چینی ہو حق ہے کہ افیون سے روپیہ حاصل کرے اور اسکی دلائل مخالف وموافق وہی ہین جو مغربی قومون مین وائن بیئر یا بیر سے روپیہ حاصل کرنے کی ہین۔ کمیشن یہ خیال کرتا ہے کہ سب سے زیادہ افیون پر معترض امریکہ اور کنیڈا کے مشنری اور بعض انگلینڈ پادری ہین۔ یہ لوگ خدا پرست اور ایماندار ہین۔ جو بالکل ہر قسم کے الکحال کے استعمال سے مزاحم ومانع ہین بعض تو ان مین ایسے گرم جوش کارکن ہین کہ وہ بالکل کسی قسم کے نشہ کے استعمال کے لیئے چاہتے ہین کہ قانون ممانعت ومزاحمت ہو۔ سو ہم فقط اس شاہی کمیشن کی رپورٹ کے دو فقرون کو نقل کرتے ہین۔ زیادہ اسکے مباحثون کے نقل کرنے سے اپنی کتاب کو نہین بڑھاتے۔ وہ لکھتے ہین کہ جو تحقیق بڑی تدقیق کے ساتھ کی گئی ہے اور بڑی وسیع شہادت جو ہمارے سامنے پیش ہوتی ہے۔ اسکی تنقید کی گئی ہے۔ ان دونون باتون کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم اپنے دلمین سمجھتے ہین کہ ہم کو اپنے اس یقین کا ظاہر کرنا واجب ہے کہ انگلینڈ مین جو یہ تحریک ہوئی ہے کہ ہندوستان کی افیون کھانے کی عادت کے دور کرنے مین شاہی پارلیمنٹ ایک موثر اور کارگر مداخلت کرے اسکا سبب یہ ہے کہ بہت مبالغہ کے ساتھ دلون پر یہ نقش جمایا گیا ہے کہ یہ برائی ایسی ہے کہ جسکی وسعت کو مغلوب کرنا چاہیئے۔ ہم اس سے بھی واقف ہین کہ انگلینڈ مین شراب کی محصول کی صورت مین اور ہندوستان مین اسی کے مشابہ افیون کی صورت مین روپیہ ایک مذموم ماخذ سے لیا جاتا ہے۔ جو سوال ہمارے سامنے پیش ہے اُسے اعلیٰ پایہ کے اخلاق سے دیکھکر ہم یہ جانتے ہین کہ حاکم کا ہاتھ اکثر اُس کے دبانے اور روکنے مین کام کرتا ہے۔ اس شاہی کمیشن نے یہ بھی بیان کیا کہ یہ بات ضروری نہین بتلائی گئی ہے یا لوگون کیطرف سے درخواست

کی گئی ہے کہ پوست کی کاشت اور افیون کی ساخت و فروخت برٹش انڈیا مین سوائے دوا کے مطلب کے منع کیجائے"۔ اس بات کو پارلیمنٹ اور برٹش آدمیون نے قطعی تسلیم کر لیا۔

ایک ممبر پارلیمنٹ ولسن صاحب نے یہ اعتراض کیا کہ انگلینڈ مین الکحال کی حالت ہندوستان مین افیون کی حالت سے مشابہ نہین ہے خواہ کسی طرح سے انکے بیان کے نقشے دیکھے جائین انسے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کے بڑے خطون مین آبادی کا بہت چھوٹا سا حصہ ہے جو افیون کھاتا ہے۔ اب انگلینڈ مین اسکے برخلاف بہت افراط سے ایسے آدمی ہین جو تھوڑی یا بہت شراب پیتے ہین پس ان دونون مین مماثلت بتلانی بالکل مغالطہ دینا ہے ایک صورت مین شراب پینے والی ایک قوم ہے۔ دوسری صورت مین ایک قوم افیون نہین کھانے والی ہے۔ یہ فقرہ محققین اخلاق کی تحقیق کیلیئے موجود ہے۔ پس اگر اس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ انگلینڈ مین بکثرت آدمی الکحال کے پینے والے ہین۔ اسلیئے ان مین قانون بنانے سے پریشانی نہین پیدا کرنی چاہیئے۔ تو اس سے یہ استنباط ہوگا کہ چینیون کو اختیار ہے کہ وہ جس طرح چاہین۔ افیون کو اپنے ملک مین پیدا کرین اور اپنے ملک مین باہر سے اسے لائین جو صرف ٹیکس کے تابع ہو۔ پس مسٹر ولسن صاحب نے آخر کو یہ نتیجہ نکالا کہ پوست کی کاشت اور افیون کی ساخت و فروخت برٹش انڈیا مین منع کیجاتے۔ صرف دواؤن کی ضرورت کے لیئے افیون پیدا کی جائے۔ اور ہندوستانی ریاستون مین یہ ممانعت زبردستی نہین داخل کیجائے بلکہ گورنمنٹ اپنی مثال کا اثر سے قدر جائز طور پر پیدا کرے۔ یہ تبدیلی ہندوستانیون کی خاطر سے نہین ہونی چاہیئے کیونکہ وہ بعد ازان لکھتے ہین کہ "برٹش انڈیا مین افیون کھانے کی عادت ہندوستانیون مین عام نہین ہے بلکہ بہت کم ہے۔ اسلیئے یہ تبدیلی اہل چین اور برٹش گورنمنٹ کی سیرت کی خاطر سے ہونی چاہیئے۔

۱۸۹۵ء مین پارلیمنٹ کے روبرو شاہی کمیشن کی رپورٹ رکھی گئی اور سر جوزف پیس نے یہ تحریک کی کہ افیون کے نظام کی حمایت اخلاقاً کسی طرح نہین ہوسکتی۔ اسکی ممانعت بالکل سوائے دواؤن کی ضرورت کے کیجائے۔ لیکن اس تحریک کی تائید ۵۹ ممبرون نے اور تردید ۱۷۶ ممبرون نے کامنس ہوس مین کی۔

سر جان اسٹریچی نے یہ سچی باتین لکھی ہین کہ کل ہندوستان مین بہت ہی تھوڑی آبادی ہے جو

افیون کھانے کی عادی ہے۔ خاص جماعتین ہین کہ وہ مدت سے افیون کھانے کی عادت رکھتی ہین اور تعجب کی بات یہ ہے کہ ان جماعتون مین وہ نسلین ہین جو جسمانی توانائی مین ہندوستان مین سب سے زیادہ قوی ہین۔ جیسے سکھ اور راجپوت۔ انگریزی ہندوستانی سپاہ مین سکھ گل سرسبد اور انڈین ایمپائر کے حصن حصین ہین۔ دنیا کے کسی ملک مین سکھون سے زیادہ خوش شکل مردانہ صورت طاقتور سپاہیون کا ملنا مشکل ہے۔ ان مین افیون کھانے کی عادت عام ہے۔ یہ جو بیان کیا جاتا ہے کہ ہندوستان مین افیون کھانے کی عادت گورنمنٹ نے اسلیئے بڑھائی ہے کہ آمدنی ہو۔ بالکل بے اصل اور جھوٹ ہے ہمکو اسمین تھوڑا سا شبہ ہے کہ ہندوستانی عملداری مین جسے ڈیڑھ سو برس کا عرصہ گزرا اب کی نسبت بہت ہندوستانی افیون کھاتے تھے۔ اب جو برٹش گورنمنٹ نے نہایت سخت نظام مسکرات کا قائم کیا ہے تو اُس سے افیون کھانا کم ہو گیا ہے۔

چین کی نسبت مسٹر بیٹن نے ثابت کیا ہے کہ وہان کی آبادی عملاً اس افیون پر اپنا بھروسا نہین رکھتی جو ہندوستان سے وہان جاتی ہے۔ بلکہ وہ اپنے گھر مین افیون پیدا کرتی ہے اگر یہ کہا جائے کہ یہ بالکل سچ ہے کہ چین کو افیون غارت کردیگی (جو بالکل جھوٹ ہے) تو بھی ہندوستان سے وہان افیون کا نہ جانا اُنکی تباہی کا علاج نہین ہے۔ اگر ہندوستان سے افیون کا جانا بند ہو جائے تو چینیون کو خبر بھی نہ ہوگی۔ اگر جاہلانہ تعصب کے سبب سے انڈیا اس روپے نیو سے محروم کر دیا جائے جو وہ اب افیون سے حاصل کرتا ہے تو یہ کام حماقت کا ایسا بالکل بیجا ہوگا۔ کہ کسی اجنبی گورنمنٹ نے اپنی رعیت کے لئے کبھی نہین کیا ہوگا۔ اب انڈیا اپنے مفید پیداوار سے بہت بڑا ریونیو حاصل کرتا ہے کہ کوئی ٹیکس اپنے آدمیون پر نہین لگاتا وہ کوئی اور ایسی دولت تو شاذ و نادر ہی حاصل کرتا ہے۔

اب ہم بعض اور ریونیو کا مختصر ذکر کرتے ہین جو ٹیکس لگانے سے نہین حاصل ہوتے۔

ریونیو (جنگلات)

سنہ ۱۹۰۰ء و سنہ ۱۹۰۱ء مین ۱۲۹۸۰۰۰ پونڈ کی آمدنی فوریسٹس (جنگلات) سے ہوئی یہ آمدنی گورنمنٹ کے جنگلون کی لکڑی اور پیداوار کے بیچنے سے حاصل ہوئی۔ لیکن یہ آمدنی نصف سے زیادہ جنگلون کی محافظت کرنے مین صرف ہوئی۔ سنہ ۱۹۰۰ء و سنہ ۱۹۰۱ء مین نفع آمدنی ۵۶۸۰۰۰ پونڈ تھی جب تک انتقال سلطنت ملکہ معظمہ کے ہاتھ مین نہین ہوا تھا۔ ہندوستان کے جنگلات کے

محفوظ رکھنے کے لیئے کوئی کام نہین کیا گیا تھا۔ یہ جنگلات وسیع اور قیمتی ہین۔ وہ جلدی جلدی
غارت ہوئے جاتے تھے۔ اُن کا رقبہ ۲۰۰۰۰۰ مربع میل ہے۔ سنہ ۱۸۶۱ء مین ایک جُدا جنگلات
کا محکمہ وسررشتہ قائم ہوا۔ سنہ ۱۹۰۱ء مین ۸۷۰۰۰ مربع میل جنگلات کی حدود کے نشان لگائے گئے
پبلک کے فائدہ کے لیئے انکی محافظت کی گئی۔ اور افسر جنہون نے خاص جنگلون کے سائنس کو جرمنی
وفرانس اور کوپرہل کالج مین سیکھا تھا۔ اُنکے مہتمم مقرر کیئے گئے۔ زمانہ حال مین ہندوستان کے
اندر یہ عظیم الشان اصلاحین ہین۔ جیسے کہ اس سررشتے اور محکمے کے پیدا کرنے اور اسکے
بروئے کار ظاہر کرنے سے دولت حاصل ہوتی ہے +

ہندوستانی ریاستون کا خراج

عہدناموں کے موافق ہندوستانی ریاستون سے خراج کی مقررہ رقمین لیجاتی ہین
سنہ ۱۹۰۰ء وسنہ ۱۹۰۱ء مین ۵۷۸۰۰۰ پونڈ خراج کے لیئے گئے۔ یہ اکثر خراج اُس سپاہ کے خرچ کے لیئے
لیا جاتا ہے جو ان ریاستون کو مطلوب ہوتی ہین۔ کل ہندوستان مین برٹش گورنمنٹ امن وامان
وعافیت رکھنے کی ذمہ وار ہے۔ یہ خدمت جو ہندوستانی ریاستون کی کیجاتی ہے۔ اسکے معاوضہ
مین یہ خراج کچھ حقیقت نہین رکھتا +

پوسٹ آفس

پوسٹ آفس کی آمدنی تقریباً اُسکے خرچ کے برابر ہے۔ گورنمنٹ کا ارادہ نہین ہے کہ پوسٹ
آفس (ڈاک کے محکمہ) سے کوئی منفعت زرحاصل کرے۔ سنہ ۱۸۵۶ء وسنہ ۱۸۵۷ء مین پوسٹ آفس کی آمدنی
۷۷۰۰۰۰ پونڈ تھی اور سنہ ۱۹۰۰ء وسنہ ۱۹۰۱ء مین ۱۳۵۷۰۰۰ پونڈ۔ یہ آمدنی زیادہ تر پوسٹ افسون کی اصلاح
ودرستی مین صرف ہوتی ہے۔ اسکی نقد آمدنی ۱۳۵۰۰۰ پونڈ تھی۔ کوئی ملک ایسا نہین ہے جس مین ڈاک
کے محصول کی شرح ایسی خفیف وکمتر ہو اور اُسکا انتظام اعلےٰ ہو +
سنہ ۱۸۵۶ء مین خطوط واخبار ورسالجات کی تعداد جو ڈاک کے ذریعہ سے روانہ ہوئے ۳۸۰۰۰۰۰۰
تھے اور سنہ ۱۹۰۱ء مین ۵۳۲۰۰۰۰۰۰۔ اس سے زیادہ کیا اور کوئی مثال ترقی ملک کی ہوسکتی ہے +

ٹیلیگراف

سنہ ۱۸۵۱ء سے ٹیلیگراف کا تار لگنا شروع ہوا اور سنہ ۱۹۰۰ء وسنہ ۱۹۰۱ء تک اسکے لگانے مین
۴۷۲۸۰۰۰ پونڈ خرچ ہوئے ہین۔ سنہ ۱۹۰۱ء مین ہندوستان مین ۱۸۲۰۰۰ میل تارون کی لین لگ
گئی ہے ۶۵۰۰۰۰ پیغامون سے زائد اسمین بھیجے گئے۔ سنہ ۱۹۰۰ء وسنہ ۱۹۰۱ء مین کل آمدنی ۷۵۴۰۰۰ پونڈ ہوئی
اسکے بنانے مین جو سرمایہ اب تک خرچ ہوا تھا اُسپر ۶ فیصدی فائدہ ہوا۔ نہرون اور ریلون کا ذکر ایک جُدا باب مین کیا جائگا

باب نوزدہم

رونیو (آمدنی) جو ٹیکسون کے لگانیسے حاصل ہوتا ہے

نمک کے ٹیکس اور اُسکے مخازن جنسے نمک ملکون مین پہنچایا جاتا ہے

ہندوستان مین سنہ ۱۹۰۰ع و سنہ ۱۹۰۱ع مین ٹیکسون کی کل آمدنی ۲۰۸۱۶۰۰۰ پونڈ ہوئی۔ ان ٹیکسون مین نمک کی ٹیکس سب سے بڑی ہے جس کی کل آمدنی سنین مندرجہ بالا مین ۵۹۶۷۰۰۰ پونڈ ہوئی ہے*

نمک کے محصولون کا نظام انڈیا کے مختلف حصون مین بوقلمون ہے۔ بنگال اور آسام مین آٹھ کروڑ دس لاکھ آدمیونکی آبادی ہے۔ کچھ بڑی مدت نہین گزری کہ آجتک وہان تقریبًا کل نمک انگلینڈ سے آتا تھا۔ سوائے سمندر کے ان پروونسون مین کوئی نمک کا ماخذ مشکل سے کہا جاتا ہے کہ موجود ہے لیکن بنگال کے ساحل سمندر کے بڑے حصہ پر تبخیر شمسی اسکے مرطوب ہونیکے سبب سے سستا نمک نہین بنا سکتی۔ اور اسمین یہ مشکل اور زیادہ ہوگئی ہے کہ گنگا اور برہمپترا کے آب شیرین کی بڑی مقدار خلیج بنگال مین ملتی ہے۔ تبخیر شمسی سے مراد یہ ہے کہ آب شور کے پانی کو سورج کی گرمی سے بخار بناکے اُڑادین جسکے سبب سے نمک باقی رہے۔ سمندر کی راہ سے جو نمک آتا ہے اُسکی برابری یہان کا بنایا ہوا نمک نہین کرسکتا۔ اور اس واقعیت کے سبب سے کہ ہندوستان مین اکسپورٹ (برآمد مال) بہ نسبت امپورٹ (درآمد مال) کے زیادہ ہے۔ اسلیئے کرایہ بہت کم ہے اور نمک کی درآمد مین لاگت کم لگتی ہے۔ درآمد مال سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ جو مال باہر سے اور غیر ملکون سے ہندوستان مین آتا ہے۔ اور برآمد مال سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہندوستان سے جو مال باہر غیر ملکون مین جاتا ہے اسکو نکاسی بھی کہتے ہین بنگال مین محصول درآمد مال پر آنے کے بندرگاہ مین لے لیتے ہین۔ سنہ ۱۸۸۸ع سے پہلے تمام نمک جو بنگال مین خرچ ہوتا تھا وہ چیشائر سے آتا تھا۔ لیکن جب نمک کے سنڈیکیٹ (منتظمون) نے انگریزی نمک کی قیمت کو بہت بڑھادیا تو پھر زیادہ تر بنگال مین نمک کی رسد عرب و جرمنی سے آنے لگی۔ جب انڈیا مین آمدورفت کی زیادہ آسانی ہوئی تو پھر پردیسی نمک کی بجائے دیسی نمک یعنی ہندوستان کا

بنایا ہوا کھانے مین خرچ ہونے لگا +

اگرچہ مدراس اور بمبئی مین غیر ملکون کے ساتھ آمد و رفت مین بہت آسانی ہے لیکن پردیسی نمک ہندوستان کے نمک سے مقابلہ نہین کر سکتا۔ یہان تبخیر شمسی سے نمک کا بنا لینا بڑا سہل عمل ہے۔ مدراس مین نمک پر محصول کچھہ اکسائز نظام کے موافق لیا جاتا ہے۔ کچھہ اجارہ کے موافق جو اِس طرح سے لیا جاتا ہے کہ سارا نمک گورنمنٹ کیلئے بنایا جاتا ہی اور پھر وہ ایسی قیمت پر بیچا جاتا ہی جس سے محصول کی برابر فائدہ حاصل ہوجاتا ہے +

اضلاع متحدہ آگرہ و اودھ مین سنٹرل پروونس کے حصون مین اور پنجاب مین زیادہ تر نمک آب شور سے بھرے ہوئے جھیلون سے بھیجا جاتا ہے جو راجپوتانہ کی ہندوستانی ریاستون مین ہین یہان نمک تبخیر شمسی سے بنایا جاتا ہی اور اسکا سارا اہتمام گورنمنٹ انگریزی کرتی ہی۔ اب گی شمال مین پنجاب کے بڑے حصے مین پہاڑی نمک کھایا جاتا ہے۔ وہ یہان اسقدر ہے کہ کبھی ختم نہین ہوگا ان پہاڑون سے گورنمنٹ نمک نکالکر بیچتی ہے اور اُسکا محصول قیمت مین داخل کر لیتی ہی۔ برہما مین بہت سا نمک انگلینڈ و جرمنی و مدراس سے آتا ہی۔ اور یہان بھی نمک بہت سا بنتا ہے +

سنہ ۱۸۸۲ء و سنہ ۱۸۸۳ء مین مختلف پروونسون مین محصول کی مقدار مختلف تھی۔ بنگال مین بہ نسبت مدراس اور بمبئی کے زیادہ محصول لیا جاتا تھا۔ جب ریلین نہ تہین اور سڑکین کم تہین تو محصول کی اُن مختلف شرحون سے کوئی حرج بھی زیادہ نہ معلوم ہوتا تھا۔ لیکن جب آمد و رفت کی راہین زیادہ کھل گئین تو اِسکا روکنا ناممکن ہوگیا کہ جن اضلاع مین شرح محصول کم ہی وہان سے نمک ان اضلاع مین جہان اُسکی شرح زیادہ ہی نہ آنے پائے۔ یہ نظام بہ تدریج انڈیا مین ایسا عجیب احمقانہ ہوگیا کہ اسکی نظیر کہین مشکل سے ملسکتی ہی +

سنہ ۱۸۴۳ء مین اِس مطلب کے لئے کہ جن اضلاع مین نمک کا بنانا گران قیمت ہی وہان سستا نمک نہ آنے پائے۔ اور ممالک انگریزی مین نمک ہندوستانی ریاستون سے جہان اِسپر کوئی ٹیکس نہین لگتا تھا نہ آنے پائے۔ ایک اِن لینڈ کسٹمس لائن بننی شروع ہوئی اور سنہ ۱۸۶۹ء مین کل برٹش انڈیا مین وہ پھیل گئی وہ اٹک کے شمال کے مقام سے سندھ پر مہانڈی تک مدراس کی سرحدون پر بنی تہی۔ جس کا طول ۲۵۰۰ میل تھا اِسکے طول کے بڑے حصے مین سے آدمین جنکے گزر نہین سکتا تہا ہوتا

محصول نمک کی شرح اور ان لینڈ کسٹمس لائن

درختون اور جھاڑ جھنکار من اور غار وار درختون اور سنگین دیوارون اور خندقون سے بنائی گئی ہین جن کے پار نہ آدمی جا سکتا تھا۔ نہ بار بردار جانور وگاڑی جا سکتی تھی۔ جب تک انکی تلاشی روک کر نہ لی جائے۔ سر گرینٹ ڈف نے اسکو خود مشاہدہ کرکے کہا کہ دنیا مین اسکی ہمسری کوئی چیز سوائے چین کی دیوار عظیم کے نہین کر سکتی۔ بارہ ہزار افسرون اور چپراسیون کو اسکی نگہبانی سپرد تھی وہ حلقون مین منقسم تھی۔ جن مین دن رات چپراسی گشت کیا کرتے تھے اور ۱۷۰۰ چوکیان تھین جنمین چوکسی کی جاتی تھی۔ اب آسانی سے سمجھ مین آتا ہے کہ یہ سد راہ کیسی تجارت کی مانع و مزاحم تھی اور کتنا ظلم ستم آدمیون پر ہوتا تھا اور انکو اذیت و تکلیف پہنچائی جاتی تھی انگریزی ممالک مین جو گڑ شکر پیدا ہوتا تھا اور وہ ہندوستانی ریاستون مین یا انگریزی عملداری مین ایک ضلع سے دوسرے ضلع مین جاتا تھا۔ اسپر محصول لگ گیا تھا۔ بلکہ میٹھے پر یہ ٹیکس لگی تو بڑی تلخ قابل اعتراض تھی کہ انگریزی ممالک مین نہایت عظیم الشان زراعتی پیداوار پر محصول لگ گیا۔ پس اس طرحسے تجارت کے لیئے خواہ وہ کسی سمت مین ہو مزاحمتین پیش تھین۔ یہ نمکین و شیرین ٹیکسین برٹش پرونسون مین تجارت مین بڑا خلل و فتور پیدا کرتی تھین۔ یہ ناممکن تھا کہ اس ان لینڈ کسٹمس لائن سے فراغت ہو جب تک کہ نمک کا محصول مختلف شرح سے مختلف پروونسون مین لیا جائے۔ اور جب انگریزون کو ایسے وسائل حاصل نہ ہون کہ ہندوستانی ریاستون مین جو بڑے اضلاع شور اور نمکستان ہین اور وہان سے نمک انگریزی اضلاع مین آتا ہے ان مین نمک بنانے اور محصول لگانے کے اختیارات بالکل برٹش گورنمنٹ ہی کے اختیار مین نہ ہون +

سنہ ۱۸۶۹ء مین لارڈ میو کی گورنمنٹ مین یہ بہتر نظام شروع ہوا کہ مسٹر ہیوم نے جیپور اور جودھپور کی ریاستون سے نہایت تعریف کے قابل معاہدے کیئے۔ جنکے موافق سانبھر کے نمک کی جھیل پر نمک بنانے کا حق صرف برٹش گورنمنٹ ہی کو حاصل ہوا۔ اسی جھیل کا نمک سارے شمالی ہند مین خرچ ہوتا ہے +

سنہ ۱۸۷۳ء مین مسٹر ہیٹن کمشنر ان لینڈ کسٹم کی صلاح سے گورنمنٹ نے یہ تجویز کی کہ راجپوتانہ مین جو بڑے نمک زار ہین ان مین نمک کا محصول لیا جاوے اور ہندوستانی ریاستون مین ممانعت کردی جائے کہ کہین نمک نہ بنایا جائے انہون نے بیان کیا کہ صرف یہی تدبیر و تجویز ہے۔ جس سے ان لینڈ کسٹم لائن اٹھ

سلطنت سے لارڈ نارتھ بروک کے عہد میں جودھ پور کی ریاست کے ساتھ یہ انتظام کیا گیا کہ اس ریاست کے بڑے بڑے نمک زار برٹش گورنمنٹ کے ہاتھ میں منتقل ہو گئے جسکے بہت سے کسٹمس لائن کے جنوبی حصہ میں اس کا طول گھٹایا گیا جو برٹش ممالک میں تھا۔

۱۸۷۸ء میں لارڈ لٹن کی گورنمنٹ نے سرجان اسٹریچی کی صلاح و مشورہ سے گزشتکر پر محصول نکاسی موقوف کیا سال آیندہ میں کسٹمس لائن بالکل نابود ہو گئی۔ اس وقت یہ لاین پندرہ سو میل موجود تھی جس کی موجود ہونے کو لارڈ لٹن نے کہا کہ وہ پولیٹکل اور تجارتی تذلیل پر دلالت کرتی ہے۔ یہ اسوقت سرجان اسٹریچی گورنمنٹ کے فنانشل ممبر تھے یہ ان کی بڑی خوش نصیبی تھی کہ ان کی سامنے زمین سے یہ صلاح ہوئی جسکے سبب سے ان کی ذہانت و فرزانگی کی سہرا سر ہی جائیگی کسٹم لاین دور کرنا ممکن دو تدبیروں سے ہو سکتا تھا اول یہ کہ کل ہندوستان میں گو نمک کے محصولات فائینینس والئی سے ایک ہی دفعہ میں یورپ کے برابر نہیں ہو سکتے تھے مگر ایسے قریب قریب برابر کیجے جا سکتے تھے کہ ایک پروونس سے دوسرے پروونس میں نمک لے جانے سے فائدہ نہ ہو۔ دوسری تدبیر یہ تھی کہ راجپوتانہ اور سنٹرل انڈیا کے ہندوستانی ریاستوں سے ایسے معاہدے ہوں کہ گورنمنٹ کو ان کے نمک بننے کے سارے کارخانوں پر اختیار کلی حاصل ہو۔ سو یہ دونو تدبیریں عمل میں آئیں اور مقصد حاصل ہوا۔

ہندوستانی ریاستوں کو فیاضانہ معاوضہ انکے نمک کے محصول کے نقصان کا دیا گیا۔ ان تدابیر سے نمک کا خرچ بھی زیادہ ہونے لگا اور روپے نیو بھی بڑھ گیا۔

سر ایولی بیرنگ جو اب لارڈ کرامر ہیں وہ لارڈ رپن کی گورنمنٹ کے فائی نینسل ممبر تھے انھوں نے کل ہندوستان میں دو روپیہ فی من نمک پر محصول یکسان مقرر کر دیا جس سے کہ صلاحات مذکورہ کی تکمیل ہو گئی۔ مگر یہ پولیسی زیادہ دنوں تک قایم نہیں رہی کہ جنوری ۱۸۸۸ء میں نمک پر شرح محصول ڈھائی روپیہ ہو گئی۔ لیکن اب پندرہ برس بعد مارچ ۱۹۰۳ء میں نمک پر شرح محصول نمک دو روپیہ فی من جو پہلے تھی لارڈ کرزن کی گورنمنٹ نے کر دی۔ اس گورنمنٹ کی یہ بڑی دانشمندانہ تدبیر تھی کہ اسنے اس محصول کو گھٹا دیا۔

یہ نمک کا محصول ایک ضروری ٹیکس ہے جو جمہور انام پر لگتا ہے۔ اگرچہ یہ جمہور بہت غریب ہیں مگر یہ محصول بھی ایسا خفیف ہے کہ انپر گران نہیں وہ ایک سالانہ ٹیکس فی نفر چار پنس (۳ آنے) کے قریب ہے۔

انڈیا کی حالت موجودہ مین یہ نمک کی معتدل ٹیکس کا اصول ایسا ہے کہ جسپر بہت کم
تھوڑا سا اعتراض ہو سکتا ہے ڈیوک آرگائل جب سکریٹری آف سٹیٹ تھے۔ انھون نے اس نمک کے
محصول پر یہ ارشاد کیا کہ "اصول عامہ جو ٹیکس کے ہین انکی رو سے نمک پر ٹیکس لگانا بالکل جائز اور
مباح ہے ہر ملک مین یہ ناممکن ہے کہ جمہور انام پر بلاواسطہ ٹیکس لگ سکے۔ اگر وہ سلطنت کے خرچ کی معاون ہو سکتی
ہین تو اسیطرح کہ کسی ایسی جنس پر ٹیکس لگائی جائے جسکو جمہور سب خرچ کرتے ہون اگر ایسی ٹیکسین اچھی
طرح بجا لگائی جائین تو اس سے رو پیہ (آمدنی) بھی حاصل ہوگا اور وہ جمہور آدمیون کو معلوم بھی نہوگا
اور انپر بہت ہی کم درشتی بہ نسبت کسی اور طرح ٹیکس لگانے کے ہوگی۔ اب ہندوستان مین سوائے نمک کے
کوئی اور ایسی جنس نہین ہے جسپر ایسی ٹیکس لگائی جائے جس سے اوپر کے بیان کا مقصد پورا حاصل ہو فی الحال
ہندوستان مین نمک ہی صرف ایسی جنس معلوم ہوتی جیسی کہ انگلینڈ مین بعض اجناس فنانشل
نظام مین ہین جو سب جمہور کے صرف مین آتی ہین اور انسے بڑی شاہی آمدنی حاصل ہوتی ہے۔ اسواسطے
یہ میری رائے ہے کہ انڈیا مین نمک کی ٹیکس کو جاری رکھنا چاہئیے۔ وہ بالکل پبلک ریوینو کی مباح جائز
بار آور شاخ ہے۔ یہ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ وہ دیکھتی رہے کہ ریوینو کی ضروری صرفون پر ایسی ٹیکسین فی
صدی بے جا گران نہوجائین بواسطہ ٹیکس پر اعتراض ہونے کا بہتر امتحان اس سے ہو سکتا ہے کہ دیکھا
جائے کہ اسکے خرچ پر کیا اثر ہوتا ہے۔

سٹیمپ کی ریونیو (آمدنی)

سٹیمپ کی آمدنی دو طرح سے حاصل ہوتی ہے ایک تجارتی اسٹامپ کے کاغذات سے دوسرے کورٹ
فیس سے۔ جو جوڈیشل عدالتون مین مقدمات کے اندر مستعمل ہوتی ہین اسکی آمدنی کی مقدار ۱۹۰۰ء و
۱۹۰۱ء مین ۳۳۴۳۰۰۰ پونڈ تھی جس مین سے ۹۸۰۰۰ پونڈ تجارتی کاغذات اسٹامپ سے حاصل
ہوئی تھی اور باقی کورٹ فیس سے۔

اکسائز ریوینو یعنے آبکاری کی آمدنی ان محصولات سے حاصل ہوتی ہے جو شرابوں
اور مسکرات پر لگتے ہین۔ تمباکو جو ہر گاؤن مین پیدا ہوتا ہے۔ اور انڈیا مین تقریبًا ہر آدمی اور بہت سی
عورتین خرچ کرتی ہین وہ محصول سے بری ہے۔ ہندوستان مین اکثر آدمی مسکرات سے پرہیز کرتے
ہین۔ اراذل قومون مین شراب پینے کا رواج ہے۔ لیکن ان مین بھی بقول گورنمنٹ انڈیا ایسی حالت ہے
کہ اگرچہ انگلینڈ مین ہو تو یہ خیال کیا جائے کہ شراب سے پرہیز کرنے کا وہ زمانہ آگیا ہے جو حضرت عیسے

کے ہزار سال دنیا مین فرمان روائی کا ہوگا - انگلینڈ مین جو مے نوشی کے معنی ہین انکا انڈیا مین مشکل سے پتا لگتا ہی - یونائیٹڈ کنگڈم (انگلینڈ وغیرہ) مین آبادی مین ۲۴۲ - آدمیون کے اندر ایک شراب کی دکان ہی انڈیا مین ۲۴۰۰ سے زیادہ آدمیون مین ایک شراب کی دکان ہی - آبکاری کی آمدنی بالاستقلال بڑی آمدنی ہوگئی ہی ۱۸۷۵ء مین وہ ۱۲۵۰۰۰۰ پونڈ سے کچھ کم تھی - اور ۱۸۸۰ء مین ۲۸۴۰۰۰۰ - پونڈ تھی اور ۱۹۰۰ء و ۱۹۰۱ء مین ۳۹۳۷۰۰۰ پونڈ - انگلینڈ مین فیض رسان آدمیون نے اِن اعداد کو دیکھکر اپنی جہالت و لاعلمی سے گورنمنٹ پر اپنا بڑا غصہ نکالا کہ وہ اپنی آمدنی بڑھانے کے لیئے یہ شرارت کرتی ہی کہ ہندوستانیون کی مے نوشی کے لیئے آسانی کرتی جاتی ہے - ایسی ہی ہندوستانیون کی بھی رائے ہی کہ ہندوستانی روز بروز شرابی زیادہ ہوتے جاتے ہین مگر اس بات کی کچھ اصل نہین - آبکاری کی آمدنی کی افزایش کا سبب صرف یہ ہی کہ آبکاری کے انتظام کی بڑی ترقی ہوگئی ہی اور شراب جو ناجائز طور پر بنائی جاتی تھی - اور بیچی جاتی تھی وہ بند کردی گئی ہے - گورنمنٹ کے ایک مراسلہ سے اصل واقعات نقل کیئے جاتے ہین "حال کے چند سالون مین جیسی گورنمنٹ نے آبکاری کے انتظام کے سوالات پر نہایت توجہ کی ہی ایسے چند ہی اور امور ہونگے جنپر وہ متوجہ ہوئی ہی - تین گورنمنٹین جو سب سے بڑی ہین - ان مین سے ہر ایک نے آخر چھ سات سالون کے اندر نظام آبکاری کے عمل اور اثر کی تحقیق بڑی تدقیق کے ساتھ کی ہے - یہ تحقیقاتین لوکل گورنمنٹون کی ہدایتون کے موافق کی گئی ہین اور انکی خط و کتابت براہ راست گورنمنٹ انڈیا سے ہوئی ہی جن اصولون پر تحقیق مبنی تھی - انکو سب حکام نے جو اس تحقیق سے تعلق رکھتے تھے - بالاتفاق قبول کیا وہ اصول یہ تھے کہ شراب پر ٹیکس لگایا جائے اور اسکا خرچ جہان تک ممکن ہے روکا جائے اور یہ کام اس طرح کیئے جائین کہ آدمیون پر ایسی قطعی سختی اور تشدد نہ ہو کہ وہ ناجائز شراب بنانے لگین صحیح واقعات جو تحریرات مین موجود ہین وہ ثابت کرتے ہین کہ لوکل گورنمنٹین اس پولیسی مین کامل کامیاب ہوئی ہین - اور ان سالون مین جو آبکاری کی آمدنی کی بڑی افزائش ہوئی ہی جسے لوگ شراب نوشی کی عادت کے بڑھ جانے کی شہادت بتاتے ہین - لیکن وہ حقیقت مین شراب کی خرچ کی کمی کو بتلاتی ہے شراب کا باقاعدہ خرچ ہزارہا درجہ بہتر پہلے سالون کی کمی آمدنی سے ہی +

اس بات کی ذری سی بھی دلیل نہین ہی کہ ہندوستانی عملداری مین ہندوستانی شراب پینے

پرہیز کرتے تھے وہ شراب سے ایسا شغل رکھتے تھے کہ جس کے روکنے کے لیئے گورمنٹ کو ہمیشہ توجہ کرنی پڑتی تھی - برٹش گورمنٹ سے پہلے مسلمانون کی سلطنت تھی - اُسمین شراب نوشی کیلئے زیادہ تر آسانی بہ نسبت زمانہ حال کے تھی اور شراب نوشی کی اکثر شکایتین ہوتی تھین - سنٹرل انڈیا اور آسام کے چیف کمشنرون کی رپورٹون سے ثابت ہوتا ہی کہ جن قومون اور نسلون مین برٹش گورمنٹ کے اثر کی رسائی بہت ہی کم ہوئی ہے وہ بڑی بستانہ نوش اور نشہ باز ہین - فی الحال جہان انگریزی اور ہندوستانی ریاستون کی سرحدین ملی ہوئی ہین وہان اس بات کی شہادت موجود ہی کہ ہندوستانی و انگریزی آبکاری کے محصولون کے نظامون مین بڑا اختلاف ہے - ایسے مقامات مین جہان انگریزی نظام اس لیئے شکستہ ہوتا ہی کہ انگریزی عملداری مین جو شراب کے بنانے اور خرچ کرنیکے لیئے روکین اور قیدین ہین اُنکی برابر دوسری طرف ہندوستانی عملداری مین نہین ہین - حکام آبکاری کو جو دشواریان پیش آتی ہین اُن مین سب سے بڑی دقت یہ ہے کہ وہ انگریزی عملداری مین ان شرابون کو نہ آنے دین جنپر ہندوستانی عملداری مین ٹیکس لگایا جاتا ہی - اور وہ آسانی سے حاصل ہو سکتی ہین +

صرف سخت مزاحمت کرنے والے سررشتون کے ذریعہ سے ناجائز شراب بننے کا انسداد ہو سکتا ہی - آبکاری کی آمدنی کی افزایش اس بات کو نہین ثابت کرتی کہ آدمیون کو شراب پینے کی عادت زیادہ ہو گئی ہی بلکہ وہ نتیجہ اسکا ہے کہ شراب پر شرح ٹیکس علی العموم بہت زیادہ بڑھا دی گئی ہی - جسکا حاصل ہونا بغیر اسکے ناممکن تہا کہ اسکے ساتھ ان تدابیر کی زیادہ ترقی نہ کی گئی ہوتی جو اسکے مانع و مزاحم ہین حقیقت مین آبکاری کے محکمہ کی لیاقت ناجائز شراب بننے کے روکنے ہی کی صرف عملاً شرح ٹیکس بڑھانے کی انتہا ہی - علی العموم یہ کہا جاتا ہی کہ ۱۸۸۰ء سے شراب کی دوکانون کی اور شراب کے خرچ ہونے کی کمی ہوتی جاتی ہے - اب اصل یہ نہین ہے کہ آیا کافی ممانعت نہین ہوئی ہی بلکہ یہ ہے کہ انڈیا کے بعض حصون مین ممانعت حد سے زیادہ تو نہین ہو گئی ؟ - اس خوف کرنے کی وجہ ہے کہ ناجائز شراب بنانے کی اکثر زیادتی ہو گئی ہے جسکا انسداد ناممکن ہے - شراب کا معقول قیمت پر نہ حاصل ہونا ایسا دشوار ہو گیا ہے کہ لوگ اور نشہ خاصکر گانجھا پینے لگے ہین جسکا پینا نہایت ہی مضر ہے اور جن لوگون کی شراب پینے کی عادت ہی وہ مجبوراً ایک نظام کے ساتھ اپنے تئین قانون سے بچا لیتے ہین - ایک دوسری پیشانی انڈیا مین ٹیکس لگانے کی پروونشل ریٹس ہین - یعنے وہ ٹیکس جو فیصدی کسی شرح کے [illegible] ہین +

ملکہ معظمہ کے ہاتھ مین گورنمنٹ منتقل ہوئی ہی۔ اسکے ایک سال بعد ۱۸۵۹ء مین گورنر جنرل
کی کونسل کے فنانشل ممبر مسٹر جیمس ولسن مقرر ہوے تھے۔ بغاوت کے فرو کرنے مین اور انتظام جدید کے قائم کرنے
مین بہت روپیہ خرچ ہو گیا تھا۔ اسکی نئی ٹیکسون کے لگانے کی ضرورت ہوئی۔ ۱۸۶۰ء مین مسٹر ولسن کی
صلاح سے ایک عام انکم ٹیکس لگائی گئی وہ چار فیصدی ان سب آمدنیون پر تھی جو پانچ سو سے زائد
ہون اور جو آمدنیان دوسو اور پانچ سو کے درمیان ہون اُنپر دو روپیہ سیکڑہ تھا۔ ۱۸۶۱و۱۸۶۲ء مین
انکم ٹیکس کی کل آمدنی ۲۰۰۰۰۰۰ پونڈ یعنے دو کروڑ روپیہ ہوئی۔ وقتاً فوقتاً اس نظام مین بہت سی تبدیلیان
داخل ہوتی رہین۔ آمدنیون پر بلا واسطہ ٹیکس کئی دفعہ بالکل یا بالجز موقوف ہوتا رہا اور کئی دفعہ پھر وہ
بحال ہوا۔ بعض اوقات ایک عام ٹیکس تمام آمدنیون پر لگ گیا۔ بعض اوقات لائسنس ٹیکس صرف پیشون
اور تجارتون پر لگ گیا۔ ۱۸۷۷ء مین سوال بلا واسطہ ٹیکس کا بڑی شد و مد کے ساتھ اس سبب سے پیش
ہوا کہ فائی نینس کو نقصان کا خوف قحط کے سبب سے جو ہمیشہ وقتاً فوقتاً آتا رہتا ہے پیدا ہوا۔ وہ ٹیکسین جو
لائیسنس ٹیکسین کہلاتی تھین اور جو حقیقت مین آمدنیون پر ٹیکسین تھین وہ ساری ہندوستان مین
پیشہ ورون اور سوداگری پیشون پر لگی ہوئی تھین۔ اور بعض پرووِنسون مین زمین پر بعض شرح سے
ٹیکسین بڑھا دی گئی تھین۔ ۱۸۸۶ء مین ایک آگے قدم بڑھایا گیا۔ ایک ایکٹ کے موافق جو آمدنیان
پانچسو روپیہ سے کم تھین وہ ٹیکس سے بری رہین اور جو ۲۰۰۰ روپیہ یا اس سے زیادہ کی آمدنیان تھین
اُنپر ۵ پائی فی روپیہ سالانہ ٹیکس لگایا گیا اور جو آمدنیان ۵۰۰ و ۲۰۰۰ کے درمیان تھین اُنپر ۴ پائی فی
روپیہ سالانہ ٹیکس لگایا گیا۔ ۱۹۰۳ء مین کم از کم آمدنی پر ٹیکس لگنے وہ ۵۰۰ روپیہ سے ۱۰۰۰ روپیہ
ہو گئی یعنے جو آمدنیان ہزار روپیہ سے کم تھین وہ انکم ٹیکس سے معاف ہو گئین غریب آدمی اس ٹیکس سے
بالکل بری رہے۔ ۱۰۰۰ روپیہ سال کی آمدنی اہل یوروپ کی نگاہ مین ایک ذلیل آمدنی معلوم ہوتی ہی
مگر ہندوستان مین یہ آمدنی گو متمول پر دلالت نہین کرتی مگر مفلسی سے بھی وہ بہت دور رہتی ہے
غرض اب یہ انکم ٹیکس کی آمدنی ایک مستقل روے نیو گورنمنٹ کا ہو گیا ہی۔

کوئی ملک دُنیا مین ایسا نہوگا جس مین آمدنی پر ٹیکس لگانا زیادہ بجا بہ نسبت ہندوستان کے
ہوگا۔ لیکن اسکے لگانے اور قائم رکھنے مین یہ مشکل آ پڑتی ہے کہ اسکی مخالفت دولتمند اور مقتدر
جماعتین کرتی ہین وہی ایسی ہین جو اپنی آواز گورنمنٹ کے کانون تک پہنچا سکتی ہین مدت سے گورنمنٹ کی

یہ اعتراض ہوتا تھا کہ اُسنے ٹیکسون کے بار انصاف کے ساتھ رعایا کی حالتون کے مناسب نہین تھے ملازم جماعتین جنسے کہ بلاواسطہ ٹیکس نہ لیجائے۔ وہ ٹیکس کی آمدنی کی کچھ مدد نہین کرتین تاجراور پروفیشل جماعتین ملک کے امن و عافیت و سلامتی سے مستفید ہوکر بہ نسبت اور جماعتون کے زیادہ تر فائدے انگریزی گورنمنٹ کے سبب سے حاصل کرتی ہین مگر اُسکے سہارا دینے مین جبتک کہ اُنپر براہ راست ٹیکس نہ لگائی جائے کچھ مدد نہین دیتین۔ زمین بھی اگرچہ پبلک ریوینیو کے بڑے حصہ کا سرانجام دیتی ہی بعض اوقات بالکل وہ اپنی حیثیت کے مناسب ٹیکس کی مقدار نہین دیتی۔ اُسکے مشہور مثال بنگال ہی جس مین غلطی سے سو برس ہوئے کہ بندوبست استمراری ہوا ہے جسکے سبب سے نہایت زرخیز صوبے مین زمیندار سرکار کو غیر کافی مالگزاری دیتے ہین اور ٹیکسون سے بھی بری رہتے ہین۔ ہند مین اس ٹیکس کی عام ناپسندی کی نسبت بہت کچھ کہا گیا ہے۔ جو لوگ انکم ٹیکس دیتے ہین وہ دل سے اسکے دینے سے نفرت رکھتے ہین۔ لیکن انڈیا مین ۲۳۲۰۰۰۰۰۰ آدمیون مین سے صرف ۳۰۰۰۰۰ آدمی ٹیکس لگانیکے قابل ہین۔ اسلیئے یہ کہنا کہ انکم ٹیکس عام ناپسندی رکھتی ہی صحیح نہین ہے۔ تھوڑے آدمی جو ٹیکس دیتے ہین وہی اسکو ناپسند کرتے ہین۔ اگرچہ انکم ٹیکس ان لوگون سے لیا جاتا ہے جو پولیٹکل اعتبار سے کل ہندوستانیون مین صاحب قسمت و ذی عزت ہین۔ لیکن اُنکے ناراض ہونے مین وہ برائی نہین ہے جو اِس ناانصافی مین ہے۔ کہ وہ ٹیکس سے بالکل بری کیئے جائین۔ انڈیا مین گورنمنٹ کے لیئے بہت سی ترغیبین ایسی ہین کہ وہ دولتمندون اور ذی جاہ جماعتون سے ٹیکسون کے لینے سے انکار کرکے اپنی عام پسندی اور ہردلعزیزی کو بڑھائے اِس بات کو وہ نکتہ چین پسند نہین کرتے ہین جنکی باتون کو سب سنتے ہین۔ لیکن اِس بات کے لیئے معقول دلائل کا پانا مشکل ہی نہین ہے کہ وہ اصل مین پولیٹکل اور انصاف کے طریقون سے مخالف ہے۔ انگریزون کی حکومت کی بنیادین ان چند غل مچانے والے خودغرض آدمیون کی پسند پر مبنی نہین ہین۔ بلکہ انصاف پر اور کروڑون خاموش آدمیون کی رضامندی پر✤

محصول اسٹامپ

اس مد کی آمدنی بڑی نہین ہے وہ ان دستاویزون سے حاصل ہوتی ہے جو رجسٹریان کرائی جاتی ہین۔ بعض صورتون مین اُس مال غیر منقولہ جس کی قیمت

ایک خاص مقدار سے زیادہ ہوتی ہے اثر ہوتا ہے تو اُسکی دستاویزون کی رجسٹری کرائی لازمی ہوتی ہے اور صورتون مین اختیاری ہی کہ خواہ رجسٹری کرائی جاے یا نہ کرائی جاے ؀

باب بست و دوم

ملک کی آمدنی ٹیکسوں سے

(کسٹمس ڈیوٹیز اور درآمد و برآمد مال پر محصولات جنکو کبھی یہاں کرور گری کہتے تھے)

ہم نے اوپر سب قسم کے ٹیکسوں کا ذکر کیا ہے لیکن کسٹمس یعنی درآمد و برآمد مال کے ٹیکسوں کا ذکر نہیں کیا۔ اس کے باب میں وقتاً فوقتاً گورنمنٹ کی پولیسی میں بڑی تبدیلیاں ہوئیں اور ابتک ہم نے آخر تبدیلی کو نہیں دیکھا ہے کہ وہ کیا ہوگی۔ سنہ ۱۸۶۰ء تک تقریباً ہر چیز جو ہندوستان میں باہر سے آتی تھی بشرح دس فیصدی قیمت پر ٹیکس لیا جاتا تھا سنہ ۱۸۶۰ء میں درآمد مال پر بشرح ٹیکس کم ہوکر ۷½ فیصدی مقرر ہوئی اور لارڈ نورتھ بروک کے عہد میں سنہ ۱۸۷۵ء میں یہہ ٹیکس ۵ فیصدی ہوگیا۔ برآمد مال پر ٹیکسیں وقتاً فوقتاً معاف ہوتی رہیں سنہ ۱۸۷۵ء میں فقط چاول۔ نیل۔ لاکھ کی برآمد پر محصول لیا جاتا تھا۔

انڈیا کے جہازی تجارتی مال پر آزادی تجارت کے اصول جب تک ملتوی رہے کہ انکا اثر برٹش انڈسٹری (دستکاری) پر ہوا۔ درآمد مال میں روئی کا کپڑا ان چیزوں میں داخل تھا جنسے محصول لیا جاتا تھا۔ انگلش کاریگروں نے فریاد کی کہ ہمارے بنائے ہوئے روئی کے کپڑے پر جو محصول لیا جاتا ہے وہ منافی اصول آزادی تجارت کا ہے اسپر بہت تیز اور طرار گفتگوؤں کے بعد ۳۱ مئی سنہ ۱۸۷۵ء کو سکرٹری اوف سٹیٹ مارکوئس سیلس بری نے گورنمنٹ انڈیا کو ایک مراسلہ بھیجا کہ جس میں انہوں نے بیان کیا "کہ انڈیا اور انگلنڈ کے اغراض میں تناقض نہیں ہے اگر یہہ محصولات انڈیا کے درآمد مال پر معاف ہوجائیں گے تو اس سے برٹش انڈسٹری کو ایسا ہی بڑا جائز فائدہ ہوگا جیسا کہ انڈیا کو بلکہ انڈیا کے نفع کے لئے ان محصولات کا موقوف ہونا

بڑا ضروری ہے۔ ۱۱ جولائی ۱۸۷۷ء کو کامن ہوس میں اتفاق رائے سے یہ رزولیوشن پاس ہوا کہ جسوقت انڈیا کے فائی نینس کی حالت اجازت دے تو یہہ محصولات بغیر کسی توقف کے موقوف کیئے جائیں وہ آزادی تجارت کے صحیح اصولوں کے برخلاف ہیں۔ قحط سالی کے سبب سے اور بعض اور وجوہات سے یہہ محصولات فوراً نہیں موقوف ہوسکے۔ مارچ ۱۸۷۸ء میں سر جان اسٹریچی نے آزادی تجارت کے اصول کے موافق روئی کے کپڑے کی درآمد پر محصول معاف ہونے کا اعلان کیا۔ ۷۷-۱۸۷۶ء میں درآمد مال کا محصول ۱۲۷۵۰۰۰ پونڈ تھا جس میں سے ۸۱۱۰۰۰ پونڈ روئی کے کپڑے پر محصول لیا جاتا تھا اور باقی ۴۶۴۰۰۰ پونڈ اور مختلف چیزوں کی درآمد پر محصول لیا جاتا تھا جنمیں سے بعض چیزیں ایسی تھیں کہ ان سے بہت تھوڑا ہی محصول وصول ہوتا تھا۔ ۱۸۷۸ء میں بہت سی چیزوں پر اور روئی کے کپڑے پر جو جہاز میں تجارت کے لیئے ہندوستان میں آتا تھا محصول معاف کیا گیا۔ اسی وقت میں ہندوستان کے اندر گرانٹ شکر پر محصولات معاف کئے گئے۔ مارچ ۱۸۷۹ء میں روئی کے باریک کپڑے کی درآمد پر محصول باقی رہا۔ ہندوستان میں یہ پبلک رائے غلط تھی کہ اس روئی کے کپڑے کی محصول کی معافی سے فقط انگلنڈ ہی کو فائدہ ہوگا۔ ہندوستانیوںکو بھی بڑا فائدہ یہہ تھا کہ انکو کپڑا سستا پہننے کے لئے ملتا تھا۔ ۱۳۔ مارچ ۱۸۷۹ء کو لارڈ لٹن نے برخلاف اپنی کونسلروں کے کانسل ہوس میں یہہ امر پیش کیا کہ یہہ محصول معاف کیا جائے۔ ۴۔ اپریل کو کامنس ہوس نے یہہ رزولیوشن پاس کیا کہ دونو انگلش کپڑا بنانے والوں اور انڈیا کے کپڑا خرچ کرنے والوں کے لئے روئی کے کپڑے کا محصول لینا ناانصافی اور بیجا ہے اس لئے اس کا موقوف ہونا چاہیئے لیس کامنس ہوس ان محصولات کی تخفیفوں کو جو اس کے بالکل موقوف ہونے کی تمہید ہے منظور کرتا ہے۔ ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ اس کے بالکل موقوف کرنے کے لئے اقرار کرتی ہے۔ گورنمنٹ انڈیا کا فقط یہی مقصود نہ تھا کہ روئی کے کپڑے پر محصول معاف ہو جائے بلکہ درآمد مال کی تجارت کو بالکل آزاد کرنا مطلوب تھا۔ لارڈ رپن کے عہد میں

کل درآمد مال پر سوا چند چیزوں کے محصول معاف ہوگیا۔

جب اول دفعہ مارچ ۱۸۷۹ء میں روئی کے کپڑے کی درآمد کا محصول معاف ہوا تو اس سے چار سال پہلے روئی کے کپڑے کی درآمد کی قیمت بحساب اوسط ۰۰۰۰۶۷۸ پونڈ تھی اور اس کے بعد چار سال مارچ ۱۸۸۶ء میں ۰۰۰۰۹۶۳۴۲ پونڈ اور جو سال میں جو ۱۸۹۲ و ۱۸۹۱ء پر ختم ہوتے ہیں ۰۰۰۱۸۷۹۲ پونڈ تھی جب انڈیا میں روئی کے کپڑے کی درآمد کا محصول معاف ہوا ہے تو کپڑے کی قیمت بہت کم ہوگئی ہے اور اس کی درآمد کی مقدار میں جیسی تعجب خیز افزائش ہوئی ہے ایسی درآمد کی قیمت میں نہیں ہوئی۔ سوا ایک مستثنیٰ صورت کے جسکا بیان آیندہ ہوگا انڈیا نے اپنے حتے المقدور یہہ کوشش کی ہے کہ دونوں ملکوں کے درمیان تجارتی داد و ستد آزادانہ ہو لیکن یہہ بات انگلنڈ نے نہیں کی وہ ہندوستانی چاء اور قہوہ سے محصول لیتا ہے اور اس نے چاء سے سنہ ۱۹۰۱ء میں ۰۰۰۰۷۳ پونڈ محصول وصول کیا تھا۔ سنہ ۱۸۸۸ء میں درآمد کا محصول پیٹرولیم (مٹی کے تیل) پر لیا گیا تھا اسکی ضرورت بواسطہ ٹیکس سے آمدنی بڑھانے کے لئے ہوئی تھی صرف یہی ایک چیز تھی جسکی درآمد پر محصول لینے پر بہ نسبت اور چیزوں کے سب سے زیادہ کم اعتراض ہوتا تھا۔ انڈیا کے بڑے حصہ میں روشنی کے لئے اس تیل کا استعمال ہونے لگا ہے وہ زیادہ تر روس سے آتا ہے اور امریکہ سے بھی اس کے سبب سے کچھ اثر انگلنڈ کی دستکاری پر نہیں ہوتا۔

مارچ سنہ ۱۸۹۴ء تک درآمد مال کی تجارت کے اصول آزادی تکمیل کے ساتھ ہندوستان کی برابر کسی اور ملک میں جاری نہ تھے مگر یہہ امر مشکل سے برآمد مال کی نسبت کہا جا سکتا ہے ابتک ایک برآمد مال کا محصول قائم ہے۔ چاولوں کی برآمد (نکاسی) پر محصول لیا جاتا ہے۔ اکثر برہما کے چاول جاتے ہیں۔ برہما میں زمین کا روپیہ بہت کم ہے اور برہما اور انڈیا نے بہت برسوں سے کل یوروپ میں چاولوں کے لیجانیکا اجارہ لے رکھا ہے۔ محصول ۳ من لیا جاتا ہے۔ سنہ ۱۹۰۱ء میں اس سے بحساب اوسط

آمدنی محصول ۶۰۰۰۰ پونڈ ہوئی ہے۔

مارچ ۱۸۹۴ء میں گورنمنٹ انڈیا نے اس سبب سے کہ فنانشل پر بوجہ روپیہ کی قیمت کی کمی کے سبب سے پڑا تو اسکو نئی ٹیکسیں لابدی لگانی پڑین تو سرکاری آمدنی کی بڑھانے کے لیئے سب سے کم قابل اعتراض یہہ تدبیر معلوم ہوئی کہ درآمد پر محصول لگا دیا جائے۔ سنہ ۱۸۷۳ء میں جہازی اسباب تجارت پر سوا ربیش قیمت دھاتون کے ہر چیز پر جو انڈیا میں آتی تھیں پانچ روپیہ سیکڑہ محصول لیا جاتا تھا یہی محصول کچھ ترمیم کرکے پھر لگا دیا۔ جن اشیا پر محصول لگایا تھا ان میں چاندی بھی داخل تھی اور روئی کے کپڑے کا محصول معاف تھا۔ یہہ روئی کے کپڑے کا محصول تھوڑے دنون تک معاف رہا۔ دسمبر ۱۸۹۴ء میں روئی کے کپڑے اور سوت پر پانچ روپیہ سیکڑہ محصول پھر لگ گیا اور ایسے ہی اس روئی کے کپڑے اور سوت پر جو ہندوستان میں ملین بنائیں پانچ روپیہ فیصدی قیمت پر محصول لگ گیا۔ فروری ۱۸۹۶ء میں ان محصولات کی پھر درستی ہوئی کہ جو روئی کا کپڑا باہر سے ہندوستان میں آئے اسپر ۳½ فیصدی قیمت پر محصول لگایا گیا اور اسی قدر محصول اس روئی کے کپڑے پر لگایا گیا جو ہندوستان کی ملون مین بنایا جائے سنہ ۱۹۰۲ء میں محصول لیئے گئے سنہ ۱۹۰۰ء میں تمام درآمد کی جو سمندر سے ہوئی قیمت ۷۰۳۱۴۰۰۰ پونڈ تھی اس قم میں گورنمنٹ کے مال اور اسباب کی قیمت ۳۰۷۸۰۰۰ پونڈ اور سونے چاندی کی قیمت ۵۴۰۹۰۰۰ پونڈ داخل تھیں۔ نمائی کل تجارت درآمد مال کی ۵۰۸۸۲۰۰۰ پونڈ کی اور چاندی سونے کی قیمت ۱۰۹۷۶۰۰۰ پونڈ تھی۔ نمک کو خارج کرکے اگر خانگی تجارت کی ان چیزوں کو ایک طرف رکھدیں جنپر بالضرور محصول لگتا ہے یا نہ محصول لگانے کی کوئی وجہ ہوتی ہے جیسے چاندی۔ اسلحہ و اسباب جنگ و مٹی کا تیل سنہ ۱۹۰۰ء میں اور شکر تو باقی چیزوں کی قیمت جو قابل محصول ہین ۴۲۵۰۰۰۰ پونڈ ہے روئی کے کپڑے اور سوت کی جو بالکل انگریزی ہی بنا ہوا ہو درآمد کی قیمت ۲۰۰۰۰۰۰ پونڈ ہے یعنی اگر اجناس مذکورہ کو مستثنے کردو تو کل درآمد تجارت

نصف کے قریب خالص انگریزی ہے سنہ ۱۹۰۰ء میں کل آمدنی کسٹمس محصول کی تخمینہ ۱۴
۷۰ ہزار پونڈ ہوئی ۔ ان اشیاء سے قطع نظر کر کے جنکی جدا فہرست اوپر لکھی گئی ہے
روئی کے کپڑے اور سوت کی آمدنی کل آمدنی کی نصف ہے یعنی ۰۰۰ ۱۲۲ پونڈ
انڈیا میں جو جہاز سے تجارتی مال کی درآمد ہوتی ہے اس میں چار سو چیزوں کا نام مخصوصاً
مخصوص کی گئی ہیں لیکن اس تعداد سے ان چیزوں کی تعداد زیادہ ہے جنپر محصول
لیا جاتا ہے اس لئے محصول ان تمام اشیا پر لیا جاتا ہے جو ہیں اور جن ہی چیزوں پر
چند ہی چیزیں مستثنیٰ ہیں جیسے کہ زندہ حیوان چھپی ہوئی کتابیں ۔ روئی اناج ۔ کوئین ۔
سونا ۔ سکے ۔ کوئلہ ۔ چھاپہ کا سامان ۔ ریلوے کا متعلقہ ۔ جہاز ۔ خام اون کی بابت
ہوئی خاص چیزوں پر محصول ایک جیسی ہے اگرچہ انڈیا میں جو جہاز میں چیزیں تجارتی
آتی ہیں انکی فہرست بڑی طویل ہے جنپر محصول لیا جاتا ہے لیکن ان میں سے چند چیزیں
ایسی ہیں کہ ان سے محصول کی زیادہ آمدنی ہوتی ہے اور وہ چیزیں یہ ہیں شراب
مٹی کا تیل ۔ شکر دھات جسمیں چاندی بھی داخل ہے اور روئی کا کپڑا ۔ کل محصول کی
کی تین چوتھائی آمدنی ان چیزوں کے محصول سے وصول ہوتی ہے ۔ جہاز سے جو چیزیں
آتی ہیں ان میں روئی کا کپڑا سب سے بڑی چیز ہے ۔

باب بست وسوم

پردیسی تجارت ۔ انگلنڈ کو جو روپیہ بھیجا جاتا ہے کرنسی رائج الوقت سکے

ہندوستان کی سوداگری وصنعت کاری ومحنت پردازی کا نشو ونما پانا

ہندوستان جو غیر ملکوں سے تجارت کرتا ہے اسکا نام ہم پردیسی تجارت رکھتے ہیں
وہ آخر نصف صدی میں نہایت ہی بروسعت کا ظاہر ہوئی ہے اسی ملک کی مادی
دولت کی بڑی ترقی کی تحقیق صحیح ہوئی ہے ۔ سنہ ۱۸۳۴ء میں بحری تجارت تقریباً ۲۰۰۰۰۰۰
روپیہ کی تھی سنہ ۱۸۵۸ء میں پہلے اس سے کہ ملکہ معظمہ کے ہاتھ میں عنان سلطنت آئے

۵۵۰۰۰۰۰۰۰ روپے کی تھی اور ۱۸۷۷ء میں ۱۱۴۰۰۰۰۰۰۰ روپیہ کی تھی اور سنہ ۱۹۰۰ء میں تقریباً ۱۵۲۰۰۰۰۰۰۰ روپے کی ہندوستان کی پردیسی تجارت کو انگلستان کی بھی آخر صدی کے وسط کے پردیسی تجارت سے بڑھ گئی یہ تجارت ۹۰۰۰ جہازوں میں ہوئی جنہیں ۲۷۴۹۶۰۰۰۰ من وزنی مال لدا انہیں اسی فیصدی سے زیادہ جہاز تھے جنپر انگلینڈ ہی کا جھنڈا اکھڑا تھا۔ پردیسی تجارت کا مال دو تہائی سے زیادہ نہر سویز میں گذرتا ہے۔ ساحلی اسباب تجارت کی قیمت سنہ ۱۹۰۶ء مین ۶۲۳۰۰۰۰۰۰۰ روپے سے زائد تھی۔

تجارت کی حالت

انڈیا میں درآمد مال میں مصنوعی اشیا ہوتی ہیں اور برآمد مال مین زراعتی پیداوار ہوتا ہے درآمد مال میں روئی کا کپڑا سب سے بڑی تجارت کی شے ہے بہت برسون سے اس تجارت کی شاخ میں اس سبب سے ترقی نہیں ہوتی کہ اس کے مقابلہ میں ہندوستان میں بھی کلوں سے کپڑا بنایا جانے لگا ہے۔ سنہ ۱۸۵۱ء سے پہلے کوئی کوٹن مل یعنی روئی کی کل نہ تھی۔ پچھلے سالوں سے کلوں کے ذریعہ سے کپڑا بنانے میں بہت جلد نہایت ترقی ہو گئی ہے۔ خاص کر بمبئی میں وہاں سوا ہر ایک کپڑوں کے سب قسم کا کپڑا کلوں کے ذریعہ سے بنایا جاتا ہے۔

۱۸۷۷ء میں ہندوستانی ملوں میں ۱۳۰۰۰۰۰ اسپنڈل (تکلے) چلتے تھے۔

سنہ ۱۹۰۰ء میں ۱۹۲ ملیں تھیں جنہیں ۵۰۰۰۰۰۰ سپنڈل (تکلے) تھے۔ ہر روز انہیں ۱۵۶۰۰۰ آدمی کام کرتے تھے ان کلون کا بنایا ہوا کپڑا فقط ہندوستان کے بازارون میں نہیں فروخت ہوتا بلکہ اس کا دساور باہر جاپان و چین اور ایشیا کی ملکوں میں جانے لگا۔ صرف یہی روئی کی صنعت کاری و محنت پردازی نہیں ہے بلکہ بنگال کی جیوٹ ملیں کچھ بمبئی کی کوٹن ملوں سے کم نہیں ہیں۔ مصنوعی اور خام جیوٹ کا دساور بہت جلد بڑھ گیا ہے۔ درخت جس کہ تجارتی جیوٹ حاصل ہوتا ہے اس کو ہندوستان میں پاٹ یا گوشنا کہتے ہیں کلکتہ کے کل دساور کا نصف حصہ جیوٹ کا دساور ہے۔ شمالی ہند میں ملیں ہیں جنمیں اونی کپڑا تیار کیا جاتا ہے۔ یورپ

اسقدر شراب نہیں آتی جسقدر جو کی شراب ہندوستان مین کلوں کے ۔ ۔ ۔
ذریعہ سے تیار ہوتی ہے سرکاری دفتروں میں جو کاغذ خرچ ہوتا ہے وہ
زیادہ تر ہندوستان کی کلون کے ذریعہ سے بنایا جاتا ہے ۔ برہما میں چاول
اور لکڑی کی کلون میں نہایت جلد بہت آدمیون کو روزی ملنے لگی ہے اور اسی ملک
کی کانون مین مٹی کا تیل بہت پیدا ہوتا ہے ان میں بہت سے آدمی کام کرتے
ہیں آیندہ ان کامون سے بڑی اچھی امیدین ہین ۔ کوئلہ کے پیداوار نے خاصکر
بنگال میں بڑی ترقی کی ہے ۔ ہندوستانی کانی کوئلہ بہت سار یلوں وصنعتگاہون
میں خرچ ہوتا ہے اسکا بھی دساور جانے لگا ہے سنہ ۱۹۰۱ء میں کلکتہ سے کوئلہ
کے بھرے ہوئے سو سے زائد جہاز روانہ ہوئے ۔ جہاں سے بیس برس پہلے ایک
ٹن کوئلہ بھی نہیں جاتا تھا ۔
حال کے سالوں میں ہندوستان مین کان کنی اور صنعت کاری کی محنت پردازی
میں ترقی نمایان کی علامتیں قابل اطمینان ظاہر ہوتی ہیں مسٹر شررس
سول افسر نے بنگال کی ترقی کی یادداشت لکھی ہے جسکا ترجمہ نیچے لکھا جاتا ہے ،،
بنگال کی بندرگاہوں میں جو پردیسی تجارت نے وسعت پائی ہے اسکی کان کنی
اور صنعت کاری کی پھرتی و چستی نے بالکل گرہن لگا دیا ہے اس نے دار السلطنت
کے ضلع کو صنعت کاری کی محنت پردازی کا ضلع بنا دیا ہے ۔ صرف اعداد سے ہی
دل پر یہہ باتین ایسی نقش پذیر نہیں ہوتین جیسی دریائے ہگلی میں سفر کرنے سے جسکے
کنارون پر جا بجا چمنیاں کلون کے کارخانون کی نظر آتی ہیں ۔ دریا میں ہر جگہہ فیکٹریونکے
نئے نئے عکس دکھائی دیتے ہیں ملوں وکارخانوں کی کل تعداد جنمیں سے چار کے کارخانون
کی تعداد خارج کر دی جائے تو وہ سنہ ۹۲-۱۸۹۱ء میں ۱۹۸ تھی اب سنہ ۱۹۰۱ء میں ۱۸۱۷ ہی
یعنی ۹۲۲ فیصدی زیادہ ہوگئی ہیں اور آدمی جو ان میں کام کرتے ہیں وہ ۲۶۳۴۸۳
سے بڑھکر ۴۸۲۷۴۲ ہوگئے ہیں یعنی ۱۴۱ فیصدی زیادہ ہوگئے ہیں ان کلوں کے
ناموں کی مختلف پیشیانیاں پچاس ہین جنمین ہڈیون کے پیسنے کی ملین چونے کے

کارخانے ۔ کیمیاوی کارخانے ۔ لاک کی کوٹھیاں (فیکٹری) ۔
تیل نکالنے کی ملیں ۔ مٹی سے برتن بنانے کی کلیں ۔ کپڑوں کے بنانے کی جھیلیں ۔ شکر کی فیکٹری ۔ چمڑا صاف کرنے کی فیکٹری ۔ چاول اور آٹے کی ملیں ۔ ریشم کی ملیں اور کارخانے اور رسون کے کارخانے وغیرہ وغیرہ ۔ پیتل اور لوہے کی ڈھلائی کے کارخانوں مین جو آدمی کام کرتے ہین اس آخر قرن ده ساله مین دوچند ہو گئے ہین اس قرن کے آخر مین ٢٥ بڑے بڑے کارخانے تھے جن مین ١١٦ آدمی کام کرتے تھے ۔ جمال پور مین ایسٹ انڈیا کمپنی کے ورکشاپوں سے اسی زمانہ مین ٦٨٠٠ روپے کا کام بڑھ کر ١٣٢٠٠٠٠٠ روپے کا کام بنا ہے ۔ کاغذ پہلے کی نسبت دوچند بنایا گیا ہے اور اسکی قیمت مین ٨٠ فیصدی کا اضافہ ہوا ہے سب سے زیادہ صنعت کاری جیوٹ کی محنت پردازی کی ہے اس قرن ده ساله کے اول نو سالون مین ملون کی تعداد مین دس کا اضافہ ہوا ہے ۔ آدمی جنہوں نے اس مین کام کیا ٩١٠٤٦ سے ١١٠٠٥١ تک پہنچے اور ان مین مال ١٣٣٣٠٠٠٠ پونڈ سے ٥٧٠٠٠٠٠ پونڈ تک تیار ہوا ۔ رقبہ زیر زراعت کی تعداد ٢ لاکھ ایکڑ یعنی ٣٥٠٠ مربع میل تھی ۔ جوٹ کی کلوں کی درآمد کی قیمت ٣٣٤٠٠٠ پونڈ تھی دوران مین ١١٣٤٩٣ آدمی کام کرتے تھے ۔ ان اشیاء کے دساور کی قیمت ٢٥٦٧٠٠٠ پونڈ سے ٦٧٠٠٠٠٠ پونڈ بڑھ گئی جو یہان بالکل یا بالجبر بنائی گئی تھین یعنی ١٩٥ فیصدی کا اضافہ ہو گیا ۔

انڈیا مین چار کی زراعت اور اس کے بنانے کی بڑی ترقی ہو گئی ہے ۔ بہت سے آدمی زندہ ہین جنہون نے اسکی کاشت کی ابتدا کو دیکھا ہے ۔ اب اس کی زراعت اور بنانے مین یوروپین سرمایہ لگانے کے لئے نیل سے زیادہ میدان فراخ ہے ۔ اول اسکی کاشت گورنمنٹ نے کی پھر بہ تدریج ہندوستانیون کی توجہ اسپر ہوئی ۔ پہلے سیاحون نے بیان کیا ہے کہ ہمالیہ کے جنوبی وادی مین چار خودرو ہوتی ہے مگر انہون نے اسکی شناخت مین غلطی کی ۔ اصل چار آسام کے جنگلوں مین خودرو ہے وہان چار کا درخت بہت بڑا ہوتا ہے غرضیکہ یہ کہا جاتا ہے کہ چین مین آسام ہی سے چار کا بیج گیا ہے ۔
سنہ ١٨٣٤ء مین لارڈ ولیم بینٹنک کے عہد حکومت مین ایک کمیٹی مقرر ہوئی کہ ہندوستان مین

وہ چاء کی زراعت کو داخل کرے۔ گورنمنٹ نے خود ہمالیہ کے اضلاع اور ممالک مغربی شمالی میں اس کے باغ لگائے اور ان باغوں کے اہتمام کے لیئے ہنرمند چینی باغبان بلائے۔ برسوں تک زراعت کا نتیجہ ایسا ایسا نہ تھا کہ اگر اس کی کاشت کا تجربہ گورنمنٹ کے ہاتھ میں نہ ہوتا اوروں کے ہاتھ میں ہوتا تو وہ اسکو چھوڑ بیٹھتے مگر گورنمنٹ کی خوش نصیبی تھی کہ اسنے دانشمندانہ صبر استقلال سے اسے قائم رکھا۔ جب تجربہ نے تبلادیا کہ کن باتوں کو کرنا چاہیئے اور کن باتوں سے بچنا چاہیئے تو پھر ایسی کامیابی ہوئی کہ گورنمنٹ کے کام کرنے کی ضرورت نہیں رہی بلکہ اس کی زراعت کو اور آدمیوں نے اپنے اہتمام میں لے لیا۔ غرض یہہ ابتدا ہندوستان و سیلون میں چاء کی زراعت کے و نبانے کی تھی جو ایسی بڑھی کہ برطانیہ اعظم میں تقریباً پہلی کی چاء خرچ ہوتی ہے۔ مشرقی بنگال کے اضلاع میں بہ نسبت شمالی اضلاع کی چاء کی کاشت کو زیادہ فروغ حاصل ہوا۔ سیلون میں جہاں ہندوستان سے چاء کا بیج لیجاکر بویا گیا تھا وہاں اسکو بہت جلد نشو و نما ہوا۔ جیسا کہ چاء کی تجارت میں تھوڑے دنوں میں تغیر عظیم ہوا شاید ایسا کسی اور تجارت میں نہ ہوا ہوگا۔ برطانیہ اعظم میں ۱۸۸۶ء میں دو تہائی چاء ہندوستانی خرچ ہوئی وہاں سنہ ۱۹۰۱ء میں ۳۰۰۰۰۰۰۰۰ پونڈ چاء خرچ ہوئی جس میں ۸۰۰۰۰۰۰ پونڈ چاء چین سے آئی تھی اور ۶۰۰۰۰۰۰ پونڈ انڈیا سے اور ۱۰۵۰۰۰۰۰ پونڈ سیلون سے اس سال میں برٹش کو ہندوستانی چاء سے ۳۷۰۰۰۰ پونڈ کی آمدنی ہوئی اور چین کی چاء سے ۲۴۶۰۰۰ پونڈ کی جو پہلے کی نسبت بہت کم تھی۔

انڈیا میں جب تک چاء کی کاشت و صنعت نہیں ہوئی تھی نیل ہی کی زراعت و صنعت کا بڑا فروغ تھا جس میں اہل یورپ کا سرمایہ خرچ ہوتا تھا۔ مگر اہل جرمن نے ایسا مصنوعی نیل بنایا کہ اس کے آگے ہندوستانی نیل کی زراعت ایسی مات ہوگئی کہ اب یہہ امر مشتبہ ہوگیا ہے کہ کہیں یہہ بڑی زراعت غارت و تباہ نہ ہوجاے سب سے زیادہ عمدہ پیداوار ہندوستان کا شکر ہے۔ آسٹریا۔ ۔ ۔

ہنگری اور جرمنی سے چقندر کی شکر اسقدر آئی کہ اسنے لاکھوں ہندوستانی ایکھ بونے والوں کو ڈرا دیا ۱۸۹۹ء میں اور پھر ۱۹۰۲ء میں انگلنڈ میں ایسی جلد اس شکر کی درآمد کی ترقی ہوئی کہ اسپر ایسا محصول لگا دیا کہ دونو شکروں کی قیمتوں میں برابری ہوگئی اور گورنمنٹ کو خیال ہے کہ آیندہ ہندوستان اس تجارت کو قائم رکھے۔

کونین — کونین بھی نیلگری کے پہاڑوں اور اور مقاموں میں گورنمنٹ نے کاشت کرائی ہے وہ کچھ فائدہ کی نظر سے نہیں بلکہ محض اس لیئے کہ ہندوستان میں ایک دوا جو بخار کے لیئے اکسیر ہے سستی ہندوستانیوں کو ملجائے اور یہاں کے دوائی خانوں اور اسپتالوں میں جو روپیہ اس دوا کے خرید کرنے میں پڑتا ہے وہ کم ہو جائے۔

قہوہ — قہوہ کا دساور بھی ہندوستان سے لاکھ دو لاکھ روپیہ کا جاتا ہے مگر اس میں کچھ کمی و بیشی نہیں ہوتی ایک حال پر چلا جاتا ہے۔ قہوہ کی کاشت بھی یہاں انگریزی عملداری کے سبب سے ہوئی ہے۔

پردیسی تجارت — ہندوستان میں جو پردیسی تجارت ہوتی ہے اسکی خاص حالت ہے ہندوستان میں تقریباً تیس کروڑ آدمیوں کی آبادی ہے جس میں ۲۲ کروڑ آدمیوں سے کچھ کم و بیش کا گذارہ فقط زراعت سے ہوتا ہے۔ صنعت کاری و کاریگری کی بڑی بڑی محنت پردازیاں بہت ہی کم ہندوستان میں ہیں اور جو ہیں وہ یوروپین سرمایہ سے یا انکے سہارے سے چلتی ہیں۔

دنیا میں جو بڑی بڑی چیزیں زراعت کی ہیں ایسی نہیں جو ہندوستان میں بوئی نہ جاتی ہوں یا بوئی نہ جاسکتی ہوں۔ منطقہ معتدلہ اور منطقہ حارہ کی ساری زراعتی پیداوار و نکی زراعت کے لیئے کوئی نہ کوئی زمین اور آب و ہوا ہندوستان میں ملجاتی ہے۔

ہندوستان میں زراعتی پیداوار کے ارزاں پیدا کرنے کی اور غیر ملکوں کے لیئے خوراک کے سرانجام دینے کی اور وہاں خام چیزوں کے بھیجنے کی جنکو غیر ملک والے اپنی صنعتکاری خرچ کریں قوت ایسی ہے کہ اسکی نہایت نہیں جیسی ہندوستان میں اشیا کے پیدا کرنیکی قابلیت ہے ایسی ہی یوروپین انکے خرچ کرنے کی قابلیت ہے ہندوستانیوں کی

اپنی ساری ضروری چیزین یہیں ان کے گھر میں پیدا ہو جاتی ہیں یہہ بھی سچ ہے کہ یہاں کے اکثر دولتمند یوروپ کی عیش و عشرت کی چیزون سے ناآشنا ہیں یہاں ایسی آدمیون کی مفلسی نہیں ہے جیسی انکی تمدنی و محنت پردازی کی خاص آہستہ حالت ہے جس میں وہ رہتے ہیں غیر ملکون کی پیداوار کی خواہش انکو نہایت ہی کم ہے۔ وہ غیر ملکوں کی ان ہی چیزوں کو خریدتے ہیں جو ان کے خرچ میں زیادہ آتی ہیں مگر وہ انکو ارزان خود نہیں بنا سکتے جیسے کہ کپڑا ہے۔ دہاتون کی بنائی ہوئی چیزین اور دہاتین جنھیں وہ خود اپنی صنعت خرچ کرتے ہیں ان کو ایک اور چیز کی بھی مانگ ہے جسکو وہ اپنے ملک میں نہیں پیدا کر سکتے غیر ملکون ہی سے انکو حاصل ہوتی ہے۔ ہندوستان میں ہمیشہ سے قیمتی دھات (سونا چاندی) آتے رہتے ہیں۔ مدتوں کی بدنظمی اور ظلم و تعدی نے انکو یہ سبق پڑھائے ہیں جنکو وہ جلدی سے نہیں بھولتے کہ اپنی کمائی کی بچت کی یہی صورت ہے کہ سونے چاندی کی صورت میں اسکو رکھیں۔ پس انکو تھیلیوں میں رکھنے کے لئے یا زمین میں دفن کرنے کے لیئے سونے چاندی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسکو کیا سکوں کی صورت میں رکھتے ہیں یا زیور کی صورت میں۔ تہواروں اور شادی بیاہ کی رسموں میں جو غریب عورتیں بھی زیور پہنتی ہیں اپر تعجب ہوتا ہے۔ پانچ سال مین جو سنہ ۱۹۰۲ء پر ختم ہوتے ہیں سونے چاندی کی درآمد ۲۷۵۰۰۰۰۰۰ روپیہ ہوئی ہے اسی عرصہ میں سب تجارت کی چیزون اور خزانہ کی درآمد کا اوسط سالانہ اسکی برآمد مال سے بقدر ۱۴۰۰۰۰۰۰۰ روپیہ کے کم ہوا ہے۔ اس اغزانش کا معاوضہ انڈیا براہ راست بلا واسطہ تجارتی چیزون میں نہیں پاتا اور اسکا مساوی لہ اور صورتون میں پاتا ہے۔

سیٹ اور انگلش مین نے اپنے سرمایہ کی بڑی مقدار ریلوے و آبپاشی کے کاموں میں اور محنت پردازی کے کار ہائے عظیم میں خرچ کی ہے اور خرچ کر رہی ہے انڈیا کو اس سرمایہ کا سود ادا کرنا پڑتا ہے علاوہ اس کے انگلنڈ میں بڑی بڑی رقمین

انڈیا کو اس سبب سے دینی پڑتی ہیں کہ وہ انگلنڈ کا محکوم ہے گورنمنٹ کے ایک حصہ کا خرچ اسکو انگلنڈ میں دینا پڑتا ہے۔ انڈیا میں انگریزی حکومت کا ہونا ہندوستانیوں ہی کی اپنی اغراض کے لئے ہے جو کچھ وہ دیتا ہے اس سے بالجبر نہیں لیا جاتا ہے بلکہ وہ مقتدر موثر گورنمنٹ کی ان خدمات کا معاوضہ دینا ہے جو حقیقت میں اس کی کی جاتی ہیں اس معاوضہ سے زیادہ اس سے نہیں لیا جاتا۔ انگلنڈ میں جو روپیہ انڈیا دیتا ہے اسکی مدات بہت سی ہیں جنکی تفصیل یہ ہے کہ انڈیا میں جو انگلنڈ کا سٹرلنگ (سونے کے سکے) میں سرمایہ خرچ ہوتا ہے اسکا سود۔ سول اور ملیٹری انتظامات کا خرچ سود اور سالانہ خرچ سٹیٹ ریلوے سے اور گارنٹی کمپنیوں اور معمولی قرضوں کے سبب سے فرلو کی تنخواہیں۔ پنشنیں۔ انگلنڈ میں جو گوروں کی سپاہ ہندوستان کی خدمتگزاری کے لئے رہتی ہے اسکا خرچ جو انگلنڈ کی گورنمنٹ کو دینا پڑتا ہے ہر قسم کے سٹور کی قیمت ہندوستان کی ریلوں کے لئے جو سامان خریدا جاتا ہے اسکی قیمت انڈیا آفس میں سکریٹری اوف سیٹٹ کے محکمہ کا خرچ دینا پڑتا ہے معمولی سالانہ خرچ محکمہ مذکور کا جس سے ان سٹوروں کا خرچ خارج ہے جو انڈیا کے لئے خریدے جاتے ہیں ....۱۲ پونڈ ہے سال بسال جو انڈیا سے انگلنڈ کو روپیہ بھیجا جاتا ہے اسکی مقدار بدلتی رہتی ہے سنہ ۱۹۰۰ء میں تقریباً ......۷ پونڈ تھی۔

نہایت مختصر طور پر یہ بیان کیا جاتا ہے کہ انڈیا پر جو روپیہ واجب الادا ہوتا ہے وہ انگلنڈ کو کس طرح ادا کیا جاتا ہے بحساب اوسط جو انڈیا کی برآمد مال کا اضافہ درآمد مال پر ہوتا ہے اسکا اوپر بیان ہوا کہ وہ سنہ ۱۹۰۲ء میں ......۴ پونڈ تھا بس انڈیا کے اس برآمد مال کی قیمت کی رقم سکوں میں اسطرح ادا کی جاتی ہے کہ انڈیا کا برآمد مال کرنیوالا ہندوستان کا پیداوار لیوروپ میں فروخت کرتا ہے اب اور یورپین درآمد مال کرنے والا انڈیا کے روپیہ کے ادا کرنے کے لئے کیا تو روپیہ ہندوستان میں بھیجے یا وہ لندن میں ہندوستان کے لئے بل (ہنڈویان) خریدے۔ انڈیا سے جو روپیہ جاتا ہے اس کا زیادہ حصہ سکریٹری اوف سیٹٹ پاس بھیجا جاتا ہے بس وہ بل ہندوستان کے خزانوں

جاری کرتا ہے جو ہندوستان میں شاہی آمدنی سے خرچ کیئے جاتے ہیں اور یورپ میں درآمد مال کرنے والا وہ روپیہ حاصل کرنا چاہتا ہے جو انڈیا میں اسکو مطلوب ہے وہ ان بلون کو خریدنے سے حاصل کرتا ہے اسطرح سے سکرٹری او سٹیٹ کو وہ روپیہ حاصل ہوجاتا ہے جو اسکو انگلنڈ میں مطلوب ہے دس سال کے عرصہ میں جو ۱۹۰۰ء پر ختم ہوتا ہے سکرٹری او سٹیٹ کی بلوں کا اوسط تقریباً ۱۵۵۰۰۰۰۰ پونڈ تھا یہی وہ عمل ہے جسکے سبب سے بعض اوقات یہہ بیان کیا جاتا ہے کہ انڈیا اپنے خزانہ سے خالی ہوا جاتا ہے اسکو انگلنڈ کو اتنا خراج دینا پڑتا ہے کہ وہ پسا جاتا ہے۔ لیکن ان بیانات کی کچھ اصل نہیں وہ جاہلانہ ہیں انڈیا سے انگلنڈ کیا ان خدمات کا معاوضہ لیتا ہے جو وہ اسکی کرتا ہے یا وہ سود اپنے اس سرمایہ کا لیتا ہے جو وہ انڈیا میں خرچ کرتا ہے۔ اب وہ زمانہ نہیں رہا کہ اس بات کو ضروری ماننا پڑتا تھا کہ وہی ملک فائدے میں رہتا ہے جس میں درآمد مال بہ نسبت برآمد مال کے زیادہ ہوتا ہے۔ یہہ دقیانوسی رائیں ہیں جنکی نسبت سر روبرٹ جفن یہہ فرماتے ہیں کہ ایسے ڈھکول کی باتوں کے یقین کرنے والے اس کے مستحق نہیں ہیں کہ وہ اکونومسٹ (پولیٹکل اکونومی یعنی سیاست مدن جاننے والے) کہے جائیں گو انکی باتیں بازاری لوگ یا پولیٹک جاننے والے قبول کرتے ہوں۔ میزان تجارت اور درآمد مال کی افزونی برآمد مال پر صرف ایسے گڑھے ہوگئے ہیں جنہیں ناواقف کارگرتے ہیں۔ برطانیہ اعظم میں اتبک درآمد مال بہت زیادہ برآمد مال سے ہے اسکے برخلاف آخر زمانہ تک یونائیٹڈ سٹیٹس (جو غالباً دنیا میں سب سے زیادہ متمول ملک ہے) میں برآمد مال مثل ہندوستان کے بہت زیادہ درآمد مال سے تھا۔ یہ ظاہر سچی بات ہے برطانیہ اعظم میں دولت جو بافراط جمع ہے اسکا سبب یہہ ہے کہ وہ مفید کاموں میں ساری دنیا میں اپنا سرمایہ لگاتا ہے اور اسکا جائز معاوضہ درآمد مال کی افزائش کی صورت میں پاتا ہے اسطرح یونائیٹڈ سٹیٹس اور انڈیا اور اور ملک جو انکی مثل ہیں اسکی

اسکی امداد کرتے ہیں - انڈیا جو انگلنڈ کو روپیہ ادا کرتا ہے وہ نتیجے اور شہادت ان فائدون کے ہیں جو وہ انگلنڈ کے تعلق سے حاصل کرتا ہے ہمیشہ کی خونریزی و بدنظمی و غارتگری کی بجائے انگلنڈ نے انڈیا کو امن و عافیت و خوش نظمی و عدل و انصاف دیا ہے اگر آج انگریزی حکومت انڈیا سے موقوف ہو جائے تو پھر وہی ساری مصیبتیں اور آفتیں ہندوستان پر یقینی نازل ہوتی ہیں جنسے کہ اُسنے ہندوستان کو بچایا تھا انڈیا جو انگلنڈ کو روپیہ دیتا ہے وہ سود اس سرمایہ کا ہے جو انگلنڈ نے انڈیا میں لگایا ہے اور اس سرمایہ میں صرف اسکا روپیہ ہی نہین لگا ہے بلکہ اسکی عقل و جودت و قوت و ستعدی بھی شامل ہے جنپر حسن انتظام اور تجارت کی خوشحالی موقوف ہے ان سے جو کل فوائد انڈیا کو حاصل ہوتے ہیں انکے عوض مین وہ روپیہ دیتا ہے اور انگلشی سرمایوں کے لگانے سے جو ہندوستان کو فوائد حاصل ہوتے ہیں وہ اس قیمت سے بہت زیادہ وزنی ہیں جو ہندوستان ادا کرتا ہے بس وہ اپنے برآمد مال سے جو درآمد مال سے بہت زیادہ ہے اپنے نقصانون کا عوض پالیتا ہے انگریزی سرمایہ جو مفید پبلک ورکس انڈیا میں خرچ ہوتا ہے اسکا سود جو انڈیا دیتا ہے وہ اصل میں کچھ نہیں اس لئے کہ اس سرمایہ لگانے کا جتنا سود دیتا ہے اُس سے بہت زیادہ خود فائدہ اس سرمایہ کے لگنے سے حاصل کرلیتا ہے مثلاً ہندوستان میں ۰۰۰۰۰۰ ۲۶ پونڈ ریلوں اور نہروں میں خرچ ہوا ہے یہہ روپیہ کچھ شاہی لونون سے یعنی روپیہ کے قرض لینے سے یا روی نیو (آمدنی ملک) سے یا ان کمپنیوں سے حاصل ہوا ہے جنکے سود دینے کی گورنمنٹ کفیل ہے یا سٹیٹ کی اور امدادون سے - ریلون کی کل آمدنی کی رقم ۰۰۰۰۰۰ ۲۵ پونڈ ہے جو شاہی خزانون میں داخل ہوتی ہے جسکا بہت سا حصہ خود ہندوستان میں مزدوروں کی مزدوری میں اور کاریگرون کی اجرت میں خرچ ہو جاتا ہے صرف ۰۰۰۰۰۰ پونڈ انگلنڈ کو اس سرمایہ کا سود بھیجا جاتا ہے جو اُسنے اپنا لگایا ہے - بس وہ آدمی جو ریلون کو اپنے کام میں لانے کے لئے ۰۰۰۰۰۰ ۲۵ پونڈ دیتے ہیں انکو بہت زیادہ

فائدہ ہوتا ہے اگر وہ اپنی گنواری انگلستان سواریون کا کرایہ مجبوراً دیتے تو یہ رقم سے انکو بہت زیادہ دینا پڑتا مسافرون کا سفر خرچ اور اسباب کی بار برداری کا خرچ ریل مین جتنا کم ہے اتنا کسی اور طرح سے وہ کم نہیں ہو سکتا زیادہ ہی ہوتا ہے یہہ حساب نامعقول نہیں کیا گیا ہے کہ ریلون کے سبب سے انڈیا مین باربرداری اور ایک جگہہ سے دوسری جگہہ جانے کا خرچ بہت ہی کم ہو گیا ہے۔ یہہ ریلین زیادہ تر انگریزی سرمایہ سے بنتی ہین انسے ہندوستانیون کو .... پونڈ یا ...... پونڈ سالانہ کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ تجارت بغیر ان ریلوں کے کبھی اسقدر زیادہ نہین ہوتی جتنی اب وہ ہو گئی ہے اسکی ایک مثال یہ ہے کہ ...... دٹن (ٹن ستائیس من کے قریب ہوتا ہے) کوئلہ ریلوے پر سنہ ۱۸۹۱ء مین گیا ہے جو بغیر ریلوے کے کسی طرح وہ جا ہی نہیں سکتا تھا اس کوئلے میں سے ...... ۲ ٹن کی برآمد ہوئی یعنی غیر ملکون مین وہ گیا۔ بس یہہ ...... پونڈ کا انگلینڈ جانا بتلاتا ہے کہ اس سے انڈیا دولت سے خالی نہیں ہوتا بلکہ وہ ایک ایسا معاملہ ہے جس سے انڈیا کو بہت فائدے حاصل ہوتے ہیں یہی حال ان انگریزی سرمایون کا ہے جو چاء۔ قہوہ نیل کوٹن ملون اور اور صنعت کاری کے کامون مین لگایا گیا ہے جنکا سود انڈیا ادا کرتا ہے وہ اس سود کے دینے سے مفلس نہیں ہوتا بلکہ متمول ہوتا ہے۔

مگر ایک بات ہے جس میں انڈیا کا بہت بڑا نقصان انگلینڈ کو ان بہاری رقمون کے ادا کرنے میں ہوتا ہے اسکی وجہ یہہ ہے کہ ان دونو ملکون مین سکون کی قیمت کا پیمانہ واحد نہیں ہے انگلنڈ میں قیمت کا پیمانہ سونے سے ہوتا ہے بس جو انڈیا کو رقم انگلنڈ میں ادا کرنی ہوتی ہے وہ اس سونے کے پیمانہ میں کرنی پڑتی ہے مگر ہندوستان کا سارا روپیہ (آمدنی) چاندی میں ہوتی ہے۔ جو ان سنہ ۱۸۹۳ء تک انڈیا میں قیمت کا پیمانہ چاندی تھی اور ٹکسالوں میں چاندی کے سکے ڈھالے جاتے تھے غرض وہاں سکے چاندی کے تھے جنکی مدد تلب سے سکے بھی کرتے تھے۔ پہر کرنسی (زرکا غذ) بھی چاندی کے سکون کی بجائے جاری ہوا تھا۔

سنہ ۱۸۷۳ء میں انگلنڈ میں سونے کی نسبت چاندی کی قیمت میں چندان فرق نہ تھا
بہت ہی کم ایسا ہوتا تھا کہ وہاں دو شلنگ سے کچھ کم پر یہاں کا روپیہ نہ بدلا جاتا ہو مگر
فرانس اور جرمنی میں سکون کے نظام سے چاندی کی قیمت بہت گھٹ گئی پس
انڈیا کو اپنے زر واجب الادا کرنے کے لیے وہاں سونا خریدنا پڑتا تھا جہان اس کی قیمت میں
چاندی کے روپے اس لیے دینے پڑتے تھے کہ انڈیا میں سونا اور انگلنڈ میں چاندی
دونو محض تجارت کی چیزیں تھیں - جب روپے کی قیمت دو شلنگ تھی تو ۱۰۰۰ روپے
انگلنڈ میں ۱۰۰ پونڈ خرید لیتے تھے لیکن جب روپیہ کی قیمت ۱ شلنگ ۳ پنس رہ گئی تو
ہزار روپیہ میں ۶۲ پونڈ ۱۰ شلنگ خریدے جاسکتے تھے چنانچہ یہہ صورت سنہ ۱۸۹۲ء میں تھی
بس اب یہہ سمجھنا آسان ہے کہ جب گورنمنٹ انڈیا کو اپنی چاندی کی گھٹی ہوئی قیمت سے
بڑی مقدار مطلوبہ سونے کی انگلنڈ کے مطالبہ کے ادا کرنے سے خریدنی پڑی تو یہ ایک
امر بڑا قابل التفات ہوگیا سنہ ۹۳-۱۸۹۲ء میں جو انڈیا سے انگلنڈ کو زر واجب الادا بھیجا گیا
اسکی مقدار ۱۶۵۳۲۰۰۰ پونڈ تھی جسکے عوض میں ۲۶۴۷۸۰۰۰۰ روپے دئیے گئے
اگر یہی رقم سنہ ۷۴-۱۸۷۳ء میں ادا کی جاتی تو موافق شرح مبادلہ ۱۱۷۵۲۰۰ روپے دینے
پڑتے پس سونے کی نسبت چاندی کی قیمت کے گھٹنے کے سبب سے ۸۷۰۰۰۰۰ روپیہ
زیادہ دینا پڑا پس جب فی روپیہ شرح مبادلہ ۱ شلنگ ۴ پنس ہوتی تو انڈیا پر ۵۸۰۰۰۰ پونڈ
کا ٹیکس لگ گیا - اگر سونے چاندی کی قیمتوں کے مبادلہ میں یہہ تبدیلیان نہ ہوئی ہوتیں
تو انڈیا کو یہ ٹیکس نہیں دینا پڑتا - گورنمنٹ کے لیے یہہ ناممکن تھا کہ وہ پہلے سے ان
مبادلوں کی شرح کو دیکھ کر سالانہ خرچ کا تخمینہ کرتی کہ کتنے کروڑوں روپیہ کے اندر وہ
ہوگا خواہ کیسی ہی پیش بینی اور دور اندیشی سے وہ تخمینہ کرتی مگر وہ ایسے سببوں سے
درہم برہم ہوجاتا کہ جنپر گورنمنٹ کا کچھ بس نہیں چلتا سنہ ۱۸۹۳ء میں ڈیوڈ باربر نے
لکھا کہ فائنینشل کی حالت مبادلہ کی ان لوگون کے اختیار میں ہے جو کسی طرح سے
چاندی کی قیمت پر اثر کر سکتے ہین اگر اسوقت یہہ تخمینہ کیا جائے کہ فی الحال ۱۵۹۵۰۰۰
روپیہ کا نقصان ہوگا اور شرح مبادلہ مین ایک پینی کا اضافہ ہو جائے تو حساب مین

فاضلات نہ جائنگی اور ایک پینی کی کمی ہوجائے تو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۳۰ روپیہ کی کمی ہوجائیگی اگر گورنمنٹ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۵۰۰ روپیہ کا ٹیکس لگائے تو پیسہ کی ایک طرف کی گردش میں گورنمنٹ کو اور زیادہ ٹیکس لگانے کی ضرورت پڑیگی اور پیسہ کی دوسری طرف گردش سے ٹیکس لگانے کی بالکل ضرورت نہیں رہیگی ۔ جب سال آیندہ کا بجٹ (فرد حساب جمع خرچ) بنانے کا بندوبست کرتے ہیں تو اس میں روی نیو کے بڑھانے کا یا سرکاری اخراجات میں گھٹانے کا جو ہمارے اختیار میں ہیں اتنا خیال نہیں کرنا پڑتا جتنا کہ اس شرح مبادلہ پر خیال کرنا پڑتا ہے ۔

۱۸۹۳ء میں سرجان اسٹریچی نے یہہ فرمایا تھا کہ یہہ جو چاندی کی قیمت متواتر گھٹتی جاتی ہے کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ اسکا گھٹنا کہاں جاکر ٹھیریگا یا گورنمنٹ کے مطالبوں میں متواتر افزائش کا کب خاتمہ ہوگا ۔ جو پہلی بات کا لازمی نتیجہ ہے بالفعل ٹیکسوں کیطرف رجوع ہورہی ہے جو قابل اعتراض ہیں اور جنسے بیچارے غربا پر بوجھ رکھے جاتے ہیں اور ہمارے لیے وہ وقت خطرناک قریب آنے والا ہے کہ جس میں وہ تدابیر اختیار کرنی پڑینگیں جو پولیٹکل کے لحاظ سے اندیشناک ہونگیں یا بےجا ۔ اب تک ہم نے انڈیا میں کوئی ٹیکس ایسی نہیں داخل کی کہ وہ عام ناپسند ہو اور جمہور انام پر اثر کرتی ہو ۔ اگر ہم اس اپنی پولیسی کو بدل ڈالینگے اور اس قسم کے بار رعایا پر ڈالینگے جنکو لوگ پہلے نہیں جانتے تھے تو ہمارا پوزیشن (منصب) بہت مختلف اس سے ہوجائیگا جو زمانہ گذشتہ میں تھا ۔ ہماری سخت مشکلات زیادہ ہوجائینگیں اگر ہم ان خرچوں کے پورا کرنے کے بار ہندوستانیوں پر ڈالینگے جنسے ٹیکس دینے والے کو کچھ فائدہ نہیں ہے اسکی اصل کو وہ بالکل نہیں سمجھتا اور اسکا سبب بلاواسطہ فقط گورنمنٹ کا اجنبی ہونا ہے سچی بات یہ ہے کہ ایسی موجودہ حالتوں میں ٹیکسوں کو ازسرنو درستی کرنے سے کوئی علاج نہیں ہوگا اگر انڈیا ایسا ملک ہوتا جیسا کہ انگلنڈ ہے ۔ جہاں پبلک روی نیو ضرورت کی صورت میں ہر وقت بہت زیادہ ہوسکتا ہے اور جب اسکو معلوم ہوتا کہ چاندی کی قیمت سونے میں متواتر گھٹتی جاتی ہے تو بھی اس کے خزانہ میں جسکی تھاہ نہیں ہمیشہ چاندی کے متواتر بھرنے سے کوئی

رلیف (سہاتیا) اسکو نہ ہوتی اس سوال کا بھاری ہونا جو میری فہم میں ہے اسکو اپنی زبان سے بیان نہیں کرسکتا۔ کوئی انڈیا میں ایسا انگریز حاکم نہیں ہے کہ جس کے دل میں یہ اثر نہ ہو کہ جیسا کہ زمانہ گذشتہ میں روپیہ برباد ہوا ہے ایسا ہی آیندہ بھی ہو کہ کسی دن ہم صرف فائی نینشل ہی کی نہایت سخت شکل میں نہیں پڑجائیں گے بلکہ پولی ٹکل جو کہوں امیز جو صاحب ممدوح نے سوچا تھا وہ وقوع میں آیا کہ ۹۲ء میں گورنمنٹ انڈیا نے سکرٹری اوف سٹیٹ سے درخواست کی کہ انڈیا میں ٹکسالون کے اندر چاندی کا سکہ نہ ڈھالا جائے اور سونے کا سکہ کسی پیمانہ کا داخل کیا جائے اسکا نتیجہ یہہ تھا کہ ایک کمیٹی مقرر ہوئی جسکے پریسیڈنٹ لارڈ ہرشل تھے کہ وہ اس کل معاملہ پر غور کرے کمیٹی کی تحقیقاتوں نے اس نتیجہ کی توثیق کی کہ گورنمنٹ انڈیا کی فائی نینشل حالت نہایت نازک اس سبب سے ہورہی ہے کہ چاندی کی قیمت بہ نسبت سونے کے بہت گھٹ گئی ہے اور آیندہ غالباً یہہ معلوم ہوتا ہے کہ چاندی کی قیمت اور کم ہو گی۔ بہت دن نہیں گذریں گے کہ روپیہ کی قیمت ایک شلنگ سے زیادہ نہیں رہیگی اس سے بہت نقصان ہورہا ہے آیندہ اس سے اور زیادہ نقصان ہوگا اس لئے کمیٹی کی یہہ رائے ہے کہ اگر ان رائج الوقت سکون کی مشکلات کا کوئی علاج نہ ہوگا تو نقصان دس کروڑ روپیہ سے بھی زائد ہوگا۔ یہہ خیال نہیں آتا کہ یہہ رقم اخراجات کی تخفیف سے حاصل ہوجائیگی یہہ بھی ناممکن ہے کہ وہ تازہ ٹیکسون سے حاصل ہو اگر ہم ایسی تدابیر اختیار کرنے کے لیئے تیار ہوتے تو وہ صرف اکونومی کے اعتبار سے اندیشناک نہیں ہیں بلکہ پولی ٹکل لحاظ سے بھی نہایت خوفناک ہیں بس کمیٹی کے غور وخوض کا نتیجہ یہہ ہے کہ وہ گورنمنٹ کے ساتھ متفق الرائے ہے کہ اب یہہ ضرور ہوگیا ہے کہ انگلنڈ اور ہند کے درمیان کوئی قیمت مشترک کا پیمانہ معین ہو اور انڈیا میں سونے کا سکہ جاری ہو اور انڈیا کی ٹکسالیں چاندی کی پبلک سکون کے لیئے بند ہوجائیں لیکن گورنمنٹ اسوقت ٹکسالوں کو جاری کردے کہ پبلک کو سونے سے بدلنے کے لیئے چاندی کے سکوں کی ضرورت ہو روپیہ کی قیمت پہلی دفعہ ا شلنگ ۴ پنس مقرر کی جاتی ہے اور شاہی

شاہی مطالبون کے ادا کرنے کے لیئے شاہی خزانون مین بھی سونے کا سکہ اسی بھاؤ سے داخل کیا جائے۔ کمیٹی کی ان سفارشون کی تعمیل کے لیئے گورنر جنرل مع کونسل نے جون ۱۸۹۳ع مین ایکٹ پاس کیا جسکا منشا یہہ تھا کہ وقت کی ضرورتون کے موافق اول انتظامات مشروطہ رہیں اور انڈیا کے لیئے سونے کے سکہ مین داخل ہونے کی ضروری تدابیر کا کرنا آیندہ کے تجربہ پر چھوڑا گیا ہے کہ اس کے موافق قانون بنایا جائیگا۔ ٹکسالون کے بند ہونے کے چار سالون کے بعد روپیہ کی قیمت ۱ شلنگ چار پنیس کے قریب ہوگئی ۱۸۹۸ع کے شروع مین گورنمنٹ نے ان تدابیر کا جنکا آغاز ۱۸۹۳ع مین ہوا انتہا تکمیل کی۔ اس نے اپنی درخواستین اس کمیٹی کے روبرو پیش کیں جسکے سر ہنری فولر صدر انجمن تھے۔ ۱۸۹۹ع مین اس کمیٹی کی سفارشون سے ایکٹ ۲۲ ۱۸۹۹ع پاس ہوا جسکے موافق سونے کا سکہ انڈیا مین رائج الوقت سکہ ہوا جسکی شرح یہہ قرار پائی کہ سورن کی قیمت پندرہ روپیہ ہو اور انڈیا کی ٹکسالون مین یہہ سورن کا سکہ ملک کے لئے ڈھالا جائے۔

اوزان اور پیمانے

اوزان کا حال ہندوستان مین بڑا ابتر و پریشان ہے تجارت اور بنج بیپار مین غریب آدمیون کو ان کے سبب سے بہت نقصان اوٹھانا پڑتا ہے صد طرح کے اوزان اور پیمانے ہین اور انکے اندازہ کا پیمانہ ایک نہین ہے کہ جس سے خردہ فروشون کے اوزان و پیمانون کا امتحان کیا جائے۔

تجارت سے ایک اور بات بھی اوزان اور پیمانون کے متعلق ہے۔ آئین ہفتم ۱۸۳۳ع نے جو سیر کو اسی تولہ کا اور تولہ کو روپیہ کی وزن کا مقرر کیا تھا وہ ایک بنیاد اوزان کے باب مین گورنمنٹ نے قائم کی تھی سرکاری تجارتی معاملات مین اور بڑے بڑے شہرون مین تجارت کے اندر سیر کا رواج ہوگیا مگر اس مین کوشش نہیں کی گئی کہ اسکا رواج سارے ہندوستان مین ہر مقام مین ہونا۔ غرض یہہ کام نہ عام عمل ہوا نہ وہ عام مستعمل ہوا۔ اب ہندوستان مین اوزان اور پیمانون کا حال ابتر و پریشان ہے تجارت و بنج بیپار مین غریب آدمیون کو انکے سبب سے بہت

نقصان اٹھانا پڑتا ہے صدہا طرح کے اوزان اور پیمانے ہیں انکے اندازہ کا کوئی ایک پیمانہ متعین نہیں ہے کہ جس سے خردہ فروشوں کے اوزان کا امتحان اور جانچ پڑتال ہو لارڈ لارنس اس حال سے خوب واقف تھے کہ ان اوزان اور پیمانون کے اختلاف سے رعایا کو کیا کیا تکلیف ہوتی ہے۔ انہوں نے ۱۸۶۷ء میں ایک کمیٹی مقرر کی کہ وہ سارے ہندوستان مین پیمانون اور اوزان کی تحقیقات کرے۔ سر رچرڈ سٹریچی صاحب اس کمیٹی کے پریسیڈنٹ تھے انہوں نے تحقیقات کے بعد یہہ واقعیتین بیان کین کہ انڈیا میں اوزان اور پیمانے اتنے مختلف ہیں جتنے ممکن ہو سکتے ہیں۔ ایک ضلع سے دوسرے ضلع ہی مین اوزان مختلف نہیں ہین بلکہ ایک شہر سے دوسرے شہر میں اور ایک ہی شہر مین یا زراعتی ضلع میں مختلف ہیں۔ غرض کل ہندوستان مین جو اوزان کے باب مین تحقیقات کی گئی تو معلوم ہوا کہ بے انتہا اوزان اور پیمانے مختلف ہین اور سرکاری وزن صرف ایک سیر ہے۔ لارڈ میو کے عہد میں ایک قانون بنتے بنتے رہ گیا کہ ہندوستان میں اوزان نظام عشری کے موافق مقرر کیئے جائیں مگر لارڈ میو کی موت نے اسکو ملتوی کر دیا۔ ہندوستان میں طولانی پیمانے انگریزی بہت کام میں آنے لگے ہیں اور بہ تدریج سب طرح کے انگریزی پیمانے ہی کام میں آنے لگیں گے مگر دیکھیئے یہان اور انگلستان مین سکون مین نظام عشری جو اور مہذب قومون میں جاری ہے۔ کب رواج پائیگا۔

باب بست و سوم

پبلک ورکس (عمارات رفاہ عام)۔ قحط۔
گورنمنٹ کے فرائض جو مل صاحب نے لکھے ہین۔

گورنمنٹ انڈیا کے فرائض ان فرائض سے بہت دور جاتے ہیں جو انگلنڈ جیسے ملکون کی گورنمنٹ پر واجب ہین۔ مل صاحب جنکے دل مین اس تحریر کے وقت انڈیا کا خاص خیال ہوگا جہانتک عام

فرماتے ہین کہ ایک معلوم زمانہ یا قوم کی خاص حالتون مین کوئی چیز دراصل منفعت عام آسودگی انام کے لیئے اسے زیادہ ضروری نہیں ہے جسکی خواہش ہو یا ضروری نہ ہو کہ گورنمنٹ اپنی قوت سے ان کامون کو اس سبب سے نہیں لے کہ رعیت انکو خود بطور بہتر نہیں کر سکتی بلکہ اس سبب سے کہ رعیت انکو خود کرنا نہیں چاہتی۔ بعض اوقات مقامات مین اگر گورنمنٹ ان چیزونکو قائم نہ کرے تو وہان وہ نہیں ہوتین جیسے کہ سڑکین۔ ڈوکس (جہاز بنانے کی جگہہ) بندرگاہ۔ نہرین۔ آبپاشی کے لیئے مصنوعی کام۔ اسپتالین۔ مدارس۔ کالج۔ چھاپنے کے پریس۔ اب کیا جمہور انام مفلس ہوتے ہین کہ ان ضروری کامون کے کرنے کا مقدور نہیں رکہتے یا ایسے کوتاہ عقل ہوتے ہین کہ وہ ان کامون کے مآل کو نہین جانتے یا وہ آپس مین ملکر کام نہیں جانتے کہ جس کے ذریعہ سے وہ ان وسائل کو حاصل کرین یہہ بات تھوڑی یا بہت ان سب ملکون پر صادق آتی ہے کہ جن مین حکومت شخصی رہی ہو خاص کر ان ملکون پر جنمین گورنمنٹ اور رعایا کی تہذیب شائستگی کے درمیان بڑا فرق ہو جیسے کہ ان ملکون مین جنکو نہایت توانا مستعد اور تہذیب و شائستہ آدمیون نے فتح کیا ہو اور اُن کو وہ اپنا مطیع رکھنا چاہتے ہون"۔ پس انگریزی گورنمنٹ کے لیئے ان ضروری چیزون مین جو مہذب زندگی کے لیئے لازمی ہیں انڈیا میں کوئی ایک چیز بھی مشکل سے پائی جاتی ہے پس خاص وجوہ ایسی ہیں کہ جن کے سبب سے گورنمنٹ کے ذمے ایسا فرض واقع ہوتا ہے جو غیر معمولی ہوتا ہے۔

اہل ہند کی زندگی کا مدار باقاعدہ موسمی بارش پر ہے اور جب ملک کے بڑے حصے مین بارش نہیں ہوتی تو اسکا نتیجہ نہایت مضرت پہنچتا ہے۔ خاص کر جب یہہ حال بارش نہ ہونے کا متواتر کئی سال تک ہو تو پھر مصیبت زندگی کا کچھ ٹھکانا ہی نہیں رہتا۔ گورنمنٹ انڈیا نے صاف کہدیا ہے کہ یہہ فاش غلطی ہے کہ اراضی کی جمع گورنمنٹ ایسی تشخیص کر سکتی ہے کہ وہ ہندوستانی زراعت پیشہ کو بارش کی قلت یا کمی کی آفت سے بچا سکے۔ یہہ تعلق علت و معلول کا ان دونو صورتون مین ایسا ہے کہ جب بارش اچھی طرح ہو تو فصل بہت خوب اور کسان خوشحال ہوں اور جب بارش کی قلت ہو تو فصل کا پیداوار خراب ہو اور رعیت

ہندوستان میں قحط

سخت آفت زدہ ہو۔ جب ہندوستان کے اکثر باشندون کی زندگی کا مدار ایسی محنت مزدوری پر ہو جسکا خود مدار بارش پر ہو تو ظاہر ہے کہ جب بارش نہیں ہوگی تو تمام زراعت پیشون پر ایک بلاء عظیم نازل ہوگی ۔ بارش کا نہ ہونا کسانون کا محنت مزدوری سے معطل و معزول ہونا ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ وہ چیزین جنپر زندگی کا مدار تھا بالکل سوکھی پڑی ہیں جسکی برابر کوئی اور مصیبت و آفت اہل زراعت پر نہیں آسکتی۔ دنیا میں کوئی محنت مزدوری ایسی نہیں ہے کہ اگر دفعتہً اس میں فتور آجائے یا تھوڑے دنون کے لئے وہ بالکل غارت ہوجائے تو محنتیون اور مزدورون کے سرون پر وہ افلاس اور مصائب کو نہ لائے۔ دنیا میں کوئی ملک ایسا نہین ہے کہ اس کے موسم و باد و باران مثل ہندوستان کے ہون اور اس مین کوئی ریونیو (مالگزاری اراضی) کا انتظام جسکا ہونا ممکن ہو گورنمنٹ ایسا کرسکے کہ وہ اسکو ان حوادث سماوی کے نتائج سے بچا سکے۔ باوجود اس کے کہ خشک سالی کے لابدی نتائج کا انسداد ممتنع الحصول ہے مگر بظاہر اسکا گھٹانا ایسی بات ہے جسپر گورنمنٹ کو نہایت متوجہ ہونا چاہیئے۔

ہندوستان کا بڑا حصہ ایسا ہے کہ جس مین قحط پڑتا ہے مگر یہہ ملک ایسا وسیع و فراخ ہے کہ کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ اس کے سب حصون مین ایک ہی وقت میں قحط پڑے ملک کے بڑے بڑے حصے کے درمیان نہایت درجہ قحط سے پناہ اس طرح ملسکتی ہے کہ اس کے باشندون کے انتظام کفایت شعاری مین تبدیلیاں ہون اور خاص کر انکے پیشون میں زیادہ تر بوقلمونی ہو مگر ان باتون کے لیئے تو ایک مدت دراز چاہیئے کہ وہ بہ تدریج وقوع مین آئین لیکن یہ امر تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ گو قحط عام جو مہلک آفتون مین سب سے زیادہ ہے اسکا بالکل انسداد کرنا گورنمنٹ کے اقتدار و اختیار سے باہر ہے مگر گورنمنٹ اس کے مصائب کو اس طرح گھٹا سکتی ہے کہ وہ ان سب مزاحمتون کو دور کرے جو تجارتی آمد و رفت میں ہون اور ایسے وسائل تیار کرے جو زمین کے پیداوار کو بڑھا دین ان دونو باتون کے حاصل کرنے کے آلات سڑکیں۔ ریلوے آبپاشی کے مصنوعی کام اور کنوئیں ہین اگر اسکی ایک توضیح کیلئے سنہ ۱۸۷۷-۷۸ اور ۱۸۹۶-۹۹ع کے قحط ہند کی تاریخ پڑھیں تو ہم کو اوپر کے کامون کی

انسداد قحط

بے حساب قدر و قیمت معلوم ہوگی اگر وہ نہ ہوتے تو لاکھوں آدمی مرجاتے جنکی کچھ امداد نہ
کی جاتی۔ لارڈ مکولی کا یہہ قول سچ ہے کہ انسان نے جو اپنی اخلاقی و عقلی ترقی کے لیئے ایجادات
کیئے ہیں انہیں سے الف بے تے اور چھاپنے کو پریس کو ستثنیٰ کیجے تو پھر اور کوئی اور ایجاد
یا صلون کے کمتر اور مختصر کرنے اور وسائل آمد و رفت کی ترقی دینے کے برابر نہیں ہے
جسے عقل و اخلاقِ انسانی ترقی پائین۔

آخر صدی کے وسط تک جو فرائض کہ برٹش گورنمنٹ پر واجب تھے انکو وہ بہت ہی کم
جانتے تھے۔ پہلے زمانہ میں انڈیا کی وسعت عظیمہ مین حکمرانی حال کے انگلشی اصول سے
زیادہ تر ان اصول کے موافق ہوتی تھی جو زیادہ فیض رسان مشرقی فرمانروایون
کو پسندیدہ ہوا کرتے ہیں۔ سر چارلس مٹکاف جیسے روشنضمیر و دانشمند انگلش مین نے ۱۸۳۰ء
میں کہا تھا کہ انڈیا مین سڑکون کی ضرورت نہین ہے اور حقیقت مین اس وقت
کوئی سڑک نہ تھی انگریزی عملداری سے پہلے ہندوستانی عملداری مین سڑکون کے
لیئے فقط یہہ کہا جاتا تھا کہ ایک راستہ بنا کے اسکے دورویہ درخت لگا دیئے جاتے
تھے اور زمین ہموار کردی جاتی تھی اور جب اس میں کوئی پستی اور گڑھا پڑ جاتا تھا
تو اسپر کبھی ہی ڈال دی جاتی تھی اور اپنے بل نیک نامی کے لیئے بادشاہی امرار
حکمران اپنی گرہ سے بنا دیتے تھے کہ انکا نام یادگار رہے۔

لارڈ مکولی نے جو چارلس دوم شاہ انگلینڈ کے عہد میں انگلستان کی سڑکون کا جو
حال لکھا ہے وہی بالکل ہندوستان کی پہلی سڑکون کا حال تھا" وہ کہتے ہیں کہ
انگلنڈ میں جو آمد و رفت کی اچھی سے اچھی راہیں تھیں انہیں مشکل سے یہ تمیز ہوتی تھی
کہ وہ سڑکیں ہیں اندھیرے میں اپنر چلنے مین گمراہی ہوتی تھی۔ ان کے داہیں بائین طرف
گہری کیچڑ ہوتی تھی اور دلدل سے اونچی ایک پٹیا بنی ہوئی ہوتی۔ یہہ واقعہ ہر روز پیش
آیا رہتا تھا کہ گاڑیان ان میں پھنس جائین اور جب تک انکو گھوڑوں اور بیلون کی
جوڑیان گھسیٹکر باہر نہ نکالتین وہ دھنسی پڑی رہتین۔ جب پانی کی سیلین رواں ہوتین
اور اسکی طغیانیان ہوتین تو مسافران کے پار جانے مین کیا فنا ہو جانے یا مشکل سے جا بر ہوتے

وہ بہہ چلے جاتے اور سبزہ زارون سے باہر نکلنے کے لیئے آوارہ گردی کرتے اور گھوڑون پر سوار ہوتے جو پانی مین زین تک غرق ہوتے ۔ کئی مہینے تک بازارون مین آمد و رفت بند رہتی ۔ بعض اوقات میوے اور پھل ایک جگہہ سڑ جاتے ۔ چند میل کے فاصلہ پر دوسری جگہہ ضرورت کے موافق وہ وہاں پہنچ سکتے جب پٹنہ ورتھ کی سیر کے لیئے شاہزادہ جارج ڈین مارک گیا ہے تو چھ گھنٹہ مین ۹ میل چلا تھا اور گنوارون کا ایک بڑا مضبوط جفاکش گروہ اسکی سواری کے ساتھ رہتا تھا کہ اس کی کوچ (گاڑی) کو سنبھالے رکھے ایک بدنصیب مصاحب نے شکایت کی کہ وہ چودہ گھنٹے میں کبھی سواری سے نہیں اترا سوار اسوقت کے کہ اسکی کوچ الٹ گئی یا دلدل مین بالکل پھنس گئی یہہ حال جو انگلنڈ کی سڑکون کا اوپر لکھا ہے وہی یعنیہ پچاس ساٹھ برس گذرے کہ ہندوستان کی سڑکون کا تھا کہ چلتے ہوئے شاہراہون پر جو مسافر اپنی پہیہ دار سواریون میں چلتے تھے انکو وہی باتین پیش آتی تھیں جو اوپر بیان ہوئین ۔ اس زمانہ میں بڑے بڑے دور دراز کے سفر پالکیون میں ہوتے تھے جنکو کہار لیے جاتے تھے ۔ اسطرح پالکیون کی ڈاک مین انگلش مین کو سفر ہی نہین معلوم ہوتا تھا لارڈ لارنس اپنی نوجوانی میں جب کلکتہ سے دہلی مین رات دن سفر کر کے چودہ دن میں پہنچے ہین تو ان کا یہہ سفر عجیب و غریب معلوم ہوتا تھا ۔ اب یہہ سفر تیس ۳۰ گھنٹے مین ہوتا ہے ۔ کل ہندوستان کے بڑے تین خشک موسموں میں سفر بغیر سخت مشکلون کے اٹھانے کے ہو سکتا تھا اور سال کے اندر برسات کے تین چار مہینون مین تجارت بالکل مسدود سوا ان مقامات کے ہو جاتی تھی جہاں کشتیون میں سفر ہو سکتا تھا ۔ جارج چسنی صاحب اپنی کتاب مین لکھتے ہین کہ کورٹ ڈائرکٹرز اپنے آخر زمانہ تک یہہ نہ سمجھے کہ پبلک ورکس کا بنانا انکی پولیسی کا ایک ضروری جزو ہے ابتدائی زمانہ مین کسی سڑک یا نہر کے بنانے کو وہ یہہ سمجھتے تھے کہ گویا وہ بھی ایک جنگ ہے جو ایک ایسی لڑائی ہے جس سے بچاؤ نہیں ہو سکتا جسکو اسوقت اختیار کرنا چاہیئے کہ وہ آگے ملتوی نہ ہو سکے اور اگر ممکن ہو تو پھر وہ دوبارہ نہ کی جائے ۔

ریلوے کا ہندوستان میں بننا

۱۸۵۸ء میں مسٹر بیرنٹ نے یہہ سچ فرمایا تھا کہ انگلینڈ میں ایک انگلش پر گنے ہیں سڑکیں جنپر مسافر سفر کرسکیں اتنی ہیں کہ کل ہندوستان میں نہیں ایک شہر میں جسقدر میں باشندون کے لیئے فقط پانی کے پہنچانے کے لیئے اسقدر روپیہ خرچ کیا گیا ہے کہ ایسٹ انڈیا کمپنی نے چودہ سال کے اندر ۱۸۳۴ء سے ۱۸۴۸ء تک میں پبلک ورکس میں کل ہندوستان کے اندر نہین خرچ کیا ۔

ایسٹ انڈیا کے عہد کے آخر سالون مین خاص کر لارڈ ڈلہوزی کے عہد حکومت مین ان محکمون میں ترقی شروع ہوئی ۔ ٹامسن صاحب ہندوستان کے مدبران ملکی میں سے ایک دانشمند و فرزانہ تھے اور جو اک شمالی و مغربی میں لفٹنٹ گورنر تھے انہوں نے پل اور کنکر کی سڑکیں اور مفید عام کام بنوانے شروع کیئے اور پھر انکے جانشین مسٹر جان کالون نے اور پنجاب میں دونو بھائیون جان لارنس و ہنری لارنس نے انکی تقلید بڑے شدومد سے کی ۔ کلکتہ سے ٹرنک روڈ شمال کی طرف جلد جلد آگے بننے لگی ۱۸۵۴ء میں گنگا کی نہر کلان کھل گئی تھی مگر پوری نہیں بنی تھی ۔ یہہ آبپاشی کی نہر دنیا مین سوا پنجاب اور مدراس کے کہیں اور نہی کلانی اور نفع رسانی مین نظیر نہیں رکھتی اب لوگ سمجھ گئے کہ جب تک وہ مادی آلات استعمال نہیں ہونگے جو آمدورفت و پیداوار کے وسائل کو آسان و ارزان کرین رعیت کی حالت مین یا گورنمنٹ کے گنون میں جلد ترقی نہیں ہوگی ۱۸۵۳ء مین لارڈ ڈلہوزی نے اپنی ایک تحریر مین یہہ ضرورت ظاہر کی کہ بڑے بڑے پروونس اور شہرون کے درمیان ریلوے بنائی جائین پس انکی اس تحریر سے ریلوے کے ذریعہ سے آمدورفت کی بنیاد پڑی اس کے بعد یہہ ریلوے کی تین لینین بننی شروع ہوئین ایک ایسٹ انڈین ریلوے کلکتہ سے شمالی اضلاع کی طرف دوسری گریٹ انڈین پنن شیولا ریلوے مغربی ہند مین اور تیسری مدراس ریلوے مدراس سے جنوبی ہند مین جاری ہونے کے لیئے بننی شروع ہوئین ان لینون کو پرائیویٹ کمپنیون نے بنانا شروع کیا گورنمنٹ اس بات کی ضامن ہوئی کہ جتنا اپنا سرمایہ وہ خرچ کرینگین اسپر سود کم از کم پانچ روپیہ سینکڑہ کے حساب سے دیا جائیگا

ان کمپنیون کا نام گارنٹیڈ کمپنی رکھا گیا۔

سنہ ۱۸۵۴ع مین پہلی دفعہ گورنمنٹ کے ماتحت پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ قائم ہوا۔ سنہ ۱۸۵۶ و ۱۸۵۷ع مین پبلک ورکس مین تقریباً ۲۲۵۰۰۰۰ پونڈ خرچ ہوا اس سے وہ خرچ کی رقمین خارج ہین جو گارنٹیڈ کمپنیون نے ریلویون مین خرچ کین۔

۱۸۵۷ کے غدر نے وسائل آمد و رفت کی ترقی دینے کی سخت ضرورت کو نہایت استحکام کے ساتھ ثابت کر دیا بس جب امن قائم ہوگیا اور ایسٹ انڈیا کی حکومت بادشاہ کے ہاتھ مین منتقل ہوگئی تو پھر پبلک ورکس کے بنانے کی بہت سرعت کے ساتھ افزائش ہوئی اور اسوقت سے اس وقت تک اسکی بڑی ترقی ہوئی ہے۔ ہندوستانی وسعت پر اور اس امر واقعی پر خیال کیا جائے کہ ہر ایک کام گورنمنٹ نے خود کیا ہے یا اپنی ضمانت سے کرایا ہے یا اپنی امداد سے اور اس مین امداد کرنے کے اندر ہندوستانی بڑے قاصر الہمت رہے ہین تو گورنمنٹ کا یہہ کام بڑا ہی قابل اطمینان معلوم ہوتا ہے۔

اب ریلوے تمام بڑے بڑے اضلاع کے درمیان جاری ہے اور انکو آپس مین ملاتی ہے۔ بڑے بڑے دریاؤن کے پل بن گئے ہین اور سارے ملکون مین سڑکون کا جال بچھا ہوا ہے اور کوئی بڑا شہر ایسا نہیں ہے کہ جس مین تار گھر نہ ہو۔ سنہ ۱۹۰۱ مین تقریباً ۲۸۰۰۰ میل ریل جاری تھی یا بن رہی تھی اور ۱۹۵۰۰۰۰۰۰ مسافرون نے اسپر سفر کیا اور اسپر ۴۴۰۰۰۰۰۰ ٹن مال اسباب روانہ ہوا کل ملک مین ان ریلون نے رعیت مین ستعدی چستی و چالاکی کی تحریک ایسی پیدا کر دی ہے جو کسی اور طرح سے پیدا ہی نہیں ہو سکتی تھی وہ وقت بہت ہی دور ہے کہ اس بات کا صحیح ہونا موقوف ہو جائیگا کہ گورنمنٹ کے اعلیٰ فرائض مین سے یہہ ایک فرض ہے کہ وہ آمد و رفت کے وسائل کی افزائش کو فراہم اور مہیا کرے۔

ان ریلون کے بنانے کا ایک اور نتیجہ قابل بیان ہے کہ انہون نے انگریزی فوجی قوت کو ایسے درجہ پر بڑھا دیا ہے کہ اسکا حساب کرنا نہایت مشکل ہے اور جبتک کہ

انگریزی بحری قوت کی عظمت اور برتری قائم ہے اور انگریزوں کا ہندوستان میں سلطنت قائم رکھنے کا ارادہ مصمم ہے تو یہہ ناممکن ہے کہ دشمنوں کی توپین ملکر بھی انکی سلطنت کو خوفناک دھمکی دے سکیں۔

اب ایک دوسری قسم کے کام کا ذکر ہوتا ہے وہ بھی ہندوستان کے بہت سے حصوں مین ریلوں سے کم کام نہیں کر رہا ہے۔

اچھے موسموں میں بہت ہی سی بیش بہا فصلوں کی زراعت کی کامیابی کے لئے مصنوعی آب پاشی کی ضرورت ہوتی ہے اور جب موسمی بارشین نہ ہوں تو اسکے سوا کوئی اور وسیلہ و ذریعہ ہی نہین ہے کہ قحط اور خشک سالی کا رکاؤ ہو سکے نہرہاء عظیمہ سے جو دنیا کے اور موجودہ ملکوں کی نہروں سے بڑی ہیں شمالی ہند کے بڑے حصے کی محافظت قحط کے لئے کی گئی ہے۔ سچ ہے کہ اضلاع متحدہ کا ایک بڑا حصہ جسکو گنگا جمنا کا میان دوابہ کہتے ہین نہروں سے قحط کی آفتوں سے بہت بچایا گیا ہے۔ اسکا جغرافیہ کے اعتبار سے مقام ایسا ہے کہ وہ مغلوں کی سلطنت کا مرکز اعظم تھا اور اس کی آبادی ایسی ہنرمند و محنت شعار ہے کہ وہ صدہا سال سے انڈیا کے نہایت عظیم الشان ملکوں مین سے سمجھا جاتا ہے۔

انگریزی سلطنت کے زمانہ سے پہلے مسلمان بادشاہوں نے جمنا کے مغربی کنارہ پر نہروں کا بنانا شروع کیا تھا کچھ اس خیال سے کہ آبپاشی ہو اور زیادہ تر اس خیال سے کہ دہلی مین شاہی محلوں مین آب رسانی ہو۔ یہہ خیال مسلمانوں کے نہر بنانے کی نسبت انگریزوں کا ہے مگر اصل حقیقت میں مسلمانوں کو ساری اپنی قلمرووں میں نہروں کے بنانے کا بڑا شوق ان وجوہ سے رہا ہے جن وجوہ سے انگریزوں کو ہے۔ (دہلی کے بادشاہی محلوں کے نیچے جمنا بہتی تھی انکے اندر نہروں کے لانے کی کیا ضرورت تھی) محمد شاہ تغلق نے سنہ ۱۳۵۱ء مین ایک نہر بنائی تھی جسکی روانگاہ اچھی طرح اب نہیں معلوم ہوتی لیکن سولہوین و سترہوین صدی مین اکبر اور شاہجہان نے جمنا کی بڑی بڑی نہرین بنوائین اور پانی کی تقسیم کا نہایت عمدہ انتظام جاری تھا اکبر کے احکام سے سب طرح کے

گروہ خواہ دولتمند ہوں یا غریب تونا و ناتوان انسے یکسان فائدہ اوٹھاتے تھے۔
مسافرون کی آسایش و آرام کے لیئے ہدایتیں کی گئی تھین کہ نہر کے دونو طرف سایہ دار
و پھلدار ہر قسم کے درخت لگائے جاوین جسکے سبب سے یہہ نہرین بہشت کی نہرین بنجاتین
اور اس کے اثنا میں شہر بن اور آسائش و آرام کی وہ شہرت ہوکر ان شہرون میں
مسافر آنکر رہتے تھےکہ جن انکی ساری احتیاجین رفع ہون لیکن جب اورنگزیب
کی وفات کے بعد سلطنت مغلیہ برباد ہوئی تو اس کے ساتھ ہی یہہ نہرین بھی جاری
ہونے سے بند ہو گئین جب ۱۸۰۳ء مین یہہ اضلاع انگریزی عملداری مین آئے تبین
تو پھر از سر نو نہرون کی درستی و مرمت ہوئی تو اور انکی ترقی ہوئی جو نہرین بالفعل موجود ہین
ان میں قدیمی آبپاشی کی نہرون کا بہت ہی تھوڑا حصہ شامل ہے ساری موجودہ نہرین
انگریزون ہی کی بنائی ہوئی ہین لیکن بعض انگلش ہین ایسے بھی ہین جو اپنے ساری
کامون کی کم قدری کرتے ہین کہ وہ کہتے ہین کہ جیسے پرانی نہرین مفید تھین ایسی ہماری
بنائی ہوئی نہرین نہین ہین مگر ان کے اس بیان مین رتی کی برابر بھی سچ نہین ہے
شمالی ہند مین اول بزرگی ان نہرون کو ہے جو گنگا جمنا کے پانی کو تقسیم کرتی ہین
موسم گرما مین کوہ ہمالیہ پر برف گل کر گنگا میں آتی ہے اور اس کے پانی کو بڑہاتی ہے
اس سے پہلے موسم سرما و بہار مین زراعت کے لیئے پانی کی نہایت ضرورت ہوتی
ہے گنگا ہردوار کے قریب پہاڑ سے نکلتی ہے وہان اسکی ساری دھار جو نظر آتی
ہے اس مصنوعی نہر مین آتی ہے سر پرد بائی کاٹلی نے اس نہر کے سرے سے چند
میل تک اپنی عجیب و غریب ذہانت و ذکاوت دکھائی ہے کہ اس مین کہین ندی کے
اوپر اور کہین ندی کے نیچے نہر جاری کی ہے پھر ۲۰۰ میل نیچے گنگا ایک بڑا دریا ہو گیا
ہے اس کے پانی کو پھر دوسری نہر مین ڈالا ہے۔ یعنی گنگا کی نہر کی دو شاخین ہو گئی ہین
یہہ دونو نہرین شامل ہوکر ۱۲۰۰۰ مکعب فیٹ پانی فی سکنڈ بہاتی ہین۔ پھر ان نہرون کا
پانی رجبہون کے ذریعہ سے سارے ملک مین جہین تہین آبپاشی کرتا ہے۔
اسی طرح سے جمنا کا پانی جو ہمالیہ سے آتا ہے چھوٹی چھوٹی نہرون مین منقسم ہوتا ہے۔

سنہ ۱۹۰۵ع میں اضلاع متحدہ میں بڑی بڑی نہروں کا طول ۵۰۰ میل تھا اور رجبہوں کا جنہیں ان کا پانی جاتا ہے ۰۰۰ ۱ میل جو ۰۰۰۰۰۰ ۳ ایکڑ زمین میں آبپاشی کرسکتے ہیں اور اس رقبہ سے دوچند رقبے میں اور آبپاشی کرسکتے ہیں۔

بہار میں جو بنگال کی لفٹنٹ گورنری کا صرف ایک صوبہ ہے اور اپنے ہمسایہ کے ممالک شمالی و مغربی سے مشابہت رکھتا ہے اس میں دریاؤں کے پانی سے نہروں کے ذریعہ سے آبپاشی ہوتی ہے۔ ملک اڑیسہ میں نہریں ہیں جن سے آبپاشی ہوتی ہے اور بنگال کے اور حصوں میں چھوٹی چھوٹی نہریں ہیں جن سے آبپاشی ہوتی ہے مگر اس ملک میں بڑی آبپاشی کی ضرورت چنداں ایسی نہیں ہے جیسے کہ اس کے شمالی ممالک میں ہے جو زیادہ خشک ہیں اور ان میں موسم بھی زیادہ تر غیر معین ہوتے ہیں۔ پنجاب میں ممالک متحدہ سے بھی زیادہ آبپاشی کے لئے نہروں کی ضرورت ہے اس میں بڑی بڑی نہریں جگہ جگہ ہیں یعنی ستلج و چناب و راوی و جہلم دریاؤں کے پانی بہتے ہیں۔ نہر سرہند ہے جو ستلج کے پانی کو تقسیم کرتی ہے اور فقط ان ہی ملکوں میں آبپاشی نہیں کرتی جو انگریزی عملداری میں ہیں بلکہ ہندوستانی ریاستوں پٹیالہ و نابھہ و جھیند میں بھی آبپاشی کرتی ہے وہ گنگا کی نہر سے کچھ چھوٹی نہیں وہ فی سکنڈ ۰۰۰ ۴ مکعب فیٹ پانی بہاتی ہے اسکا طول ۵۰۰ میل سے کچھ زائد ہے اور اس کے رجبہوں کا طول ۰۰ ۵۰ میل ہے۔ چناب کی نہر بھی کچھ کم وقعت نہیں رکھتی اور اسنے اس ملک کے اکثر قطعہ کو سیراب مزروعہ بنایا ہے جو پہلے زمانہ میں جنگل سے کچھ تھوڑا ہی سا اچھا تھا اور ایک اور بڑی نہر بنانے کی تیاری ہے جو دریائے سندھ کے بائیں کنارہ سے کالا باغ سے شروع ہوگی اور غالباً ۲۰ لاکھ ایکڑ زمین میں آبپاشی کریگی۔

سنہ ۱۹۰۵ع بڑی بڑی نہروں کا کل طول جو پنجاب میں آبپاشی کررہی تھیں ۰۰ ۶ ۱ میل تھا اور چھوٹی چھوٹی نہروں کا طول اس سے بھی زائد تھا۔ شمالی ہند میں نہروں کے بنانے میں جو گورنمنٹ کا روپیہ لگا ہے اسکا سود بہت اچھا ملتا ہے۔ لیکن اسنے جو ملک کو فائدہ پہنچا ہے وہ بہت زیادہ اس سود سے ہے۔ وہ بہت سے قطعات کو خشک سالی

اور قحط سے بچاتی ہین اسسے رعایا کی دولت بہت بڑہتی ہے۔ ان نہرون کے بنانے کی ساری لاگت جو کروڑون روپے ہیں وہ ایک موسم کی فصلون کی قیمت سے کم ہیں جو رعایا کو بچتی ہے۔ انڈیا کے اور حصون مین آبپاشی کے مختلف نظام ہین سنٹرل انڈیا اور جنوبی انڈیا میں ملک کے بہت سے قطعات مین جھیلون اور تالابون سے آبپاشی ہوتی ہے۔ بعض صورتون مین تو قدرتی جھیلین ہین لیکن اکثر مصنوعی تالاب ہین ۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔۔۔۔ اسطرح بنائے جاتے ہین کہ پہاڑون پر سے جو پانی آتا ہے اسکو خشتی بندھ بنا کے روک لیتے ہین اور کبھی ان مین دریاؤن کا پانی بھی ڈالدیتے ہین اور کبھی وہ مینہ کے پانی سے بھر جاتے ہین انکی وسعت مختلف ہوتی ہے بعض کی چند ایکڑ اور بعض کا محیط کئی میل کا ہوتا ہے۔ مدراس پریسیڈنسی مین ۔۔۔۔ ایسے تالاب اور جھیلیں ہین اور بعض ان مین ایسے قدیمی زمانہ کے بنائے ہوئے ہین کہ انکی ابتدا کا پتا تاریخ مین نہیں ملتا۔

صوبہ دکن مین صرف یہی وسائل آبپاشی کے نہین ہیں وہان بھی نہرین ممالک متحدہ اور پنجاب سے کم نہین بنائی گئیں لیکن مدراس پریسیڈنسی کی برٹش گورمنٹ نے انکا انتظام جدا گانہ رکھا ہے جسمے گوداوری اور کرشنا کے دریاؤن سے استفادہ کیا جاتا ہے انہین سر آرتھر کوٹن صنے بڑی ذہانت اپنی خرچ کی ہے جو ہمیشہ یادرکھنے کے قابل ہے دریاؤن سے جو ڈلٹا بنتے ہین انہیں سے ہر ایک کے سرے پر پیشتر اسکے دریا سمندر سے جا کر ملین ایک آبی کٹ دریا کا بناتے ہین اور پھر اس کے پانی کو نہرون مین تقسیم کرتے ہین جنہیں سے بعض جہازون اور کشتیون کے چلانے کے بھی کام مین آتی ہین وہ ایک رقبہ کیجسکی آبادی ۔۔۔۔۔۔ ۲ آدمیون کی ہے۔ بارش کے نہ ہونے کی صورت مین قحط وخشک سالی سے بچاتی ہین اور انسے فقط رعایا ہی کو فائدہ نہین حاصل ہوتا ہے بلکہ گورمنٹ کو بھی زیادہ فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ اگر وہان یہہ نہرین نہ ہوتین تو بعض اوقات بالکل فصلیں ہی وہان نہ ہوتین قحط سالی مین ایک سال کے اندر پیداوار کی قیمت جو گئی اس کل سرمایہ سے ہوتی ہے جو ان نہرون کے بنانے مین صرف ہوا ہے آگے

اور دکن مین تنجور مین اس قسم کی آبپاشی کے کام نبائے گئے ہین اور اس ملک کے بڑے قطعہ مین دریا کاویری کے ایک ڈلٹا کے پانی سے استفادہ کیا گیا ہے جس مین اسکا کل پانی صرف ہو جاتا ہے اور ایک اور مغربی گھاٹون کے سلسلہ کے اندر ٹنیل (زمین دوز) کے ذریعہ سے ایک عجیب نہر بن رہی ہے کہ جس مین پیری گر ندی کا پانی کام آئیگا جسمین سینھ کا پانی بہت سا بھر کر سمندر مین ملنے سے اکارت ہوجاتا ہے اب وہ پہاڑون کی شرقی جانب مین خشک ملک کو سیراب کریگا شمالی سندھ مین ان نہرون کی آبپاشی کے سبب سے محاصل اراضی دو چند ہوگئی ہے اور مدراس مین چوچند سے بھی زیادہ -

صوبہ سندھ مین ایک اور نظام ہے وہان بارش کم ہوتی ہے بغیر آبپاشی کے وہان زراعت نہین ہوسکتی جیسے مصر مین دریا نیل کی طغیانی پر زراعت موقوف ہے اسی طرح یہان دریا سندھ کی طغیانی پر زراعت منحصر ہے جو برسات کے موسم مین ہوتی ہے جسمین بالفعل ۳۰۰۰۰ آدمی پرورش پاتے ہین اور آیندہ اس طرح کی آبپاشی مین اور ترقی کی بھی گنجائش ہے غرض کل انڈیا مین برٹش گورنمنٹ کے اہتمام سے ۴۳۰۰۰ میل نہرین اور اور کام آبپاشی کے بنے ہین جنسے کہ ۲۰۰۰۰۰۰۰ ایکڑ زمین مین آبپاشی ہوتی ہے اس قسم کے کام اور ملکون مین مقدار مین انڈیا کی آبپاشی کے کامون کی برابری نہیں کرسکتے ساری دنیا مین کہین کہین ایسے مفید پبلک ورکس نہیں اختیار --- کی گئی ہین کوئی سال ایسا نہین گذرتا جس مین کہ آبپاشی کے لیئے نہرون کو وسعت نہ دی جائے - لیکن یہان ہندوستان مین بدنصیبی سے ملکون کے بڑے بڑے وسیع قطعات ہین جہان کسی طرح آبپاشی ممکن نہین اس لئے کہ وہان دریا نہیں کہ انسے استفادہ کیا جائے وہان اور مستحکم وسائل پانی سے فائدہ اٹھانے کے بعض اوقات اختیار کئے جائین گے - انڈیا کے انجنیرون کی تعریف نہیں ہوسکتی جنہون نے یہہ کام نبائے ہین اب انہون نے مصر مین ایک تازی مثال اپنے بڑے بڑے کامون کے کرنے کی دی ہے جنکا مقصود یہی ہے جو انڈیا مین سنہ ۱۹ء کے آخر تک نقد ۳۰۰۰۰۰۰۰۰ پونڈ ریلویون اور نہرون کے نبانے مین خرچ ہوچکا ہے اس مین وہ فنڈس بھی داخل ہین جو گورنمنٹ نے قرض لئے ہین اور

ان کمپنیون کو بھی داخل سمجھے جسکو سکرٹری آف سٹیٹ نے اپنی ضمانت پر لیا ہی
بعض اور مخارج بھی اس میں شامل ہیں تقریباً یہہ کل خرچ جب سے ہوا ہے کہ ۱۸۵۸ء مین
ملکہ معظمہ نے اپنے ہاتھ مین عنان سلطنت لی ہے — اور زیادہ تر حصہ اس خرچ کا
۱۸۷۰ء سے صرف ہوا ہے - باوجود گورنمنٹ کی اس تمام امداد کے بہت سی شائین
ایسی نہیں ہین کہ ان مین کوئی بڑی رقم خانگی سرمایہ کی لگائی ہوئی ہو جسکے سود دینے
کی گورنمنٹ ریلویون کے سے ذمہ دار نہو گئی ہو - انگلنڈ نے جو ان مفید کامون مین
اپنے روپیہ لگانے کی طرف میلان نہین کیا اسکی وجہ یہہ تھی کہ انڈیا اور انگلنڈ کے
درمیان مبادلے کی شرح قیمت کا ہمیشہ تنزل رہا جسکا ذکر پہلے باب مین کیا گیا ہے کہ اس روک کے
دور ہونے کی اب علاوہ امید ہو گئی ہے - تقریباً ان سب کامون کو گورنمنٹ نے خود یا
گارنٹیڈ کمپنیون نے اپنے روپیہ سے بنوایا ہے -
اب ہم یہہ بیان کرتے ہین کہ اس خرچ عظیم کے لیے کس نظام سے فنڈس جمع ہوئے ہین
۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد گورنمنٹ نے بہت سے کامون کے کرنے کو جن سے ترقی ہو
اپنا فرض جانا تو ملک کی معمولی آمدنی سے ان ضروری خرچون کا انصرام نہیں ہو سکتا تھا -
بغاوت کے دور کرنے کے خرچون سے مالی مشکلات بہت بڑھ گئیں تھین غدر کے
بعد برٹش سپاہ بہت زیادہ ہو گئی تھی اسکے واسطے بارکون کا اور اسپتالون کا بنانا
ایسا ضروری تھا جسکے سبب سے کئی برس تک پبلک ورکس کے کام بند پڑے رہے —
۱۸۵۴ء مین یہہ اصول مقبول ہوا کہ آبپاشی کی نہرون کے بنانے کے لئے جب روپیہ
کسی اور طرح سے نہ حاصل ہو تو وہ قرض لیا جائے اور اس قرض کے روپے سے نہرین
بنائی جائین لیکن یہہ اصول کئی سال تک معطل رہا آخر ۱۸۶۶ء مین لارڈ لارنس کے عہد حکومت
مین اس اصول پر عمل کیا گیا اور جنرل رچرڈ سٹریچی نے اسکے لیے ایک سکیم بنائی یہہ
صاف معلوم ہوتا تھا کہ اس ضروری خرچ کا بالاضافت بہت تھوڑا سا حصہ آمدنی سے حاصل
ہو سکتا تھا - باقی قرض سے کوئی منصوبہ ایسا نہیں اختیار کیا جاتا تھا جسکے ابتدائی خرچ اور
روپیہ کے فائدے کی ایک معقول زمانہ تک نہ ہو یہہ یقین کیا گیا کہ نہرون کی آبپاشی سے

انسداد و تسکین قحط

جو روپیہ حاصل ہوگا اس سے قرض کے روپیہ کا سود بھی ادا ہو جائیگا اور محاصل ملکی پر کوئی بار نہیں پڑیگا۔ ۱۸۶۹؁ء مین سر جیرڈ اسٹریچی نے چاہا کہ ریلوے لائن میں بھی اس اصول کو توسیع دی جائے۔ لارڈ لارنس نے انکی تجاویز کو بے کم و کاست اختیار کیا اس مین کچھ دخل نہیں دیا جسکے نتائج کو جیرڈ اسٹریچی نے اپنی تحریر مین لکھا کہ انکی اسکیم کو سکرٹری اوف سٹیٹ نے منظور کیا اور ۱۸۷۰؁ء مین لارڈ میو کے عہد حکومت مین اسپر عمل ہوا۔ اسکا اصول اعظم یہہ تھا کہ ریلوے اور نہرین انڈیا مین بغیر اسکے کہ فائی نینشل کے لیے کوئی امر خطرناک پیش آئے قرض کے روپے سے دانشمندانہ بن سکتی ہین اب اس بنا سے جو براہ راست گورنمنٹ نے کچھ روپیہ لگایا کچھ کمپنیون نے اپنا سرمایہ خرچ کیا جس کے سود دینے کی گورنمنٹ کفیل ہوئی کچھ ہندوستانی ریاستون سے روپیہ لیا گیا۔ آیندہ باب مین اس پالیسی کی فائی نینشل کامل کامیابی بیان ہوگی۔

انگریزی عملداری سے پہلے جو قحط و کال ہوئے اور انھون نے ہندوستان کو تباہ کیا انکا حال تھوڑا سا معلوم ہے لیکن اس مین شبہ نہیں کہ قحط بہت دفعہ پڑے اور وہ آدمیون کے بڑے جان لیوا تھے۔ بڑا قحط جو ۱۷۶۹؁ء ۱۷۷۰؁ء میں پڑا اسکے حالات کی معتبر تحریرین موجود ہین اس مین بنگال کی ایک تہائی آبادی غارت ہوگئی۔ اس وقت مین جو مصیبتین پڑین ان مین اگر مبالغہ بھی کیا جائے تو بیان نہیں ہوسکتین اس کے بعد نوے سال کے اندر برسات کی نہ ہونے کے سبب سے بہت سے قحط پڑے ۱۸۶۱؁ء مین جو قحط کا کمیشن مقرر ہوا تھا وہ بیان کرتا ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے قحط زدون کے لیے کوئی نظام انکی زندگی قائم رکھنے کا نہین کیا گیا تھا" لڑائیون اور حیرانی و پریشانیون اور فائی نینشل مشکلات کے اور سلطنت کی تعمیر عمارت کے سببون سے گورنمنٹ کو فرصت نہیں ملی کہ وہ قحط کی تسکین کی طرف متوجہ ہوتی۔ اس مقصد میں اول نہایت سنجیدہ سعی ۱۸۶۱؁ء مین ممالک شمالی و مغربی میں کی گئی لیکن ۱۸۶۶؁ء مین جو ملک اڑیسہ مین قحط عظیم پڑا تو جب تک تسکین قحط کے انتظامات کے اصول اور ضوابط منضبط نہین ہوئے تھے یہی قحط تھا جسنے ان اصول و ضوابط کی طرف گورنمنٹ کو متوجہ کیا۔ اڑیسہ کے قحط کے سبب سے قحط کا کمشن مقرر ہوا جسکے پریسیڈنٹ سر جارج کیمبل

اس کمشن نے اس پولیسی کی جس مین انسانیت تھی بنا رکھوائی پھر سنہ ۱۸۷۶ء مین بڑا قحط پڑا۔ لارڈ لٹن نے قحط کا ایک کمشن مقرر کیا اور اسکا پریسیڈنٹ سر رچرڈ سٹریچی کو اور سکرٹری سر چارلس ایلیٹ کو مقرر کیا کہ وہ ہندوستان کے قحط کی ساری باتون کی تحقیقات کرین اور وہ قحط کے انسداد اور تسکین کی تدابیر گورنمنٹ کے روبرو پیش کرین سنہ ۱۸۸۰ء مین اس قحط کے کمشنرون نے تحقیقات کرکے پہلی دفعہ تسکین قحط کے انتظام کا نظام بنایا اور انکی رپورٹ نے انڈیا کے انتظامی و زراعتی صلاحیت پر بہت قوی اثر کیا سنہ ۱۸۹۸ء کے کمشن کی تحقیقات دو قسم کی تھی اول انہون نے ان اصول عامہ کی صورت بنائی جن سے قحط کی تسکین ہو دوسرے ان خاص تدابیر کی تجویز کی جن سے کہ قحط کا انسداد ہو یا اس کے مصائب سے بچاؤ ہو یہہ اصول عامہ جنسے کہ ہم سروکار رکھتے ہین یہہ تھے کہ سنہ ۱۸۸۰ء کے کمشن نے یہہ جانا کہ گورنمنٹ پر سب طرح سے یہہ واجب ہے کہ قحط کے وقتون مین رلیف (تسکین) کے وسائل پیدا کرے مگر انکی پولیسی کا افضل اصول یہہ تھا کہ یہہ رلیف (تسکین) کا بندوبست ایسا کیا جائے کہ وہ کفایت مندی کے بڑھنے کو اور خلقت مین اپنے اوپر آپ بھروسہ کرنے کو روکے نہین اور ہندوستانی سوسائٹی کے قاعدہ کو بھی شکستہ نکرے کہ جب کوئی خلقت پر بلاء عظیم نازل ہوتی ہے تو وہ اپنا اخلاقی فرض یہہ سمجھے کہ اسکے لئے امداد اور اعانت کرے۔ جانون کے بچانے کا اور قحط زدون کو قحط کی سخت مصیبتون کے بچانے کا بڑا مقصود یہہ ہونا چاہیئے کہ زیادہ بیجا خیرات کرنے سے جو بد اخلاقیان اور برائیان آدمیون مین پیدا ہوتی ہین وہ نہ ہونے پائین۔ اسمین حتی الوسع نہایت حزم و احتیاط چاہیئے۔ تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ جب زیادہ خیرات بری طرح کی جاتی ہے تو وہ لوگون مین بھیک مانگنے کی اور بے محنت روٹی کھانے کی بری عادتین پیدا کرتی ہین پس ان باتون کو ملحوظ خاطر رکھ کر ایک پروونشل فیمن کوڈ بنا ہر صوبہ کے لئے قحط کے لیئے قوانین اور آئین کا دستور العمل بنا اور تسکین قحط کے انتظام کی حال کی پولیسی کا قطعی فیصلہ ہوگیا اس پولیسی کا سنہ ۱۸۹۶ و ۹۷ء مین امتحان خوب تب تپا کر ہوگیا اور سنہ ۱۸۹۸ء کے کمشن نے جو بڑی محنت سے تحقیقات کی تو جو اصول سنہ ۱۸۸۰ء مین قائم ہوئے تھے وہ اور زیادہ مستحکم ہوگئے۔ اور یہہ ثابت ہوگیا کہ تسکین قحط کا جو نظام ان اصول پر قائم ہوگا وہ کامیاب ہوگا

اور جہان اس مین ناکامیابی ہوگی تو وہان اس نظام تسکین کا قصور نہین ہوگا بلکہ اس کے انتظام کی خطا ہوگی۔ ۱۸۹۹ء مین ایک سخت قحط پڑا لارڈ کرزن نے کمیشن قحط مقرر کیا اور اس کا پریسیڈنٹ سر انٹونی میک ڈونیل کو مقرر کیا کہ وہ تجربہ کی روشنی مین جو حاصل ہوگئی ہے تسکین و انسداد قحط کی کل تدابیر کا دوبارہ امتحان کرین ۱۸۹۶ء مین سر انٹونی میک ڈونل ممالک شمالی و مغربی و اودھ کے لفٹننٹ گورنر تھے انہون نے نہایت عمدہ طور سے بتلایا کہ جب سخت قحط واقع ہو تو اس سے لڑ کر کس طرح کامیابی حاصل کرنی چاہیئے۔ ۱۹۰۱ء مین اس کمیشن کی رپورٹ شائع ہوئی وہ گورنمنٹ انڈیا کے لیئے آئندہ نہایت بکار آمد ہوگی۔

ان تینون کمیشنون کی محنت کا نتیجہ یہہ تھا کہ ہر پراونس کے لیئے ہدایتون کا ایک مجموعہ مدون ہوگیا کہ جنمین وہ اصول اور ضابطے لکھے ہوئے تھے کہ جب قحط پڑے یا چھائے تو ہر موقع پر انکی پیروی کی جائے۔ ہم کو یہہ توقع نہین ہوسکتی کہ قحط کی حیرانی اور پریشانی پھر ہمکو نہ ستائے۔ انڈیا مین وقتاً فوقتاً یہہ المناک مصائب وسعت کے ساتھ واقع ہوتے رہین گے لیکن ہم غالباً امید کرسکتے ہین کہ پہلے زمانہ مین جو کثرت سے جانین تلف ہوئین جنکے خیال سے دل سنسناتا ہے وہ اب نہین واقع ہونگین بڑی بڑی اقطاع ملک جو پہلے جدا پڑے تھے اور انکے اندر آمد و رفت کے لیئے بڑی سد راہین تھین اور وہان تجارت کی کسی طرح رسائی نہیں ہوسکتی تھی وہان کے باشندون کی خوراک صرف انہی کی سرحد کے اندر حاصل ہوسکتی تھی اب وہان بڑی آسانی سے رسائی ہوسکتی ہے جہان لاکھون آدمی اس سبب سے مرتے تھے کہ وہان انکو کسی طرح سے خوراک پہنچانا ہی ناممکن تھا انکی نسبت مسٹر انٹونی میک ڈونل کا کمیشن لکھتا ہے کہ ۱۸۹۷ء اور ۱۸۹۹ء کے قحطون مین کوئی موت قحط زدہ اضلاع مین خوراک کی گرانی کے سبب سے نہین واقع ہوئی کمیشن نے لکھا ہے کہ ریلوے جو قحط کے مصائب سے بچانے کے لیئے بنائی گئی ہین انکا اثر اب ایسا اچھا ہوا ہے کہ قحط کے نہایت درجہ کی ہفتون کو جو خوراک کی اصلی گرانی کی وجہ سے ہوتی تھین اب انکا خوف نہین رہا۔ دشوار گذار پہاڑی ملکون مین اور بعید وادیونمین

مقامی حکام قحط مین آدمیون کی خوراک بہم پہنچا سکتے ہین یا خانگی تجارت کے روپیہ سے امداد کر کے خوراک وہان پہنچا سکتے ہین مگر اس اقلیم عظیم مین آیندہ یہہ فکر نہیں ہے کہ خانگی تجارت وہان خوراک نہین پہنچائیگی جہان اسکی ضرورت ہے بس یہہ ضرور ہے کہ باربرداری اور ایک جگہہ سے دوسری جگہہ اسباب کے منتقل کرنے کے وسائل کی ترقی کے لیئے یہہ چار چیزون کو بڑھائین علے العموم ریلوے کے بننے نے ہماری رائے مین قحط کے بیچے میں بڑا حصہ لیا ہے ملک کی پولیسی کا قحط کی پولیسی کا۔ اول مقصد دانشمندانہ یہہ ہے کہ خوراک کی رسدرسانی کا دور و سلسلہ جاری رہے اور دوسرا مقصد یہہ ہے کہ رسد کا بروئے کار باہر ظاہر ہونا محفوظ رکھا جائے یہہ عموماً زراعتی پیداوار کے بروے کار باہر ظاہر ہونے پر موقوف ہے اس مضمون پر ۱۹۰۱ع کے کمیشن نے بڑی طول طویل بحث کی ہے اور شہادت جو لیگئی ہے اور تجربہ جو کیا گیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کے واسطے ایک بڑا وسیع میدان آبپاشی کے کامون کا ہے سب پروونس ایسی نہیں ہین کہ انمیں بڑی بڑی نہرین بنائی جائین مگر کوئی پروونس ایسا بھی نہیں ہے کہ وہ آبپاشی کے چھوٹے چھوٹے کامون سے خالی رہ سکے۔ ابتک بعض پروونس مین نہرون کے بنانے کا امتحان ہوا ہے اور ایسے تالابون و حوضون کی جنمین پانی جمع ہو اور سب سے زیادہ آبپاشی کے کنوئین بنانے کی بڑی ضرورت ہے ۱۹۰۱ع کے کمشن کی سفارشون نے گورنمنٹ کو ایسی ترغیبین دی ہین کہ اس نے سارا کام آبپاشی کا اپنے ذمے لیلیا ہے۔

سر جان سٹریچی کی رائے مین گورنمنٹ کو چاہیئے کہ ریلوے کی جگہہ آبپاشی کے کام کے لیئے نہرین وغیرہ زیادہ بنائے۔

مسٹر انیٹونی میکڈونل نے جنسے بہتر شاید کوئی اور انڈیا مین مدبر ملکی ہوگا ۱۸۹۶ع کے قحط کے بعد یہہ عام نتیجہ عظیم نکالا ہے کہ ممالک شمالی و مغربی مین زراعت پیشہ جماعتون کو خواہ وہ زمیندار ہون یا کاشتکار اناج کی قیمت کی گرانی سے بڑا فائدہ حاصل ہوتا ہی اور انہون نے اس قحط کا مقابلہ اپنے سرمایہ سے یا اپنی ساکھ سے ایسا کیا ہے کہ پہلے کبھی

نہین کیا تھا۔ ۱۹۰۱ء کے کمشن نے یہی نتیجہ کل ہندوستان کے لیئے نکالا ہے کہ آخر سالون مین جو اناج کی قیمت گران ہوئی تو زمینداروں اور کاشتکارونکی آمدنیون مین بڑی افزائش ہوئی ہے اور انکی آسائش اور خرچ کا اندازہ بھی وسیع ہوگیا ہے۔ زمانہ حال کے قحط مین قاعدہ کے طور پر یہہ امر معلوم ہوا ہے کہ انہون نے خواہ اپنی بچت و پس اندازی سے یا قرض لیکر یا اپنے خرچون مین تخفیف کر کے قحط کا مقابلہ ایسے خوف سے کیا ہے کہ پہلے قحطون کے زمانہ مین کبھی نہین کیا۔ اس قحط کے مصائب کے گھٹانے مین اور قحط زدون کی جان بچانے مین بعض حکام انگریزی نے بڑی مشقت شاقہ اُٹھائی اور بعض نے ہندوستانیون کی جان بچانے مین اپنی جان کھوئی۔

باب بست وسوم

پبلک قرض۔ قحط۔ انشیورنس (بیمہ)

پبلک قرض (گورنمنٹ پر جو قرض ہوا)

جو آخر باب مین بیان کیا ہے اس سے یہہ بات سمجھی جاتی ہے کہ پبلک ورکس کو پبلک قرض سے بڑا تعلق ہے۔

۱۹۰۰ء مین مستقل پبلک قرض انڈیا کا ہندوستان مین اور انگلستان مین ۲۰۵۲۳۷۰۰۰۰ پونڈ تھا۔ حساب کی آسانی کے لئے قرض کو دو حصون مین تقسیم کرلیا ہے ایک معمولی قرض ہے وہ ان ہی قرضون کے متماثل ہے جو اور گورنمنٹین لیا کرتی ہین دوسرا پبلک ورکس کا قرض ہے یہہ قرض اسلیے لیا گیا ہے کہ وہ ایسے کامون مین لگایا جائے جسمین کہ فائدہ ہو یعنی بار آور کامون مین جیسے کہ ریلوے اور نہرین اور آبپاشی کے کاموین ہین ۱۹۰۰ء مین معمولی قرض ۶۹۹۹۶۰۰۰ پونڈ اور پبلک ورکس قرض ۱۳۵۳۲۷۰۰۰۰ پونڈ تھا۔

۱۸۵۷ء مین غدر شروع ہونے ہی کو تھا کہ پبلک قرض تقریباً ۵۱۰۰۰۰۰۰ پونڈ تھا۔ غدر کے دور کرنیمین اور انتظام کی تجدید مین یہ قرض بقدر ۴۲۰۰۰۰۰۰ پونڈ کے بڑھ گیا اور

سنہ ۱۸۶۲ء مین کل قرض کا مجموعہ ۹۷۰۰۰۰۰۰ پونڈ ہوگیا سنہ ۱۸۶۲ء و سنہ ۱۹۰۰ء کے درمیان اس ۳۸ سال مین غدر کے
دور کرنے اور غیر معمولی خرچ جو نہین ہو سکتے لئے لازمی تھے بظاہر ۸۰۰۰۰۰۰۰ پونڈ ہوگیا یہ افزایش بالکل
اس پولیسی کے سبب سے ہوئی کہ روپیہ قرض لیکر ریلویوں اور آبپاشی کے کامون مین خرچ ہوا جس خرچ کو
ظاہری قرض اس لئے لکھا ہے کہ اس پولیسی سے سٹیٹ پر بار نہین پڑا۔ بلکہ اسکے فائدہ
حاصل ہوا۔ اگر اسطرح روپیہ لگانے سے قطع نظر کیجائے تو پبلک قرض زمانہ مذکور مین کچھ زیادہ
نہین ہوا بلکہ بقدر ۲۷۰۰۰۰۰ پونڈ کے کم ہوگیا۔ اسپر زیادہ تر تعجب اس بات سے اور بھی
ہوتا ہے کہ اس زمانہ مین متواتر سخت قحط پڑے۔ قحط زدون کی امداد مین اور ایسی کامون مین
کہ قحط کی بلاؤن سے بچائین ۲۳۰۰۰۰۰۰ پونڈ سے کچھ زیادہ خرچ ہوا اور نقد ۱۲۲۵۰۰۰۰
پونڈ لڑائیون مین خرچ ہوا۔ سرحدی قومون پر لشکر کشی مین بڑے بھاری خرچ ہوتے ہین اور بڑا
بھاری نقصان اس سبب سے اٹھانا پڑا کہ چاندی کی قیمت سونے کے لحاظ سے بہت کم ہوگئی
جو ریلین موجود ہین وہ اس طرح بنائی گئی ہین کہ کیا تو گورنمنٹ خود انکو بلا واسطہ بناتی ہے یا
انکو کمپنیون کے ذریعہ سے بنواتی ہے جنکو گورنمنٹ نے اپنی ضمانت دی ہے یا انکی امداد
کی ہے دوسری صورت مین گورنمنٹ نے اقرارنامون مین اپنا یہ حق قائم رکھا ہے کہ وہ ان ریل
لینون کو ایک خاص مدت کے بعد خرید لیگی۔ یہ اختیار اسکو ہر صورت مین حاصل تھا جسمین
اس کے لئے یہ حکم تھا کہ وہ سالانہ اقساط مین جنکی تعداد معین ہو سرمایہ کو ادا کرے۔ اسطرح
یہ ریلوے سٹیٹ لائنس ہو جائینگی اور آیندہ نصف صدی مین گورنمنٹ انڈیا مال کثیر
کی مالک ہو جائیگی جس سے سالانہ بڑی آمد (نفع عظیم) حاصل ہوگا اسطرح ایسٹ انڈیا کمپنی کی بڑی لائن کو
جو کلکتہ سے دہلی اور شمالی اضلاع مین جاتی ہے خرید لیا ہے اس معاملہ سے سٹیٹ کو بڑا نفع عظیم
حاصل ہوا ہے دس سال کے اندر جو سنہ ۱۹۰۰ پر ختم ہوتے ہین پبلک ورکس جو تمام اخراجات اور
قرض کے روپیہ کے سود کے منہائی کے بعد سرکاری خالص منفعت ۵۶۰۰۰۰ پونڈ ہوئی ہے
اور ایک اور رقم ۵۶۰۰۰۰ پونڈ کی خریداری کی قرض کے روپیہ کی سالانہ قسطون کے دینے سے
ادا ہوگئی ہے سنہ ۱۹۰۰ء کے بعد چوہتر برس مین جب سالانہ قسط موقوف ہوجائیگی تو گورنمنٹ کو
جو نفع سالانہ آمدنی غالباً ۲۷۰۰۰۰۰ پونڈ سے کم نہ ہوگی اور سرمایہ جو چھ سات ہزار پونڈ سے کچھ

زائد ہو کر نصف ہو جائیگا - اب ۱۸۸۱ تک ریلوے میں چار کروڑ پونڈ خرچ ہوئے ہیں اور یہ بنانا
عقلاً درست ہے کہ جب مایہ کے زیادہ لگانے کی ضرورت ہوگی تو آمدنی کی افزائش ہوگی جب
قرض کی زیادہ ضرورت ہوگی تو اس آمدنی کی بھی ایسی افزائش ہوگی کہ سرمایہ کے سود ادا کرنے
کے لئے کافی ہوگی - اس صورت میں اور اور صورتوں میں ریلوں پر گورنمنٹ براہ راست
خود کام نہیں کرتی بلکہ ایک کمپنی کو کام کرنے کا ٹھیکہ دیدیا ہے اور یہ لکھ دیا ہے کہ کمپنیان جو روپیہ
سکانے میں اپنا سرمایہ خرچ کریں اسپر پانچ روپیہ سیکڑہ سالانہ سود دینے کی گورنمنٹ کفیل ہے
لیکن گورنمنٹ نے یہ شرط بھی کرلیا ہے کہ اگر تجارت کی نقد آمدنی بعد کل اخراجات کے پانچ روپیہ
سیکڑہ سے کم ہوگی تو وہ اسکے نقصان کو پورا کریگی - پچھلے جو معاہدے ہوئے ہیں وہ
گورنمنٹ کے حق میں بڑے مفید ہیں - محاصل ملکی سے جو سود سالانہ ادا کیا جاتا ہے وہی پبلک
قرضے کا سچا بیان ہے یہ پالیسی جو اختیار کیگئی ہے کہ روپیہ ادھار لیکر پبلک ورکس میں صرف کیا جائے اسکے
جو نتائج فائنینشل حاصل ہوئے ہیں وہ نہایت اعلیٰ درجہ کے قابل اطمینان ہیں یہ امر ناگزیر تھا کہ
اسکے پہلے بڑی مدت دراز گذرنی چاہیئے کہ انڈیا میں ریلیں اور آبپاشی کے کاموں سے اسقدر
آمدنی ہو کہ جو انکے بنانے میں اخراجات ہوں انکو کافی وافی ادا کردے اور یہی حالت بہت
برسوں حقیقت میں رہی اس بات کا صحیح صحیح بیان کرنا آسان نہیں ہے کہ ریلوں کے بنانے کے آغاز سے
اسوقت تک کہ محاصل ملکی پر اسکا بار دور ہوا جو روپیہ انمیں صرف ہوا اسکی کل مقدار کیا تھی - اب اس
سوال سے بحث کرنے کی بھی کچھ ضرورت نہیں بعض تخمینوں کے موافق .... پونڈ سے زائد
خرچ ہوا تھا یہ مقدار کچھ ہی ہو یہ امر تحقیق ہے کہ وہ بہت کم ملک کی اس بچت سے ہے جو صرف ایک
سال میں باربرداری اور اسباب کے ایک جگہہ سے دوسری جگہہ لیجانے میں ہوتی ہے جب محاصل ملکی پر
براہ راست اسکا خرچ بڑا بھاری تھا تو اسکا معاوضہ ان فائدوں سے زیادہ ملجاتا تھا جو ملک کی آمد و رفت
کی آسانی کے وسائل سے حاصل ہوتے تھے - اسکی دولت بالاستقلال بڑھتی رہی اسکی بدولت رعایا قحطون
کی آفتون سے محفوظ رہی اور پبلک انتظام کا کوئی صیغہ ایسا نہیں تھا جو اسنے مفید ہوتے ہیں نہ
پہونچا ہو - بعض یہ بیان کرتے ہیں کہ محاصل ملکی پر ناگزیر کچھ مدت کے لئے اسکا بار پڑا اغلب
ایسا ہے کہ وہ بالکل جاتا رہے گا - براہ راست فائننشل نتائج بہت اچھے ہوئے ہیں اور

اور اچھے ہین لیکن اس امر واقعی کے سبب سے کہ بعض ریلین اور نہرین ناتمام ہین اور بعض کی
آمدنی اس حد پر نہین پہنچی جسکی آخر مین توقع ہے بعض ریلین ایسی ہین جو اس لئے بنائی گئی ہین کہ دور کے
اضلاع کی اور غریبون کی محافظت کی جائے ان مین فائدہ کی امید بہت تھوڑی ہے بعض ریلین ملٹری
(فوجی) مقاصد کے لئے بنائی گئی ہین جو شمالی مغربی سرحدون تک جاتی ہین جنسے زیادہ کوئی اور
ضروری امر نہین ہے لیکن انسے غالباً تاجرانہ نفع ملنے کی امید نہین۔ ان کامون کے فائدون کو
روپیہ کی قیمت نے کم کردیا۔ ان تمام ریلون پر روپیہ مین آمدنی ہوتی ہے لیکن ولایت کے سرمایہ کا
اور گارنٹیڈ کمپنیون کو سالانہ سود سونے مین دیا جاتا ہے سنہ ۱۹۰۱ اور ۱۹۰۲ عیسوی مین یہہ رقم
۵۲۰۰۰۰۰ پونڈ دی گئی جسکے بدلہ مین انڈیا کو ۲۵۰۰۰۰۰۰ روپے زیادہ دینے پڑے اگر روپیہ
کی قیمت دو شلنگ ہوتی تو یہہ زائد روپیہ نہین دینا پڑتا لیکن باوجود اس کے انڈیا کی ریلین اور
نہرین بہت مدت سے سٹیٹ کو بہت فائدہ دے رہی ہین ریلون کی اور ایسے ہی نہرون کی
سنہ ۱۹۰۱ء مین آمدنی اسقدر ہوئی کہ اس مین سارے خرچ اٹھا کر بلاواسطہ اس سے سٹیٹ کو
سنہ ۱۹۰۱ء مین ۳۲۵۰۰۰۰ پونڈ فائدہ ہوا۔ گورنمنٹ کی ریلوے کے انتظام کی رپورٹ
مین یہہ بیان کیا گیا ہے کہ ریلون نے عام محاصل ملکی پر صرف اپنا بارہ ڈالنا ہی نہین موقوف
کیا ہے بلکہ یقین کے ساتھ آیندہ یہہ توقع کی جاتی ہے کہ سٹیٹ کے محاصل ملکی کو وہ زیادہ
بڑھائینگی یہ عام نتیجہ جو اوپر بیان کیا گیا ہے اس کی صداقت مین کچھ کلام نہین اگرچہ بعض
سالون مین آمدنی مین بہ نسبت اور سالون کے کمی ہوگی۔

سنہ ۱۹۰۱ء مین آبپاشی کے کامون مین کل سرمایہ ۲۸۲۴۶۰۰۰ پونڈ خرچ ہوا ہے۔
اور تمام خرچ سے ولاکر بچت ۲۳۶۰۰۰۰ پونڈ ہوئی۔

روپیہ قرض لیکر جو نہرین اور ریلین بنائی گئی ہین اس سے گورنمنٹ کو سنہ ۱۹۰۰ء مین ۵۶۱۰۰۰ پونڈ
فائدہ ہوا ہے۔ ابتک تو ان پبلک ورکس کا ذکر ہوا ہے جو سرمایہ کا نفع فائدہ دیتے تھے
اور اکثر وہ قرض کے روپیہ سے بنائے گئے تھے۔ جب سے گورنمنٹ شاہی ہوئی ہے محاصل
ملکی سے بہت روپیہ مختلف قسم کے پبلک ورکس مین خرچ ہوا ہے جیسے کہ سڑکین پل ٹیلیگراف
اسپتالین۔ بارکین اور ملیٹری عمارات۔ کالج سکول اور رفاہ عام کی اور عمارات اور

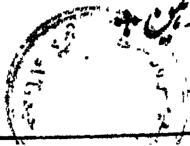
چھوٹے چھوٹے کام آبپاشی اور کشتیون اور جہاز چلانے کے بنائے گئے ہین - گوان کامون سے
روپیہ کا فائدہ نہیں ہوتا لیکن یہہ کام کچھ کم فائدہ مند نہیں ہیں -

اب پبلک ورکس اور قرض کے بیان کو چھوڑ کر ہم اور بات بیان کرتے ہین - اور ملکون میں تو گورنمنٹ کو انکی ضرورتین اور سببون سے ہوتی ہین مگر انڈیا مین انکی سخت ضرورت قحط کے سبب سے ہوتی ہے ۱۸۷۴ع مین لارڈ نورتھ بروک نے کہا کہ ہندوستان مین قحطون کا پڑنا کوئی غیر معمولی اور سخت صورت نہیں ہے وہ ہمیشہ پڑا کرینگے - انکے خرچون کے لئے روپیہ کا قرض لینا فائننس کے اعتبار سے بڑا ازبون و مضر ہے پس اسلیئے بہتر ہے کہ جن سالون مین موسم اچھے ہون تو ان مین محاصل ملکی میں ہر سال ایک فاضل جمع اس کام کے لیئے الگ رکھی جائے کہ وہ قرض کے گھٹانے مین خرچ کی جائے پھر اس پر کچھ اعتراض نہیں ہوگا کہ جب قحط پڑے تو اسکے خرچون کے لیئے روپیہ قرض لیا جائے -

۱۸۷۷ع مین سرجان اسٹریچی نے یہہ تجاویز پیش کیں اور لارڈ لٹن نے انکو منظور کیا کہ یہہ اصول عمل مین آئین -

۱۸۷۳ سے ۱۸۸۰ کے درمیان اصلی خرچ قحط کے ریلیف (تسکین) مین ۰۰۰۰۰۰ ۱۶ روپیہ خرچ ہوئے اس میں وہ روپیہ بھی داخل ہے جو مالگزاری کا معاف کیا گیا -

تخمینہ کیا گیا کہ سالانہ خرچ قحط کے ریلیف کا ۱۵۰۰۰۰۰۰ روپے سے زائد ہوگا - پس یہہ روپیہ ہر سال محاصل ملکی سے فاضل بچا کر قحط کے لیئے رکھا جائے اور یہہ روپیہ جب ملک مین قحط نہ ہو تو قرض کے گھٹانے مین خرچ کیا جائے یا اس قرض کے روکنے مین جو ریلون اور نہرون کے بنانے مین لیا جاتا ہے پس اس تدبیر کا عملی نتیجہ یہہ ہوگا کہ اچھے سالون مین فاضلات کی رقم رہے گی جو قحط مین خرچ ہوگی پھر اس تدبیر مین یہہ ترمیم ہوئی کہ روپیہ جو فاضلات کا ہو وہ ریلون اور نہرون کے بنانے مین خرچ کیا جائے جن سے وہ اضلاع جنمین خشک سالی زیادہ ہوتی ہے قحط کی آفتون سے محفوظ رہین -



باب بست و ششم

تجارت و سفر و آمد و رفت

اونیسویں صدی کی ابتدا میں انگریزی عملداری کے ایام طفلی تھے اور زمین پر سفر کرنے کی راہیں بالکل ابتدائی حالت میں تھیں۔ اب جو یورپ میں سڑکوں اور رستوں کے بنانے کے معانی لیئے جاتے ہیں اس معنی کر ہندوستان میں ہندوستانیوں کے عہد سلطنت میں ایک سڑک اور رستہ نہ تھا۔ حالتوں کے موافق بٹیائیں تنگ و کشادہ و سیدھی و ٹیڑھی موجود تھیں۔

ہندوستانیوں میں اکثر موسموں میں ہلکا بھاری مینھ برستا رہتا ہے۔ ہر سال برسات کے چار مہینوں میں جون سے لیکر اکتوبر تک یہہ راہیں بند ہو جاتی تھیں اور خشکی کی راہوں پر اسباب تجارت کی آمد و رفت بند ہو جاتی تھی۔ سال کے باقی آٹھ مہینوں میں خشک راہوں میں اسباب تجارت کی آمد و رفت خوب ہوتی تھی۔ جب بارش کا موسم نہ ہوتا تو رستوں پر گاڑی چھکڑے بہت اچھی طرح کثرت سے چلتے تھے۔ یہہ تو خشکی کی راہوں کا حال تھا۔ مگر تری کی راہوں کا حال خشکی کی راہوں سے بدرجہا بہتر تھا شمالی ہند میں گنگا اور بہت سے اور دریا جو اس میں ملتے ہیں تجارت کی بڑی شاہ راہیں تھیں۔ شمالی شرقی ہند میں گنگا اور برہم پتر کے ڈیلٹا میں کشتیوں میں تجارت بڑی شان و عظمت سے ہوتی تھی اور جون و اکتوبر کے درمیان جب دریا چڑھتے اور ان میں پانی کی طغیانی ہوتی تو کشتیوں کے ذریعہ سے تجارت کا بازار بڑا گرم ہوتا تھا اور مغربی و جنوبی ہند میں مغرب و مشرق کے سواحل سمندر کی دو لینوں میں بہت بڑی تجارت ہوتی تھی سمندر کے ساحلوں پر تجارت کے ایسے جہازوں کی کثرت رہتی تھی جو سمندر کے

کنارہ کنارہ چلتے تھے۔ ساحل پر چلنے والی کشتیاں اور چلنے والے جہاز مختلف طرح کی
نہایت عمدہ بنائے جاتے تھے اور بحری آمد و رفت کے کاموں میں وہ خوب
خدمت کرتے تھے مدتوں تک ایسٹ انڈیا کمپنی اپنے پیشوں و مشاغل و کاموں کے
کے سبب سے ہندوستان میں جو راہیں اور سڑکیں تھیں انہیں پر قانع رہی وہ جانتی
ہی نہ تھی کہ یہاں کی سڑکوں سے بہتر سڑکیں بھی ہوتی ہیں اس لیئے وہ ان کو
اپنی تجارت کے لیے کافی سمجھتی رہی اور سال کے دو تہائی مہینوں میں اپنی توپخانہ کو
اور اپنے اسباب حرب و ضرب کو ان ہی سڑکوں پر چلاتی رہی سنہ ۱۸۳۰ء تک اسنے
ان سڑکوں اور راہوں کے بہتر بنانے میں کوئی کوشش نہیں کی۔ جب سلطنت بڑھتی
اور مستحکم ہوتی گئی تو جیسی ہر ڈپارٹمنٹ میں تبدیلیاں ہونے لگیں ایسی ان رستوں کی درستی
کے سررشتہ میں تبدیلی ہوئی۔

کلکتہ سے دہلی تک چودہ سو میل طول میں گرینڈ ٹرنک روڈ (شاہراہ اعظم) بنی شروع
ہوئی اور جب پنجاب انگریزی عملداری میں آگیا تو یہی سڑک سندھ تک چلی گئی الہ آباد کے پاس
سے اس سڑک کی ایک بڑی شاخ نکل کر بمبئی تک گئی بمبئی سے انجینیروں نے اپنی
استادی خرچ کرکے دو شاندار سڑکیں مغربی گھاٹوں پر چڑھتی ہوئی بنائیں ان میں سے
ایک سنٹرل انڈیا میں گذرتی ہے دوسری دکن کی مرتفع زمین پر مدراس کے رستہ پر
مدراس سے ایک سڑک جنوبی جزیرہ نما (دکن) میں بنائی گئی جسکی ایک شاخ نیلگری
پہاڑ پر چڑھتی ہے۔ پھر ان سڑکوں کی شاخیں مختلف اضلاع میں گئیں۔

تمام کلاں سڑکوں پر کنکر کوٹا گیا اور ان سڑکوں پر سوا بڑے بڑے دریاؤں کے
جیسا گنگا ہے۔ ندیوں نالوں کے پل بنائے گئے۔ ہندوستان میں سڑکوں میں سے
بعض ایسی اچھی ہیں کہ دنیا میں سواء رومیوں اور نپولین کی سلطنتوں کے کسی سلطنت میں
ایسی نہیں تیار ہوئیں۔ یہہ سارا کام ایسٹ انڈیا کمپنی کے کارہاء عظیم میں سے ایک ہے
ابھی یہہ تمام سڑکیں پوری نہیں بننے پائی تھیں کہ ریلوے بننے کا زمانہ آگیا۔ ان ریلوں کی
سڑکوں کی بھی وہی لینیں مقرر ہوئیں جو پہلے سڑکوں کی مقرر ہوئی تھیں انکا مقصود یہہ تھا

کو تینوں دارالسلطنتوں کلکتہ و بمبئی و مدراس کو آپس میں اور بنگال کو شمالی مغربی سرحد ملادیں۔ غدر سے پہلے صرف ریلوں کے دو حصے بننے شروع ہوئے تھے ایک کلکتہ سے دوسرا الہ آباد سے یہہ دونوں ریلیں غدر کے زمانہ میں بہت کام آئیں۔ جب ہنگامہ بغاوت و غدر فرو ہوا تو پھر ہر سال میں سینکڑوں میل ریلوے تیار ہونے لگیں جن لینوں کا اوپر ذکر ہوا انکے سوا شمالی اضلاع گنج سے اور ایک سیدھی سڑک بمبئی سے ناگپور ہوتی ہوئی کلکتہ کو گئی۔ اس وقت اکتیس ہزار میل ریل تجارت کے لئے جاری رہی جسمیں برہما کی ریلیں داخل ہیں اور اس مجموعہ پر ہر سال کئی سو میل ریل کا اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

انگلنڈ کی پرائیویٹ کمپنیوں نے اپنے روپے سے پہلے ریلیں بنائیں اور ان کا خود انتظام و اہتمام کیا۔ ریلوں کے بنانے میں انہوں نے جو سرمایہ خرچ کیا اسپر ان کو کم از کم شرح سود پانچ روپیہ سیکڑہ سالانہ کے حساب سے گورنمنٹ انڈیا سود دیتی ہے بنگال پریسیڈنسی میں انمیں سے ایک ریل کا نام ایسٹ انڈیا پایا جاتا ہے اور ایک مدراس کو ریل جاتی ہے اسکا نام بھی یہی ہے اور دو ریلیں بمبئی کو جاتی ہیں جنکا نام گریٹ انڈین پننسولا ہے ایک کو بمبئی بڑودہ ریل کہتے ہیں دوسری کو سنٹرل انڈیا۔ گورنمنٹ نے ایسٹ انڈیا ریلوے کو خرید لیا ہے باقی اور ریلیں کمپنیوں کی بدستور قائم ہیں اور ریلیں جو نئی بنی ہیں وہ سٹیٹ ریلوے کہلاتی ہیں انکو سرکار نے اپنے ہی روپیہ سے بنایا ہے۔ ہندوستانی ریاستوں نے دو ہزار میل ریل اپنے روپیہ سے بنائی ہے وہی انکی مالک اور منتظم ہیں۔ کل روپیہ جو ریلوں میں خرچ ہوا ہے ۲۵۲½ کرور روپیہ ہے جنمیں ۵۲½ کرور گارنٹیڈ کمپنیوں کا ہے اور ۲۰۰ کرور روپیہ برٹش گورنمنٹ کا ہے یہہ سرمایہ بالکل انگلنڈ کا ریلوں میں خرچ ہوا ہے۔ کل لینوں پر اس سرمایہ کا سود پانچ روپیہ سیکڑہ کے حساب سے دیا جاتا ہے۔ ان ریلوں سے گورنمنٹ ہند کی فوجی قوت بہت زیادہ ہوگئی ہے۔ یہہ ریلیں دور دراز فاصلوں سے ساحل سمندر پر تمام پیداوار کو بکثرت لیجاتی ہیں گیہوں انگلنڈ کو اسقدر جانے لگا ہے کہ اسنے انگلنڈ کے لئے

بازاروں میں اسکو ارزاں کردیا ہے۔ پہلے جو یہ خیال تھا کہ ہندو ریلوں میں اس سبب سے نہیں سوار ہونگے کہ ان میں اونچی نیچی جات کے آدمی برابر بیٹھینگے وہ بالکل غلط نکلا سب جات کے آدمی بے تکلف ریلوں میں سوار ہوتے ہیں تجارت کے اسباب کی اور مسافروں کی ریلوں پر وہ ریل پیل و چہل پہل رہتی ہے جو ایک شرقی ملک سے توقع ہوسکتی ہے لیکن سفید رنگ کی مغربی قوموں کے مقابلہ میں یہاں ریلوں کے اسباب تجارت و مسافروں کی کثرت کچھہ وقعت نہیں رکھتی۔ زمانہ متوسط میں آدمیوں کے خیال میں ہند کی بحری تجارت غیر ملکوں کے ساتھہ بڑی وقعت رکھتی تھی۔ لیکن زمانہ حال میں جو اسکی بڑی ترقی ہوئی ہے وہ سارے عالم میں روشن ہے وہ برطانیہ اعظم کے مشرقی ملکوں کی تجارتوں کو وابستہ کرتی ہیں اس میں طرفین کو فائدہ عظیم ہوتا ہے۔ اونیسویں صدی کی ابتدا سے اس کے وسط تک یہہ تجارت ان بادبانی جہازوں کے ذریعہ سے ہوتی تھی جو کیپ گڈ ہوپ کے نواح میں گذرتے تھے پہلے یہی بادبانی جہاز دنیا کی تجارت کی تاریخ میں زیادہ عمدہ سمجھے جاتے تھے۔ وہ اپنے دنوں میں اسباب تجارت کے سوا ہیرو یعنی بڑے بڑے بہادر سپاہی اور مدبران ملکی کو اپنے اندر بٹھا کے لے جاتے تھے جو برطانیہ اعظم کی غیر ملکوں میں سلطنتیں جماتے تھے اور انگلنڈ سے ایسے بہت سے مراسلات لے جاتے تھے جو مشرقی قومیت کا فیصلہ کرتے تھے یہہ جہاز اب بھی موجود ہیں مگر انکی تعداد بہت کم ہوگئی ہے اور انکا قدوقامت پہلا سا کلاں نہیں رہا۔ شاعرانہ محاورہ میں ان کی نسبت یہہ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے تاریکی میں بادبانی کی بڑے زبردست واقعات عظیم کے نوشتے لکھائے اول ۱۸۴۰ء میں پنن شیولا اور نینٹل سٹیم نے وی گیشن کمپنی (دخانی جہاز کی کمپنی) نے ان بادبانی جہازوں کی رفعت کو خاک میں ملایا۔ یہ کمپنی دخانی جہازوں کو مصر اور ریڈ سی کی راہوں سے لے جانے لگی اور ان جہازوں اور تمام ڈاک کے کاموں کو اور مسافروں کو ان جہازوں میں اور دولت کے خزانوں کو اور نہایت نفیس اسباب تجارت کو لیجانے لگی۔ لیکن اب بھی کیپ گڈ ہوپ کے گرد بادبانی جہاز اور ان کی بڑی قدوقامت کی چیزوں کو تجارت کے لیئے لے جاتے ہیں

تجارت کا بڑا حصہ یہ ہے کہ انڈیا کا پیداوار انگلنڈ کو بھیجا جاتا تھا اور اس کے عوض میں ہندوستان میں انگلنڈ کی بنی ہوئی مصنوعی چیزیں تجارت کے لیئے اسقدر نہیں آتی تھیں جسقدر کہ وہ ان دنون میں آتی ہین اس سبب سے یہہ ایک عجیب واقعہ ظہور مین آیا ہے کہ بادبانی جہاز اکثر بلکہ علے العموم ہندوستان کے بندرگاہوں میں جو آتے تھے ان میں تجارتی اسباب بہت نہین ہوتا تھا بلکہ انہین روڑے اور کنکلیں آتی تھین جو اکثر لوردے کے ہوتے تھے اور ان کو کلکتہ کی سڑکوں پر بچھا کر کوٹتے تھے اب یہہ دیکھنے کی بات ہے کہ ہندوستان کی تجارت جو انگلنڈ سے ہوتی تھی کس طرح گھٹتیوں چلی ہے - بادبانی جہازوں پر بڑا صدمہ سویز کی نہر نے پہنچایا جو ۱۸۶۹ء میں تجارت کے لیئے جاری ہوئی اور اس کے ساتھ ہی ان دخانی جہازوں کا ظہور ہوا جنہوں نے اس نہر اور ریڈسی کی راہ اختیار کی اس تبدیلی کی تکمیل تاربرقی نے کی جو ہندوستان اور یورپ کے ملکوں کے درمیان لگایا گیا - اب اس طرح یوروپ اور انڈیا کے درمیان زیادہ تر سلسلہ تجارت جاری ہے - حال کے سالون میں دخانی جہاز مختلف ساخت کے بھی تیار کیئے گئے ہین جو کیپ گڈ ہوپ کے گرد تجارت کے بڑے آکار کے اسباب کو لیجاتے ہین گنگا کے وادی کے وسط میں جو کشتیوں کے ذریعہ سے قدیمی تجارت ہوتی تھی وہ اب بالکل غارت ہوگئی ہے کچھ تو اس سبب سے کہ دریا کا پانی آبپاشی کے کاموں کے لیئے نہروں میں بہت چلا جاتا ہے اور زیادہ تر اس سبب سے کہ ریلین جاری ہوگئیں ان کے مقابل میں کشتیاں بے قدر ہوگئی ہیں لیکن مشرقی بنگال مین ان کی عجیب وغریب ترقی ہوگئی ہے وہاں جو ہندوستانی کشتیان بناتے ہیں ان مین وہ اپنی ہنرمندی کا عجیب تماشا دکھاتے ہین - ملاح اسقدر کشتیان دریا میں جمع کرتے ہیں کہ یہہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بازار یا شہر دریا میں رواں ہے - سمندر کے کنارہ پر جو ہندوستانی کشتیوں میں تجارت ہوتی تھی وہ اب تک چلی جاتی ہے لیکن اس کی کساد بازاری دخانی جہازوں نے کردی ہے - اب برٹش سٹیم نیوی گیشن کمپنی نے

انڈیا کی تجارت کا زیادہ تر اجارہ لے لیا ہے - ہندوستان کی تجارت کی تاریخ بڑی پیچدار اور رنگا رنگ کی ہے اس لیئے فقط اسکا مختصر سا حال لکھا جاتا ہے - اٹھارہوین صدی سے جو دو پہلے صدیان گذری ہین ان مین تجارت مین انگلش کے رقیب ڈچ تھے جو درحقیقت تاجر تھے - پرتگیزون کو ہندوستانیون کے عیسائی بنانے کا اور اپنے جاہ و حشم کی نمائش کا بہ نسبت تجارت کے زیادہ شوق تھا فرانسیس تو اور ہی طرح کی اپنی اولوالعزمیان رکھتے تھے تجارت کا تھوڑا سا خیال رکھتے تھے - جب انیسوین صدی شروع ہوئی تو ڈچ و پرتگیز و فرانسیس تجارت کا میدان اور سب چیزون کے میدان کسی نہ کسی سبب سے چھوڑکر چلے گئے اور یہہ سارے میدان صرف انگریزون ہی کے لیے خالی رگئے سنہ ۱۸۱۳ء مین ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہاتھ مین تجارت کا اجارہ تھا - سر ولیم ہنٹر اسکا حال اپنی تاریخ مین یہہ بیان کرتے ہین کہ سنہ ۱۷۸۰ کے قریب انڈیا او[ر] وہ مین فروخت تین کروڑ روپیہ کی تھی جس سے تجارت کی کیفیت و کمیت معلوم ہوتی ہے - انڈیا کے لیے تجارت کا کل مجموعہ سنہ ۱۸۰۰ مین پانچ کروڑ روپیہ سے زیادہ اور دس کروڑ روپیہ سے کم تھا سنہ ۱۸۳۴ کے بعد جب کمپنی کے ہاتھ سے تجارت کا اجارہ نکل گیا ہے تو کل مجموعہ سالانہ تجارت کا بیرہ کروڑ روپیہ کا تھا جب تجارت عام ہوگئی کہ جسکا جی چاہے کرے تو سنہ ۱۸۳۹ سے پیشتر وہ بہت جلد بڑھ گئی اور اکیس کروڑ روپیہ سالانہ کی ہوگئی - اب وہ سنہ ۱۸۹۹ مین دوسو کروڑ روپیہ کی ہوگئی یعنی سنہ ۱۸۳۹ و ۱۸۹۹ کے درمیان ساٹھ سال کے اندر دس گنی ہوگئی اور تجارتی قومون کی جو تاریخ تجارت ہے اس مین یہہ تجارت مساوات کا یا فوقیت کا درجہ رکھتی ہے - جس نسبت سے اس تجارت کی افزائش ہوئی ہے وہ دونو تجارت پیشہ انگریزون اور ہندوستانیون کا باعث فخر و اعزاز ہے -

برٹش اور اور یوروپین کی یہہ منشا ہے کہ انڈیا تو اپنا رسد اور خام پیداوار کا برطانیہ کو یا یوروپ کو بھیجے اور اس کے عوض مین برطانیہ و یوروپ سے رسد و مصنوعی اشیا کا آئے - لیکن زمانہ دراز چاہیئے کہ انڈیا اس کو پورے طور پر سرانجام دے - بہت دلون تک اب بھی اسنے پوری طرح سے اس کام کو نہین کیا ہے - گو پہلے کی نسبت اب وہ اس کام کو

بہت اچھی طرح کرتا ہے اسکی ایک دلیل یہ ہے کہ صدی کے شروع میں برٹش مصنوعی اشیا اسقدر بروے کار نہین ظاہر ہوئی تھین جیسی کہ بعد ازاں ظاہر ہوئی ہین۔ سر ولیم ہنٹر اس کا عام فہم بیان پانچ سال کا جو سنہ ۱۸۷۹ پر ختم ہوتا ہے یہہ کرتے ہین کہ انڈیا جسقدر اپنی چیزین دنیا کے ہاتھ بیچتا ہے اسقدر اس سے خریدتا نہیں۔ پانچ سال کے عرصہ مین دساور سے تجارت کا بھیجا ہے وہ بحساب اوسط سالانہ .... ۲ سے زیادہ تھا اس کی قیمت کی ایک تہائی تو اسکے نقد ملی جس کے سبب سے چاندی سونا ...... ۷ روپیہ کا سالانہ بیشتر جمع کیا اور ایک تہائی اس نے اس سرمایہ کے سود میں ادا کیا جو انگلنڈ نے اسکی محنت پردازی کے کاموں میں خرچ کیا تھا۔ باقی ایک تہائی انگلنڈ مین گورمنٹ کے لیے خرچ کیا جس کے سبب سے اسکو حفظ و امن امان حاصل ہوتا ہے۔ بس ہندوستان کی تجارت کا یہہ تفصیلی عام فہم بیان ایسا ہے جو تجارت کی میزان حساب کو بتلاتا ہے۔ ہم نے پہلے بہ تفصیل بیان کر دیا ہے کہ گورمنٹ کے کس کس قسم کے خرچوں کے لیے انگلنڈ مین روپیہ انڈیا سے جاتا ہے سنہ ۱۸۷۰ سے پہلے انڈیا کے فائی نینس منسٹر نے ایک سرکاری نقشہ تجارت کا جو انڈیا کے غیر ملکوں سے ہوتی ہے سنہ ۱۸۳۵ سے سنہ ۱۸۷۱ تک یعنی ۳۶ سال کا بنوایا تھا (ان غیر ملکوں مین انگلنڈ سے زیادہ تر انڈیا کو تجارت کا سروکار ہے) تو اس سے معلوم ہوا تھا کہ انڈیا نے جو غیر ملکوں کو تجارتی دساور بھیجا تھا اسکی قیمت ہزار کروڑ یعنی دس ارب روپیہ تھی اور انڈیا میں جو غیر ملکوں سے درآمد مال ہوئی اسکی قیمت پانچ سو تراسی کروڑ روپیہ تھی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ درآمد مال سے برآمد مال کی افزائش چار سو سترہ کروڑ روپے کی ہوئی۔ یہہ ایک تصفیہ بڑی میزان حساب کا ہے اس تصفیۂ حساب سے معلوم ہوتا ہے کہ نقد درآمد خزانہ بقدر .... ۲۷۵ روپیہ کے ہوا۔

انگلنڈ اور انڈیا کے درمیان .... ۲ روپیہ سالانہ کی تجارت ہے جس میں سے انڈیا میں درآمد مال تقریباً مساوی برآمد مال کے ہے۔

ان مجموعوں میں قدرتی تنزل ہوتا رہتا ہے ۱۸۹۷ء میں اور ۱۸۹۶ء و ۱۸۹۹ء کے حصوں میں قحط سالی کے سبب سے غیر معمولی تنزل برآمد مال میں ہوا۔ اسکے دو سال پہلے انڈیا سے برآمد مال ۱۱۷ کروڑ اور ۱۱۵½ کروڑ روپیہ کا تھا اور انڈیا میں درآمد مال کی قیمت ۹۳ کروڑ اور ۹۵ کروڑ روپیہ سالانہ تھی اسکے زائد کبھی نہیں ہوئی۔

اس تجارت میں ایک نیا شگوفہ کھلا ہے جو روز بروز زیادہ کھلتا جائیگا۔ پہلے زمانہ میں انڈیا کی تجارت صرف جزائر برطانیہ اور چین سے ہوتی تھی اب اس میں تبدیلی ہوگئی ہے کہ ۶۰ فیصدی تجارت جزائر برطانیہ سے ہوتی ہے اور چالیس فیصدی باقی دنیا سے یہ عجیب بات ہے کہ اس تجارت میں امریکہ نے بڑا قدم بڑھایا ہے۔

انڈیا کو جو انگلنڈ سے تجارت کے اسباب کا دساور بھیجا جاتا ہے اسکی قیمت کا تخمینہ انگلنڈ میں تیس کروڑ روپیہ سالانہ کا کیا جاتا ہے اتنا دساور کسی اور ملک میں انگلنڈ سے نہیں جاتا سب سے زیادہ انڈیا کو بھیجا جاتا ہے۔ اسباب تجارت کے دساور میں سب سے اول روئی کا کپڑا ہے اور اس کے بعد لوہے اور دھات کی چیزیں کلیں وغیرہ ہیں انگلنڈ کا روپیہ جو انڈیا میں لگا ہوا ہے اسکی مقدار چھ سو کروڑ روپیہ ہے جس میں قومی قرض کی رقم بھی داخل ہے یہہ روپیہ ریلوں اور نہروں کے بنانے میں یورپین نے انڈیا میں خرچ کیا ہے اس رقم کثیر کا سود زیادہ تر سالانہ جزائر برطانیہ میں جاتا ہے۔ انڈیا کی تجارت میں جو جہاز لگے ہوئے ہیں انکے پندرہ سولہویں حصہ پر انگریزی جھنڈے لگے ہوئے ہیں ۳۵ لاکھ ٹن بوجھ اٹھانے والے جہاز تجارت ہند میں لگے رہتے ہیں اور ایک تہائی برٹش جہاز ساری دنیا کے ساتھ تجارت میں لگے رہتے ہیں۔ غرض دنیا میں انگلنڈ کا اسباب تجارت خریدنے والا انڈیا سے بڑا دنیا میں کوئی اور ملک نہیں ہے۔

۱۸۹۹ء میں جو انڈیا سے اسباب تجارت کا دساور اور ملکوں کو گیا اس کی قیمت ۹۲ کروڑ روپیہ تھی جنہیں ۲۵ کروڑ روپے کی کھانے پینے کی چیزیں تھیں اور دس کروڑ روپے کیمیائی اور کرانہ کی چیزیں تھیں ۳۷ کروڑ روپیہ کی قیمت کا خام پیداوار تھا۔ خوراک کی چیزوں میں چاول گیہوں اور بیج وغیرہ تھے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہاں کی مسکین آبادی

اپنے نفعون کے لیئے اپنے ملک کی پیداوار کو غیر ملکوں میں بھیجتی ہے اور معمولی سالون مین وہ اپنا اناج پیدا کرتی ہے کہ خود پرورش پاتی ہے اور غیرون کی پرورش کرتی ہے انڈیا مین چار کی کاشت برٹش سرمایہ اور انتظام سے ہوئی ہے اسکی حالت بھی بیان کرنے کے قابل ہے کہ وسط صدی مین ہندوستان مین چار کہین نہین تھی اسکا تجارت چینیون کے ہاتھ مین تھا۔ اب چار کے پیدا کرنے مین انڈیا چین کا ہمچشم ہے انگلستان کے بازارون مین انڈیا کی چار کو چین کی چار پر غلبہ ہوتا جاتا ہے۔ تمام پیداوارون جسکا اوپر ذکر ہوا زیادہ ترروئی جیوٹ وسن اور کھالین اور سینگ ہین۔ انڈیا میں یورپ کے بڑے عالی ہمت و اولوالعزم اپنا سرمایہ ان کامون میں لگاتے ہین۔ انڈیا کے شمالی و شرقی سرحدون کے پہاڑون پر چار کی کاشت ہین۔ بمبئی مین کوٹن مل (کپڑا سوت بنانے کی کلونکے) کے کارخانے ہین۔ کلکتہ میں جیوٹ کے کارخانون میں کوئلون کے کامون میں جو روز بروز زیادہ نکلتی آتی ہین اور لوہے کی کانون مین جو ابھی تک حالت طفلی میں ہیں پرانے تیل کے کارخانون مین جنکا انتظام ہوتا جاتا ہے۔

اس تجارت کے بیان کے ساتھ پوسٹ اوفس (ڈاکخانہ) اور الکٹرک ٹیلیگراف کا ذکر بھی ضرور ہے۔ انیسوین صدی کے اول نصف مین انڈیا میں پوسٹ اوفس کا انتظام ان ہی اصول پر قائم ہوگیا تھا جو انگلستان مین تھا اس میں وہی عیب و نقص تھے کہ فاصلون کے موافق محصول لیا جاتا تھا۔ خط و کتابت کرنے والون کو تحقیق نہیں معلوم ہوتا تھا کہ ڈاکخانہ مین کیا محصول لیا جائیگا مگر یہ تحقیق معلوم تھا کہ ایسا زیادہ خرچ خط و کتابت کبھی ہوگا کہ غریب آدمیون کے مقدور سے باہر ہوگا سنہ ۱۸۵۰ سے کچھ دنون پہلے سب فاصلون کے لیئے یکسان محصول ہوگیا جیسکہ سب لوگ روزمرہ دیکھتے ہین۔ غدر سے پہلے سنہ ۱۸۵۶ء میں انڈیا مین کل ڈاکخانے ۷۵۰ تھے اب سنہ ۱۸۹۹ء مین ۲۶۹۰۰ ڈاکخانے ہیں اور خطوط و مراسلات جو ڈاکخانون میں بھیجے جاتے ہیں انکی تعداد ۵۰۰۰۰ لاکھ ہے لیکن یہ تعداد بمقابلہ انگلنڈ کے نہایت کم ہے وہان تعداد ۲۰۰۰۰ لاکھ تھی باوجودیکہ وہان کی آبادی ہندوستان کی آبادی سے ایک آٹھوان حصہ ہے۔ سنہ ۱۸۵۸ء کے بعد ہی انڈیا مین

الکٹرک ٹیلیگراف لگنا شروع ہوا ۔ اب اس کا جال سارے ہندوستان میں بچھ گیا پچاس لاکھ پیغامات سالانہ تار پر بھیجے جاتے ہیں جنکا محصول وصول ہوتا ہے گو یہ تعداد بڑی معلوم ہوتی ہے مگر انگلنڈ کے مقابلہ میں وہ کم ہے وہاں ۸۰ لاکھ پیغام تار سالانہ بھیجے جاتے ہیں سنہ ۱۸۶۵ سے انڈیا اور انگلنڈ کے درمیان تار پر پیغام رسانی [illegible] تار دو [illegible] ہے ایک [illegible] سمندر کے اندر بحیرۂ روم اور مصر میں لگا ہوا ہے دوسرا تار ایران و جنوبی مشرقی یوروپ کے درمیان ۔

باب بست و چہارم

میونیسپلٹی کی اصلاحیں

سنہ ۱۸۹۸ میں اخلاقی و مادی ترقیون کی رپورٹ جو گورنمنٹ نے مشتہر کی ہے اس میں میونیسپل کے باب میں چند فقرے لکھے ہیں انکا ترجمہ نیچے لکھا جاتا ہے کل انڈیا کے شہروں اور بڑے بڑے قصبوں میں میونیسپل کمشنر یا میونیسپل کمیٹی اپنے مقامی معاملات کا انتظام کرتی ہے یہہ کمشنر شہری آدمیوں میں سے مقرر ہوتے ہیں ۔ یہہ میونیسپل کمیٹیاں فنڈس تحصیل کرتے ہیں اور قوانین کے موافق اپنے اختیارات کو کام میں لاتے ہیں ۔ میونیسپل کمیٹیوں کے لیئے ہر پروونس کی ضروریات کے موافق جدا جدا قوانین بنائے جاتے ہیں اور تین پریسیڈنسی شہروں کلکتہ و بمبئی و مدراس کے لیئے جدا جدا قوانین میونیسپل ہیں قواعد مقرر ہیں جنکے موافق اکثر کمشنروں کا انتخاب خود اہل شہر و اہل قصبہ کرتے ہیں لیکن ہر شہر میں بعض اور بہت چھوٹے قصبوں میں کل ممبر گورنمنٹ خود مقرر کرتی ہے ۔ ہر میونیسپل کمیٹی میں ایک یا زیادہ گورنمنٹ کو عہدہ دار بھی ممبر ہوتے ہیں ۔ ہندوستانی اور شہر ناظم ممبروں کی تعداد یوروپین اور گورنمنٹ کے عہدہ داروں کی تعداد سے زیادہ ہوتی ہے سب میونیسپل کمیٹیاں

گورنمنٹ کے ماتحت ہوتی ہیں وہ کوئی نئے ٹیکس رعایا پر نہیں لگا سکتیں کوئی لون یعنی قرض نہیں لے سکتیں اور کوئی کام جس میں لاگت گورنمنٹ کی اس مقدار مقررہ کی تجویز سے زیادہ خرچ نہیں کر سکتیں - اس بجٹ کے خلاف کوئی کام گورنمنٹ کے حکم کے بغیر نہیں کر سکتیں نئے قواعد اور دستور العمل جب تک گورنمنٹ کا حکم صادر نہ ہو اور اس کا استصواب نہ ہو نہیں جاری کر سکتیں -

میونسپلٹی کی آمدنی کے ذریعے یہ ہیں

ہوس ٹیکس یعنی مکان سے محصول لینا -

کرایہ پر محصول -

اوکٹرائی یعنی چنگی کا محصول -

بازار کا کرایہ -

پیشہ پر ٹیکس

واٹر ٹیکس یعنی پانی پر محصول -

کونسروینسی ریٹس یعنی حفظان صحت پر محصول

سرکاری زمینوں اور ملکیتوں کا کرایہ

سرکاری باغات اور پارکس

میونسپل فنڈس زیادہ تر ان کاموں میں خرچ ہوتے ہیں - آب رسانی - اسپتال - خیراتی دواخانے - گلی کوچہ بازار و سڑکیں ویکسی نیشن (چیچک کا ٹیکہ لگانا) پانی کی نکاسی - (بدررو یعنی موریاں وغیرہ) حفظان صحت و تعلیم -

ان کاموں کو پہلے گورنمنٹ کے افسر اچھی طرح نہیں کرتے تھے جیسے کہ یہہ میونسپل کمیٹیاں بخوبی کرتی ہیں - میونسپل کمشنروں کو جو یہہ معزز کام دئے گئے ہیں ان میں وہ اپنا پبلک سپرٹ اور جفاکشی دکھاتے ہیں "

اس اوپر کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ بڑی مبارک ترقی ان لوگوں کو معلوم ہوتی ہے جو وسط صدی کے پہلے حالات کو جانتے ہیں - اب میونسپل نے ایک نیا رخ دکھایا

کو کل قلمرو میں ہر ضلع کے اندر ایک لوکل بورڈ مقرر ہوا ہے اسکا مختصر حال بھی اخلاقی ومادی ترقیات کی رپورٹ سنہ ۱۹۰۸ء سے کچھ ترجمہ کرکے نیچے کیا جاتا ہے۔

ڈسٹرکٹ بورڈس جنکے اختیارات اور ذمہ واریاں قانوناً مقرر ہوئے ہیں وہ میونسپل کمیٹیون کے بعد زمانہ حال میں مقرر ہوئے ہیں لیکن بہت سے اضلاع میں کمیٹیاں تھیں جو برسوں سے مقامی سڑکوں اور مقامی اسپتالون اور مقامی اسکولون کے انتظام واہتمام میں امداد کرتی تھیں اور اپنے اختیارات کو کام میں لاتی تھیں۔ کل ترقی یافتہ پروونسوں میں مختلف ایکٹون کے موافق ڈسٹرکٹ بورڈ مقرر ہوئے ہیں مدراس میں بورڈوں کو جدید مقامی ٹیکسون کے لیے درخواست کرنے کا اختیار رکھنا ہے بنگال میں اسکو اختیار ہے کہ جس شرح سے چاہے ٹیکس لے جو گورنمنٹ کی زیادہ سے زیادہ شرح مقررہ کے اندر ہو۔ سڑک کا محصول ہر ضلع میں لیا جاتا ہے لیکن زیادہ تر حصہ میں بورڈوں کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ ٹیکس لگا سکے۔ وہ فنڈس کا منتظم ہے اور اپنے علاقہ میں سڑکوں۔ اسکولوں۔ اسپتالون۔ حفظان صحت کے خرچوں کو مقرر کرتا ہے۔ بہت سے ضلعوں میں ڈسٹرکٹ بورڈ اپنے سے چھوٹے بورڈوں کو اپنے چھوٹے چھوٹے کام سپرد کر دیتے ہیں۔ یہ چھوٹے بورڈ بھی قانون کے موافق مقرر ہوتے ہیں جن کے ذمے ضلعے کے حصوں کی جوابدہی ہوتی ہے ''

انگریزی عملداری میں سیلف گورنمنٹ کی یہہ ابتدا ہے اس میں جو یہہ لوکل بورڈس کام کرتے ہیں اسکی مقدار اس بیان سے سمجھ میں آئیگی کہ سنہ ۱۹۰۶ء میں میونسپل کمیٹیاں ۷۹۶ تھیں اور ایک کروڑ ساٹھ لاکھ آدمیوں پر انکا اثر پڑتا تھا انکی سالانہ آمدنی ساڑھے چار کروڑ روپیہ کی تھی اور اسکا خرچ بھی اسیقدر تھا۔ اس خرچ میں ۴۱ لاکھ روپیہ وہ داخل ہے جو کمیٹیوں نے اپنے قرض کے سود میں دیا تھا۔ یہہ قرض محصولون کی کفالت پر لیا گیا تھا جسکی مقدار ایک کروڑ یا ایک کروڑ بیس لاکھ روپیہ تھی۔

لوکل اور ڈسٹرکٹ بورڈس تعداد میں ۲۰۰۱ ہیں جنکے ۱۶۳۴۶ ممبر ہیں جنمیں سے ۴۰۰۰ الکشن سے یعنی انتخاب سے مقرر ہوئے ہیں اور باقی نومی نیشن سے یعنی گورنمنٹ کی طرف سے

مقرر ہوتے ہیں۔ سنہ ۱۸۹۶ء میں ان پانچ بندرگاہوں کی مقدار لوٹے چار کروڑ روپیہ تھی۔ انڈیا میں
بہت اسٹیمر کمپنیاں تجارتی اچھے اور جہاز خلیج بنگالہ پہنچنے کا سبب ہو ہر سال میں
ترقی کرتی جاتی ہے

بڑے بڑے بندرگاہوں کی نگرانی اور سمندروں کے ساحلوں کے معاملات کا
انتظام پورٹ کمشنروں کے سپرد ہے جنکو گورنمنٹ مقرر کرتی ہے۔ پانچ بڑے بندرگاہ
کلکتہ۔ بمبئی۔ کراچی جو سندھ کے دہانہ کے قریب اور رنگوں جو برہما کے اندر ایراوتی
کے دہانہ پر اور مدراس جہاں ہیں۔ ان میں پورٹ کمشنر مقرر ہیں۔ ان بندرگاہوں کی
ایک کروڑ روپیہ سالانہ کی آمدنی ہے ان پانچوں بندرگاہوں کی تجارت بمبئی کی وبا و قحط کے
سبب سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔ دو سو پچاس اضلاع جنمیں سارا ملک منقسم ہے
انمیں سے ہر ایک ضلع میں ایک یا کئی اسپتال اور خیراتی دوائی خانے ہیں انکی تعداد ۱۳۰۰ ہے
انکے اندر شاید پانچ لاکھ مریض رہکر علاج کراتے ہیں اور لاکھوں آدمی باہر رہکر اپنا علاج
کراتے ہیں۔ ہندوستانی بغیر کسی تعصب کے یوروپین ڈاکٹروں کا علاج کراتے ہیں اور
یوروپین دوائیوں کا استعمال کرتے ہیں۔ ڈاکٹری جراحی کی بڑی قدر ہندوستانی کرتے
ہیں اور اسکا احسان مانتے ہیں۔ یہہ خیراتی دوائی خانے جو سرحد پر وحشی قوموں میں
کھولے گئے ہیں اور ان قوموں کے بیماروں کا علاج نہایت شفقت سے کرتے ہیں تو اس کا
بڑا عمدہ اثر پولیٹکل ہوا ہے ان اسپتالوں اور دوائی خانوں سے مغربی سائنس
اور فیاضی کا اعلان ہوتا ہے اور ہندوستانیوں کے لیئے ڈاکٹری کا پیشہ پیدا ہوگیا
ہے جسکو وہ اپنے ہم وطنوں میں کام میں لاتے ہیں۔ ابتدائے صدی سے ہندوستانیوں کو
ویکسی نیشن (چیچک کے ٹیکہ کا کام) کے لیئے پند و نصیحت ہو رہی ہے خاص ضلعوں
میں اور اور مقامات میں ٹیکہ لگنے کا رواج عام ہوگیا ہے اسکا اثر ایسا مفید ہوا ہے کہ
ہندوستانیوں کی تکلیف جو چیچک کے سبب سے ہوتی تھی گھٹ گئی ہے اب ٹیکہ کے
لگانے میں ہندوستانیوں کو احتراز نہیں رہا باوجودیکہ گورنمنٹ کو اس میں کامیابی نہیں
ہوئی کہ وہ کل اپنی قلمرو میں ٹیکہ کے لگنے کا حکم عام دیدے کہ ہر بچہ کے ٹیکا لگا کرے۔

چیچک اب بھی لوگوں سے نہیں چھٹی ہے مگر پہلے زمانہ کی نسبت کم۔ اس زمانہ میں حفظان صحت
کی تدابیر میں ایسی کوشش کیجاتی ہے کہ وبا شہر کو آگئی ہے کبھی کبھی آدمی ہیضے سے
مرتے رہتے ہیں [illegible] روکنے کے لیے بلا انفصال جد و جہد ہونی چاہیے
اور شفا خانے ہیں جہاں بیماروں اور بہالوں و میلوں کے سبب سے جاترا یعنی ہندوؤں کا
بڑا اجتماع ہوتا ہے وہاں تھوڑی سی جگہ میں سیکڑوں کیا ہزاروں ایک جگہ آدمی
سمٹے رہتے ہیں بیماری اپنی مہلک صورت دکھاتا ہے بمبئی میں نہایت سخت قسم کا بخار
پھیلا جسکی تحقیقات میں اول دفعہ یہ منکشف ہوا کہ خون میں بے انتہا چھوٹی ذی اعضاء
چیزیں ہیں۔ بعض بیماریاں ایسی ہیں کہ نہ وہ سمجھ میں آتی ہیں نہ انکا حفظ ما تقدم ہو سکتا ہے
مدتہا دراز تک وہ پھیلتی رہتی ہیں نہ وہ معلوم ہوتی ہیں کہ کیا ہیں نہ کوئی انکا علاج دریافت
ہوتا ہے اور تمام مسائل طبی امراض دھرے رہتے ہیں کچھ کام نہیں آتے۔ اس قسم کا مرض
ڈینگی فیور (بخار) جسکی یہ منحوس یاد چلی جاتی ہے کہ بنگال کے ایک حصہ کی آبادی کو اسنے
ہلاک کیا ایسے ہی ہیبتناک وبا (طاعون واتہ) ہے جسنے ہند میں پہلی دفعہ اپنا قدم ۱۸۹۶ء
میں رکھا ہے وہ قحط کے بعد آئی جسنے بہت سے مقامات میں آدمیوں کو موت کے منھ میں
پہنچایا۔ باوجودیکہ حفظان صحت کے سائنس نے بہت سی تدابیر بتلائیں جنکو گورنمنٹ کر سکتی
تھی پھر بھی اس وبا نے بمبئی کا پیچھا نہیں چھوڑا اس وبا سے آبادی کا دسواں حصہ مرتا
ہے لیکن اس کے خوف سے آبادی ایسی حیران و پریشان سرگردان ہوتی ہے کہ جس کے
سبب سے کاروبار محنت پردازی میں ایسا خلل عائد ہوتا ہے کہ اسکا تدارک اس نسل میں
تو ہونے کا نہیں۔

اگرچہ کم عمری میں شادی ہونے کے سبب سے عموماً آبادی کی افزائش ہوتی ہے
اور تندرستی کے لیے بے انتہا مفید یہ تدبیر کی جاتی ہیں کہ زہریلے نباتات اکھیڑ کر
نابود کیے جاتے ہیں اس کے لیے صاف پانی کے پہنچانے میں کوشش کی جاتی ہے اور
حفظان صحت کی ساری وہ تدبیریں کی جاتی ہیں کہ جنسے آدمی کے قوائے جسمانی بڑھتے ہیں
اور عمریں بڑھتی ہیں اسپر بھی ہندوستانیوں کی صحت و تندرستی کا حال ایسا اچھا نہیں

جیسا کہ یورپ میں یا ان مقامات مین جہاں گورے رنگ کی قومین بستی ہین انڈیا مین مختلف ضلعون اور مختلف سالون مین شرح اموات بدلتی رہتی ہے اچھے ضلع میں اور اچھے سال میں ۲۲ سے لیکر ۲۵ تک فی ہزار آدمی مرتے ہین اور جہان کہ حالات اور موسم اچھے نہیں ہوتے وہان ۲۵ سے ۹۰ تک فی ہزار آدمی مرتے ہین یہہ بھی اکثر ہوتا ہے کہ ۳۰ تک اموات کی نوبت آجاتی لیکن یہہ شاذ و نادر ہی ہوتا ہے کہ ۱۲ یا ۲۰ سے کم اموات واقع ہون۔ اصل یہہ ہے کہ سینٹری سائنٹفک قوتین مین انڈیا میں ایک قانون ہیں جس کا میابی نہیں ہوئی۔ ڈاکٹری تعلیم کا ذکر ہم نے باب دوازدہم میں کر دیا ہے۔

باب بست و پنجم

ہندوستان کی حالت موجودہ

ہندوستان کا بیان

ملکہ معظمہ کے عہد ہمایون مین جو ہندوستان میں ترقیاں ہوئین ان کا مختصر بیان اوپر کے ابواب مین کیا گیا اور ان میں ان باتوں کو تبلایا ہے کہ سلطنت کی وسعت عظیمہ کسقدر ہے کہ جس مین کوہستان ہمالیہ اور ملک برہما و بنگال و بہار و اڑیسہ و ممالک مغربی و شمالی و اودھ و پنجاب اور کل دکن و اخل ہیں۔ اٹھارہوین صدی کے آخر مین اور انیسوین صدی کے شروع میں ملک کی اور اہل ملک کی کیا بدترین حالت تھی انڈیا مین انگریزی سلطنت بہ تدریج ایسی قائم ہوتی گئی کہ کل ملک پر اس کا تسلط ہوتا گیا اور اسکا اشتہار بھی علی الاعلان ہو گیا۔ پھر انڈیا کی گورنمنٹ کی کل کے پرزے کس طرح درست کیے گئے اور برطانیہ کو اسپر کس طرح استقلال و استحکام حاصل رہا۔ کس طرح سے ہندوستانی سپاہ مین خاص مشکلات واقع ہوئین کہ سپاہ نے بغاوت کی۔ کس طرح سول گورنمنٹ مین جو مطلق العنان بادشاہی تھی عدل و انصاف نیک نیتی و بہی خواہی کے اصول داخل ہوئے۔ کل قوانین جو انصاف پر سب طرح سے بنائے گئے ہین دو درجے کی

کونسلون نے مرتب کئے پھر دیوانی و فوجداری و مالی عدالتون کا کیسا عمدہ انتظام کیا گیا جمین
مدعی و مدعا علیہ گورنمنٹ بھی ہوسکتی ہے - سارے قوانین خواہ وہ یوروپین ہون یا ہندوستانی
قانون کے روبرو سب برابر ہین - زمین کی حقیتین ملکیتین رجسٹرون مین داخل
ہوکر بالکل محفوظ ہوگئین اور اراضی کی زر مالگزاری کے محدود ہونے سے زمین کی کیسی
قدر و قیمت بڑھ گئی مختصر یہ گورنمنٹ کا یہہ فرض ہوگیا کہ وہ اپنی ساری ہمت جدوجہد
دولت کو اس کے مصائب کے گھٹانے مین صرف کرے - زراعت کا کسی قدر نشو و نما
آبپاشی کی نہرون کے نظام سے ایسا ہوگیا جسکی نظیر کسی اور ملک مین نظر نہین آتی
گورنمنٹ کے جنگلات کی حفاظت کا سررشتہ قائم کرکے کیسا جنگلون کو محفوظ کردیا خشکی پر
سفر و آمد و رفت کی شاہراہون کے بنانے سے اور پھر بڑی ریلوے کے بنانے سے
اور انکی شاخون کے جاری کرنے سے سہل و آسان کردیا ابھی اس کی اور شاخین
بننی باقی ہین جنسے اور زیادہ آسانی ہوجائیگی دخانی جہاز آنے سے بیرونی سمندری تجارت
بروئے کار ظاہر ہوئی خاص کر جب سے کہ سویز نہر جاری ہوئی - اندرونی تجارت کی
پوسٹ آفس اور الکٹرک ٹیلیگراف نے کیسی امداد کی شہرون و قصبون کے لیے
میونسپلٹیان قائم ہوئین جنھون نے صفائی کا اور حفظان صحت اور بیمارون کے
علاجون کا انتظام کیا - اضلاع مین ڈسٹرکٹ بورڈ یا ڈسٹرکٹ کونسل مقرر ہونے
کی بنیاد پڑی اور ایک کامل سررشتہ تعلیم قائم ہوا جس مین ابتدائی و متوسط و اعلے تعلیم کا
پورا انتظام کیا گیا جسکے ثمرات نظر آتے ہین اور ابھی آیندہ زمانہ مین اسکی تکمیل کے لیے
بہت کچھ کرنا باقی ہے - گورنمنٹ کا روپیہ [illegible] آمدنی جو بہت بڑھ گئی اور فاضل [illegible]
مین باوجود خرچ لڑائیون اور جنگلون کے انتظام [illegible] کیا گیا - لیکن ابھی مختصر طور پر یہہ
بیان کرنا باقی ہے کہ انگلستان کی طرح طرح کی [illegible] نے انڈیا کی آبادی پر جو [illegible]
برطانیہ کی ودیعت مین رکھی گئی ہے - مادی و عقلی و اخلاقی اثر کیا ہوا -
ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ انڈیا کی ایمپائر کے دو حصے ہین ایک بڑا حصہ ہندوستانی
ریاستون کا دوسرا بڑا حصہ برٹش مالک کا پہلے [illegible] کہ ہم ہندوستانی ریاستون کا بیان

مختصر [illegible] ہندوستانی ریاستون کا بیان

اول لکھیں اور بعد اس کے برٹش ممالک کا ذکر کرین ہندوستانی ریاستون کی صحیح تعداد و
بتانی آسان نہیں مگر وہ چھوٹی بڑی تعداد میں چارسو پچاس ہیں جنکا رقبہ ۶۰۰۰۰۰
مربع میل ہے اور آبادی ۶۶۰۰۰۰۰۰ آدمیون کی انکی آمدنی ٹھیک نہیں بیان
ہوسکتی مگر تخمیناً پندرہ کروڑ روپیہ سالانہ ہے۔ بعض ان مین سے بہت
چھوٹی ہیں اور بعض ایسی بڑی ہیں کہ وہ ایک بادشاہی مملکت معلوم ہوتی ہین
انکے درباروں مین ہمیشہ گورنمنٹ کی طرف سے رزیڈنٹ ایجنٹ رہتے ہیں۔
ان ریاستون کی حلقہ بندی اس طرح کی جاتی ہے اول حلقہ نیپال اور کشمیر
و کوچ پہاڑی ریاستیں ہیں جو ہمالیہ پہاڑ کے اندر یا اس کے آس پاس ہیں۔
شمالی ہند میں محروسہ ریاستیں سکھون کی دریا ستلج اور دہلی کے درمیان ہیں۔ آگرہ
کے جنوب میں بہت سی راجپوتون کی ریاستیں ہیں جنمین مسلمانون کی ایک ریاست ٹونک
ہے انکے ہمسایہ مین مغرب میں تین مرہٹون کی ریاستین گوالیار اندور و بڑودہ ہیں
انسے آگے جنوب مغرب مین دو ہندوؤں کی ریاستین میسور اور ٹراونکور ہیں اب تک
مسلمانون کی بھی بعض ریاستیں چلی جاتی ہیں۔ دکن مین نظام کی ریاست ساری ریاستون
میں سب سے بڑی ہے۔ وسط ہند مین بھوپال کی ریاست ہے اور دریا سندھ پر
بہاولپور کی ریاست ہے غایت مشرقی سرحد پر شانٹی ریاستیں برہماکی ہیں۔ یہہ
ساری ریاستین آسودہ حال و ذی شان سب آفات سے محفوظ ہین اور برٹش ایمپائر
سے محدود ہین۔ برٹش گورنمنٹ ان کے استقلال و ثبات مین ہر طرح سے دل لگاتی
ہے۔ ان ریاستون کے سبب سے ملک کے قدیمی دستور و آئین استوار و مستحکم و مسلم
چلے آتے ہین — یہہ ہندوستانی ریاستیں اپنی ریاستون کے اندرونی انتظامات
مین بالکل خودمختار ہین ان مین حکمرانی اچھی ہوتی ہے اس مین تھوڑی یا بہت تقلید و
پیروی برٹش انتظامات کی کی جاتی ہے وہ مغربی تعلیم اپنی رعایا کو دلاتی ہین اور شاہی
خاندانون کے طلبہ کے لیئے کالج قائم کرتی ہین ان ریاستون کے بعض رئیس و ممبر یورپ کی
سیر کو جاتے ہین۔ ہندوستانی رئیس برٹش گورنمنٹ کے جنرلون سے صلاح و مشورہ لیکر اپنی

جنہیں سپاہیوں کا انتظام کرتے ہیں۔ انکی جو سب سے اعلیٰ درجہ کی عمدہ سپاہ ہے وہ امپیریل سروس ٹروپس یا شاہی سپاہیں
سمجھی جاتی ہیں اور زمانہ حال میں برٹش گورنمنٹ نے جو سرکشیاں کی ہیں انہیں ان ہندوستانی ریاستوں کی یہہ
امپیریل سپاہ کے بھیجنے سے مدد پہونچی ہے ان ہندوستانی رئیسوں کی یہہ سپاہ تعداد میں بیس ہزار ہے
جو برٹش ایمپائر کی قوت بازو سمجھی جاتی ہے۔ ہر مقام پر ہندوستانی عملداریوں کی رعایا انگریزی
عملداری کی رعایا کے ہمسایہ میں رہتی ہے یہہ دونوں آپس میں برادرانہ ملاپ جا اپنے ہم وطنی
کا رکھتی ہیں۔ یہہ ہندوستانی ریاستیں ہندوستانیوں کی ذہانت ولیاقت وبلند ہمتی
و والاہمتی کی جولانیوں کے لیے اچھا میدان ہے۔ ہندوستانی جو اپنے جوہر و ہنر کمال
ہندوستانی ریاستوں میں دکھا سکتے ہیں وہ انگریزی عملداری میں نہیں دکھا سکتے۔ ان
ریاستوں ہی میں انکے ایسے مجمعے ومجلسیں ومحفلیں رہتی ہیں کہ جنمیں وہ اپنی شان وشکوہ اور الہامیہ
خیالات ظاہر کرسکتے ہیں جو اب تک ان کے دماغوں میں بسے ہوئے ہیں اور علی العموم
سب ہندوستانیوں کو وہ نہایت عزیز ہیں۔

افزائش آبادی

اب اشمار گذشتہ سے بابت افزائش آبادی کے باب میں مستنبط ہوتا ہے
سر رابرٹ گرفن اپنے نقشوں میں بیان کرتے ہیں کہ ۱۸۷۱ء سے اس صدی کی
آخر تک سات کروڑ تیس لاکھ آدمیوں کی افزائش آبادی میں قدرتی ولادت سے
ہوئی اس افزائش آبادی کے سبب سے کسی مقام پر زیادہ اور کسی مقام پر کم مگر ہر جگہہ
زراعت میں کم و بیش بیشی ہوئی پھر اس کے بعد خانگی آسودگی اور آسائش و آرام کی
افزائش ہوئی جسکا ثبوت ۱۸۹۸ء میں بخوبی ہوگیا۔ یہہ خاص سال اس قحط کے پیچھے
آیا تھا جو آخر نصف صدی کے قحطوں سے زیادہ خراب تھا۔ اس قحط کے بعد مغربی ہند
میں وباؤں نے پاؤں پھیلائے جسکے دور کرنے کے لئے گورنمنٹ حفظان صحت کی
سب طرح کی تدبیر عمل میں لائی گرچہ کامیابی انکی نہیں ہوئی۔ باوجود ان سب آفات
وباؤں کے یہہ سال بہترین سالوں میں سے ایک تھا گو وہ ایسا بہتر سال نہ تھا
کہ اسکا نظیر کبھی پہلے نہیں ہوا ہو۔ اگست ۱۸۹۹ء میں سکریٹری اوف سٹیٹ نے برٹش
پارلیمنٹ میں اس سال کے نتیجہ کو اسطرح بیان کیا کہ قحط کے ساتھ جنگ کرنے میں

گورنمنٹ نے اپنے فتحیاب ہونے کو اور اس سے زیادہ اہل ہند نے اپنے بحال کرنے کی قوت کو اور اپنے پاس اپنی پرورش کے وسائل کے جمع ہونے کو ثابت کیا۔ اس سال ہندوستان نے انگلینڈ کو بہت روپیہ بھیجا اور رفاہ عام ترقی کے لیے جتنا روپیہ اس سال ہندوستان نے بھیجا اتنا کبھی پہلے نہیں بھیجا تھا۔ نیز اس سال میں اپنی پیداوار کا جیسا وافر ذخیرہ بھیجا ایسا پہلے کبھی نہیں بھیجا تھا۔ اس پیداوار میں اس کی اپنی ضرورت کی چیزیں بھی تھیں جیسے اس سال نے قومی قرض کی مقدار کو کم کیا کہ وہ اکتیس کروڑ روپیہ رہ گیا۔ ایسا پہلے کبھی نہیں کیا۔ اس قرض کے سوا رہا اور قرض تھا اسکا روپیہ ایسے کاموں میں لگا ہوا تھا کہ انسے روپیہ پیدا ہوتا تھا۔ ان پرووِنسوں میں جنکے اندر قحط پڑا تھا ایک تحقیقات سے معلوم ہوا کہ زمیندار اور کاشتکاروں کی حالتیں پہلے کی نسبت زیادہ مالدار اور آسودہ حال ہو گئیں۔ اہل حرفہ و کاریگروں و اچھی قسم کے مزدوروں کو جو اب اچھی مزدوری ملتی ہے وہ پہلے کبھی نہیں ملی۔ کمتر درجہ کے مزدوروں کی بھی مزدوری بڑھی مگر ایسی نہیں جیسی کہ بڑھنی چاہیئے تھی جسکا سبب یہہ تھا کہ افزائش آبادی کے سبب سے مزدوری کے بازار میں مزدوروں کی کثرت ہو جاتی ہے۔ اس ظاہر نقص کے دور کرنے کے لیے صرف یہ علاج ہے کہ پبلک ورکس رفاہ عام کی تعمیرات کو ترقی دی جائے۔ نقل مکان کرنے میں اب تک لوگوں نے ایسی کم توجہ کی ہے کہ اسے اس برائی کا علاج نہیں ہو سکتا۔ پچھلی تحقیقاتوں نے پھر ان مردہ وہمتوں کو زندہ کیا ہے کہ شاید بعض اضلاع میں آبادی کی افراط ایسی ہو جائے کہ انکا پیداوار اس کل آبادی کی پرورش کر سکے اگرچہ آبادی ہمیشہ بڑھتی جاتی ہے لیکن کل ملک میں اس افزائش کا اوسط پھر بھی نہایت معتدل ہے کہ ایک مربع میل میں اوسط آبادی ایک سو پچاسی ۱۸۵ باشندوں کا ہے یہہ آبادی کچھ بہت زیادہ نہیں ہے۔

(۳) تجارت بحری

ہم نے ابھی بیان کیا ہے کہ بحری تجارت بخوبی چل رہی ہے سنہ ۱۸۹۷-۹۸ء میں تقریباً پانچ ہزار جہاز جن میں چالیس لاکھ ٹن بوجھ لدا ہوا تھا انڈیا کی بندرگاہوں میں آئے اور سب کا اسباب یہیں اتارا گیا۔ ان کثیر التعداد جہازوں میں سے چند سو تو غیر ملکوں کے جہاز تھے باقی سب پر انگریزی پھریرا پھر رہا تھا۔

اب اخلاقی اور عقلی اثرون کے اندر بہت سی باتیں مخفی اور قابل منافشہ ہیں یہہ بات سچ ہی کہ اسلام مین کوئی تبدیلی نہیں ہوئی خواہ اسکا کیسا ہی تنزل ہوا اور وہ مردہ و پژمردہ ہوا ہو لیکن اس کے اصلی عناصر کبھی کسی جگہہ نہیں بدلتے ہیں اس لیئے وہ انڈیا مین ایسی ہی رہین گے جیسے کہ قسطنطنیہ و قاہرہ مین ہیں پس اگر یہہ مسئلہ اعظم مان لیا جائے تو انڈیا میں اسلام کی بابت اخلاقی ترقی کے لیئے بحث کرنی عبث ہے۔

بہت سے سچے مسلمان ایسے ہیں کہ جنکے دلون میں اصلی حرارت اسلامی مستقل رہتی ہے۔ چنانچہ وسط صدی کے فسادات میں اسکا ظہور ہوا تھا مگر پھر وہ ڈھیلی ہوگئی مگر یہہ حرارت مذہبی صرف ان مسلمانون میں تھی جنکا خون وسط الشیا و مغل و افغان و ایران کا تھا لیکن جو مسلمان ان نسلون کے نہ تھے بلکہ غریب النسلون کے تھے ان میں یہ جوش مذہبی نہ تھا جیسا کہ بنگال میں کہ مسلمانون کی تعداد تو بہت زیادہ ہے اور جلدی جلدی انڈیا میں وہ بڑھتے جاتے ہیں مگر ان میں وہ حرارت و غیرت و حمیت اسلامی نہیں پیدا ہوسکتی جو وسط الشیا کے مسلمانون میں ہے جو اصل بانی مبانی اشاعت اسلام ہین۔ بعض آدمی یہہ ایک بیڈھنگی تصویر بناتے ہیں کہ مدت گذری کہ ہندوؤن کی تاریخی قومین فنا ہوگئین انکی بہادری و شجاعت کی روایات و حکایات کہُرمین غائب ہوگئین۔ ان کے ست جگ کا زمانہ تاریکی مین پژمردہ ہوگیا۔ انکی رزمیہ نظم کا وجود نہیں رہا۔ انکا علم موسیقی خاموش ہوگیا۔ انکے مذہب کی کل حکومت جاتی رہی انکا فلسفہ کرم خوردہ ہوگیا۔ انکی ناٹک کی نظم کا خاتمہ ہوگیا انکے نشگر گاہون اور دربارون کی چمک دمک ماند ہوگئی۔ غرض فقط انکا نام رہگیا اور ان پر یہہ فقرہ صادق آتا ہے کہ یونان ہے مگر اب زندہ یونان نہیں رہا یہہ بیان پیرایہ صدق سے معرا ہے اس لیئے ہندوؤن کا مختصر حال بیان کا مستحق ہے انڈیا مین ہندوؤن کی تعداد بیس کروڑ سے زیادہ ہے وہ ۹۹ فی صد مین تعداد میں اور جسمانی خوشحالی مین و دولت مین جیسے بڑھے ہیں ایسے کبھی بہت سی ان پہلی صدیون میں

ہندوؤن کا حال

کسی سال کے اندر نہیں بڑھے۔ سات سے ہندو ایک مذہب نہیں بیان ہوسکتے ان کی کئی مذہب ہیں جنکا بیان جدا جدا ہوگا۔ ان مذاہب میں ہندوؤں کے پراگندہ گروہوں و جماعتوں کا بیان زیادہ تر آیندہ ہوگا۔ ان میں مقامات و اضلاع کی قید نہیں ہوگی

ہندوستان میں پہلے مسلمانوں کی زبان زیادہ تر فارسی تھی پھر وہ رفتہ رفتہ ہندوستانی ہوگئی۔ جسکا پہلا نام اردو تھا ۱۸۳۵ء میں وہی کچہریوں کی زبان مقرر ہوئی اور اب تک لاہور دہلی و آگرہ و لکھنؤ میں جاری ہے مگر اسکا نام ہندوستانی ہے۔ اور مقامات میں کچہریوں کی وہی زبان ہے جو ان کے اضلاع کی ہے۔ بنگال میں بنگالی ہے۔ اڑیسہ میں اوریا ہے۔ بہار اور بنارس میں ہندی ہے۔ ناگپور اور وسط دکن میں بمبئی تک مرہٹی ہے۔ مغربی ساحل پر گجراتی ہے جنوبی دکن اور مشرقی ساحل پر تلوگی ہے اور جنوبی مغربی ساحل پر کناری ہے اور جنوبی جزیرہ نما میں تامل زبان ہے۔ برہما میں برمی زبان ہے اور بہت سی اور چھوٹی چھوٹی زبانیں ہیں جنکے استعمال کو کچہریوں میں گورنمنٹ جائز رکھتی ہے پہلے اس سے کہ ٹھیٹھ ہندوؤں کا ذکر کیا جائے یہہ بہتر ہے کہ ان قوموں کا بیان کیا جائے کہ وہ اصلی باشندے یہاں کے ہیں جو کسی طرح سے ایک طرح کے ہندو ہوگئے ہیں جنسے کہ ذیل جات کے آدمیوں کی تعداد ہندوؤں کے مذہب میں بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ انکے دلوں اور اخلاق پر انگریزی عملداری کا اثر بہت کم ہوا ہے مگر کوئی برا اثر نہیں پڑا یہہ بھی معلوم رہے کہ یہہ اصلی باشندوں کی قومیں غالباً بالکل اس حالت میں رہینگیں جس میں وہ ہیں بلکہ وہ ٹھیٹھ ہندوؤں میں ملتی جاتی ہیں اور آیندہ اور ملینگیں۔ اگر پادریوں نے انکو عیسائی بنانے میں کوشش نہیں کی تو ان میں سے بہتاسے آدھی ہندو ہوجائینگے ہندوؤں کے عقلی اور اخلاقی حالت کی نسبت ایک عجیب سوال پیش ہوتا ہے ابھی ہم نے بیان کیا ہے کہ انڈیا میں ان ٹھیٹھ ہندوؤں کی آبادی کا بڑا حصہ ہے۔

غریب ہندوؤں کی جماعتوں میں کروڑوں ہندو ہیں۔ انگریزی عملداری نے انکی ابتدائی تعلیم کرائی ہے جسنے انکی عقل روزمرہ کی چیزوں میں بڑھ گئی ہے اور انھوں نے اپنے حاکموں کی

تقلید سے دنیاوی نیکی کے خیالات کو بلند کیا ہے۔ لیکن ان ہندوؤں پر کوئی بڑا اثر نہیں
ہوا ہے مگر کچھ اثر ہوا ہے۔ غالباً مذہب ان کا آج وہی ہے جو تین صدی پہلے اسوقت
تھا کہ برہمنوں کا مذہب بحال ہوا تھا اور مسلمان ابھی نہیں آئے تھے۔ جمہور ہنود کا اپنا
مذہب پہلا ہی سا چلا جاتا ہے۔ اشنانوں و تہواروں کی جگہہ میں وہ بے شمار جمع
ہوتے ہیں اور اپنے مندروں اور بت خانوں میں پوجا پاٹ کرنے جاتے ہیں اور ان میں
چڑھاوے چڑھاتے ہیں اور جاترا کرنے کے لیے سخت مصائب سفر اٹھاتے ہیں -
غالباً ہندوؤں کی ان باتوں میں آج سے دو سو برس تک کوئی تبدیلی نہیں ہوئی - البتہ
ہندوؤں میں جو تعلیم یافتہ جماعتیں ہیں انکو اپنے پنڈتوں و پروہتوں نے اعتقاد
میں فرق آتی جاتی ہے۔ بعض ہندو تعلیم یافتہ اور ذی علم ایسے ہیں کہ وہ اپنے
قدیمی ایمان و رسم [illegible] ہیں اچھے [illegible] لیکن یہہ قاعدہ ہوگیا ہے کہ تعلیم یافتہ ہندو اکثر
اپنے مذہب کا ادب کم کرتے ہیں اور اس کی نسبت بیدلی رکھتے ہیں۔ پنڈتوں کو اپنی نسل پر
اپنے خاندان پر اپنے ایمان کے استحکام پر اپنے تقدس پر اپنی عقل کی بزرگی پر گھمنڈ ہے
ان میں جو پنڈت ذکی و تیز فہم و زیرک ہیں وہ اس نئی سلطنت کو سمجھتے ہیں کہ وہ تعصبات
دقیانوسی اور مذہبی خیالات کو ایسا ہی کھاتی ہے جیسا کہ جگناتھ کا رتھ اپنے فدائیوں کو
گورنمنٹ نے جو [illegible] یہہ پالیسی اختیار کر رکھی ہے کہ بعض منتخب ہندوستانیوں کو
سول سروس میں [illegible] اور لائق ہندوستانیوں کو لیجسلیٹو کونسل میں ممبر مقرر کرے
اور ہائی کورٹ میں جج بنائے اور انکی آمدنیوں کو بڑھائے اور سب درجہ کے
ہندوستانی افسروں کو پنشنیں دے اس سے توقع ہوتی ہے کہ اس کے یہہ
نیک ثمر ہونگے کہ ہندوستانیوں کی ذہانت و خصائل میں ترقی ہو سو اران باتوں نے
نئی تعلیم سے بھی [illegible] پیدا ہوسکتے ہیں لیکن پھر بھی انگریزی حکومت کی حامیان
ایسی ہیں کہ [illegible] سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے [illegible] مقرر ہوں
[illegible] ایسے نہیں ہوں کہ جن سے
کل شائستہ [illegible] نہ آتی ہو۔ لیکن یہاں ان کی

[illegible]

تعظیم و تکریم اس سبب سے کی جاتی ہے کہ انپر یقین ہے کہ انکا حکم خدا کی طرف سے
ہوا ہے اور یہ رسم بہت مدت سے چلے آتے ہین۔ اگر برٹش گورنمنٹ اپنی نگہبانی و
خبرداری مین ذرا سی بھی غفلت کرے تو مشکل ہے کہ کوئی پرونس ایسا ہو گا کہ جس مین
یہہ ظالمانہ وحشت ناک مراسم فوراً بڑی شد و مد سے نہ ہونے لگین۔ بہت تھوڑے
ہی منسوخ ہوئے ہین مثلاً ستی کا موقوف ہونا مشہور ہے۔ اس مین بہت شبہ ہے
کہ اعلےٰ درجہ کی تعلیم یافتہ جانشین نفرت سے انکو پسند کرتی ہون۔ ہم نے
دخترکشی کا بیان پہلے کیا ہے کہ ہندوستان کے بعض حصون مین یہہ رسم صدیون سے
چلی آتی تھی۔ اس رسم کے خلاف نہایت نہایت روشن ضمیر ہندو بھی مشکل سے اپنی
زبان ہلاتے ہین باوجودیکہ انگریزون نے اس کے موقوف کرانے مین بڑی کوشش
کی مگر اب تک اسکی بالکل بیخ کنی مین کامیابی نہین ہوئی ان اضلاع مین جہان
تعلیم نے سب سے زیادہ ترقی کی ہے کالی دیوی اب تک انسان کی قربانی کا
دعوی کئے جاتی ہے اسکی مثالین واقع ہوتی ہین — یہہ خوفناک واقعات جو
ہوتے ہین انپر عام لعنت ملامت نہین کی جاتی اور گورنمنٹ جو ان کامون کے
بند کرنے مین کوشش کرتی ہے اسکو لوگ پسند نہین کرتے اور تعلیم یافتہ
آدمی تک بھی گورنمنٹ کے ساتھ اس مین دلسوزی نہین کرتے۔ قدیمی رسمون مین
گورنمنٹ جو مداخلت کرتی ہے اسسے ہندو نہایت نفرت رکھتے ہین خواہ یہہ رسم
انکی اپنی ہو یا نہ ہو۔ اور قسم کے بھی بہت سے سوالات ہین جنکا حل کرنا اسسبب سے
مشکل ہے کہ برٹش گورنمنٹ ان مین اپنے قانون کے دست توانا کو کام مین
نہین لاسکتی۔ گو یا اگر وہ لڑکیون پر ظلم و ستم ہوتا ہے اگر وہ اتفاقیہ حیات کی
ہوتی ہین تو انکو اپنی ساری عمر بیوگی کی کمبخت حالت مین بسر کرنی پڑتی ہے۔ پانچ
چھ برس کی لڑکی ایک بڈھے کی چالیسوین یا پچاسوین بیوی بنائی جاتی ہے
بعض دفعہ دو بہنین ایک ہی شخص سے بیاہ دی جاتی ہین۔ بعض لڑکیان ایسے شخص سے
بیاہ دی جاتی تھی جو زیادہ دنون زندہ نہین رہ سکتا اگرچہ یہہ یقین ہو کہ لڑکی جلد بیوہ ہو جاے

بیوہ ہو جائیگی اور اس کے بیوہ ہونے کو اس کے کنوارے رہنے پر ترجیح دی جاتی ہے۔ ہندوؤں کی بیوہ لڑکیاں بڑی مصیبت کی حالت میں رہتی ہیں خاص کر اونچی جات کے ہندوؤں کی جنمیں لڑکیون کی دوبارہ شادی کرنیکا رواج بالکل نہیں ہے۔ سر جان اسٹریچی صاحب لکھتے ہیں کہ کوئی بات اس سے زیادہ قیمتی نہیں ہے کہ ہندوستانی اعلے درجہ کے تعلیم یافتہ ان باتون میں صلاح و مشورہ دین اور امداد کرین اور ہم بجا ہین کہ وہ اپنی زندگانی بسر کرنے کی مثال ایسی بنانے کا قصد کرتے ہین کہ وہ اپنے کم تعلیم یافتہ ہم وطنون کو یہہ سکھائین کہ وہ ایسی نفرت آلودہ باتون سے پرہیز دگر یز کرین۔ جو لوگ یہہ آرزو رکھتے ہین کہ انتظامات ملکی مین تعلیم یافتہ ہندوستانی زیادہ حصہ لین۔ انکی ہمت افزائی اس سے زیادہ نہیں ہوسکتی کہ وہ یقینی مشتاق ہماری اعانت کرنے کے ہون کہ ہم کو رعایا کی احتیاجون اور فیلنگس کا وسیع علم حاصل ہو اور وہ ہمکو زیادہ اس قابل بنادین کہ جن سوالات کا حل کرنا اب ہمکو مشکل معلوم ہوتا ہے انکو آسانی سے حل کرین۔ لیکن کم بختی تو یہہ ہے کہ ان تمدنی و معاشرت کے سوالات مین گورنمنٹ کو بہت ہی کم صلاح و مشورہ دیا جاتا ہے یا انکو امداد ملتی ہے۔ اسکی بعض مستثنے مثالین ستائش کے قابل ہین کہ ہندوستانی راے کے بعض پیشوا ایسے ہین کہ جب گورنمنٹ کسی اصلاح کرنے کی ابتدا کرتی ہے تو وہ اس کے مدد و معاون ہوتے ہین لیکن یہہ بات آسان نہیں ہے کہ ایسی مثالین دی جائین کہ کسی ذی جاہ و صاحب ثروت ہندوستانی نے اپنے تئین تمدن و معاشرت کی ترقی میں پیشوا و مقتدا بنایا ہو۔

اس بات کا سمجھنا آسان نہیں ہے کہ کیون ان امور سے وہ گریزان رہے۔ بعض ہندوستانی اشراف اس سبب سے خاموش رہتے ہیں کہ ان میں ایسی جرأت و دلیری و ہمت نہیں ہوتی کہ وہ ایسا ذکر زبان پر لائین جسکے سبب سے ان کو اپنے اہل وطن کے ایمانی یقینیات و تعصبات سے لڑنا پڑے اور بعض اس سبب سے خاموش ہین کہ وہ ان باتون کو دل سے چاہتے ہیں کہ وہ بدستور قدیم طور پر قائم رہین اس باب مین

جو پیرم پرا سے چلے آتے ہین ذرا تبدیلی نہین چاہتے - اب اسکے برخلاف روز مرہ کے پولیٹکل
معاملات مین جو انہون نے کالجون واسکولون مین سیکھے ہین مشغول ہو جاتے ہین - اس
باب مین انگلش مین ان کیطرح سرا ہو جاتے ہین جو ہندوستان کے حال سے بالکل ناواقف
ہین اور ان مشکلات کو نہین جانتے جو ہندوستان کے سچے بہی خواہون کو اُن کی
ترقیون کے لیئے اٹھانی پڑتی ہین - وہ پولیٹکل انسٹی ٹیوشنون مین کوئی بھلائی جو انکے
اپنے ٹائپ کی نہو نہین جانتے اور یہہ مان لیتے ہین کہ خاص مجرد اصول سب قسم کے
انسانون کے لیئے انکی سب حالتون مین استعمال ہو سکتے ہین ۔

ہندوستانیون کی ملازمت - پولیٹکل ریاکاری - انگریزی عملداری کا قائم رکھنا -

پہلے بیان کیا گیا ہے کہ سول سروس مین انگلش بہت تھوڑے ملازم ہین - بالعموم سول کا
انتظام زیادہ تر ہندوستانیون ہی کے ہاتھ مین ہے - سول کے خدمات مین ہندوستانی
اپنا فرض کا حصہ ادا کرتے ہین - اور اعلے درجہ کی کاربرداری کرتے ہین سنہ ۱۸۳۳ مین
پارلیمنٹ نے ایکٹ پاس کیا جسکا اصول یہہ تھا کہ ہندوستانی جنکی قابلیت و لیاقت محقق
ہو سب عہدون پر مقرر ہو سکتے ہین - سر جان اسٹریچی لکھتے ہین کہ ان ہندوستانیون
کے لیئے جو قابلیت اور لیاقت محقق رکھتے ہون سول سروس کے دروازہ کھولنے مین ...
.... مجھ سے آگے قدم رکھنے والے چند ہی انگلش مین
ہونگے - لیکن اس مین پولیٹکل ریاکاری سے پرہیز کرنا بہتر ہے - لارڈ سیلسبری نے
پوچھا کہ کیا کوئی آدمی ایسا ہے کہ جو شکل سے یہ بات مجھ سے کہہ سکتا ہے کہ یہہ ممکن ہے
کہ انڈیا مین کوئی شخص لفٹنٹ گورنر کسی پراونس کا یا چیف کمشنر یا سپاہ کا کمانڈر انچیف یا
والسرائے بغیر لحاظ قوم کے مقرر کیا جاوے ؟ - بعض آدمی ایسے ہین کہ اس سوال کے
جواب مین کہہ دینگے کہ ہان ہو سکتا ہے - ہمیشہ ایسے آدمی ہوتے ہین کہ وہ بڑی متانت
سے ہر پولیٹکل حماقت کو پسند کر لینگے - بشرطیکہ اس مین انکی راے کو عقل پر فتحیابی ہو
اور اس مین قومی خفت ہو - جب ہم یہہ کہتے ہین کہ یہہ نہین ہو سکتا کہ ہم قومی فرقون کو
نہ مانین تو اس کے معنے ہم دوسرے لفظون مین بیان کر سکتے ہین کہ انڈیا مین انگریز

مٹھی بھر ہیں اور انکے ذمے تیس کروڑ آدمیوں پر حکمرانی کرنے کی جوابدہی ہے مین نے بیان کیا ہے کہ ہم ہندوستان مین اجنبی ہیں لیکن اس کے معانی وہ نہیں ہیں جو بیسیوں میں ہمارے اجنبی ہونے کے ہین انڈیا میں ایک پروولنس کے آدمی دوسرے پروونسون کے آدمیون سے تقریباً ایسی ہی اجنبی ہیں جیسے کہ ہم لیکن پھر بھی ہم اجنبی ہین اگرچہ میں یہہ مان لیتا ہون کہ کوئی اجنبی گورنمنٹ کبھی ایسی کم نفرت کے ساتھ نہیں قبول کی گئی ہے جیسی کہ انڈیا میں برٹش گورنمنٹ قبول کی گئی ہے لیکن فیکٹ یہہ ہے کہ نہ کوئی ملک کبھی ایسا ہوا ہے نہ کبھی ایسا ہوگا کہ جسمیں اجنبی گورنمنٹ حقیقت میں عام پسند ہو۔ یہہ ہماری سلطنت کے ختم ہونے کا آغاز ہوگا اگر ہم اس اصلی فیکٹ کو فراموش کردین اور آلزی کیوٹو اختیارات کو ہندوستانیوں کے ہاتھ میں دیدین اور یہہ مان لین کہ وہ ہمیشہ ہمارے خیرخواہ رہین گے اور ہماری گورنمنٹ کے ہمیشہ معاون و مددگار رہیں گے۔ یہہ بات کوئی ہندوستانیون کو رنجیدہ اور حقیر کرنے والی نہیں ہے اسکے صاف معانی یہہ ہین کہ ہم اجنبی ہیں اور صرف اپنی ہی اغراض کے سبب سے نہیں بلکہ اس سبب سے کہ ہمارا بڑا فرض ہندوستانیون کے لئے یہی ہے کہ ہم اپنی فرمانروائی کو قائم رکھین ہم اس وقت یہ پیش بینی نہیں کر سکتے کہ ہم اپنی حکومت کو دیدین اور ایک عام بدنظمی اور تباہی نہ برپا ہو۔ یہہ صاف ظاہر ہے کہ ہندوستان کے لیئے بہبودی کی امید فقط اسی مین ہے کہ زبردست انگلش گورنمنٹ کی فیاضی جاری رہے۔ ہم کو جہانتک ممکن ہے انتظامات ملکی مین ہندوستانیونکو بڑا حصہ دینا چاہیئے۔ سروس کی بعض فروع مین تقریباً پبلک ملازمت مین اس حصہ کی کوئی حد مقرر نہیں ہے جسکو ہندوستانی اچھی طرح پاتے ہین یہہ خاص حال ججی کا بالکل سچ ہے۔ جیوڈیشل کاموں میں ہندوستانیوں نے اپنی بڑی لیاقت دکھائی ہے ہمین اعلے عہدے عظمت و وقعت میں گورنمنٹ کے اور اعلے عہدون کے ہم پلہ ہین لیکن پھر بھی بعض بڑے عظیم الشان انتظامی فرائض ہین جنکے لیئے انگلش نگرانی کی بعض وجوہات تک ضرورت ہے یہہ کوئی پولیٹکل دانشمندی نہیں ہے کہ گورنمنٹ کا

یہہ ڈپارٹمنٹل سررشتہ بالکل ہندوستانیوں کے ہاتھ میں دیدیا جائے - قومی تعصب جو
افسوس ہے کہ پایا جاتا ہے اگر اسے بالکل ختم نہیں کر سکتی کہ یہہ ایک بڑا تجربہ ہولناک ہے
ہندوستانیوں کا تجربہ کرو انگلش محکمہ جات ... جائیں اور
... طرف سے یہہ ... کے ساتھ ... چند ہی ایسے جو دسٹرکٹ
... جنکو ہندوستانیوں - کے لیئے اپنے اپنے ... میں ملت
نہیں چاہتا لیکن اس ہمارے ارادہ ... کاری نہیں ہونی چاہیئے صاف صاف
کہنا چاہیئے اگر یہہ کہو تو عہدے ہم اپنی قوم کے ہاتھ میں رکھنا چاہتے ہیں ان میں سے
بعض ایسے ہیں کہ جنپر ہماری ... قوت اور درحقیقت ملک پر حکمرانی ہوتی
ہے جیسے کہ پرولنسون کے گورنر ... کے بعض اعلے عہدے ہیں ڈسٹرکٹ
افسر ہیں اور انکے ماتحت اگر یہی کہو تو افسر ہیں سب حالتوں میں جنکی پیش بینی ہم کر سکتے ہیں
ان عہدوں پر انگلش مین ہی مقرر ہوتے چاہیئں تمام ڈپارٹمنٹوں میں جو اصلی قوت
وعظمت رکھتے ہیں انگلش مین ہی منتخب ہونے چاہئیں تاکہ وہ اعلے درجہ کا خاطر خواہ
موثر کام کریں - انگلش مین کے تقرر میں قومی فرقوں کو کبھی بھولنا نہیں چاہیئے اور
ہندوستانیوں کے تقرر میں یہہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیئے کہ انڈیا جیسا کوئی
ملک نہیں ہے کہ ہندوستانی کا اطلاق بنگال کے برہمنوں پر بمبئی کے پارسیوں پر
لاہور کے سکھوں پر نیپال کے گورکھوں پر سنٹرل پرولنس کے گونڈ پر ہوتا ہے
جسکے معنے ایسے ہی ہیں جیسے کہ یوروپ کے باشندوں کے لیئے کہ وہ انگلش مین پر
پول پر سپین والوں پر ترکوں پر صادق آتے ہیں - یہہ میں نے پہلے بیان کیا ہے
کہ یوروپ کے باشندوں میں آپس میں ایسا اختلاف نہیں ہے جیسا کہ انڈیا
کے ملک کے باشندوں میں آپس میں اختلاف ہے - اگر اس قسم کی واقعیتیں
یاد نہ رکھی جائیں تو اچھا نظم ونسق یا مستقل پولیٹکل سلامتی وحفظ ممکن نہیں کہ
ہو سکے - یہہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہیئے کہ کبھی یہہ بات نہیں تسلیم کی جائیگی کہ
کوئی آدمی اس سبب سے کہ وہ ہندوستان کا باشندہ ہے کوئی قدرتی وجہ سے

انگلش مین سے زیادہ پبلک سروس کے لئے انڈیا کے کسی حصہ میں رکھتا ہے ۔ انڈیا کی شمالی سرحد پر بنگالی ایسا ہی بیگانہ ہے جیسا کہ انگلش مین ۔ اس بات کا انتہا بیہودگی ہے کہ بہادر جوانمرد انڈیا کے کسی اور حصہ کے ضعیف اجنبی خواہ کیسے ہی دانشمند وذکی ہون حکمرانی کرسکتے ہین مثلاً سکھ اور پٹھان کبھی بنگالیون کے مطیع نہیں ہو سکتے ہین ان واقعات کی ترتیب سے بے علم رہنا اندیشناک ان مسلمانون کی سبب سے ہے جو ہندوستان میں رہتے ہیں شمالی انڈیا کے مسلمانون کو اکثر تکبر نخوت کے ساتھ یہہ باتیں یاد ہیں کہ ان کے باپ دادا حکمران نسلوں میں سے تھے وہ قدرتی افسوس کے ساتھ انگلش گورنمنٹ کو قبول کرتے ہیں لیکن فروتنی کے ساتھ نہیں ۔ اگرچہ وہ گورنمنٹ سے محبت نہیں کرتے مگر اس بات کو مانتے ہیں کہ انکا ادب کرنا چاہیئے لیکن یہہ خیال کہ اجنبی ہندو بنگالی ان پر حکمرانی کرے ان کے تن میں پتنگے لگا دیتا ہے اور وہ اس کو بڑی حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ۔

نیشنل کانگرس

ہندوستانی تعلیم یافتون نے ایک نیشنل کانگرس بنائی ہے جس میں کبھی کبھی پولیٹکل مباحثے بڑی شدومد سے ہوتے ہیں مناظرہ مباحثے اکثر طالب علمون کے سے ہوتے ہیں ۔ برٹش گورنمنٹ کے برخلاف ایسے مسائل بھی بے وسر و پا پیش ہوتے ہیں کہ ہندوستانی قائمی نیشنس کا اہتمام کریں اور برٹش گورنمنٹ مالک کی شاہانہ محافظت کرے ۔ غالباً ایسے پراگندہ وپریشان خیالات خود بخود مردہ ہو جائینگے یا گورنمنٹ انکو افسردہ کردیگی ۔

اخبارات

ہندوستانی زبانکے اخبارات روز بروز بڑھتے جاتے ہیں ۔ آخر سال بہت سے نہیں گذرے کہ ان اخبارون نے گورنمنٹ کی بدخواہی اور بغاوت انگیز مضامین کا زہر نہیں اگلا جسکے سبب سے گورنمنٹ کو مجبوراً کبھی کبھی ان کے دبانے کے لیئے اپنے قوانین کو ملتوی کرنا پڑتا تھا ۔

اب میں اپنی کتاب کو ختم کرتا ہون ۔ مجھے یقین ہے جو ضعیف العقل آدمی برٹش گورنمنٹ کی خوبیوں ونیکیوں اور نعمتوں اور برکتوں کے سمجھنے میں مغالطے و دھوکے کھاتے ہیں

اس کتاب کے پڑھنے سے انکے دلون سے وہ مغالطے اور دھوکے دور ہو جاینگے

۲۵ - نومبر ۱۹۰۴ء

فہرست مضامین آئین قیصری

دیباچہ ۱ - ۸

گھر کی روشنی - گھر کے بھانڈے برتن - پوشاک - مکانات اور انکا فرنی چر دہات کی ترقی -

باب اول ۸ - ۱۴

برٹش ایمپائر (سلطنت انگلشیہ) کا نشو ونما بلحاظ وسعت ممالک - آبادی ورقبہ - یوروپ مین ملکون کا حاصل ہونا - ایشیا مین ہندوستان کے باہر - انڈیا یعنی ہندوستان - فرنچ مغربی افریقہ - مشرقی افریقہ - جنوبی افریقہ - ٹرنسوال اور اورنج سٹیٹس - وسط افریقہ - شمالی امریکہ - اسٹریلیشیا - بحر پیسی فک کے جزائر -

باب دوم ۱۴ - ۱۹

ہندوستان میں سلطنت انگلشیہ کا وسعت پانا

باب سوم ۱۹ - ۲۵

سرحد کا مستحکم و مضبوط ہونا -

باب چہارم - ۲۶ - ۴۹

ہندوستان و انگلستان میں گورنمنٹ ہند کا منضبط ہونا

پریسیڈنسیان (احاطے) اور پرووِنس صوبے - شاہ جارج سوم کا پہلا قانون - وارن ہیسٹنگز اور اسکی کونسل - تبدیلیاں جو ۱۷۷۳ء و ۱۸۳۳ء کے درمیان ہوئین -

۱۸۳۳ء مین چارٹر کی تجدید - قانون بنانے کے اختیارات - بنگال مین لفٹنٹ گورنر مقرر ہونا - ۱۸۵۷ء کی بغاوت - سپاہ اور کمپنی کے ہاتھ سے گورنمنٹ کا پادشاہ کے ہاتھ مین منتقل ہونا - گورنر جنرل مع کونسل یعنی لیجسلیٹو کونسل - اختیارات قانون بنانے کے

بمبئی اور مدراس کی گورنمنٹ - بنگال ممالک مغربی و پنجاب و برہما کے لفٹنٹ گورنر اور آسام
ممالک متوسط اور شمالی مغربی سرحد کے چیف کمشنر - ڈبل گورنمنٹ کا پرانا نظام -
موجودہ گرانا میں گورنمنٹ کا صدر مقام شملہ میں مقرر ہونا سپریم اور پروونشل گورنمنٹوں کے
تعلقات - کورٹ اوف ڈائرکٹرس و ابتدائی عملداری - بورڈ آف کنٹرول کمپنی پر بورڈ کے
اختیارات کام میں لانے کا طریقہ - سیکرٹ کمیٹی یعنی راز کمیٹی - کورٹ ڈائرکٹرز
کے عہدوں کے دینے کا استحقاق - ہیلی بری کالج اور ایڈس کومب کالج - سیکریٹری
آف سٹیٹ اور اسکی کونسل انگلینڈ میں - کونسل ہند کی ترمیمات - کونسل کی کارگزاری کا طریقہ
خلاصہ اوپر کے بیانات کا - لارڈ کروس کا ایکٹ سنہ ۱۸۹۲ء

باب پنجم - ۴۹ - ۶۲
برٹش گورنمنٹ کے قوانین -
مغلوں کی سلطنت کا انتظام عدالت - ورلورٹ سیکرٹ کمیٹی یعنی رازدار کمیٹی کی - عدالتوں
کا قائم ہونا - اور قوانین ۲۱ - اگست سنہ ۱۷۷۲ء - عدالتوں کی بتدریج ترقی - جوڈیشل نظام
لندن میں لاکمیشن یعنی قانونی کمیشن - ہندوستانی قانون کی بعض باتوں کا قائم رہنا
— ہندوستان کے قانون کا ناکافی ہونا - مثالیں جنمیں ہندوستان کا قانون
برطرف کیا گیا - ایکٹ سنہ ۱۸۳۲ - ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۵۶ و سنہ ۱۸۶۲ء - دیوانی کی عدالتیں
انگریزی عملداری میں پنجاب و جبسٹری - انتظام جداگانہ آئینی و غیر آئینی انتظام -

باب ششم ۶۲ - ۶۹
شاہانہ انتظام کے اصول -

باب ہفتم - ۶۹ - ۷۳
توضیع قانون و قانون عدالت

باب ہشتم ۷۳ - ۹۶
اہل یورپ کی جماعتیں ملازم و غیر ملازم
ہیلی بری کالج - کمپٹیشن کا نظام سنہ ۱۸۵۳ - سنہ ۱۸۹۲ عمر کی قید -

حکام متعہد۔ فرائض سول سرونٹ۔ کلکٹر و مجسٹریٹ۔ برٹش انڈیا مین ضلعوں کی تقسیم و ۲۵۰ اضلاع۔ سیشن جج مجسٹریٹ۔ یورپین برٹش رعایا۔ ایکٹ ۳ ین ۱۸۸۴ء مجموعہ قوانین کی تدوین۔ قانون کا زیادہ بننا۔ دیوانی کی کچہریان بلیک ایکٹ ۱۸۳۶ء فوجی افسرون کا سول عہدون پر مقرر ہونا۔ سول انجینیر۔ کلرجی (پادری) یوروپین جو ملازم ہیں۔ چیمبرس اوف کمرس نیل۔ چار قہوہ کے کاشتکار۔ انگریزون کے پریس۔

باب نہم ۹۶-۱۲۸

ہندوستانی ریاستیں

ہندوستانی ریاستوں میں قومیت نہ تھی۔ عام غلط بیانیان۔ ہندوستانی ریاستوں کی تقسیم۔ مسلمانون کی اور مرہٹون کی ریاستیں انکی اجنبی و غیر ہونے کی صفت۔ گورنمنٹ انگریزی کے تعلق ہندوستان کی ریاستون کے ساتھ۔ ملکہ معظمہ کے قیصر ہونے کا اعلان دربار دہلی مین۔ ہندوستانی ریاستون مین برٹش گورنمنٹ کی مداخلت۔ اودھ ۱۸۵۶ء۔ ریاست بھوپال۔ ممالک متوسط کے انتظام کی بدعملیان۔ کشمیر۔ بھرت پور۔ ریاست پنا ہندوستانی ریاستوں کی ترقی۔ میسور۔ گوالیر۔ اندور کی اصلاحین۔ ہندوستانی ریاستون کے تعلقات برٹش کے ساتھ۔ ہندوستانی رئیسان ملک کی خیر خواہی ایام غدر مین۔ ستار اوف انڈیا۔ برنس و یلز کا ہندوستان مین آنا اور ملکہ معظمہ کا خطاب قیصری اختیار کرنا۔ مہاراجہ سیندھیا۔ مہاراجہ کشمیر۔ برٹش گورنمنٹ کے فائدے ہندوستانی ریاستون کے ہونے سے۔ ہندوستانی رئیسون کی اولاد کی تعلیم۔ ہندوستانی ریاستون کے اندرانتظامات۔ ہندوستانی ریاستون کی سپاہ۔ خلاصہ اوپر کے بیانات کا۔ تملات۔

باب دہم ۱ - ۸

ہندوستانیون کی مادی ترقی

مردم شماری - مردم شماری ۱۸۷۲ء - مردم شماری ۱۸۹۱ء - برٹش انڈیا کی گورنمنٹین اور پروونس اور انکی آبادی - ہندوستانی ریاستون کی مردم شماری ۱۸۷۲ء و ۱۸۹۱ء - آبادی کا گھٹنا ہونا - ہندوستان میں بڑے بڑے شہرون کا ہونا اور کل دیہاتی کا آبادی کا ہونا - سب سے زیادہ آباد اضلاع - کم آباد اضلاع - کسانون کا اپنے وطن کا چھوڑنا - آبادی کا انتقال مکانی - کاشتکارون کا انتظام خانہ بدوشی - حالات موجودہ - ہندوستان میں غلامی - اراضی پر غیر مساوی وبا و آدمیون کا آبادی افزائش ۱۸۷۲ء سے ۱۸۹۱ء تک - مردم شماری ۱۸۷۲ء و ۱۸۸۱ء ہندوستان میں ریاستون میں افزائش آبادی ۱۸۹۱ء - جدول اول ۱۸۷۲ء تا ۱۸۸۱ء آبادی ہند جدول دوم آبادی ہند ۱۸۸۱ء و ۱۸۹۱ء - ۱۸۷۲ء میں آبادی کی تقسیم چار قسمون میں ۱۸۸۱ء کی مردم شماری میں تقسیم کی تبدیلی - آدمیون کا تعداد میں بڑھنا - ہندوستان کی غیر آباد زمینین قابل زراعت - برٹش کولونیز میں ہندوستانیونکا ترک وطن کر کے لینا - ہندوستان میں خوراک کافی ہے - ہندوستانیون کا تمول اور انگریزی عملداری - ہندوستان میں انگلش سرمایہ کا صرف - ہندوستانیون کا سرمایہ جمع کرنا - مویشیون کی افزونی - غربا کی پرورش - عام رائے ہندوستانیون کی اصلی ترقیون کی نسبت - ہندوستانیون کی عام حالت

باب یازدہم ۴۸ - ۸۴

ہندوستانیون کی عقلی و اخلاقی ترقی ۴۸

برٹش گورنمنٹ اور نہایت غریب مزدوری پیشہ - دیہاتی و برٹش گورنمنٹ سلطان - پارسی - تعلقہ دارون اور زمیندارون پر برٹش سلطنتون کا اثر - امرا پر انگریزی عملداری کا اثر - ساہوکارون و سوداگرون پر انگریزی عملداری کا اثر - پنڈتون و مولویون وہابیان پر

باب دوازدہم ۴۸-۷۰

تعلیم

کالجون کا اول قائم ہونا۔ ابتدائی تعلیم۔ رعایا کی جہالت۔ عورتون کی تعلیم۔ یونیورسٹی کالج انگریزی زبان کی تعلیم کے نتائج۔ مسلمانون کی تعلیم۔ ایجوکیشنل کمیشن اور گورنمنٹ کے مدارس۔ مذہبی تعلیم۔ مسلمانون کی تعلیم۔ سرسید احمد خان و علی گڈھ کالج۔ ہندوستانی رئیسون کے کالج۔ خاص تعلیم کے کالج۔ سکنڈری ایجوکیشن (یعنی متوسط درجہ کی تعلیم) یوروپین کے واسطے اسکول۔ انگریزی زبان کی تعلیم کے نتائج۔ کتابون اور اخبارات کا چھپنا۔

باب سیزدہم ۷۰ - ۷۶

تعلیم و عیسائی مذہب

باب چہاردہم

سپاہ ہند

انگریزی سلطنت کی انتہائی بنیاد۔ ہندوستان کی سرحد سے پرے ہندوستان کی غرض ۱۸۵۷ء سے پہلے ہندوستان میں سپاہ۔ غدر و ہندوستان کی سپاہ کا نیا انتظام۔ سپاہ کی ترکیب موجودہ اور انکی جنگی لیاقتین۔ ہندوستانی سپاہ کے افسر۔ پولیس۔ سپاہ مین اضافہ ہونا سپاہ کی صحت۔ سرحد اور بندرگاہون کی حفاظت اور والنٹیر۔ ایکٹ ۱۸۹۳ء۔ ہندوستانی ریاستون کی سپاہ۔ ہندوستانی کنٹنجنٹ۔

باب پانزدہم ۹۱-۱۰۲

سول سروس (ملکی خدمات)

کوی نیننٹڈ سروس کمیشن ہندوستانی افسرون کے اعلے درجہ کے خصائل ہندوستانی افسرون کی تنخواہین۔ گورنمنٹ انگلش اصول قائم رکھنے کی ضرورت اور ہندوستانی مقابلہ کا امتحان پروونشل سروس مین اعلے عہدون کا داخل ہونا۔ پبلک ورکس اور ڈپارٹمنٹس۔

باب شانزدہم ۱۰۲-۱۱۰

فائی نینس اور ریوینیو یعنی محاصل ملکی اور ٹیکسون کی عام آمدنی۔

نائی نینس کے حاکمون کی ذمہ داری ۱۸۵۸ء کے بعد ترمیمات - فائی نینس -

باب ہفتدہم ۱۱۰-۱۱۳

ٹیکسون کے ماسوا ریونیو (آمدنی)

باب ہشتدہم ۱۱۳-۱۱۹

مضامین باب سابق یعنی ٹیکسون کے ماسوا ریونیو

افیون کے ریونیو - مباحثات - شاہی کمیشن افیون - فوریسٹ (جنگلات) -
ہندوستانی ریاستون کا خراج - پوسٹ اوفس - ٹیلیگراف -

باب نوزدہم ۱۱۹-۱۲۸

ریونیو (آمدنی) جو ٹیکسون کے لگانے سے حاصل ہوتا ہے

نمک کے ٹیکس اور اسکے مخازن جنسے نمک ملکون مین پہنچایا جاتا ہے - محصولون
کی شرح اور ان لینڈ کسٹمس لائن - سیٹمپ کی آمدنی - انکم ٹیکس - رجسٹری کی آمدنی -

باب بستم (غلطی سے بست و دوم لکھا گیا ہے) ۱۲۸-۱۳۴

ملک کی آمدنی ٹیکسون سے -

باب بست و یکم (غلطی سے بست و سوم لکھا گیا ہے ۱۳۴-۱۴۸

پردیسی تجارت - انگلینڈ کو جو روپیہ بھیجا جاتا ہے - کرنسی (رائج الوقت سکے)
تجارت کی حالت - چاء - نیل - شکر - کونین - قہوہ - پردیسی تجارت - ہندوستان انگلستان کو
کس کس طرح سے روپیہ دیتا ہے - رائج الوقت سکے - ہند کے اوزان اور پیمانے -

باب بست و دوم (غلطی سے بست و سوم لکھا گیا ہے) ۱۴۸-۱۶۵

پبلک ورکس (عمارات رفاہِ عام) قحط

گورنمنٹ کے فرائض جو مل صاحب نے لکھے ہین - ہندوستان مین قحط - انسداد قحط -
پہلے زمانہ مین ترقی کا نہ ہونا - ریلوے کا ہندوستان مین بننا - ہندوستان مین نہرین - ریلویون اور نہرون کیلئے قرضہ

باب بست و سوم ۱۶۵-۱۶۹ پبلک قرض قحط انشیورنس (بیمہ)

مقدار قرض معمولی اور پبلک ورکس مین قرض کی تقسیم ملکی قرض۔ قحط کا بیمہ۔
باب لست وچہارم (غلطی سے لست وششم لکھا ہے) ۱ — ۱۵۔ تجارت سفر آمد ورفت
باب لست وپنجم ۱۵ سے آخر تک۔ ہندوستان کی حالت موجودہ۔
برٹش گورنمنٹ و ہندوستانی ریاستین مادی ترقی۔ بحری تجارت۔ ہندوستانکا حال
ہندؤن پر برٹش گورنمنٹ کا اثر۔ ظالمانہ مراسم و معاشرت کے سوالات سے غفلت انکے
سیاحتون سے نبچنے کے دلائل۔ انگریزون کا تقرر۔ کونگریس۔ اخبارات۔ فہرست مضامین

غلط نامہ آئین قیصری

پڑہنے والوں کو چاہیئے کہ پہلے غلط نامہ کے موافق کتاب کو درست کرلین تاکہ اغلاط کتابت کے سبب سے وہ بعض فقرون کے معنے غلط نہ سمجھیں۔

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷	۳	منگر	سنگرۃ	۷۸	۹	شاو	شاذ
۱۷	۱۱	محافظت	مخالفت	۸۱۴	۱۹	بدن	مدن
۲۷	۷	آرا ہے	آرا ے	۸۴	۹	چھونے	چھوٹے
۲۷	۲۱	اس	ان	۱۰۱	۲۱	اسی	ایسی
۳۱	۲۲	بشنن	لیشن	۱۰۷	۹	یااکثر	اکثر
۳۶	۲۳	بُری	بڑی	صفحہ	۰	۱۰۸و۱۰۹	۱۰۸و۱۰۹
۳۸	۱۴	اس امر	اس	۱۱۰	۲	کابل تھا	کابل
۴۱	حاشیہ	سیکرٹری	سیکرٹ	۱۱۰	۹	کہ بہت	بہت
۴۲	۴	کے	کو	۱۱۴	۲	گرفن	گرفن
۵۷	۱۷	اسکے	×	۱۱۴	۱۹	سقیہانہ	سفیہانہ
۵۸	۱۱	مقدار کا	مقدار کے	۱۱۷	۱	ہو	ہون
۶۵	۷	عطار ہوا	عطار	۱۲۰	۲۲	لوکشی	پوشی
۷۴	۲	وہ	سے	۱۲۳	۲۲	ہی	بھی

صحیح	غلط	سطر	صفحہ
دی	ڈی	٩	١٢٤
ظلمت	عظمت	١٧	١٢٥
تو	کو	٩	١٣٢
ساتھ مردم شماری	ساتھ	٨	٣
ہیں جو	ہیں	١٠	٧
لاکھ	لاکھ کے	١٠	١٢
ذرا	ورا	٢٢	١٩
کھرسا	کھرسال	١٤	٣٥
تعلیم ہو	تعلیم	١٨	٥١
بھی	نہیں	١٢	٦٧
اسی قدر	اسقدر	١٩	٧٧
گورنمنٹین	گورنمنٹوں کی درمیان	١٥	١٠٥
جب تک	جب	١٣	١٢١
١٠٠٠	١٠٠٠٠	١٨	١٢٦
بستم	بست دوم	١	١٢٩
بست و دوم	بست وسوم	١٩	١٣٠
چھاپنے کے	چھاپنے کو	٣	١٥١
یہہ	یہہ نہ	٢١	١٥٢
بست وسوم	بست و ششم	١	[illegible]
کارخانے نہین	کارخانے مین	١٠	٩
کوچ بہار	کوچ	٨	١٧
الہام آمیز	الہام امر	٩	١٨
اس	اس سے	١١	٢٨

صحیح	غلط	سطر	صفحہ
بھی ناپسند کرتے ہیں	بھی	٢٠	١٢٤
سینندھیا	سندھیا	١٣	١٢٨

دوسرے کاتب نے کتاب لکھی ہے اسلئے صفحے ازسرنو شروع ہوئے

صحیح	غلط	سطر	صفحہ
بلیر	بئر	جدول	٤
١٤	١١٤	١٤	١٤
آبادی کی	آبادی	حاشیہ	١٦
بڑی	بری	٩	٢٨
ہیں	میں	٢	٤٥
امتحان لینے والے	سکھانے والے	٢٠	٥٥
ہیں	ہین	١١	٧٦
ریشن	رشن	١٧	١٠٣
روینیو	ریینو	٢	١١٣
ستامپ	سیٹیمپ	١٥	١٢٣
پیٹرو	میٹرو	١٤	١٣١
بست و یکم	بست وسوم	١٥	١٣؟
عام	عام جو	١٨	١٥٠
کیا	کہا	١٢	١٥١

یہاں سے پھر کاتب بدلا گیا اس لئے ازسرنو صفحے شروع ہوئے

صحیح	غلط	سطر	صفحہ
بست چہارم ١٨٧٣	بست ششم ١٨٧٣	١٠	٦
رکھی	رکھی گئی	٢٠	١٦
لشکرکشیان	سرشیان	٢	١٨
نہ کرسکے	کرسکے	١٦	١٩
بننا	لینا	١٤	٣٢

انکے فرزندانِ ارجمند کی سیر و سیاحت - انکی شادیون اور بیاہون کا بیان - ملکہ معظمہ کے شوہر والا گوہر کی وفات انکی بیوگی کے حالات جان فرسا - ملکہ معظمہ اور انکے شوہر کی خط و کتابت عزیز و اقربا و فرمانروایان یورپ کے ساتھ - دونو کی تقریرین مختلف قسم کے جلسون مین - انکی رعایا پروری و عدل گستری کا بیان - غرض اس قسم کے مضامین تحریر ہوئے ہین جنکی صرف پیشانیون کی فہرست ۱۲ صفحون مین لکھی گئی ہے - اور کل حالات مذکورہ ۹۸۰ صفحون مین - قیمت عہ۸ر محصول ۵ر

تاریخ عہد سلطنت ملکہ معظمہ قیصر ہند

سوانح عمری کے بعد یہ تاریخ پانچ حصہ مین لکھی ہے جسمین انکے عہد ہمایون کا حال اسطرح بیان کیا ہے کہ حصہ اول تو بطور تمہید لکھا ہے کہ جسمین اسمر سے کہ انگلنڈ کو ہندوستان سے کچھ تعلق پیدا ہوا - ۱۸۳۷ء تک جسمین ملکہ معظمہ اورنگ آرا ہوئین یہ مضامین تحریر ہوئے ہین کہ انگریزون نے کسطرح یورپ کی اور قومون پرتگیزون و ڈچ و فرانسیسون کو ہندوستان سے نکالا اور ہندوستان مین کیونکر اپنی فرمانروائی کا سلسلہ جمایا اور ہندوستان مین کیون انگریزون کی سلطنت پھیلی - اور دوسرے حصہ مین ۱۸۳۷ء سے ۱۸۴۸ء تک کے حالات لکھے ہین جسمین والیان ہند سے جنگ چکائیز برٹش گورنمنٹ کے فتح اور نصرت پانے کے حالات - اور حصہ سوم ۱۸۴۸ء سے ۱۹۰۱ء تک جسمین حضرت علیا نے وفات پائی حالات لکھے ہین انمین واقعات عظیمہ ۱۸۵۷ء کے غدر و بغاوت کے بالتفصیل بیان کئے ہین کہ ہندوستانی سپاہ نے بغاوت کیون کی کس کس جگہہ بغاوت کی آگ بھڑکی اور کیونکر وہ بجھی اور انگریزی حکومت بحال ہوئی ایک ہزار صفحون کے قریب بغاوت کے حالات مین تحریر ہوئے ہین - ابتک کوئی کتاب اردو زبان مین اس بسط و تفصیل سے غدر کے بیان مین نہین لکھی گئی ہے دہلی کا بیان مولف نے اپنی چشم دید لکھا ہے - حصہ چہارم مین اُن محاربات عظیمہ کا ذکر کیا گیا ہے جو انگلستان کے اور ملکون سے یورپ ایشیا افریقہ مین سوا ہندوستان کے ہوئے ہین جیسکہ جنگ کریمیا - جنگ سوڈان و مصر و ٹرنسوال وغیرہ ہین - ان چارون حصون کے ۱۲۰۰ صفحے ہین قیمت للعہ محصول ۸ر ہے

آئین قیصری

پانچوین حصہ کا نام آئین قیصری ہے اس مین مضامین مفصلہ ذیل ہین - مولف نے جو ترقیان خود دیکھی ہین ساری دنیا مین قیصر ہند کی سلطنت کہان کہان ہے - ہند و انگلنڈ مین گورنمنٹ کیونکر منتظم و منضبط ہوئی - اس مین وقتاً فوقتاً کیا کیا تبدیلیان ہوئین بالفعل اسکی کیا صورت ہے - ہندوستان کے لئے قوانین کیونکر مدون ہوئے اور ان مین کیا کیا تغیرات ہوتے رہے عدالتین کیونکر مقرر ہوئین اور انکی صورتین کیا کیا بدلتی رہین - بحری و بری حدود کسطرح مستحکم و استوار ہوئین سپاہ کیونکر مرتب ہوئی اس کے اندر کیا کیا انقلابات واقع ہوئے - پبلک ورکس نہروں وریلون کا مفصل حال تعلیم کی اشاعت کیونکر ہوتی ہے - اس تعلیم کا اثر رعایا پر کیا ہوتا ہے - ہندوستانی ریاستوںسے برٹش گورنمنٹ کے کیا کیا تعلقات ہین - ہندوستانی ریاستون مین کن باتون کی ترقی ہوئی - ہندوستانی ریاستوں کی سپاہ کا بیان - ہندوستان کی آمد و خرچ کا بیان ہندوستان سے انگلستان روپے جانے کا بیان ٹیکسین کس کس طرح لیجاتی ہین - نمک افیون کے ٹیکسون کا بیان - برٹش گورنمنٹ کیا حصہ لیتی ہے اور ہندوستان کی گورنمنٹ کیا لیتی تھی - ہندوستان کا افلاس و تمول - کتنے سررشتے جدید جاری ہوئے کس کس قسم کے انگریز ہندوستان مین رہتے ہین - ہر کتاب کے صفحے ۵۰۰ قیمت عہ/ محصول ۳/

عہد سلطنت انگلشیہ ہند کی کامل تاریخ از ابتدا تا ۱۹۰۱ء

ان ہی کتابون مین سے حصہ اول و دوم و حصہ سوم سے کامل تاریخ عہد سلطنت انگلشیہ ہند مرتب ہوئی ہے - صفحے ۱۴۴۲ قیمت للعہ محصول ۷/

ان سب جلدونکے صفحے تین ہزار اکہتر ہین اور قیمت سات روپیہ بارہ آنہ ۱۲ محصول پوسٹ اوس مین علاوہ ریل مین اس سے کم موافق فاصلہ کے -

التماس بخدمت شریف ایڈیٹران اخبارات و رسالجات -

اگر ایڈیٹران اخبارات و رسالجات ان کتابون کے اشتہار کو اپنے اخبارون اور رسالون مین اسلیئے مفت چھاپین گے کہ وہ ملکہ معظمہ کی سوانح عمری اور تاریخ ہے مین انکا ممنون ہونگا اور انکی اس اشاعت کے سبب سے جو کتابین فروخت ہونگی انکی قیمت پر بیس روپیہ سیکڑہ کمیشن انکو دونگا وہ یہہ چھاپ دین کہ کتابیں ہماری مطبع کی معرفت مل سکتی ہین اور جو درخواستین انکے مطبع مین آئین وہ میرے پاس بھیجدین اور ۳ اپنا کمیشن خریدارون سے قیمت کے وصول ہونے پر مجھ سے لے لین - ان کتابون سے اخبارات کے بہت سے کام نکل سکتے ہیں - المشتہر احمد عطاء اللہ - دہلی

چیلون کا کوچہ مطبع شمس المطابع ۲ دسمبر ۱۹۰۲ء -